الف ۱۴۰/۲

(جلد دوم)

ویتم نعمته علیک وعلی آل یعقوب

حسب فرمایش برادر مکرم جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ ولیسلی اسکوائر نمبر ۱

ترجمہ اردو

مجموعۂ فتاوی

مولانا محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام کمترین محمد قمر الدین بن جناب حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب مرحوم مالک مطبع احمدی

مطبع [illegible] طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

سوال گونگے کا نکاح کیونکر ہوگا جبکہ وہ تلفظ پر قادر نہین ہی **جواب** اگر اپنا مقصد اشارے سے کہتا ہی اور اشارے سے دوسرے کا مطلب سمجھتا ہی اور اُسکے اشارے مقرر اور معلوم ہین تو اُسکا نکاح اشارہ سے منعقد ہوگا عالمگیری مین ہی کما ینعقد بالعبارۃ ینعقد بالاشارۃ من الاخرس ان کانت اشارتہ معلومۃ نکاح جسطرح عبارت سے منعقد ہوگا اُسیطرح گونگے کے اشارے سے منعقد ہوگا جبکہ اُسکا اشارہ معلوم ہو **سوال** غلام یا لونڈی اگر خود اپنا نکاح کرلے یا مالک کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نکاح کردے تو اُسکا کیا حکم ہی **جواب** مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر اُسنے اجازت دیدی تو نافذ ہوگا ورنہ باطل۔ عالمگیری مین ہی نکاح القن والمدبر وام الولد والمکاتب بلا اذن السید موقوف ان اجازہ المولی نفذ وان ابطل بطل کذا فی الوقایۃ قن اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب کا نکاح اگر مالک کی بے اجازت ہوجائے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر اُسنے اجازت دیدی تو نافذ ورنہ باطل ہوگا یہ وقایہ مین ہی اور ردالمحتار مین ہی واطلق النکاح لیشمل ما لو زوج بنفسہ وزوجہ غیرہ نکاح کو مطلق رکھا ہی تاکہ اگر خود اپنا نکاح کرے یا کوئی دوسرا اُسکا نکاح کردے تو ان دونون صورتون کو شامل ہوجائے **سوال** اگر کوئی شخص بازاری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہی اور دونون تائب ہوکر نکاح کرنا چاہین تو کیا مرید ہونا بھی ضروری ہی **جواب** مرید

ہونا جواز نکاح مین ضروری نہین ہی **سوال** اگر زید کی زوجہ نے زنا کیا تو نکاح باطل ہوگا یا نہین **جواب** نہین
سوال اگر نکاح کے وقت گواہ حاضر نہین ہین اور زوج نے کہا کہ مین نے خدا و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا
تو نکاح صحیح ہوگا یا نہین **جواب** نہین تاتارخانیہ مین ہی رجل تزوج امرأۃ ولم یحضرہ شھود فقال خدا و
رسول را یا فرشتگان را گواہ کردم یبطل النکاح وکفر الناکح لاعتقاد ان الرسول والملائکۃ تعلم الغیب و
تسمع النداء بلاریب اگر کسی مرد نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور گواہ حاضر نہ تھے پس کہا مین نے خدا اور رسول یا
خدا کے فرشتون کو گواہ کیا تو نکاح باطل ہوا اور نکاح کرنے والا کافر ہوگیا کیونکہ اُس نے اس امر کا اعتقاد کیا کہ رسول و ملائکہ
غیب دان ہین اور بیشک آواز سنتے ہین **سوال** متعہ کسے کہتے ہین اور یہ جائز ہی یا نہین **جواب** متعہ اسے
کہتے ہین کہ مرد کسی عورت سے کہے مین تجھسے اتنی مدت تک اتنی اجرت پر فائدہ اُٹھاؤنگا اور یہ اوائل اسلام مین مباح تھا
پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ساتوین برس ایام جنگ خیبر مین اسکی ممانعت فرمادی بخاری اور مسلم
اور ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت نقل کی ہی پھر آپنے فتح مکہ کے بعد سال اوطاس (ایک وادی
کا نام ہی جہان حضور نے غنیمت حنین کو تقسیم فرمایا تھا) مین تین دن تک متعہ کی اجازت دی پھر ممانعت فرمادی اسکو
مسلم اور احمد وغیرہما نے روایت کیا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم
او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون اور وہ لوگ جو اپنی
شرمگاہون کی حفاظت کرتے ہین اپنی بیبیون اور لونڈیون کے سوا دوسرون سے کیونکہ ان دونون کے متعلق اُنکو
ملامت نکیجائیگی اور جس نے اسکے علاوہ کچھ خواہش کی وہ حد سے گذرنے والا ہی ترمذی نے حضرت ابن عباس رض
سے روایت کی ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہر شرمگاہ سوا منکوحہ اور جاریہ کی شرمگاہون کے حرام ہوگئی عن
ابی ملیکۃ قال سئلت عائشۃ عن متعۃ النساء فقالت بینی وبینکم کتاب اللہ فقرأت والذین ہم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ما زوجہ اللہ او ما ملکہ
فقد عدی ابی ملیکہ سے مروی ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مینے متعہ کے متعلق پوچھا تو آپنے فرمایا کہ میری اور تمہارے
درمیان قرآن حکم ہی پس والذین ہم الآیۃ کو پڑھکر کہا کہ اب جو اپنی بی بی اور لونڈی کے سوا کسی اور کی خواہش کرے
اُسنے حد سے تجاوز کیا **سوال** ہدایہ مین مذکور ہی کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک متعہ جائز ہی یہ صحیح ہی یا نہین **جواب**
صحیح نہین ہی ملا علی قاری مرقاۃ مین لکھتے ہین کہ حرمت متعہ مین کسی مجتہد نے اختلاف نہین کیا ہی اور علامہ علی شیخی
احقاق الحق مین لکھتے ہین کہ علماء ارجع حکم متعہ مین اختلاف رکھتے ہین اور خود امام مالک نے مؤطا مین بروایت عبداللہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل لحوم الحمر الانسیۃ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے اور شہری گدھون کا گوشت کھانے سے خیبر کے دن منع فرمایا ہی اور صاحب ہدایہ نے جو لکھا ہی وہ شمس الائمہ کے قول سے اخذ کیا ہی اور اکثر محققین نے اس باب مین انکی خطا ثابت کی ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی والمذکور فی الھدایۃ والمبسوط سھو والمذکور فی کتب المالک حرمۃ نکاح المتعۃ وھو الصحیح ہدایہ اور مبسوط مین جو مذکور ہی وہ سہو ہی اور کتب امام مالک مین حرمت متعہ مذکور ہی اور وہ صحیح ہی عینی شرح ہدایہ مین ہی قال الاکمل ھذا سھو فان المذکور فی کتب مالک حرمۃ نکاح المتعۃ وقال فی المدونۃ ولا یجوز النکاح الی اجل قریب او بعید ان سمی صداقا وھذہ المتعۃ اکمل نے کہا ہی یہ غلطی ہی کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتابون مین حرمت متعہ مذکور ہی اور مدونہ مین ہی کوئی مدت قریبہ یا بعیدہ مقرر کرکے نکاح کرنا ناجائز ہی اگرچہ اسکا نام صداق رکھا جائے لیکن یہ متعہ ہی **سوال** کتب شیعہ امامیہ مین حرمت متعہ کی روایت پائی جاتی ہی یا نہین **جواب** استبصار مین جو امامیہ کی معتبر کتاب ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعۃ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھے کا گوشت اور متعہ کو حرام کیا ہی اور تہذیب مین بھی حرمت متعہ کی روایت موجود ہی **سوال** حضرت ابن عباس رض سے جو جلیل القدر صحابی ہین حلت متعہ منقول ہی اسکی کیا وجہ ہی **جواب** حضرت ابن عباس ہجرت سے ایک یا دو برس پہلے پیدا ہوے اور آٹھ بلکہ نو برس تک مکہ معظمہ مین رہے اور مکہ معظمہ مین احکام شرعیہ کی کسیکو اطلاع نہ تھی جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجری کے آٹھوین سال مین غزوۃ الفتح کیلیے مکہ پہونچے تو حضرت ابن عباس رض کو مع ذریات اور مستورات کے آپنے مدینہ منورہ بھیجدیا پس غزوہ خیبر حضرت ابن عباس رض کے مدینہ مین آنے سے چند برس پہلے ہوچکا تھا اور غزوہ اوطاس فتح مکہ کے بعد اسکے متصل انکی غیبت مین واقع ہوا انھون نے ان دونون کے حالات بچشم خود نہین دیکھے لوگون سے جو کچھ سن لیا سن لیا اور جن دو برس حضرت ابن عباس نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت کی ہی اور آپسے استفادہ حاصل کیا ہی اس مدت مین کوئی ایسی بات پیش نہین آئی جس مین حضور حکم حرمت متعہ کو پھر بیان فرماتے اسیوجہ سے حضرت ابن عباس رض نے خود حضور سے اس مقدمہ مین کوئی اطلاع نہین پائی اور زمانہ فاروقی مین جبکہ یہ مسئلہ مبحوث عنہا ہوا انھون نے آیہ حرمت پائی اور اباحت غزوہ اوطاس کو ضرورت اور حاجت پر محمول کیا اور دوسرے حکم تحریم کو جو بعد تین دن کے واقع ہوا تھا ارتفاع ضرورت کیوجہ سے انقطاع رخصت پر حمل کیا نہ تحریم مؤبد پر **سوال** اگر ہندہ اور زید مین ایجاب وقبول ہوا اور ہندہ نے قبلت یا قبول کردم کہا اور گواہون نے دونون کا کلام ایک ساتھ سنا مگر ہندہ اس لفظ کے معنے نہین جانتی اور یہ بھی نہین جانتی کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی پس یہ نکاح منعقد ہوگا یا نہین **جواب** منعقد ہوگا

نقایہ اور اُسکی شرح قہستانی مین ہی ینعقد بایجاب و قبول لفظہما ماض کزوجت وتزوجت او امر و ماض کزوجنی فقال زوجت و ان لم یعلما معناہ ای معنی لفظہما سواء کان عربیًا او عجمیًا وسواء علما انہ مما ینعقد بہ النکاح اولا وہذا فی الحکم واما فیما بینہ وبینہ تعالیٰ فلا ینعقد ان لم یعلما انہ مما ینعقد بہ کما فی قاضیخان لکنہ مما اختلف فیہ المشائخ کما فی الخزانۃ وذکر فی العمادی انہ لا یصح عقد من العقود اذا لم یعلما معناہ وقیل یصح الجمیع وقیل ان کان مما یستوی جدہ وہزلہ یصح کالنکاح والا فلا کالبیع نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہی الفاظ ایجاب و قبول بصیغہ ماضی ہون جیسے زوجت اور تزوجت یا ایک امر اور دوسرا ماضی ہو جیسے زوجنی اور زوجت اگرچہ طرفین کو ان الفاظ کے معنے نہ معلوم ہون خواہ الفاظ عربی ہون یا عجمی اور خواہ اُنکو اسکا علم ہو کہ اس سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی یا نہو یہ احکام شرعیہ مین ہی لیکن عند اللہ اگر وہ نہ جانتے ہون کہ ان الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی تو نکاح منعقد نہوگا جیسا کہ قاضی خان مین ہے لیکن اس معاملہ مین مشائخ کا اختلاف ہی جیسا کہ خزانہ مین ہی اور عمادی مین ہی کہ کوئی عقد صحیح نہین ہی تا وقتیکہ طرفین الفاظ کے معانی نہ جانتے ہون اور بعضون کے نزدیک تمام عقد درست ہوجاتے ہین اور بعضون کے نزدیک اگر عقد ایسا ہو کہ واقعہ اور مذاق دونون سے نافذ ہوجاتا ہو تو صحیح ہوگا جیسے نکاح ورنہ نہین جیسے بیع **سوال** زید مرگیا اور اُسکی زوجہ اُسی مکان مین عدت بیٹھی ہی جہان زید کے مرتے وقت تھی پس بضرورت یا بلا ضرورت وہ اُس مکان کے بیرونی حصہ مین یا اپنے شوہر کے اور عزیزون کے یہان جاسکتی ہی یا نہین اور اُسکو اپنے مکان مسکونہ سے حرکت کرنا جائز ہی یا نہین اگر جائز ہی تو پیادہ جائے یا سواری پر اور اپنے عزیزون کے مکان مین رات بھر رہنا جائز ہی یا نہین اور کی گھنٹے اپنے مکان سے علٰحدہ رہسکتی ہی اور جو کچھ ممنوعات شرعی ہون جیسے حرکت سکون ظاہری زیبائش سرمہ حنا وغیرہ سب مصرح تحریر فرمائیے **جواب** معتدہ طلاق یا موت دونون کو اُس مکان سے باہر جانا جائز نہین ہی جہان اُسپر عدت واقع ہوئی ہی مگر انہدام یا خوف انہدام مکان یا تلف مال کی ضرورت کیوجہ سے یا جس مکان مین وہ ہی اُسکا کرایہ دینے کی قدرت نہو اور ان ضرورتون سے جب باہر جائے تو اقرب مکان مین جاسکے اور مکان کے اُس صحن مین جہان اغیار رہتے ہون نہ نکلے اور زینت کو ترک کرے یعنی زیور اور معصفر اور مزعفر نہ پہنے اور عطر اور تیل اور سرمہ اور حنا کا استعمال نکرے اور مہین کپڑے نہ پہنے لیکن اگر بضرورت ان اشیا کا استعمال کرے تو کچھ حرج نہین ہی ایسا ہی درمختار او رعالمگیری اور بحر الرائق وغیرہ مین ہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد **ہو المصوب** معتدہ کو لازم ہی کہ مکان سکونت سے باہر نجائے لیکن جب مکان کے گرنے یا مال کے تلف ہونیکا خوف ہو یا مکان مسکونہ کا کرایہ نہ دے سکے مگر بغیر ضرورت باہر نکلنا جائز نہین ہی واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی **سوال** زید نے اختلاط کے وقت قصدًا اپنی زوجہ کی پستان منہ مین رکھ لیے اور دودھ اُسکی

حلق سے اُتر گیا تو کیا زوجہ اُسپر حرام ہو گئی **جواب** حرام نہین ہوئی خزانۃ الروایۃ مین ہے فی الخانیۃ اذا مصّ الرجل ثدی امرأتہ وشرب لبنہا لم تحرم علیہ لما قلنا انہ لا رضاع بعد الفصال خانیہ مین ہے اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کے پستان کو چوسا اور دودھ پی گیا تو وہ اُسپر حرام نہین ہوئی کیونکہ ہمنے کہا ہے کہ دودھ چھڑانے کے بعد پھر رضاعت نہین ہے **سوال** ایک شخص نے فریب سے اپنے کو سنی ظاہر کرکے سنی عورت کے ساتھ شادی کی بعد کو جب عورت اُسکے رفض پر واقف ہوئی تو اُسکی صحبت سے اُسنے نفرت کی اب عورت اپنے کام کی مالک ہے یا نہین **جواب** مالک ہے حصکفی نے کہا ہے فی الدر قلت وافاد البہنسی انہا لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار فلیحفظ درمختار مین ہے مین کہتا ہون اور بہنسی نے بھی یہی کہا ہے کہ اگر کسی عورت نے کسی مرد سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ آزاد یا سنی یا مہر اور نفقہ پر قادر ہے پھر اسکے خلاف نکلا یا اس شرط پر کہ وہ فلان بیٹا فلان کا ہے اور وہ لقیط یا حرامی نکلا تو عورت کو اختیار ہے واللہ اعلم حررہ محمد محفوظ اللہ من احفاد القاضی محمد ثناء اللہ رح الپانی پتی جواب صحیح ہے کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط شرط کے فوت ہو جانے سے مشروط فوت ہو جاتا ہے اسکی دلیل ہے جب وہ رافضی ثابت ہو گیا تو عورت کے لیے خیار ثابت ہو گیا حررہ سید محمد نذیر حسین **ہو الموفق** ایسے شخص کے ساتھ عورت کا نکاح دو وجہونسے صحیح نہین ہو سکتا (۱) شخص مذکور کے کفر کیوجہ سے جیسا کہ اکثر فقہا اور متکلمین روافض کے کفر کے قائل ہین جیسے صاحب فتاوی ظہیریہ وخلاصہ وقنیہ وعالمگیری وجامع الرموز ودرمختار وردالمحتار وفتح القدیر وغیرہ اور اگر کسی کے ذہن مین یہ خطرہ گذرے کہ کتب عقائد مین موجود ہے لا تکفر احدا من اہل القبلۃ اہل قبلہ مین سے کوئی ایک بھی کافر نہین ہے اور روافض اہل قبلہ ہین اُنکو کافر کیونکر کہہ سکتے ہین تو علامہ خیالی نے اپنے حاشیہ مین اور مولانا عبد العزیز دہلوی نے اپنے فتاوے مین اور استاذ الاستاذ مرزا حسن علی محدث لکھنوی نے اپنے جوابون مین اور علامہ ابو شکور سلمی نے تمہید مین اسکا جواب دیا ہے اور لکھتے ہین کہ ایمان شرعا عبارت ہے جمیع احکام دین وضروریات شرع سے اسطرح پر کہ جزم حاصل ہو اور اسلام عبارت ہے انقیاد سے نہ مجرد کلمہ کے تلفظ سے کیونکہ جمیع احکام شرع کی تصدیق کا نام ایمان ہے پس ایک جزو کا ترک کرنا بھی عدم ایمان ہے اور چونکہ ایمان اور کفر کے درمیان مین کوئی واسطہ نہین ہے پس عدم ایمان کفر ہوگا اور یہ باتین روافض کے مذہب مین پائی جاتی ہین اور اگر بفرض محال کسی کو روافض کے کفر مین شک ہو تو مبتدع اور فاسق ہونے مین کوئی کلام نہوگا (۲) مبتدع ہونے کیوجہ سے کیونکہ مبتدع اور فاسق سنیہ کا کفو نہین ہے درمختار مین ہے فلیس فاسق کفوء لصالحۃ وفی الطحطاوی المبتدع فانہ لیس کفوا الفاسق فاسق صالحہ کا کفو نہین ہے طحطاوی مین ہے مبتدع فاسق کا کفو نہین ہے اور جامع الرموز مین لو کان مبتدعا والمرأۃ سنیۃ لم یکن کفوء لہا کما فی المنتقی اگر مرد مبتدع ہے اور عورت سنی تو وہ اُسکا کفو نہین ہے جیسا کہ

نتف مین ہی جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ مبتدع سنیہ کا کفو نہین ہی تو عقد مذکور بھی صحیح نہین ہوا اور یہی فقہا کا مختار رہی اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ کفایہ مین ہی امرأۃ لو زوجت نفسہا من غیر کفوء یصح ولکن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشایخنا وقال شمس الائمۃ السرخسی ھذا اقرب الی الاحتیاط فلیس کل ولی یحسن المرافعۃ الی القاضی ولا کل قاض یعدل۔ اگر کسی عورت نے غیر کفو کے ساتھ اپنی شادی کر لی تو صحیح ہی لیکن اولیا کو حق اعتراض ہی اور حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ نکاح منعقد نہوگا اور اسی سے ہمارے بہت سے مشائخ نے اخذ کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی کہ یہ اقرب الی الاحتیاط ہی کیونکہ ہر ولی قاضی تک معاملے کے لیجانے کو پسند نہ کریگا اور نہ ہر قاضی عادل ہوا کرتا ہی اور فتاوی کافوری مین ہی امرأۃ زوجت نفسہا بغیر اذن ولیہا فان کان الزوج کفوا صح النکاح والا لا یصح ھو المختار ایک عورت نے ولی کی بے اجازت اپنی شادی کر لی پس اگر زوج کفو ہی تو عقد صحیح ہی ورنہ نہین اور یہی مذہب مختار ہی اور تعلیق الانوار حاشیہ درمختار مین قولہ حق الولی کے تحت مین ای فلہ الاعتراض فی غیر الکفوء دفعا للعار عنہ ولو غیر محرم کابن العم ولکن التفریق یتوقف علی القضاء فی ظاہر الروایۃ وتقدم ان روایۃ عدم النفاذ ھی المفتی بہا یعنی ولی غیر کفو سے شادی کرنے پر اعتراض کر سکتا ہی اپنے سے عار کے دفع کرنیکے لیے اگرچہ وہ غیر محرم ہو مثلا چچازاد بھائی لیکن تفریق قضای قاضی پر موقوف ہی ظاہر روایت مین لیکن یہ اوپر معلوم ہو چکا کہ عدم نفاذ ہی کی روایت پر فتوی ہی اور درمختار مین ہی تعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح کفو ہونا لزوم نکاح مین معتبر ہی اور طحطاوی قولہ للزوم النکاح کے تحت مین لکھتے ہین ھذا علی ظاہر المذہب وقد افتی بہ یہ ظاہر مذہب کے لحاظ سے ہی اور اسی پر فتوی ہی اور رد المحتار مین للزوم النکاح کے تحت مین ہی ای علی ظاہر الروایۃ ولصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی یعنی بر ظاہر روایت اور صحت نکاح مین معتبر ہی بر روایت حسن جسپر فتوی دیا گیا ہی اور دوسری جگہ لکھا ہی قولہ الکفاءۃ معتبرۃ قالوا معناہ معتبرۃ فی اللزوم حتی ان عدمہا جاز للولی الفسخ + فتح + وھذا بناء علی ظاہر الروایۃ من ان العقد صحیح وللولی الاعتراض اما علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی من انہ لا یصح فھی للصحۃ فقہا نے کہا ہی کہ کفاءت لزوم مین معتبر ہی یہانتک کہ اگر کفاءت نہو تو ولی کو فسخ نکاح کا حق ہی یہ فتح مین ہی اور یہ ظاہر روایت پر مبنی ہی کہ عقد صحیح ہی اور ولی کو اعتراض کا حق ہی لیکن حسن کی روایت پر جو مفتی بہ ہی نکاح صحیح نہوگا تو کفاءت شرط صحت ہی جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقد مذکور صحیح اور منعقد نہین ہوا تو اب عورت کا اختیار ہی کہ جسکے ساتھ چاہے نکاح کر لے واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ الاحد

ہو المصوب پہلا جواب سوال کے مطابق نہین ہی کیونکہ سائل یہ سوال نہین کرتا ہی کہ سنیہ کا نکاح رافضی کیساتھ جائز ہی یا نہین بلکہ پوچھتا ہی وہ عورت اپنے کام کی مالک ہی یا نہین اور مجیب نے اگرچہ مالک ہونے کا جواب دیا ہی مگر

درمختار کی عبارت جواب کے مطابق نہین ہی کیونکہ کان لها الخیار کا یہ مطلب ہی کہ عورت کو تفریق کا اختیار ہی کہ حاکم کے سامنے مرافعہ کرکے مفارقت کرلے اور ایسی عبارتین انھین معنون مین مستعمل ہوتی مین نہ اس معنی مین کہ نکاح نافذ نہین ہی - اور دوسرا جواب غلط ہی کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط کا قاعدہ معاملات مین ہی نہ نکاح مین اور تیسرا جواب بھی مناسب مقام نہین ہی کیونکہ گو صاحب ظہیریہ وغیرہ نے سب شیخین کیوجہ سے روافض کے کفر کا حکم دیا ہی مگر اصح اسکے خلاف ہی چنانچہ ابو شکور سلمی اور ملا علی قاری وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہی من انکر ضروریات الدین کفر ومن لم ینکرها لا جسنے ضروریات دین کا انکار کیا وہ کافر ہی اور جسنے ضروریات دین کا انکار نہ کیا وہ کافر نہین ہی پس بغیر اس تحقیق کے کہ وہ ضروریات دین کا منکر ہی یا نہین کفر کا حکم لگا دینا مناسب نہین ہی ہان دوسری وجہ صحیح ہی کہ روافض مبتدع اور فاسق ہین اور فاسق صالحہ کا کفو نہین ہی اور غیر کفو سے نکاح نافذ نہین ہوتا روافض کا فسق ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین اور صاحب فتح القدیر وغیرہ نے ثابت کیا ہی اور فاسق صالحہ کا کفو نہین ہی اسکی تصریح نقایہ اور مجمع البحرین اور ملتقی الابحر وغیرہ مین ہی بلکہ جمہور فقہا اسکے قائل ہین کہ فاسق صالحہ کا کفو نہین ہی اور غیر کفو کے ساتھ عدم نفاذ نکاح بحر الرائق اور مجمع الانہر وغیرہ مین بصراحت موجود ہی واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال باوجود علم کے عنین کے ساتھ نکاح جائز ہی یا نہین

جواب جائز ہی بحر الرائق مین ہی استفید من وضع المسألة ان نکاح العنین صحیح فان علمت وقت النکاح فلا خیار لها کما لو علم المشتری بعیب المبیع وان لم تعلم به وعلمت بعدہ کان لها الخصومة وان طال الزمان کما فی الخانیة اس مسئلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ عنین کا نکاح صحیح ہی اگر اسکا علم نکاح کے وقت ہو تو عورت کو خیار نہین ہی جیسا کہ اگر مشتری کو مبیع کا عیب معلوم ہو اور اگر اسوقت علم نہو بلکہ بعد کو علم ہوا تو اسے خصومت کا حق ہی اگرچہ زمانہ زائد گذر گیا ہو

سوال ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس مرد کے ایک لڑکا پہلی زوجہ سے ہی اس لڑکے کا نکاح اس عورت کی بہن کے ساتھ درست ہی یا نہین

جواب درست ہی

سوال ایک شخص اور اسکی ہمشیرہ اور زوجہ اور والدہ زوجہ ایک تنگ و تاریک مکان مین سوتے تھے اتفاقا وہ شخص جاگا اور اپنے کو پیشاب کی حاجت پاکے اپنی ہمشیرہ کو اس لیے اٹھانے لگا کہ وہ اسکی زوجہ کو جگا دے ناگاہ اسکا ہاتھ زوجہ کی مان کی ران پر پڑ گیا اور بدن کی حرارت بھی محسوس ہوئی فورًا اسنے ہاتھ کھینچ لیا اس صورت مین مساس ثابت ہوا یا نہین اور شرعًا مساس کی حد کیا ہی اور اسکی زوجہ اسپر حرام ہوئی یا نہین

جواب زوجہ حرام ہوگئی اسکا ترک کرنا لازم ہی درمختار مین ہی قبل ام امرأته حرمت علیه امرأته ما لم یظهر عدم الشهوة وفی المس لا تحرم ما لم تعلم الشهوة جسنے اپنی زوجہ کی مان کا بوسہ لیا اوسپر اسکی زوجہ حرام ہوگئی جبتک کہ عدم شہوت ظاہر نہو اور مس سے حرام نہین ہوتی جبتک شہوت معلوم نہو اور یہی ادبی مین ہی

ولا فرق بین اللمس والنظر بشھوۃ بین عمد ونسیان وخطاء واکراہ چھونے او نبظر شھوت دیکھنے مین عمد و نسیان خطا و اکراہ کی صورت مین کچھ فرق نہین ہی **سوال** (۱) سنی کو اپنے لڑکے یا لڑکی کا نکاح شیعہ کے ساتھ کرنا جائز ہی یا نہین اور نہ جائز ہونیکی صورت مین اگر عقد ہو چکا ہی تو کیا حکم ہی (۲) مذاہب اہل تشیع وسنت وجماعت مین ارکان نماز وکلمہ وطریقہ مین اتفاق نہین ہی تو ایسی حالت مین خورد و نوش بشمول اہل تشیع جائز ہی یا نہین **جواب** شیعون کے بعض فرقے کافر ہین اُنسے مناکحت ومواکلت ومجالست جائز نہین مثل اُن فرقون کے جو کہتے ہین علیؓ خدا تھے یا جبریل نے خطا کی یا علیؓ رسول اللہؐ سے افضل تھے اور ایسے ہی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زنا کی تہمت لگاتے ہین اور بعض فرقے فاسق ہین جیسے شیخین کو گالی دینے والے انسے مناکحت وغیرہ درست نہین الرافضی ان کان یعتقد الالوھیۃ فی علی وان جبرئیل اخطأ وغلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق فھو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومۃ فی الدین بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر رافضی اگر الوہیت حضرت علی اور خطای جبرئیل کا قائل ہو یا صحبت حضرت صدیقؓ کا منکر ہو تو کافر ہی کیونکہ اُسنے قطعیات کی مخالفت کی برخلاف اسکے اگر حضرت علیؓ کو افضل جانتا ہو اور صحابہ کو گالیان دیتا ہو تو مبتدع ہی کافر نہین ہی **سوال** ہندہ سنیہ نے اپنا عقد زید شیعہ کے ساتھ کیا اور صیغہ عقد بطریق اہل تشیع جاری ہوا پھر مواصلت ومباشرت کے بعد ہندہ زید سے اجازت لیکر اپنی ماں کے یہان گئی اور بیٹھ رہی اور مہر معجل کی خواہان ہی زید کو اُسکے خراب ہو جانے کا خوف ہی اس صورت مین زید اپنے مذہب کے موافق اُسکو مہر معجل ادا کرنے سے پہلے لاسکتا ہی جیسا کہ صاحب شرائع الاسلام لکھتے ہین ولھا ان تمنع من تسلیم نفسھا حتی تقبض مھرھا سواء کان الزوج موسرا او معسرا وھل لھا ذلک بعد الدخول قیل نعم وقیل لا وھو الاشبہ لان الاستمتاع حق لزم بالعقد عورت کو حق حاصل ہی کہ اپنے کو شوہر کے سپرد نکرے تاوقتیکہ اُسکا مہر نہ ادا کیا جائے برابر ہی کہ شوہر مالدار ہو یا غریب اس مین اختلاف ہی کہ یہ اختیار اُسکو دخول کے بعد بھی ہی یا نہین تو بعضون کے نزدیک ہی اور بعضون کے نزدیک نہین ہی اور یہی اشبہ ہی کیونکہ حق استمتاع عقد ہی سے ثابت ہو جاتا ہی اور ہدایہ سے جو سنیون کی معتبر کتاب ہی اختلاف ثابت ہوتا ہی جیسا کہ لکھا ہی وللمرأۃ ان تمنع نفسھا حتی تاخذ المھر وتمنعہ ان یخرجھا ولو کان المھر کلہ مؤجلا لیس لھا ان تمنع نفسھا لاسقاطھا حقھا بالتاجیل کما فی البیع وفیہ خلاف ابی یوسف وان دخل بھا فکذلک عند ابی حنیفۃ وقالا لیس لھا ان تمنع نفسھا عورت کو اسکا حق ہی کہ اپنے کو شوہر کے سپرد نکرے اور شوہر کو باہر لیجانے سے روکے تاوقتیکہ اُسے مہر نہ ملجائے اور اگر مہر مؤجل ہو تو اسی یہ حق نہین ہی کیونکہ تاجیل سے اُس نے اپنا حق کھو دیا جیسا کہ بیع مین اس مین امام ابو یوسف کا اختلاف ہی اور اگر مرد اُسکے ساتھ صحبت کر چکا ہی تو بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسے حق ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین ہی **جواب**

اس صورت مین شوہر ہندہ کو مہر معجل ادا کرنے سے پہلے لاسکتا ہی بحر الرائق مین ہی اذا وطیہا او خلا بہا برضاہا فیہ
خلاف قال ابو حنیفۃ لہا ان تمنع نفسہا وخالفاہ وفی شرح الجامع الصغیر للبزدوی کان ابو القاسم الصفار یفتی فی المنع بقول ابی یوسف
ومحمد وفی السفر بقول ابی حنیفۃ ثم قال وھذا احسن فی الفتیا یعنی الدخول لا یمنع نفسہا ولو امتنعت لا نفقۃ لہا ولا یسافر
بہا ولہا الامتناع منہ لطلب المہر ولہا النفقۃ کذا فی غایۃ البیان جب زوجہ کے ساتھ اُسکی رضامندی سے وطی کی یا
خلوت کی تو اسمین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ نے کہا ہی کہ اُسے حق ہی کہ اپنے آپ کو شوہر کے سپرد نکرے اور صاحبین اسکے
خلاف ہین بزدوی کی شرح جامع صغیر مین ہی کہ ابو القاسم صفار منع مین صاحبین کے قول پر اور سفر مین امام ابو حنیفہ کے
قول پر فتوی دیتے تھے اور یہی فتوے کیلیے مناسب ہی یعنے زوجہ زوج کو صحبت سے نہین روک سکتی اور اگر ایسا کرے تو
اُسے نفقہ نملیگا البتہ اگر چاہے تو اُسکے ساتھ سفر نکرے اور اُسے سفر سے بغرض طلب مہر روکدے اس صورت مین اُسے
نفقہ ملیگا یہ غایۃ البیان مین ہی **سوال** ایک شخص نے فیما بین لوگون کے سامنے دادم اور پذیرفتم سے ایجاب و قبول کیا
جائز ہوا یا نہین **جواب** فقہا کا اسمین اختلاف ہی بعض کے نزدیک ان الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی اور بعضون کے
نزدیک جبتک اور الفاظ بھی (مثلا بزنی دادم) الحق نہون نکاح منعقد نہین ہوتا پس مقتضاے احتیاط یہ ہی کہ الفاظ صریحہ سے
نکاح کیا جائے خزانۃ الروایات مین ہی فی الغیاثیۃ سئل نجم الدین النسفی عمن قال لرجل دختر خویش فلانہ بمن دادی گفت
دادم وی گفت پذیرفتم او قال لامرأۃ خویشتن بمن دادی او قال دہ فقال دادم فقال ھو پذیرفتم ھل ینعقد النکاح فیہ اختلاف
المشایخ عند بعض لا ینعقد حتی یقول بزنی دادم وعند بعض یکون نکاحا بدون ذکر ذلک وھو الاصح لان لفظ الاعطاء ینبئ عن
التملیک والنکاح بلفظ التملیک جائز عندنا وفی جامع المضمرات شرح مختصر القدوری فی النسفیۃ سئل عمن قال لامرأۃ بحضرۃ الشہود
دختر خویش بمن دادی فقالت دادم ھل ینعقد النکاح فقال نعم لان الناس تعارفوا التزویج بہما اللفظ وان لم یتلفظوا بلفظ النکاح
لان النکاح ینعقد عندنا بلفظ الہبۃ خلافا للشافعی وفی مجمع النوازل عن نجم الدین النسفی ان قولہ دختر خویش مرا دادی او بمن دہ لا بد
ان یقول بزنی او یقول الآخر بزنی دادم فاما بدون ذلک لا ینعقد النکاح عند بعضہم وعند بعضہم ینعقد فلا بد من ہذہ الزیادۃ لتصیر المسئلۃ
متفقا علیہا غیاثیہ مین ہی کہ نجم الدین نسفی سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا دختر خویش فلانہ بمن دادی
اُسنے کہا دادم پھر اسنے کہا پذیرفتم یا کسی عورت سے کہا خویشتن بمن دادی یا خویشتن بمن دہ اُسنے کہا دادم پھر اسنے کہا پذیرفتم
تو نکاح منعقد ہوگا یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ اسمین مشایخ کا اختلاف ہی بعضون کے نزدیک تاوقتیکہ بزنی دادم نہ کہے
نکاح منعقد نہوگا اور بعضون کے نزدیک بغیر یہ کہے ہوے ہوجائیگا اور یہی اصح ہی کیونکہ لفظ عطا سے تملیک ثابت ہوتی
اور ہمارے نزدیک تملیک سے نکاح جائز ہی اور جامع المضمرات شرح مختصر قدوری مین نسفیہ سے نقل کیا ہی جس شخص نے

دوسرے سے گواہون کی موجودگی مین کہا دختر خویش بمن دادی اور اُسنے کہا دادم تو نکاح منعقد ہو جائیگا کیونکہ لوگون مین اس لفظ سے تزویج رائج ہی اگرچہ نکاح کا استعمال نکیا جائے کیونکہ ہمارے نزدیک نکاح لفظ ہبہ سے منعقد ہو جاتا ہی امام شافعی کو اس مین اختلاف ہی اور مجمع النوازل مین نجم الدین نسفی سے نقل کیا ہی کہ دختر خویش مرا دادی یا بمن دہ کے ساتھ بزنی دہ کہنا ضروری ہی اور اسیطرح دوسرے کو بزنی دادم کہنا چاہیے اسکے بغیر بعضون کے نزدیک نکاح منعقد نہین ہوتا اور بعضون کے نزدیک ہو جاتا ہی اسلیے یہ لفظ بڑھا لینا چاہیے تاکہ مسئلہ متفق علیہ ہو جائے **سوال** بیوہ عورت کا نکاح کسی حالت مین ایام عدت مین ہو سکتا ہی یا نہین اور اگر کسی نے ایسا کر لیا تو ناکح اور منکوحہ کیسے گنہگار ہونگے و اس سے توبہ کیونکر کیجائے اور ایسی محفل مین شریک ہونا اور نکاح پڑھنا گناہ ہی یا نہین **جواب** حالت عدت مین کسی طرح سے نکاح درست نہین ہی اور نص قرآنی سے اسکی حرمت ثابت ہی قال اللہ تعالی ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ اللہ تعالی فرماتا ہی اُسوقت تک نکاح کا قصد نکرو جب تک کتاب کی مقرر کی ہوئی عدت پوری نہو جائے۔ اس فعل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہی اُسپر اُسیطرح توبہ لازم ہی جسطرح کبائر سے توبہ ہوتی ہی اور ایسی محفل مین شریک ہونا اور باوجود اس امر کے علم کے نکاح پڑھنا حرام ہی **سوال** ایمۂ اربعہ رحمہم اللہ کے سوا کسی مجتہد یا عالم کو جنھون نے کوئی مسئلہ خلاف ایمۂ اربعہ کے کہا ہو گمراہ کہنا یا اُنکی تضلیل کرنا درست ہی یا نہین اور گمراہ کہنے والے کیلیے شرعا کیا حکم ہی اور یہ کہنا کیسا ہی کہ داؤد ظاہری چونکہ ظاہر پہ چلتا تھا اسلیے گمراہ ہی اور داؤد ظاہری کو مطلق گمراہ کہنا یا اس مسئلہ مین خاص کر کے جو داؤد ظاہری نے وربائبکم اللاتی فی حجورکم مین کہا ہی کہ اگر ربیبہ گود مین ہو تو حرام ہی ورنہ نہین اس کہنے کی وجہ سے اُسے گمراہ کہنا جائز ہی یا نہین اور جسنے اسکا ایسا عقیدہ رکھا وہ بھی اسکے ساتھ گمراہ ہوا یا نہین اور اس عبارت سے تفسیر آیات الاحکام کا کیا مطلب اور مراد ہی بیبی جانب کی حرمت مین دو قیدین ذکر کی ہین ایک اللاتی فی حجورکم دوسری من نسائکم اللاتی دخلتم بہن پہلی قید اتفاقی ہی اور حضرت علی رض سے مروی ہی اور داؤد نے کہا ہی کہ جو ربیبہ اُسکی گود مین نہو وہ حرام نہین اور دوسری قید حکم سے متعلق ہی الخ **جواب** اللاتی فی حجورکم کی قید بمذہب صحیح و مختار جمہور اتفاقی ہی اور داؤد کے نزدیک موافق روایت علی رض کے اتفاقی نہین ہی جیساکہ فتح القدیر مین ہی سواء کانت فی حجرہ او حجر غیرہ وھو مذھب الجمھور وشرط علی و رجع ابن مسعود الی قول الجمھور خواہ اُسکی گود مین ہو یا دوسرے کی گود مین ہو اور یہی مذہب جمہور کا ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُسکی گود مین ہونے کی شرط لگائی ہی اور ابن مسعود نے جمہور کے قول کی جانب رجوع کیا ہی۔ اور اگرچہ صحیح اس باب مین جمہور کا قول ہی مگر داؤد ظاہری کو اسکے خلاف سے گمراہ کہنا جائز نہین ہی کیونکہ مسائل شرعیہ کا اختلاف تفسیق و تضلیل کا باعث نہین ہی تذکرة الحفاظ مین ہی قال یحیی بن سعید الانصاری اھل العلم اھل توسعة وما برح المفتون یختلفون فیحلل

ھذا و یحرم ھذا فلا یعیب ھذا علی ھذا ولا ھذا علی ھذا یحیےٰ بن سعید انصاری کہتے ہین کہ اہل علم اہل وسعت ہین مفتی ہمیشہ خلاف کرتے رہتے ہین کوئی حلال کہتا ہی کوئی حرام لیکن اس اختلاف کی بدولت کسیکو دوسرے کی برائی نہ کرنا چاہیے اور شرح مقاصد مین ہی المحققون من الماتریدیۃ والاشاعرۃ لاینسب احدھما الاخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافا للمبطلین المتعصبین حتے ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضا بدعۃ وضلالۃ محققین ماتریدیہ واشاعرہ مین سے کوئی دوسرے کی جانب بدعت و ضلالت کی نسبت نہین کرتے برخلاف متعصبین کے کہ وہ بسا اوقات فرعی اختلافات کو بھی بدعت وضلالت کہنے لگتے ہین - اور کسی مجتہد کو اور ایسا ہی داؤد ظاہری کو کسی مسئلہ مین کہ اُنھون نے جمہور یا ایمۂ اربعہ کے خلاف کیا ہو اگر اُنکا وہ مسئلہ غیر مقبول و باطل ہو گمراہ کہنا درست نہین ہی **سوال** (۱) زید سے بوجہ حرام ہندہ حاملہ ہوئی مگر چونکہ زید کو حمل کا علم نہ تھا لوگون کے پند و نصیحت سے دونون نے توبہ کرکے نکاح کرلیا اور نکاح کے بعد جماع بھی کرتا رہا اس صورت مین کیا حکم ہی (۲) ایک سنیہ سبائی شیعہ سے منسوب ہوئی مگر ایجاب و قبول کے وقت نہ زبان سے قبول کیا نہ دل سے مگر بوقت رخصت خاموش رہی ایک مہینہ کے بعد ناا تفاقی ہوئی اور تا زندگی قائم رہی اور مرد کے مرنے کے بعد عورت نے عدت گذرنے سے پہلے اس خیال پر نکاح کرلیا کہ مین نے تو نکاح قبول ہی نہین کیا تھا عدت کیا بیٹھون یہ نکاح صحیح ہوا یا نہین اگر نہین صحیح ہوا تو اب کیونکر نکاح کرے شوہر کو مرے تین سال ہو چکے ہین (۳) اگر کسی شخص کی منکوحہ نے شرک خواہ کفر کیا تو نکاح ٹوٹ جاتا ہی یا نہین اگر ٹوٹ جاتا ہی تو توبہ کے بعد لوٹ آتا ہی یا تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہی **جواب** (۱) نکاح صحیح ہوگیا اور زید نکاح کے بعد وطی کرنے سے گنہگار نہین ہوا ردالمحتار مین ہی وصح نکاح حبلی من زنا عندھما وقال ابو یوسف لا یصح والفتوی علی قولھما کما فی القھستانی جو عورت زنا سے حاملہ ہوئی اُسکا نکاح طرفین کے نزدیک درست اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نادرست ہی اور فتوی طرفین کے قول پر ہی جیسا کہ قہستانی مین ہی - اور درمختار مین ہی ونکح الزانی حل لہ وطیھا اتفاقا اگر زانیہ سے زانی نے نکاح کیا تو اُسکو بالاتفاق وطی حلال ہی (۲) اس عورت نے اگرچہ نکاح کے وقت قبول نہین کیا لیکن جب شوہر کی مجامعت اور خلوت پر بلا اکراہ راضی رہی تو نکاح جائز ہوگیا بحرالرائق مین ہی لو خلا بھا برضاھا ھل یکون اجازۃ عندی ان ھذا اجازۃ اگر اُسکے ساتھ اُسکی رضامندی سے وطی کی تو میرے نزدیک نکاح جائز ہوگیا اور ردالمحتار مین ہی التمکین من الوطی کالاقرار وطی کی اجازت مثل اقرار کے ہی - اور جب نکاح جائز ہوا تو شوہر کے مرنے کے بعد اُسپر عدت واجب تھی عدت گذرنے کے پہلے جو نکاح کیا وہ فاسد ہو گیا اس نکاح کا فسخ کرنا دونون پر اور شوہر ثانی کا ایسا لفظ کہنا جس سے ترک کا مضمون سمجھا جائے جیسے ترکتک یا خلیت سبیلک واجب ہی اور فسخ نکاح کے بعد مثل طلاق کے عدت بیٹھنا عورت پر لازم ہی درمختار مین ہی ولکل واحد منھما فسخہ ولو بغیر محضر عن صاحبہ دخل بھا او لا فی الاصح خروجا عن المعصیۃ

بل یجب علی القاضی التفریق بینھما وتجب العدۃ بعد الوطی لا الخلوۃ للطلاق لا للموت من وقت التفریق اومتارکۃ الزوج دونوں کو نکاح فسخ کرلینا چاہیے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو معصیت سے بچنے کے لیے بلکہ قاضی پر واجب ہے کہ دونوں میں تفریق کرادے اور طلاق کی عدت (نہ کہ موت کی) وطی کے بعد (نہ کہ خلوت کے بعد) واجب ہے وقت تفریق یا زوج کے ترک کرنے سے اور ردالمحتار میں ہے تقدم فی باب المھر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ ومثل لہ فی البحر بالتزوج بلا شھود ونکاح المعتدۃ یہ بات باب مہر میں بیان ہو چکی ہے کہ نکاح فاسد موجب عدت ہے بحر میں اسکی مثال میں بلا گواہ نکاح اور معتدہ کا نکاح پیش کیا گیا ہے۔ اور عدت تمام ہونے کے بعد پھر شوہر ثانی کو تجدید نکاح کا اختیار ہے اور عورت کو اب شوہر اول کی موت کی عدت بیٹھنے کی تمادی ایام کی وجہ سے ضرورت نہیں ہے (۳) شرک یا کفر منکوحہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے توبہ او ایمان کے بعد تجدید نکاح لازم ہے **سوال** زوجہ کو زوج کی کتنی اطاعت کرنا چاہیے اگر زوج اپنی زوجہ سے کہے کہ تم اپنے پھوپھیرے یا ممیرے بھائی کے سامنے نہ آؤ اور اُسکے والدین کہیں کہ سامنے آؤ تو زوجہ کو کسکی اطاعت کرنا چاہیے اور اگر زوجہ میکے گئی ہو اور زوج کے گھر آنے کا قصد نہ کرے تو زوج اُسکو لا سکتا ہے یا نہیں **جواب** زوجہ کو جمیع امور شرعیہ میں زوج کی اطاعت کرنا چاہیے شرح شرعۃ الاسلام میں ہے وعلیھا ان تطیع زوجھا فی الامور الشرعیۃ ولو امرھا ان تنقل الحجر من جبل الی جبل ان لا تخرج من بیتہ الا باذنہ زوجہ کو امور شرعیہ میں زوج کی اطاعت کرنا چاہیے اگرچہ وہ اس بات کا حکم دے کہ پہاڑ سے پتھر ڈھلاؤ یا بلا اجازت گھر سے نہ نکلو۔ اور جب عورت اپنے میکے سے نہ آتی ہو تو شوہر اُسکو جبراً لا سکتا ہے اور شوہر کی اطاعت درباب پردہ کے غیر محارم سے مقدم ہے ردالمحتار میں ہے الذی ینبغی تحریرہ ان یکون لہ منعھا عن کل عمل یودی الی تنقیص حقہ او ضررہ او الی خروجھا من بیتہ قابل تحریر امر یہ ہے کہ شوہر زوجہ کو ہر ایسے کام سے روک سکتا ہے جسکی بدولت اُسکا حق کم ہوتا ہو یا ضرر ہوتا ہو یا جسکے بدولت زوجہ کے گھر سے نکلجانیکا خوف ہو **سوال** ہندہ اپنے شوہر زید کی وفات کے بعد تین مہینے کئی روز عدت میں رہی پھر کسی وجہ سے اُسی عدت کے اندر اُسنے عمرو سے نکاح کرلیا عمرو بارہ تیرہ دن اُسکے ساتھ خلوت میں رہا اور وطی بھی کی جب عمرو کو عالموں سے معلوم ہوا کہ عدت کے اندر نکاح ناجائز ہے تو تنہائی میں ہندہ سے یہ کہکر جدا ہو گیا کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اب ایام عدت گذرنے کے بعد تجدید نکاح کرلیں گے اور ایام عدت گذرنے کے بعد ہندہ سے نکاح کرلیا مگر ہندہ تفریق عمرو کی عدت نہیں بیٹھی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اس نکاح سے کئی لڑکے بھی ہو چکے ہیں اب یہ لڑکے حلالی کہلائیں گے یا ولدالزنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول سے اذا انقضت عدتھا من الاول تزوجھا الآخر ان شاء جب اُسکی عدت زوج اول سے پوری ہو جائے تو دوسرا شخص اگر چاہے تو اُس سے شادی کرسکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح صحیح ہو گیا اور اُسکی اولاد حرامی نہ قرار پائیگی کیونکہ اس قول میں زوج ثانی کی تفریق کی عدت بیٹھنے کا

حکم نہین ہے اور یہ قول خاص اسی مادہ مین ہے اسکو صاحب محلی شارح موطا نے ثم لا یجتمعان آلخ کی شرح کے ضمن مین نقل کیا ہے اور یہ عبارت متن موطا کی ہے و قول حضرت عمر کا چنانچہ الفاظ عبارت متن و شرح کے بعینہ نقل کرکے ارسال خدمت کرتا ہون فی الموطا قال عمر بن الخطاب ایما امرأۃ نکحت فی عدتها فان کان زوجها الذی تزوجها لم یدخل بها فرق بینهما ثم اعتدت بقیۃ عدتها من زوجها الاول ثم کان الآخر خاطبا من الخطاب وان کان دخل بها فرق بینهما ثم اعتدت بقیۃ عدتها من الاول ثم اعتدت من الآخر ثم لا یجتمعان ابدا وقال سعید بن المسیب لها مهرها بما استحل منها موطا مین ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جس عورت نے عدت کے اندر نکاح کر لیا اگر اُسکے دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ صحبت نہین کی ہے تو دونون مین تفریق کرا دیجائے پھر وہ اپنی عدت کا باقی زمانہ پورا کرے اُسکے بعد دوسرا مثل پیغام بھیجنے والے کے ہوگا اور اگر صحبت کی ہے تو تفریق کرا دیجائیگی اور بقیہ عدت گذر جانے کے بعد پھر وہ دونون کبھی جمع نہین ہوسکتے اور سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ عورت کو صحبت کیوجہ سے مہر کا حق ہوگا اور صاحب محلی شرح موطا مین قولہ ثم لا یجتمعا ابدا کے تحت مین لکھتے ہین زجرا لہ وسیاسة فی حقهما جزاء سرعة مبادرتهما الیه قبل انقضاء عدتها وهذا مما تفرد به عمر وعامة اهل العلم علی انه تحل له بعد الخروج عن العدة قال محمد وبلغنا ان عمر رجع عن هذا القول الی قول علی اخبرنا الحسن بن عمارة عن الحکم بن عیینة عن مجاهد قال رجع عمر الی قول علی فی التی تزوج فی عدتها وذلك ان عمر قال اذا دخل بها فرق بینهما ولم یجتمعا ابدا واخذ صداقها فجعلها فی بیت المال فقال علی رض لها صداقها بما استحل من فرجها فاذا انقضت عدتها من الاول تزوجها الآخر ان شاء فرجع عمر الی قول علی رض یہ اسوجہ سے کہ اُنھون نے جلدی کی اور انقضاے عدت کا انتظار نہین کیا اسکا مقصد اُنھین زجر و تنبیہ کرنا ہے یہ اکیلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عامۂ اہل علم کے نزدیک وہ عدت گذرنے کے بعد حلال ہے امام محمد لکھتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے جانب رجوع کیا ہے حسن بن عمارہ نے حکم بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ مجاہد کہتے ہین عدت کے اندر جس عورت نے نکاح کر لیا اُسکے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ کے قول کی جانب رجوع کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اگر صحبت کر لی ہے تو دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اور پھر وہ کبھی جمع نہین ہوسکتے اور اُسکا مہر وصول کرکے بیت المال مین رکھا جائیگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک چونکہ مرد نے اُس سے نفع اُٹھایا ہے لہذا عورت کو مہر کا حق ہے اور جب پہلے شوہر کی عدت تمام ہوجائے تو دوسرا شوہر اُسکے ساتھ اگر چاہے نکاح کرسکتا ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے جانب رجوع کیا ہے اس مسئلہ مین جو شرع کا حکم ہو اُس سے مطلع فرمائیے **جواب** عمرو کا متارکہ صحیح ہوگیا اور شوہر اول کی ایام عدت گذرنے کے بعد اُسنے ایام عدت تفریق کے گذرنے سے پہلے جو نکاح کر لیا وہ نکاح صحیح ہوگیا کیونکہ تفریق کی عدت

بہ نسبت دوسرے شخص کے واجب ہی نہ بہ نسبت اُسی شخص کے یعنی اگر تفریق عمر کے بعد کوئی اور شخص اُس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو یہ شخص بغیر ایام عدت تفریق کے گذرے ہوے نکاح اُس عورت سے نہین کرسکتا تھا اور عمرو نے جو صاحب تفریق ہی جب اُن ایام کے گذرنے سے پہلے نکاح کیا تو جائز ہوگیا اور اس نکاح سے جو اولاد ہوئی حلالی ہی ملا علی قاری شرح موطا امام محمد رحمہ اللہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول کے تحت مین فاذا انقضت عدتها من الاول تزوجها الآخر ان شاء لکھتے ہین اذ لا عدۃ ثانیۃ بالنسبۃ الیہ فان اراد ثالث ان یتزوجها فلا یجوز حتی تخرج من عدۃ الثانی ایضا کیونکہ اس دوسرے شخص کیلیے دوسرے عدت کی ضرورت نہین ہی اور اگر اُسکے سوا کوئی اور شادی کرنا چاہے تو اُسوقت تک جائز نہین ہی جبتک دوسرے شوہر کی عدت بھی پوری نہوجائے **سوال** کلو بوکالت محمد بخش اپنے نکاح کا منتا سے دعویدار ہوا اور منتا نے انکار کیا کلو نے محمد بخش وکیل نکاح اور ملا ابراہیم نکاح خوان اور امیر اللہ گواہ وکالت و ننھے و محمد سعید خان و محمد نبی خان گواہان جلسۂ عقد مفروضی کو حاکم فوجداری کے سامنے پیش کیا حاکم نے اُسکے اظہار قلمبند کیے محمد بخش وکیل نکاح نے کہا کہ کلو کا نکاح منتا کے ساتھ میری وکالت سے ہوا ہی منتا نے ننھے اور امیر اللہ کے سامنے مجھے اپنے نکاح کا وکیل کیا تھا اور کہا تھا کہ تم میرا نکاح کلو کے ساتھ کردو اور مساۃ میرے اور ان لوگون کے کے سامنے آتی ہی اور ملا ابراہیم نے میری اجازت سے نکاح پڑھا اور پانسو روپیہ اور پانچ اشرفی مہر مقرر ہوا اسکے بعد الٰہی بخش قلعی گر نے کہا کہ تمنے بغیر ہمسے دریافت کیے ہوے کیون نکاح کردیا ہم اور طرف ثانی یعنے الٰہی بخش وغیرہ مین سخت گفتگو ہوئی ہم جوڑا پھیر لائے حاکم نے سوال کیا ایجاب وقبول طرفین سے ہوگیا تھا اور تین مرتبہ ایجاب ہوا تھا کلو نے کہا تھا کہ منتا دختر غوث محمد کو بعوض پانسو روپیہ اور پانچ اشرفی کے قبول کیا اور عورت باپ کے گھر عورتون مین تھی اور نکاح منعقد ہوا تھا امیر اللہ شاہد وکالت نے بیان کیا کہ مساۃ منتا نے نکاح کا وکیل خدا بخش کو کیا تھا اور اُسنے مساۃ کا نکاح اپنی وکالت سے کلو کے ساتھ کردیا اور ننھے و محمد سعید خان و محمد نبی خان اور ملا ابراہیم نے عقد مساۃ مذکورہ کا بوکالت محمد بخش کے بیان کیا اور امیر اللہ نے پہلے تو خدا بخش کو وکیل بیان کیا پھر بروقت تصدیق اظہار کے وکیل نے تغلیطا سوال کیا کہ بجاے خدا بخش کے محمد بخش بیان کیا اور ان سب نے فقط قبول منجانب کلو بیان کیا اور ایجاب من جانب وکیل نہین بیان کیا اور مساۃ کی ایسی تعریف نہین کی جس سے جہالت رفع ہوتی اور ننھے نے جسکو محمد بخش وکیل نے اپنی وکالت کا شاہد بیان کیا ہی نہ اُسنے اور کسی شاہدان جلسہ نے سواے امیر اللہ کے اثبات وکالت کیا اور مساۃ مذکورہ ان تینون آدمیون سے چھپتی ہی اور جمال خان رسالدار اور اہل محلہ مین سے تیرہ ثقہ آدمیون نے اقرار کلو و محمد بخش اور بر عدم وقوع نکاح بعد تاریخ ارجاع دعوی کلو اور محمد بخش وغیرہ کے بیان

کیا اور اہل محلہ مین سے اٹھائیس ثقہ آدمیون نے بحلف متفق اللفظ بیان کیا کہ کلو کا نکاح منتا کے ساتھ نہین ہوا ہے حاکم مرافعہ نے حکم حاکم فوجداری کا کہ اُسکا مدار اُن چھ آدمیون کی شہادت پر تھا کہ دو انمین سے یعنی محمد بخش وکیل نکاح اور ملا ابراہیم نکاح خوان کہ مباشر فعل ہین اور ایجاب منجانب وکیل بیان نہین کرتے اور تعریف مسماۃ کی نہین کرتے اور باقی چار بھی ایجاب منجانب وکیل بیان نہین کرتے اور محمد بخش کی وکالت کہ موقوف علیہ نکاح ہی بجز امیر اللہ ایک گواہ کے ثابت نہین ہوتی کہ بحق کلو ہوا تھا تحقیق موقع کے بعد تیرہ آدمیون ثقہ اہل محلہ مذکورین سے اوپر اقرار کلو و محمد بخش کے نکاح نہونے پر اور اٹھائیس آدمیون مذکورین سے کلو کا نکاح منتا کے ساتھ نہونے پر کہ مجموعہ کل آدمیونکا اکتالیس کو پہونچتا ہی مسترد فرمایا اب بعض جانب بعض روایات ضعیفہ کہ مانحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی ہین کیونکہ مدار دعوی وکالت محمد بخش ہی اول ان روایات سے ثبوت وکالت محمد بخش بشہادت یک کس مسمی امیر اللہ ثابت نہین ہوتا خلاف فیصلہ حاکم مرافعہ کے تحریر کیے ہین صورت مسئولہ مین حاکم مرافعہ کا حکم صحیح ہی یا حاکم فوجداری کا **جواب** کلو کا نکاح منتا کے ساتھ ثابت نہین کیونکہ موقوف علیہ نکاح منتا سے وکالت محمد بخش ہی اور منتا کو وکالت اور نکاح دونون سے انکار ہی صرف امیر اللہ کی گواہی سے محمد بخش کو منتا کا وکیل کرنا ثابت نہین ہوتا پس اس صورت مین باقی گواہون کی شہادت کے ساتھ کلو کے دعوے کو موافقت نہین ہوئی لہذا روایت مدخلہ مجیب اول بحوالہ درمختار اوپر اثبات دعوے کلو کے مثبت عدم اثبات کی ہوئی عالمگیری مین ہی الشہادۃ ان وافقت الدعوی قبلت والا فلا شہادت اگر دعوے کے موافق ہوگی تو قبول کی جائیگی ورنہ نہین اور اسی کتاب مین دوسری جگہہ ہی وان تکون موافقۃ للدعوی اور یہ کہ دعوے کے موافق ہو اور درمختار مین ہی وموافقۃ الشہادۃ الدعوی اور شہادت کا دعوے کے موافق ہونا اور بفرض محال اگر شہادت بقدر نصاب فرض بھی کیجائے تاہم متواتر اور مشہور کے خلاف ہی جو عند القاضی مقبول نہین کیونکہ اکتالیس آدمی اس بات پر گواہی دیتے ہین کہ منتا کے ساتھ کلو کا نکاح نہین ہوا البینۃ اذا قامت علی خلاف المشہور المتواتر لا تقبل وھو ان یشتہر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعھم علی الکذب تنقیح الحامدیہ مین ہی بینہ جب خلاف مشہور متواتر پر قائم ہو تو مقبول نہوگا اور مشہور متواتر وہ ہی جو اتنا مشہور ہو جائے اور اتنی بڑی جماعت سے سنا جائے جن کا کذب پر جمع ہونا ممکن نہو۔ اور مجیب اول نے جو صحت شہادت وکیل نکاح اور نکاح خوان کی لکھی ہی وہ قواعد کلیہ اور جزئیہ شرع کے خلاف ہی کیونکہ یہ شہادت علی نفسہ ہی جو بموجب ان روایات معتبرہ کے مقبول نہین انما تقبل شہادۃ المامور اذا لم یذکر انہ عقدہ لئلا یشہد علی فعل نفسہ در مختار وکذا الدلال والوکیل لو باثبات النکاح اما لو شہد انہا امرأتہ تقبل والحیلۃ انہ یشہد بالنکاح ولا یذکر الوکالۃ رد المحتار نقلا عن البزازیۃ

والتسهیل الوکیلان بالبیع والدلالان اذا شھدا وقالا نحن بعنا ھذا الشیء من فلان لا تقبل شھادتھما کذا فی الذخیرۃ + عالمگیری شھدا ان فلانا امرھما بتزویج فلانۃ منہ او بخلعھا او اشتریا لہ عبدا ففعلنا فاما ان ینکر الموکل الامر والعقد او یقر بالامر لا العقد او یقر بھما وکل علی وجھین اما ان یدعی الخصم العقد مع الوکیل او ینکر فان کان الموکل ینکر لا یقبل فی الفصول کلھا وان کان الامر یقر بھما والخصم یقر بالعقد قضی بالاقرار لا بشھادتھما الخلع والنکاح والبیع فیھا سواء + عالمگیری مامور کی شہادت اُسیوقت معتبر ہوتی ہی جب وہ یہ ذکر نکرے کہ اُسنے عقد کیا ہی تاکہ اپنے فعل پر شہادت نہو + درمختار ہہ اسیطرح دلال اور وکیل اگر اثبات نکاح کے گواہ ہون لیکن اگر اس بات کی شہادت دے کہ وہ اسکی بی بی ہی تو شہادت مقبول ہوگی اور حیلہ یہ ہی کہ نکاح کی شہادت دے اور وکالت کا تذکرہ نکرے اسکو درمختار نے بزازیہ اور تسہیل سے نقل کیا ہی بیع کے دونون وکیل اور دلال اگر شہادت دین اور یہ کہین کہ ہمنے اس چیز کو بیچا تو اُنکی یہ شہادت مقبول نہوگی جیسا کہ ذخیرہ مین ہی + عالمگیری ہہ دو آدمیون نے اس بات کی شہادت دی کہ فلان مرد نے ہمین فلان عورت کے ساتھ اپنا نکاح کرنے کا حکم دیا یا اپنے لیے غلام خریدنے کا حکم دیا او ہمنے ایسا کیا تو موکل یا تو حکم اور عقد دونون کا انکار کریگا یا حکم کا اقرار کریگا عقد کا انکار کریگا یا دونون کا اقرار کریگا ان مین سے ہر ایک کی دو صورتین ہین یا تو خصم وکیل کے ساتھ عقد کا دعوی کریگا یا انکار کریگا پس اگر موکل انکار کرے تو شہادت تمام صورتون مین غیر مقبول ہی اور اگر آمر دونون کا اقرار کرے اور خصم عقد کا اقرار کرے تو قاضی حکم دیگا لیکن شہادت کیوجہ سے نہین بلکہ اقرار کیوجہ سے خلع نکاح اور بیع کا اس معاملہ مین ایک ہی حکم ہی + عالمگیری + اور جو مجیب نے ترجیح ساتھ نفاذ حکم قاضی اول کی اُس روایت مثبت صحت شہادت مباشر فعل کی بیان کی وہی مثبت نفاذ حکم قاضی اول کی ہی کیونکہ قاضی اول کا حکم کتاب اللہ کے خلاف ہی اللہ تعالی فرماتا ہی واستشھدوا شھیدین من رجالکم اور محمد بخش کی وکالت کا فقط ایک ہی گواہ ہی لہذا حاکم مرافعہ نے مسترد فرمایا اور جب قاضی اول کا حکم شرع کے خلاف ہو تو قاضی ثانی کو جاری نکرنا چاہیے درمختار مین ہی الا ما عن دلیل مجمع او خالف کتابا او سنۃ مشھورۃ او اجماعا دلیل سے خالی ہو یا کتاب یا سنت مشہورہ یا اجماع کے خلاف ہو۔ اور مباشر فعل کی عدم صحت شہادت کی تائید قرآن شریف سے بھی نکلی ہی اللہ تعالی فرماتا ہی واشھدوا اذا تبایعتم اور جب تم سودا کرو تو شاہد کرلو۔ یعنے اپنے معاملات پر گواہ کرلیا کرو نہ یہ کہ اپنے قول وفعل پر ہو جایا کرو پس اس سے معلوم ہوا کہ اصل شہادت گواہی بنا ہی دوسرے کے قول اور فعل پر اور اسکے سوا محمد بخش جو مدعی کے ساتھ مدعا علیہم کے مقابلہ پر مخاصمانہ گفتگو کرتا ہی چنانچہ اُسنے اپنے اظہار مین لکھوایا ہی کہ اگر تم رخصت نکروگے تو ہم نالش کرینگے اور ہم مین اور طرف ثانی مین خوب دو قدح ہوئی ایسے شاہد کی شہادت ہرگز مقبول نہین چنانچہ درمختار مین ہی الا اذا اشتدت الخصومۃ وخاصمہ مگر جبکہ خصومت سخت ہو جائے اور وہ بھی اُسکے ساتھ مخاصمت کرے اور جو مجیب صاحب فرماتے ہین اجازت دینا محمد بخش کا بھی ایجاب جانب محمد بخش سے ہی

یہ سراسر فقہ کے خلاف ہے کیونکہ بلفظ اجازت الفاظ نکاح سے نہیں ہے بلکہ الفاظ نکاح نکاح اور تزویج وغیرہ ہیں درمختار میں ہے انما یصح بلفظ تزویج ونکاح نکاح الفاظ نکاح و تزویج سے صحیح ہوتا ہے اور وکیل یون بیان کرے زوجت موکلتی منک یعنی میں نے اپنی موکلہ کا نکاح تمھارے ساتھ کردیا۔ اور اگر بلفظ اجازت قبول کرکے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا درمختار میں ہے ولا یصح بلفظ اجازۃ واعارۃ ووصیۃ وبالفاظ مصحفۃ کتجوزت الفاظ اجازت واعارہ و وصیت اور الفاظ مصحفہ مثلاً تجوزت سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے تو بھی نکاح جسکے لیے محمد بخش کی وکالت موقوف علیہ ہے وکالت ثابت نہونے کیوجہ سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتا اور مجیب نے جو لکھا ہے کہ یہ کہنا کہ ملا ابراہیم نے نکاح باندھا ایجاب و قبول پر دلالت کرتا ہے اس طرز مجیب سے معلوم ہوا کہ عاقد کلو اور محمد بخش وکیل نہیں ہیں بلکہ ایجاب و قبول کا کام ملا ابراہیم نے کیا حالانکہ جن گواہوں کو کلو نے پیش کیا اُنکے اور نیز کلو کے اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول فقط کلو نے کیا اور مجیب جو لکھتے ہیں کہ یہ کیسی وکالت ہے جو پانچ آدمیوں سے ثابت نہیں ہوتی اگر محمد بخش وکالت کا مدعی لاکھ گواہ اثبات وکالت پر پیش کرے اور اُنمیں سے دو گواہ بھی یہ نہ بیان کریں کہ ہمارے سامنے منتا نے محمد بخش کو اپنے نکاح کا وکیل کیا جب بھی وکالت ثابت نہوگی نہ کہ پانچ گواہ ایسے اور وکالت ان الفاظ سے منعقد ہوتی ہے میں نے تجکو اس بیع یا اس مقدمہ میں وکیل کیا عالمگیری میں ہے واما رکنها فالالفاظ التی تثبت بها الوکالة من قوله وکلتك ببیع هذا البعیر او بشرائه کذا فی السراج الوهاج ارکان وکالت وہ الفاظ ہیں جن سے وکالت ثابت ہو مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجکو اس اونٹ کے بیچنے یا خریدنے کیلیے وکیل کیا جیسا کہ سراج وہاج میں ہے یہ جو مجیب کہتے ہیں کہ حد تک بیان کرنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ تعریف ہونا چاہیے بیشک ایسا ہی ہے مگر گواہوں نے منتا کی ایسی صفت بیان نہیں کی جس سے رفع جہالت ہو حاصل جواب کا یہ ہے کہ محمد بخش کی وکالت گواہوں سے ثابت نہیں علاوہ بریں مشہود علیہ یعنی منتا کی تعریف نہ کی ایجاب کسی نے منجانب وکیل بیان نہیں کیا اس صورت میں کلو کا نکاح منتا کے ساتھ کسی صورت میں ثابت نہیں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الضعیف الراجی الی رحمة اللہ القوی المنان محمد تفضل حسین خان عفا اللہ عن سیاٰتہ وادخلہ فی یوم البعث والنشور فی الجنان [محمد تفضل حسین خان]

ہو المصوب اس صورت میں شہادت ملا ابراہیم نکاح خوان کی معتبر نہیں کیونکہ وہ مباشر فعل ہے اور مباشر فعل کی شہادت جب وہ عین شہادت میں مباشرت فعل کا ذکر کرے غیر معتبر ہے باقتضاے عبارت فتاوی قاضیخان کے رجل تولی تزویج امرأة من رجل ثم مات الزوج فانکرت ورثته نکاحها یجوز للذی تولی العقد ان یشهد بالنکاح یشهد ان فلانا تزوج فلانة بمهر کذا ولا یذکر انه باشر العقد ایک شخص ایک عورت کا ایک مرد کے ساتھ نکاح میں وکیل بنا پھر زوج مرگیا اور اُسکے ورثہ نے نکاح سے انکار کیا تو وہ شخص شہادت عقد دیسکتا ہے بشرطیکہ یہ نہ ذکر کرے کہ اسکا بھی عقد میں دخل تھا۔ اور محمد بخش وکیل کی بھی شہادت غیر معتبر ہے

عالمگیری مین ہی شهدا ان فلانا امرهما بتزویج فلانة او بخلعها او ان اشترى له عبدا ففعلنا فاما ان ینکر الموکل الامر والعقد او یقر بالامر لا العقد او یقر بهما وکل علی وجهین اما ان یدعی الخصم العقد مع الوکیل او ینکر فان کان الموکل ینکر لا یقبل فی الفصول کلها دو آدمیون نے اس بات کی شهادت کی کہ فلان مرد نے ہمین فلان عورت کے ساتھ اپنا نکاح یا خلع کرنے کا حکم دیا یا اپنے لیے غلام خریدنے کا حکم دیا اور ہمنے ایسا کیا تو موکل یا تو حکم اور عقد دونون کا انکار کریگا یا حکم کا اقرار اور عقد کا انکار کریگا یا دونون کا اقرار کریگا انمین سے ہر ایک کی دو صورتین ہین یا تو خصم وکیل کے ساتھ عقد کا دعوی کریگا یا انکار کریگا پس اگر موکل انکار کرے تو شہادت تمام صورتون مین غیر مقبول ہی- اور باقی جن گواہون نے مسماة کی ایسی تعریف نہین کی جس سے رفع جہالت ہو انکی گواہی بھی مثبت نہوگی اشباہ مین ہی المشهود علیه لشئ ان کان حاضرا کفت الاشارة الیه وان کان غائبا فلا بد من تعریفه باسمه واسم ابیه وجده ولا یکفی الاقتصار علی اسمه الا ان یکون مشهورا وتکفی النسبة الی الزوج لان المقصود الاعلام مشہود علیہ اگر حاضر ہو تو اُسکی طرف اشارہ کافی ہی ورنہ اُسکا اور اُسکے باپ دادا کا نام لینا ضروری ہی صرف اُسکا نام لینا کافی نہین ہی البتہ اگر مشہور ہو یا زوج کی جانب نسبت کافی ہو تو جائز ہی کیونکہ مقصود اعلام ہی اور فصول عمادیہ مین ہی الحاصل ان المعتبر انما هو حصول المعرفة وارتفاع الاشتراك حاصل یہ ہی کہ حصول معرفت اور ارتفاع اشتراک معتبر ہی اور جبکہ مسماة وکالت اور عقد دونون سے منکر ہی پس اثبات وکالت کے لیے دو گواہ ضروری ہین بحر الرائق مین ہی ولغیرها رجلان او رجل وامرأتان اطلقه فیشمل المال وغیره کالنکاح والطلاق والوکالة والوصیة والعتاق والنسب اسکے علاوہ کیلیے دو مرد یا ایک مرد دو عورتین اسے مطلق رکھا ہی تاکہ مال اور غیر مال مثلاً نکاح طلاق وکالت وصیت عتاق اور نسب کو بھی شامل ہو جائے اور اس صورت مین سوا امیر اللہ کے کسی نے اثبات وکالت نہین کیا صرف عقد کا ہونا با وکالت محمد بخش بیان کیا اسقدر بیان سے وکالت ثابت نہین ہوئی جبتک یہ بیان نہ کرین کہ ہمارے سامنے مسماة نے محمد بخش کو نکاح کا وکیل کیا تھا انھین وجوہ سے صورت مذکورہ مین نکاح ثابت نہین ہوتا ہی اور ایک جم غفیر کی شہادت عدم نکاح کی اور اقرار مدعی و وکیل کا نکاح نہونے پر مرجح عدم نکاح ہی اور بعد معائنہ تحریرات بعض علما جنھون نے حاکم فوجداری کے حکم کی تائید کی ہی اور اعذار حاکم مرافعہ سے یہ امر محقق ہوتا ہی کہ اس صورت مین حکم حاکم مرافعہ کا درست ہی اور حاکم فوجداری کا حکم چونکہ خلاف شرع واقع ہوا ہی قابل امضا نہین ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی **سوال** ایک شخص چاہتا ہی کہ مین اپنا نکاح اپنے سالے کی پوتی یعنے زوجہ کے بھائی کی پوتی سے کرون اور یہ بات کنز سے پائی جاتی ہی کہ بحالت زندگی پھوپی کے اُسکی بھتیجی کو نکاح مین رکھنا نچاہیے پس اگر اُسکی زوجہ زندہ ہی تو یہ اُسکے بھائی کی پوتی سے نکاح کر سکتا ہی یا نہین **جواب** نہین کرسکتا ہی تنویر الابصار

مین ہی وحرم الجمع نکاحا وعدۃ ووطیا بملک یمین بین امرأتین ایتہما فرضت ذکرا لم تحل للاخری نکاحا اور عدت اور وطی
بملک یمین مین دو ایسی عورتون کو جمع کرنا حرام ہی جنمین سے اگر ایک مرد فرض کی جائے تو وہ دوسرے پر حرام ہو **سوال**
نکاح کے بعد خرمے محفل مین اُچھالدینا کیسا ہی اور نکاح کے پہلے یا نکاح کے بعد معمول ہی کہ زوج کے یہان کے کپڑے زوجہ کو
پہنائے جاتے ہین اور نکاح کے بعد حاضران مجلس کو کھانا کھلاتے ہین انکی شرع مین کیا اصل ہی اور جو شخص کہے کہ یہ امور شرع
نہین ہین لیکن بطور تحفہ وہدیہ واتحاد ان کا رواج ہی وہ گنہگار ہوگا یا نہین **جواب** زوج کے یہان کے کپڑے
زوجہ کو پہنانا یا زوجہ کے یہان کے کپڑے زوج کو پہنانا نہ شرعاً ممنوع ہی نہ بدعات سیئہ مین داخل ہی اور اسیطرح کھانا
کھلانا اور خرمے اُچھالنا بدعات سیئہ مین داخل نہین جس کے ارتکاب سے گناہ لازم آئے بلکہ یہ امور مباح ہین اور اکل
وشرب ولباس کے باب مین جو باتین مباح ہین بنظر اتحاد وودادو حسن اخلاق انکے کرنے مین کوئی حرج نہین ہی البتہ
اگر انکو سنت جانے اور غیر مسنون کو مسنون تصور کرے تو گنہگار ہوگا یہ اُسوقت ہی جب ان امور کا کسی طرح زمانہ نبوی اور
زمانہ صحابہ مین ثبوت نہ مل سکے اور ان امور کا جو عبادات نہین ہین محض اُن زمانون مین نہونا بدعت کا باعث نہوگا اور بعض
روایات سے خرمون کی تقسیم وارد وطبقون کا شرکاے محفل عقد کو کھانا کھلانا ثابت ہی جلال الدین سیوطی بہجۃ زہار الحروس
باخبار الخدوش مین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کرتے ہوے جو بولایت نجاشی حبشہ مین ہوا تھا طبقات
ابن سعد سے نقل کرکے تحریر فرماتے ہین ثم بعد الفراغ من النکاح ارادوا ان یقوموا فقال النجاشی اجلسوا فان سنۃ
الانبیاء اذا تزوجوا ان یوکل طعام علی التزویج فدعی بطعام فاکلوا ثم تفرقوا نکاح سے فراغت کے بعد سبنے اُٹھ جانے
کا قصد کیا تو نجاشی نے کہا بیٹھ جاؤ کیونکہ انبیا کی سنت یہ ہی کہ جب شادی ہو جائے تو کھانا کھلایا جائے پھر کھانا منگایا
اور سبنے کھایا پھر متفرق ہو گئے ۔ اور بیہقی اور معجم اوسط طبرانی مین مرقوم ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضر فی املاک
ای عقد نکاح فاتی باطباق علیہا جلوز ولوز وتمر فنثرت فقبضنا ایدینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لکم لا تاخذون
فقالوا انک نہیت عن النہبی فقال انما نہیتک عن نہبی العساکر خذوا علی اسم اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عقد نکاح مین تشریف لائے پس طباق لائے گئے جن مین جلوزہ شگوفہ اور کھجور تھے جو پھینکے گئے ہمنے اپنے ہاتھ سمیٹ
لیے تو حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ تم لوگ کیون نہین لیتے ہملوگون نے کہا کہ آپ نے لوٹ سے منع فرمایا
ہی تو آپنے فرمایا کہ مین نے لشکرون کی لوٹ سے منع کیا ہی انکو خدا کے نام پر لو لیکن ان روایتون کی سند ضعیف ہے اور
بسند صحیح کوئی معتبر روایت اس باب مین خدشات سے خالی نہین ہی حاصل یہ ہی کہ اگرچہ یہ امور زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ مین
بروایت صحیح نہ بھی ثابت ہون تو بھی بدعت سیئہ مین انکا شمار نہین ہوسکتا بلکہ یہ امور بدعت مباحہ ہین **سوال**

مدعی نے اپنے دعوے کے اثبات مین تین وجہین عدالت مین پیش کین (۱) جلسۂ نکاح کے شاہد (۲) اس بات کے شاہد کہ نکاح کے بعد زوجہ نے مدعی کے ساتھ نکاح پر اپنی رضامندی ظاہر کی (۳) اس بات کے شاہد کہ زید اور اُسکی زوجہ مین خلوت صحیحہ ہوئی جلسۂ نکاح کے شاہدون نے شہادت ادا کی لیکن وکیل کے عدم ثبوت توکیل کی وجہ سے نکاح ثابت نہو سکا تو کیا قاضی باقی دو شہادتون پر نکاح کا حکم دے سکتا ہی **جواب** نکاح کی خبر پہونچنے کے بعد زوجہ کی رضامندی اور خلوت صحیحہ کے ثبوت سے نکاح کی تکمیل ہو جاتی ہی عالمگیری مین ہی ولو اقام الزوج البینۃ انہا اجازت العقد حین اخبرت واقامت البینۃ انہا ردت حین اخبرت کانت البینۃ بینۃ الزوج کذا فی السراج الوہاج اگر شوہر نے اس بات پر گواہ قائم کیا کہ جب زوجہ کو نکاح کی خبر دیگئی تو اُس نے نکاح کی اجازت دیدی اور زوجہ نے اسپر گواہ قائم کیا کہ جب اُسکو خبر پہونچی تو اُسنے نکاح کو رد کر دیا پس زوج کا گواہ معتبر ہی ایسا ہی سراج وہاج مین ہی اور اسی کتاب مین ہی کما یتحقق رضاہا بالقول کقولہا رضیت وقبلت واحسنت واصبت وبارک اللہ لک ولنا ونحوہ یتحقق بالدلالۃ کطلب مہرہا ونفقتہا وتمکینہا من الوطی کذا فی التبیین جسطرح عورت کی رضامندی ان الفاظ سے ثابت ہوتی ہی مثلاً ان الفاظ کے کہنے سے رضیت قبلت احسنت اصبت بارک اللہ لک ولنا اسیطرح دلالت سے بھی ثابت ہوتی ہی مثلاً مہر و نفقہ طلب کرنا وطی کی اجازت دینا ایسا ہی تبیین مین ہی اور اسی کتاب مین ہی لو خلا بہا برضاہا لا روایۃ فی ہذہ المسألۃ قال وعندی ان ہذا اجازۃ کذا فی الظہیریۃ اگر زوجہ کے ساتھ اُسکی رضامندی سے خلوت کی اسکے متعلق کوئی روایت نہین ہی میرے نزدیک یہ جائز ہی ایسا ہی ظہیریہ مین ہی بنا ءً علیہ جب جلسۂ نکاح کے شہود نے وقوع نکاح کی شہادت دی تو قاضی کو رضائے زوجہ اور خلوت صحیحہ کی شہادت ماننا چاہیے **سوال** ولی غیر جابر نے ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا بعد بلوغ اُسنے اپنے نکاح کو فسخ کرکے بلا تفرقۂ قاضی دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہین اور جہان کفار کی سلطنت ہو وہان قاضی کہان سے لایا جائے **جواب** فسخ نکاح مین قضاء قاضی شرط ہی رد المحتار مین ہی حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء حاصل یہ ہی کہ جب صغیر یا صغیرہ کی شادی کر دینے والا باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور ہو تو بعد بلوغ یا بعد علم نکاح اُنکو اختیار ہی اگر فسخ نکاح چاہین تو اُسکے لیے قضاء قاضی ضروری ہی۔ اسلیے صورت مسئولہ مین نکاح دوم صحیح نہین ہوا جامع الفصولین مین ہی لو اختار احدہما الفرقۃ ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن رد ولا یبطل العقد ما لم یحکم بہ القاضی فیتوارثان قبل الحکم اگر دونون مین سے کسی ایک نے فرقت کو پسند کیا اور خیار بلوغ کی رو سے نکاح کو رد کرنا چاہا تو نکاح رد نہو گا اور عقد باطل نہو گا تا وقتیکہ قاضی اس کا حکم نہ دیدے تو قاضی کے حکم کے قبل ایک دوسرے کا وارث ہی اور جہان کفار کی حکومت ہو اور قضائے قاضی مفقود ہو

اگر ایسا واقعہ پیش آئے تو صاحب معاملہ کو بلاد اسلامیہ جیسے بلاد حجاز بلاد روم وغیرہ اور ہندوستان مین رامپور بھوپال وغیرہ مین جہان قاضی موجود ہی جاکر فیصلہ کرالے یا بذریعہ تحریر قضاۃ بلاد اسلام سے فسخ نکاح کا حکم منگائے **سوال** اُن دراہم و دنانیر کا کیا حکم ہی جو لڑکے والے لڑکی والون سے قبل نکاح کے نسبت کے وقت لیتے ہین جیسا کہ اکثر بلاد ہند مین رائج ہی **جواب** درمختار مین ہی اخذ اھل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترد لانہ رشوۃ لڑکی والون سے اگر کچھ لیا ہی تو زوج کو واپس لیلینا چاہیے کیونکہ وہ رشوت ہی اور ردالمحتار مین تحت قول عند التسلیم کے لکھا ہی ای بان ابی ان یسلمھا اخوھا او نحوہ حتی یاخذ شیئا وکذا لو ابی ان یزوجھا فللزوج الاسترداد قائما او ھالکا لانہ رشوۃ یعنی اگر رخصتی کے وقت بھائی یا کسی اور نے بے کچھ لیے ہوے رخصت کرنے سے انکار کیا یا اسی طرح اگر شادی سے انکار کیا تو زوج کو وہ مال (اگر دیا ہو) واپس لینا چاہیے کیونکہ وہ رشوت ہی اور اسی کتاب کے باب الحظر مین ہی ومن السحت ما یاخذہ الصھر من الختن بطیب نفسہ جو سسر داماد سے اُسکی رضامندی سے وصول کرتا ہی وہ کسب حرام ہی پس جو زوج لڑکی والون سے قبل شادی کے لے اُسے تو بدرجہ اولی واپس لیلینا چاہیے کیونکہ یہ رشوت ہی جیسا کہ ردالمحتار باب المہر مین ہی حیث جعلت المال علی نفسھا عوضا عن النکاح وفی النکاح العوض لا یکون علی المرأۃ جو مال عورت اپنے نکاح کے عوض مین دے وہ مال ضائع ہی کیونکہ نکاح مین عوض عورت کے ذمے نہین ہوتا ہمارے ملک کے لوگ اپنی زبان مین اس روپیہ کو تلک کہتے ہین جسکا عربی ترجمہ رشوت ہی تو اُسکا واپس لینا ضروری ہی خواہ موجود ہو یا ہلاک ہوگیا ہو کیونکہ رشوت پر قبضہ سے ملک ثابت نہین ہوتی جیسا کہ درمختار مین ہی فالرشوۃ یحرم اعطاؤھا واخذھا رشوت کا دینا اور لینا دونون حرام ہین واللہ اعلم کتبہ افقر العباد الی اللہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** شخص ہندی فاروقی صدیقی کا یا ہندوستانی سید کا یا ہندی شیخ کا یا ہندی پٹھان کا کفو ہی یا نہین اور اسیطرح پٹھان کا نکاح اُس ہندی عورت کے ساتھ جو سیدہ ہو درست ہی یا نہین **جواب** عرب مین کفاءت بحسب نسب کے معتبر ہی اور عجم مین باعتبار حریت اور اسلام اور دیانت اور حرفہ کے اور عجمی سے مراد وہ شخص ہے جسکو کسی قبیلہ عرب سے انتساب نہو اور جسکا نسب قبیلہ عرب سے متصل ہو وہ حکم عرب مین ہی درمختار مین ہی تعتبر الکفاءۃ نسبا فقریش بعضھم اکفاء لبعض وبقیۃ العرب بعضھم اکفاء بعض ھذا فی العرب اما فی العجم فیعتبر حریۃ واسلاما ودیانۃ وحرفۃ کفاءت باعتبار نسب کے ہی تو قریش بعض بعض کے کفو ہین اور بقیہ عرب بعض بعض کے کفو ہین یہ عرب مین ہی اور عجم مین حریت اسلام دیانت اور حرفت کا اعتبار ہی۔ اور ردالمحتار مین ہی المراد بالعجم من لم ینتسب الی احد من قبائل العرب ویسمون الموالی والعتقاء وعامۃ اھل القری والامصار فی زماننا منھم سواء تکلموا بالعربیۃ او غیرھا الا

من کان لہ نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعة او الی الانصار ونحوھم عجم سے مراد وہ لوگ ہین جو قبائل عرب مین سے کسی کی جانب منسوب نہون ایسے لوگ موالی اور عتقاء کہلاتے ہین اور عوام دیہاتی اور شہری آجکل ایسے ہی لوگ ہین چاہے وہ عربی بولتے ہون یا نہ بولتے ہون البتہ وہ لوگ جنکا نسب معروف ہی مثلاً خلفای اربعہ یا انصار رضی اللہ عنہم مین سے کسی کے جانب منسوب ہون تو وہ عرب ہین اور بھی درمختار مین ہی العجمی لایکون کفوا للعربیة عجمی عربی کا کفو نہین ہی اور فتح القدیر اور بزازیہ وغیرہ مین ہی العالم العجمی یکون کفوا للعربی الجاھل والعلویة لان شرف العلم فوق شرف النسب عالم عجمی جاہل عربی اور سیدہ کا کفو ہو سکتا ہی کیونکہ علم کا شرف نسب کے شرف سے بڑھکر ہی ان عبارتون سے یہ امر ثابت ہوا کہ اہل ہند جنکا نسب کسی قبیلۂ عرب سے ملحق ہی جیسے صدیقی فاروقی شیخ انصاری سید وغیرہ ان سبکے آپس مین کفاءت ثابت ہی اور جس قوم کا نسب کسی قبیلۂ عرب سے نہ ملتا ہو وہ ان لوگون کا کفو نہین ہی مگر یہ کہ عالم ہو **سوال** اعلان نکاح کے لیے طبل کا بجانا مباح ہی یا نہین **جواب** اعلان نکاح کیواسطے دف کا بجانا مباح ہی حدیث مین ہی اعلنوا النکاح ولو بالدف اخرجہ الترمذی وغیرہ بالفاظ متقاربة اعلان نکاح کرو اگرچہ دف ہی سے کیون نہو اسے ترمذی اور دوسرون نے روایت کیا ہی الفاظ سبکے قریب قریب ہین اور سبکے سوا اور مزامیر طبلہ یا طنبور وغیرہ بہ نصوص صریحہ صحیحہ ممنوع ہین اسی لیے حنفیہ بھی نکاح مین صرف دف کی اجازت دیتے ہین اور اسکو بھی اس امر کے ساتھ مشروط کرتے ہین کہ اُس مین جھانجھ نہو خزانة الروایات مین ہی فی الغیاثیة ضرب الدف فی النکاح اعلانا وتشھیرا سنة وفی الخلاصة لاباس بالدف لیلة العرس غیاثیہ مین ہی کہ شادی مین بغرض اعلان وشہرت دف بجانا سنت ہی اور خلاصہ مین ہی کہ شادی کی رات کو دف بجانے مین کچھ حرج نہین ہی۔ اور بھی اُسی مین ہی یجب ان یکون بلا سنجات وجلاجل واجب ہی کہ شادی مین سنجات اور جلاجل (باجون کی قسمین ہین) نہ بجائے جائین۔ خلاصہ یہ ہی کہ دف کے سوا اور کسی باجے کے بجانے کی اجازت اعلان نکاح کیلیے نہ تو احادیث سے ثابت ہی نہ کسی معتبر حنفی نے اسکی تصریح کی ہی **سوال** اعلان نکاح کے لیے دف کا بجانا مباح ہی یا مستحب بوقت نکاح یا بعد نکاح دف بجانا مستحب ہی یا سنت مزامیر وملاہی مثل نقارہ یا ہندوستانی باجا یا انگریزی نوبت کا مع زیر وبم وشہنائی شادی مین بجانا جائز ہی یا نہین اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نوبت وشہنائی بجاے دف کے جائز ہی یا حرام بجاے دف کے باجا نوبت وشہنائی وغیرہ پر قیاس کرنا درست ہی یا نہین **جواب** احادیث صحیحہ سے جملہ مزامیر کی حرمت ثابت ہی اور دف کی حلت بوقت نکاح یا دوسرے مجالس سرور مین بھی ثابت ہی اور یہی مختار محققین حنفیہ وشافعیہ کا ہی کہ مجلس نکاح مین بغرض اعلان دف بجانا درست ہی نہ کہ اور کوئی باجہ انگریزی ہو یا ہندوستانی جامع ترمذی وغیرہ مین مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظھرت القینات والمعازف حضور سرور کائنات علیہ السلام والتحیات نے فرمایا ہی

کہ میری امت مین خسف اور صورت کا بگڑنا اُسوقت سے شروع ہوگا جبسے گانے والی عورتین اور باجے شروع ہو جائینگے اور مسند احمد مین ہی ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبة اللہ نے شراب اور جوا اور کوبہ (باجہ کا نام ہی) کو حرام کیا ہی اور بھی اُسی مین ہی ان اللہ امرنی ان امحق المزامیر خدا نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہی کہ باجون کو مٹاؤن - اور سنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہی عن نافع قال سمع ابن عمر مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونأی عن الطریق وقال یا نافع ہل تسمع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیہ وقال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ہذا فصنع مثل ہذا نافع سے مروی ہی کہ حضرت عمرؓ نے ایک باجے کی آواز سنکر اپنی دونون اُنگلیان کانون مین رکھ لین اور اُس راستے سے دور ہو گئے اور پوچھا ای نافع تمکو کچھ سنائی دیتا ہی مین نے کہا نہین آپنے اپنی اُنگلیان کانون سے نکال لین اور فرمایا کہ مین حضور سرور انبیا علیہ التحیة والثنا کے ساتھ تھا تو اُنھون نے ایسی ہی آواز سنی اور ایسا ہی کیا - اور جامع ترمذی وغیرہ مین مروی ہی اعلنوا النکاح واضربوا علیہ بالغربال نکاح کا اعلان کرو اور غربال بجاؤ اور ابن حجر مکی شافعی کتاب الزواجر مین لکھتے ہین یحرم ضرب واستماع کل مطرب کطنبور وعود ورباب وچنگ وکنجة ودریج وصنج ومزمار عراقی ویراع وہو الشبابة وکوبة وغیر ذلک من الاوتار والمعازف وصح من طرق فقد علقہ البخاری ووصلہ الاسماعیلی واحمد وابن ماجة وابو نعیم وابوداؤد باسانید صحیحة لا مطعن فیہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیکونن فی امتی قوم یستحلون الحر وہو الفرج والحریر والخمر والمعازف وہذا صریح ظاہر فی تحریم جمیع الات اللہو المطربة ترجمہ مین لہو والی چیز کا سننا اور بجانا حرام ہی مثل طنبور وعود رباب چنگ کنجہ دریج صنج مزمار عراقی یراع یعنے شبابہ اور کوبہ اور دوسرے باجے اور ستار وغیرہ اسکی تصحیح متعدد طرق سے ہی بخاری نے اسکی تعلیق کی ہی اور اسمعیلی احمد وابن ماجہ وابو نعیم وابوداؤد نے باسانید صحیحہ روایت کی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری قوم مین ایسے لوگ ہونگے جو کھیل کود کو ریشم کو شراب کو اور باجون کو حلال سمجھینگے اس سے یہ امر ظاہر ہی کہ تمام آلات لہو وطرب حرام ہین الحاصل مجالس نکاح مین دف کے علاوہ کسی باجے کا بجانا درست نہین ہی **سوال** مالابدّ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہی اور یہ بھی ارشاد ہو کہ اس عبارت سے طبل ودف کی اباحت اعلان نکاح مین ثابت ہوتی ہی یا نہین مالابد کی عبارت یہ ہی ملاہی ومزامیر وطنبور ونقارہ ودف وغیرہ بالاتفاق حرام است مگر طبل غازی یعنے نقارہ ہنگام جنگ یا دف برای اعلان نکاح - ایک صاحب نے یہ جواب لکھا ہی واضح ہو کہ مالابد کی عبارت کی تشریح یہ ہی کہ آمین اول ملاہی ومزامیر وطنبور ودہل ونقارہ ودف پر حکم حرمت کا ثابت کیا ہی پھر چونکہ یہ امور علی الاطلاق حرام نتھے بلکہ بعض صورتون مین جائز بھی تھے اسلیے حرف مگر لاکر اُس سے دو چیزون کا استثنا کیا ایک طبل یعنے نقارہ اور دوسرے دف اور ان دونون چیزون پر بھی مطلقا اباحت کا حکم نہین کیا ہی بلکہ جنگ و اعلان نکاح کے ساتھ مقید کیا ہی اس سے ثابت ہوا کہ طبل اور

دف بھی بقصد لہو حرام اور بقصد جنگ و اعلان نکاح جائز ہین اور طبل کو جنگ سے کچھ خصوصیت نہین ایسے ہی دف کو اعلان نکاح سے بھی خصوصیت نہین ہی بلکہ جنگ مین طبل اور دف دونون جائز ہین اور اعلان نکاح مین بھی طبل اور دف دونون جائز ہین لیکن مالابد کی کتاب مختصر رہنے سے اُسمین پوری تفصیل نہین ہی اسی لیے دھوکا ہوتا ہی دوسری بڑی کتابون مین (جیسے طحطاوی شامی وغیرہ) اسکی تفصیل موجود ہی واللہ اعلم اور دوسرے صاحب یون تحریر فرماتے ہین مالابد کی عبارت کچھ ایسی دقیق نہین ہی جس مین اسقدر خلاف واقع ہوا سکے معنی یہ ہین کہ اشیاے لہو و لعب مزامیر اور طنبور اور نقارہ اور دف بالاتفاق حرام ہین اور طبل غازی یعنے نقارہ جنگ کے وقت اور دف اعلان کیلیے حلال ہی یہی فتاوی کبری اور حمادیہ اور ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ مین بھی ہی واللہ اعلم چونکہ ان دونون جوابون مین اختلاف پیدا ہو گیا ہی لہذا آپ اسکو طے فرمائین **جواب** فتاوی اور شروح معتبرہ حنفیہ مین مصرح ہی کہ دف کے سوا جملہ مزامیر حرام ہین البتہ بعض حنفیہ نے نقارۂ جنگ کی اباحت کی تصریح کی ہی اور دف بغرض اعلان نکاح کو مباح لکھتے ہین مالابدمنہ کی عبارت کا صحیح مطلب یہی ہی کہ یہ سب چیزین حرام ہین صرف دف بغرض اعلان نکاح اور نقارہ جنگ کے وقت حلال ہی نہ یہ کہ نکاح کے وقت نقارہ بھی حلال ہی اور اگر بفرض محال مالابدمنہ کی عبارت اسپر دال بھی ہو تو یہ کلام بخلاف لغت و حنفیہ کے مقبول نہوگا کتب معتبرہ مین نکاح کے وقت کہین نقارہ کی اجازت نہین ہی بلکہ صراحۃً ممانعت ہی **سوال** فرض کیا جائے کہ زید پسر نابالغ کا نکاح بولایت پدر ہندہ نابالغہ کے ساتھ بے رضامندی و اطلاع پدر ہندہ مادر ہندہ نے کر دیا چندماہ کے بعد جب پدر ہندہ آیا اور نکاح سے مطلع ہو کر ساکت رہا اور پدر ہندہ نے اور خود ہندہ نے بعد بلوغ کوئی دعوی انفساخ کا نہین کیا تو وہ نکاح جائز سمجھا جائیگا یا نہین **جواب** اس صورت مین یہ نکاح جائز سمجھا جائیگا اگرچہ بعد بلوغ ہندہ کو فسخ کا اختیار تھا مگر وہ اختیار فوری ہوتا ہی جیساکہ ردالمحتار مین ہی اذا ابلغت وھی عالمۃ بالنکاح او علمت بہ بعد بلوغھا فلابد من الفسخ فی حال البلوغ او العلم فلو سکتت و لو قلیلا بطل خیارھا و لو قبل تبدیل المجلس جبکہ عورت بالغ ہوئی اور اُسے نکاح کا علم تھا یا بلوغ کے بعد اُسے نکاح کا علم ہوا تو بلوغ یا علم کے وقت فسخ نکاح ضروری ہی اور اگر کچھ دیر بھی سکوت کیا تو اُسکا خیار باطل ہو گیا اگرچہ یہ سکوت تبدیل مجلس کے قبل ہی ہو پس جبکہ بعد بلوغ ہندہ نے کچھ تعرض نہین کیا تو اب اُسکو خیار فسخ باقی نہین رہا اور اگرچہ لڑکون کے نکاح کی ولایت عصبات کو حاصل ہی جیسے باپ دادا چچا وغیرہ اور انکی موجودگی مین بغیر انکی رضامندی کے ماں کا نکاح کر دینا نافذ نہین ہوتا مگر جب ولی اقرب باپ وغیرہ اپنی رضا ظاہر کرشے اور مطلع ہونے کے بعد تعرض نکرے تو وہ نکاح نافذ سمجھا جائیگا درمختار مین ہی و لا یبطل تزویجھا السابق ای تزویج الولی الابعد حال غیبۃ الاقرب بعود الاقرب ولی کی تزویج سابق صرف ایک صورت مین باطل ہوتی ہی اور وہ یہ کہ کوئی ولی اقرب موجود نہو

اور وہ لوٹ آئے۔ پس جبکہ آنے کے بعد بھی باپ نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور کچھ اعتراض نہین کیا تو وہ نکاح جائز رہا

سوال دختر ہمشیرزادی کے ساتھ نکاح جائز ہی یا نہین **جواب** جائز نہین ہی عالمگیری مین ہی وکذ ابنات الاخ والاخت وان سفلن اسیطرح بھائی اور بہن کی لڑکیان اگرچہ نیچی ہون

سوال جو شخص نہ نماز پڑھتا ہو نہ روزے رکھتا ہو تمام سال مین شاید اُسکو ایک روزہ اور دس پانچ نماز کا اتفاق ہو جاتا ہو اور یہ ترک صوم وصلوۃ بلا اخفا اور بلا عذر شرعی کے محض بیباکی کیوجہ سے ہو مسائل شرعی اور امور دین کے ساتھ استہزاء اور استخفاف کرتا ہو جھوٹ اور فریب وغیبت وسب وشتم مسلمانان اور فحش کلام اور مسخراپن سے ہرگز اجتناب نہ کرتا ہو بلکہ اکثر اوقات اس مین مبتلا رہتا ہو جمعہ وجماعات بلا عذر ترک کرتا ہو اپنے رنڈی بازی اور بدکاری اور ارتکاب دیگر کبائر کو قصۃً خواہ اپنے جلسون مین فخریہ بیان کرتا ہو مسلمانون کا مال مار لیتا ہو جھوٹی قسم کھانے مین تامل نہ کرتا ہو نقض عہد اور خلف وعدہ کرتا ہو بدخلقی اور ارتکاب امور خلاف مروت وتہذیب کی وجہ سے عموماً شہر والے اُس سے ناراض ہون اور اُسکو برا سمجھتے ہون اور انھین بداعمالیون کی وجہ سے اُسکے خاندان والون نے اپنے یہان اُسکا نکاح کرنا گوارہ نکیا ہو ایسا شخص دیانۃً کسی عورت صالحہ بنت صالح یا فاسقہ بنت صالح کا جسکے آباواجداد تقوی اور صلاح مروت اور تہذیب وغیرہ صفات حمیدہ مین مشہور ہون اور اُسکا ولی اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے کو سخت عار سمجھتا ہو شرعاً کفو ہو سکتا ہی یا نہین اور اگر کفو نہین ہی تو وہ عورت کبیرہ ثیبہ مطلقہ ثلاثہ بعد انقضاے عدت اگر بلا اجازت اور سراسر بلا رضامندی اپنے ولی کے بعد علم اس بات کے کہ ولی اس فعل سے سخت ناراض ہی خود نکاح کرلے اور اپنے اور تمام خاندان کے رسوائی کا لحاظ نکرے اور ولی کی ممانعت کو نہ مانے تو یہ نکاح شرعاً درست اور قابل اعتبار ہی یا نہین اور نکاح اگر تحلیل زوج اول کیلیے کیا ہو تو اس نکاح سے بعد وطی وہ عورت پہلے شوہر کیواسطے نکاح ثانی کے ذریعہ سے حلال ہو سکتی ہی یا نہین اور شرعاً یہ نکاح فاسد ہی بعد اعتراض ولی حکم حاکم وقت سے تفریق ہونی چاہیے یا نکاح باطل ہی ابتداً اس نکاح کا انعقاد ہی نہین ہوا اور بغیر تفریق قاضی بوجہ عدم انعقاد نکاح کے عورت خود اس مرد سے جدا ہو سکتی ہی یا نہین **جواب** مطلق فسق کے ثابت ہونے سے مرد کی کفاءت بنت صالح کے ساتھ شرعاً باطل ہو جاتی ہی خواہ بنت صالحہ ہو یا فاسقہ چہ جائیکہ فسق بالاعلان تو اس سے بطریق اولی باطل ہو جائیگی اور ایک امر جس سے مطلق فسق ثابت ہو سقوط کفاءت کے واسطے کافی ہی اور سوال مین بہت سے امور ذکر ہین جنسے شرعاً فسق بالاعلان ثابت ہوتا ہی کیونکہ مطلق فسق کی تعریف فتاوی شامی مین یہ لکھی ہی والفاسق من فعل کبیرۃ او اصر علی صغیرۃ فاسق وہ ہی جو گناہ کبیرہ کرے یا گناہ صغیرہ بار بار کرے۔ اور قاضی خان مین ہی وتکلموا فی الفسق الذی یمنع الشہادۃ اتفقوا علی الاعلان بکبیرۃ یمنع الشہادۃ وفی الصغائر ان کان معلنا نوع فسق مستشنع یسمیہ الناس بذلک فاسقا مطلقا لاتقبل شہادتہ

اُس فسق کے متعلق جو مانع شہادت ہی اختلاف ہی اس امر مین سب متفق ہین کہ گناہ کبیرہ علی الاعلان کرنا مانع شہادت ہی اور
صغائر اگر علی الاعلان کرتا ہو تو یہ ایک قسم کا قبیح فسق ہی جسکے بدولت لوگ اُسے فاسق کہین گے اور اُسکی شہادت مقبول
نہو گی اور ہدایہ مین ہی لا تقبل شہادۃ من یاتی بابا من الکبائر التی یتعلق بہا الحد للفسق اُس شخص کی شہادت مقبول
نہین جس سے ایسے گناہ کبیرہ صادر ہون جو مستوجب حد ہون کیونکہ ایسا شخص فاسق ہی ہدایہ کی اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ صرف ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے فسق ثابت ہوجاتا ہی اور یہان تو بعض امور مثل استخفاف واستہزا حد کفر
تک پہونچاتے ہین پس لامحالہ یہان کفاءت دیانۃ باطل ہوگئی درمختار مین ہی ودیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوء الصالحۃ
او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا دیانۃ فاسق صالحہ یا اُس فاسقہ کا کفو نہین ہی جو صالح کی لڑکی ہو خواہ فاسق معلن
ہو یا غیر معلن اور شامی نے لفظ معلنا اولا کے نیچے لکھا ہی اما اذا کان معلنا فظاہر واما غیر المعلن فہو بان یشہد
علیہ بانہ فعل کذا من الفسقات وہو لا یکرہ فیفرق بینہما الطلب الاولیاء معلن مین تو ظاہر ہی اور غیر معلن کی صورت
یہ ہی کہ اُسکے متعلق اس امر کی شہادت دیجائے کہ اُس نے یہ فسق کی باتین کی ہین اور اس بات کو ناگوار نہ مانے تو ان دونون
صورتون مین اولیا کے مطالبہ پر تفریق کرادیجائے گی۔ اور عالمگیری مین ہی ومنہا الدیانۃ تعتبر الدیانۃ فی الکفاءۃ ہذا
قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ وہو الصحیح کذا فی الہدایۃ فلا یکون الفاسق کفوء لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح
کذا فی المجمع سواء کان معلن الفسق اولم یکن کذا فی المحیط کفاءت مین دیانت بھی معتبر ہی یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف
رحمہما اللہ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی تو فاسق صالحہ یا اُس فاسقہ کا کفو نہو گا جسکا باپ صالح ہی جیسا کہ
مجمع مین ہی خواہ وہ فسق علی الاعلان کرتا ہو یا علی الاعلان نکرتا ہو جیسا کہ محیط مین ہی۔ اور اسی مقام پر ہدایہ مین لکھا ہے
ودیانۃ ای عندہما وہو الصحیح اور دیانۃ یعنے شیخین (امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ) کے نزدیک اور یہی صحیح ہی۔
ان روایتون سے جب کفاءت باطل ہوگئی تو غیر کفو ہونا اُس مرد کا ثابت ہوا اور غیر کفو مین کبیرہ ثیبہ کا نکاح بغیر اذن
ولی کے جائز نہین ہوتا اور شرعا کفاءت دفع عار کیواسطے معتبر ہوتی ہی اور وہ اولیا کا حق ہی پس عورت اگر فاسقہ ہو اور اس
وجہ سے کفاءت کی پروا نکرے تو حق اولیا کا جو ثابت ہی ساقط نہین ہوتا درمختار مین ہی وہی حق الولی لا حقہا کفاءت
ولی کا حق ہی خود عورت کا حق نہین ہی۔ پس اگر بغیر اذن صریحی ولی کے عورت نے نکاح کیا ہی تو وہ نکاح فاسد نہین ہے
بلکہ باطل ہی اور تفریق قاضی کی ضرورت نہو گی بلکہ وہ نکاح کالعدم اور غیر منعقد سمجھا جائیگا چنانچہ درمختار مین کبیرہ ثیبہ کے
حق مین حکم صغیرہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہی ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وہو المختار للفتوی لفساد
الزمان غیر کفو کے ساتھ مطلقا نکاح کے ناجائز ہونے کا فتوے دیا گیا ہی اور فساد زمانہ کی وجہ سے یہی مختار ہی

فتاوی شامی باب الولی مین اس قول کی شرح مین لکھا ہو قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ
وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ + بحر + وقول البحر لم یرض بہ لیشمل ما اذا
لم یعلم اصلا فلا یلزم التصریح بعدم الرضی بل السکوت منہ لا یکون رضی کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحۃ العقد من رضاہ
صریحا وعلیہ فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لا یفید یہ حسن نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہو اور یہ اُس صورت
مین ہو کہ عورت کا ولی موجود ہو اور وہ قبل عقد اس نکاح سے ناراض ہو تو بعد نکاح رضامندی بے سود ہو + بحر + اور بحر کا قول
لم یرض بہ اُس صورت کو بھی شامل ہو کہ ولی کو علم ہی نہو تو نارضامندی کی صراحت کرنا ضروری نہین ہو بلکہ سکوت
بھی نارضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسا کہ ہمنے اوپر ذکر کیا تو یہان پر صحت عقد کیلیے صراحۃً ولی کی رضامندی ضروری ہے
پس اگر قبل نکاح سکوت کیا اور بعد نکاح کے رضامندی ظاہر کی تو یہ بے سود ہو۔ درمختار کے قول وھو المختار للفتوی
کے نیچے شامی نے لکھا ہو وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی الاحتیاط شمس الائمہ نے کہا ہو کہ یہ اقرب الی الاحتیاط ہے
اور عالمگیری مین ہو ثم المرأۃ اذا زوجت نفسھا من غیر کفوء صح النکاح فی ظاھر الروایۃ عن ابی حنیفۃ وھو قول ابی یوسف
اخرا وقول محمد اخرا ایضا حتی ان قبل التفریق یثبت فیہ حکم الطلاق والظھار والایلاء والتوارث وغیر ذلک ولکن
للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا کذا فی المحیط
والمختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن وقال الشیخ الامام شمس الائمۃ السرخسی روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط
کذا فی فتاوی قاضیخان عورت اگر غیر کفو سے شادی کرے تو ظاہر روایت مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک درست
ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا آخر قول ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کا بھی آخر قول ہو حتی کہ قبل تفریق حکم طلاق وظہار وایلا
وتوارث ثابت ہوگا لیکن اولیا کو اعتراض کا حق ہو اور حسن نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہو کہ نکاح منعقد نہوگا اسی
سے ہمارے بہت سے مشائخ نے اخذ کیا ہو جیسا کہ محیط مین ہو اور آجکل فتوی حسن کی روایت پر دیا جاتا ہو شمس الائمہ سرخسی
نے کہا ہو کہ حسن کی روایت اقرب الی الاحتیاط ہو جیسا کہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ ان روایتون سے معلوم ہوا کہ اُس
عورت نے اگر بلا اذن صریحی ولی کے اُس شخص کے ساتھ نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہو اور قول مفتی بہ کے موافق سرے سے
نکاح کا انعقاد ہی نہین ہوا پس بغیر تفریق قاضی یا حاکم وقت کے عورت اُس مرد سے جدا ہو سکتی ہو اور حکم قاضی سے بطریق
اولی جدا ہو سکے گی اور یہ نکاح اگر تحلیل زوج اول کیواسطے کیا جائے تو اسکے ذریعہ سے وہ عورت شوہر اول کے لیے بذریعہ نکاح
ثانی حلال نہین ہو سکتی چنانچہ درمختار مین قول ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا پر تفریع کر کے اسکے آگے لکھا ہو فلا تحل
مطلقۃ ثلاثا نکحت غیر کفوء بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ جس عورت نے ولی کی بے رضامندی غیر کفو سے نکاح کیا اُسے اگر

تین مرتبہ طلاق دیجائے تو بھی وہ شوہر اول کے لیے حلال نہین ہوسکتی اور شامی نے اس قول کی شرح مین لکھا ہی قولہ نکحت نعت لمطلقۃ وقولہ بلا رضی متعلق بنکحت قولہ بعد ظرف للرضی والضمیر فی معرفتہ للولی وفی ایاہ لغیر الکفوء و قولہ بلا رضی نفی منصب علی المقید الذی ہو رضی الولی والقید الذی ہو بعد معرفتہ ایاہ فیصدق بنفی الرضی بعد المعرفۃ وبعدمھا وبوجود الرضی مع عدم المعرفۃ ففی ہذہ الصور الثلاثۃ لا تحل انما تحل فی الصورۃ الرابعۃ وھی رضی الولی بغیر الکفوء مع علمہ بانہ کذلک نکحت مطلقہ کی صفت ہی اور بلا رضی نکحت کے متعلق ہی اور بعد رضا کا ظرف ہی اور معرفتہ مین ضمیر ولی کیجانب اور ایاہ کی ضمیر غیر کفو کیجانب راجع ہی اور بلا رضی کی نفی مقید یعنی رضائے ولی اور قید معرفتہ ایاہ کے ساتھ قائم ہی تو یہ صادق آئیگا جبکہ معرفت کے بعد رضامندی نہو یا معرفت معدوم ہو یا رضامندی موجود ہو اور معرفت معدوم ہو تو ان تینون صورتون مین وہ شوہر اول کے لیے حلال نہین ہوسکتی البتہ چوتھی صورت یعنی ولی غیر کفو کے ساتھ نکاح کی اجازت دے اور اُسے علم ہو۔ ان روایتون سے ثابت ہوگیا کہ اس نکاح کے ذریعہ سے وہ عورت شوہر اول کیلیے حلال نہین ہوسکتی کیونکہ شرعاً یہ نکاح جائز ہی نہین ہوا واللہ اعلم **مترجم کہتا ہی** اس جواب کے بعد اصل کتاب مین بھی مفتی کا نام نہ تھا لہذا نہین لکھا گیا

انتہی صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

سوال اگر زید کسی بالغہ عورت سے اسطرح نکاح کرے کہ ایسے زبان مین جسے عورت نہین جانتی کہے کہ مین نے بعوض اتنے مہر کے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا اور اُسی زبان مین عورت سے ایسے الفاظ کہلائے جو قبول کردم کے معنی رکھتے ہون۔ اور ایسے دو شخصون کو گواہ کرے کہ وہ بھی اس زبان سے واقف نہون یا واقف ہون پس دونون صورتون مین کسی صورت مین زید کا نکاح اُس عورت کے ساتھ صحیح ہوگا یا نہین **جواب** ایسی صورت مین فقہا کا اختلاف ہی خلاصۃ الفتاوے مین ہی لقنت المرأۃ زوجت نفسی بالعربیۃ وھی لا تعرف بشیٔ من ھذا وقبل فلان وذلک بحضرۃ من الشھود والشہود یعلمون اولا یعلمون صح النکاح کالطلاق وقیل لا یصح کالبیع عورت کو عربی زبان کے الفاظ زوجت نفسی سکھادیے گئے اُسے اسکے معنی وغیرہ معلوم نہ تھے جب اُسنے یہ الفاظ کہے تو کسی نے کہا قبلت یہ واقعہ بہت سے لوگون کے سامنے ہوا جو اسکے معنی جانتے تھے یا نہین جانتے تھے تو طلاق کیطرح نکاح صحیح ہوگا اور بعضون کے نزدیک بیع کیطرح صحیح نہوگا پس ایسی صورت سے کہ جس مین ایک جماعت فقہا کے قول کے موافق حرام کا ارتکاب ہوتا ہی احتراز واجب ہی **سوال** ایک شخص نے اپنی منکوحہ کے ساتھ اغلام کیا نکاح باقی رہا یا نہین اور شرعاً اسکے لیے کیا حکم ہی **جواب** نکاح رہا لیکن سخت گناہ ہوا وہ شخص مستحق تعزیر کے اور اُسپر توبہ واجب ہی **سوال** مسماۃ ہندہ کے حرام کا حمل نامعلوم شخص سے تھا اُسکی نانی نے حمل کو چھپا کر زید نابالغ کے ساتھ اُسکی ماں کی ولایت سے نکاح پڑھوا دیا اور نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے پہلے نانی ہندہ کو بھگا لیگئی اور باہر ہندہ کا

لڑکی پیدا ہوئی اب کئی سال کے بعد اُسکی نانی اُسے لیکر آئی ہی اور چاہتی ہی کہ زوج و زوجہ آپس مین ملجائین اور زید جواب بالغ ہوچکا ہی کہتا ہی کہ یہ عورت خراب ہی مین اسکو رکھنا نہین چاہتا اور حالت نابالغی مین میرا نکاح حمل کی موجودگی مین ہوا تھا وہ جائز نہین ہوا اسلیے مجھپر مہر بھی واجب نہین بلکہ اُس خرچہ کے پانے کا مستحق ہون جو میری شادی مین فریب دہی کیوجہ سے ہوا تھا لہذا نکاح درست ہوا یا نہین اور زید پر مہر واجب ہی یا نہین **جواب** نکاح درست ہوا اور زید پر نصف مہر واجب الادا ہی اور زید کو اختیار ہی کہ اب خواہ وہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کردے **سوال** زید کو ہندہ ناکتخدا کے ساتھ موافقت تھی اب ہندہ بخوشی زید کے یہان اُسکے ایما سے آکر رہی تو زید نے باسترضای ہندہ گھر سے باہر نکل کے چار آدمیون سے بیان کیا کہ مین اپنی طرف سے اصالتًا اور ہندہ کی طرف سے وکالتًا بیان کرتا ہون کہ مین نے اُسکے ساتھ دس دینار مہر پر نکاح کیا اور اُسنے مجھسے نکاح کیا اور راضی ہی تم اسکے گواہ رہنا اور ہندہ نے عورتون کے مجمع مین علانیہ بیان کیا کہ زید کے ساتھ میرا نکاح ہوگیا اور وہ چارون گواہ زید اور ہندہ سے بخوبی واقف ہین نکاح درست ہوا یا نہین اور تھوڑے دنون کے بعد ہندہ کے بطن سے مسمی بکر پیدا ہوا پس بکر حلالی ہی یا حرامی۔ اور بکر زید کا وارث ہوسکتا ہی یا نہین **جواب** اس صورت مین نکاح نہین ہوا اور بکر زید کا وارث نہین ہوسکتا ہان اگر ایک ہی مجلس مین گواہون نے دونون کا اقرار سنا ہو تو البتہ نکاح ہوجائیگا **سوال** ایک عورت نے زید کو اپنا نکاح پڑھانے کیلیے ولی مطلق کیا اور عمرو اور بکر زید کی وکالت کے گواہ ہوے اور زید نے بکر کے ساتھ عورت اور ولی کی بے اطلاع نکاح پڑھوادیا تو یہ نکاح درست ہی یا نہین **جواب** اگر نکاح پڑھانے کے وقت زید بھی موجود تھا تو درست ہوا **سوال** لڑکی جسکا نانا اور بہن موجود ہے اور عصبات مین سے کوئی عصبہ زندہ نہین ہی تو اسکی نکاح کی ولایت بہن کو ہی یا نانا کو **جواب** جاننا چاہیے کہ فقہا کی عبارتون مین عصبہ سے عصبہ بنفسہ مراد ہے نہ مطلق عصبہ اور ذوالرحم سے مطلق صاحب قرابت مراد ہی نہ وہ جو اہل فرائض مین مشہور ہی شرح وقایہ مین ہی والولی العصبۃ والمراد بالعصبۃ بنفسہ ای ذکر یتصل بالمیت بلا توسط انثی لما العصبۃ بالغیر کالبنت اذا صارت عصبۃ بالابن فلا ولایۃ لها علی امها المجنونۃ وکذا العصبۃ مع الغیر کالاخت مع البنت لا ولایۃ لها علی اختها المجنونۃ ولی عصبہ ہی عصبہ سے عصبہ بنفسہ مراد ہی یعنی وہ مرد جسے میت سے بلا توسط کسی عورت کے قرابت ہو عصبہ بالغیر مثلاً لڑکی جب لڑکے کے ساتھ ملکر عصبہ ہوجائے تو اُسے اپنی مجنونہ مان پر ولایت حاصل نہین ایسا ہی عصبہ مع الغیر مثلاً بہن جو لڑکی کے ساتھ عصبہ ہوجائے اُسے اپنی مجنون بہن پر ولایت نہین ہی اور اس عبارت کی محققانہ تحقیق مین نے عمدۃ الرعایہ مین کی ہی۔ برجندی شرح مختصر وقایہ مین لکھتے ہین المراد ههنا العصبۃ بنفسہ یہان مراد عصبہ بنفسہ ہی اور مصنف کے قول ثم ذوالرحم کی شرح مین لکھتے ہین لم یرد بہا ہو المتعارف عند اصحاب الفرائض

اس سے وہ مراد نہین جو اہل فرائض مین مشہور ہی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو جاننا چاہیے کہ اس مین فقہا کا اختلاف ہی
بعض کہتے ہین کہ نانا بہن پر مقدم ہوگا اور بعض کے نزدیک بہن نانا پر مقدم ہوگی لیکن دلائل پر نظر کرکے معلوم ہوتا ہی
کہ نانا کی ولایت مرجح ہی بحر الرائق مین ہی ظاہر کلام المصنّف ان الجد الفاسد مؤخر عن الاخت لانہ من ذوی الارحام
وذکر المصنّف فی المستصفی انہ اولی منہا عند ابی حنیفۃ وعند ابی یوسف الولایۃ لہما کما فی المیراث وفی فتح القدیر قیاس
ما صحح فی الجد والاخ من تقدم الجد تقدم الجد الفاسد علی الاخت فثبت بہذا ان المذہب ان الجد الفاسد بعد الام قبل الاخت
مصنف کا ظاہر کلام یہ ہی کہ نانا بہن سے موخر ہی کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہی مصنف نے مستصفی مین کہا ہی کہ نانا بہن سے
اولی ہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دونون کو ولایت کا حق ہی جیسا کہ میراث
مین اور فتح القدیر مین ہی کہ جب دادا اور بھائی مین دادا مقدم ہی تو قیاس کا مقتضے یہی ہی کہ نانا اور بہن مین نانا مقدم ہو
اس سے معلوم ہوا کہ مذہب یہ ہی کہ نانا کا مرتبہ ماں کے بعد اور بہن کے قبل ہی۔ اور رد المحتار مین ہی قلت وجہ القیاس انہم ذکروا
ان الاصح ان الجد اب الاب مقدم علی الاخ عند الکل وان اشترک مع الاخ فی الارث عندہما لان الولایۃ تبتنی
علی الشفقۃ وشفقۃ الجد فوق شفقۃ الاخ وحینئذ یقاس علیہ الجد الفاسد مع الاخت فان الشفقۃ اقوی منہا مین کہتا
ہون وجہ قیاس یہ ہی کہ فقہا نے کہا ہی صحیح یہ ہی کہ دادا بھائی پر مقدم ہی سبکے نزدیک اگرچہ اسپر نانا اور بہن کا قیاس کیا جا سکتا ہی
کیونکہ نانا کی شفقت بہن کی شفقت سے زیادہ ہی اور فتح القدیر کی بحث ولایت عصبات مین ہی ذکر الکرخی ان الاخ والجد
یشترکان فی الولایۃ عندہما وعندہ یقدم الجد کما ہو الخلاف فی المیراث والاصح ان الجد اولی بالتزویج اتفاقا کرخی نے
لکھا ہی کہ صاحبین کے نزدیک بھائی اور دادا ولایت مین مشترک ہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دادا مقدم ہی جیسا کہ
میراث مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ نکاح کے معاملے مین بالاتفاق دادا ہی کو ولایت اولی ہی اور بحث ولایت غیر عصبات
مین ہی قیاس ما صحح فی الجد والاخ من تقدم الجد الفاسد علی الاخت دادا اور بھائی مین جو کہا گیا ہی اُسپر قیاس کرکے نانا بہن
پر مقدم ہی **سوال** ماں کو جو پرورش کا حق حاصل ہی وہ کس عذر سے ساقط ہوتا ہی **جواب** اگر وہ مرتد یا فاجرہ ہو زنا یا
غنا یا سرقہ یا نوحہ وغیرہ کیوجہ سے یا پرورش نکرے بلکہ اکثر بچے کو اکیلے گھر مین چھوڑ کر گھر سے باہر چلی جاتی ہو یا دختر کی غیر محرم
سے نکاح کرے تو پرورش کا حق باقی نہین رہتا در مختار مین ہی الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ
فجورا یضیع الولد بہ کزنا وغناء وسرقۃ ونیاحۃ کما فی البحر او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبی بان تخرج کل وقت وتترک
الولد ضائعا او متزوجۃ بغیر محرم الصغیر حق حضانت ماں کے لیے ثابت ہی فرقت کے بعد بھی مگر جبکہ مرتد ہوجائے یا اُس سے
اس قسم کے فسق وفجور صادر ہون جنسے لڑکا ضائع ہوجائے مثلاً زنا غنا سرقہ نوحہ کرنا جیسا کہ بحر مین ہی یا جنسے لڑکا غیر محفوظ

ہو جائے مجتبی مین اسکی تفصیل یون کی ہو کہ مثلاً وہ ہر وقت پھرا کرتی ہو اور لڑکا اکیلا پڑا رہتا ہو یا اُسنے صغیرہ کے نامحرم
سے شادی کرلی ہو **سوال** عصبات کو حضانت کا حق ہو یا نہین **جواب** جب مان اور خالا اور نانی وغیرہ نہون یا ہون
اگر کسی عذر کیوجہ سے اُنکا حق ساقط ہوگیا ہو تو عصبات کو پرورش کیلیے بچہ دیا جایگا عالمگیری مین ہو واذا وجب الانتزاع
من النساء اولم یکن للصبی امرأة من اہلہ یدفع الی العصبة جب عورتون سے بچہ چھین لینا واجب ہو یا بچے کے
اہل مین کوئی عورت نہو تو بچہ عصبہ کو دیا جایگا **سوال** صغیرہ کو بیاہ دینے سے مان کا حق حضانت ساقط ہوتا ہی یا نہین
جواب نہین قنیہ مین ہو الصغیرة اذا لم تکن مشتہاة ولہا زوج لا یسقط حق الام فی حضانتہا ما دامت لا تصلح
للرجال الا فی روایة عن ابی یوسف رح اذا کانت تصلح للاستیناس بہا صغیرہ اگر غیر مشتہاة ہو اور اُسکا زوج موجود ہو تو
مان کا حق پرورش ساقط نہین ہوتا جبتک کہ وہ مرد کے لائق نہو جائے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت اسکے
خلاف ہی جس صورت مین کہ مان اُس سے انس حاصل کرنے کی صلاحیت رکھے **سوال** صغیرہ کی حق پرورش کی کتنی مدت
ہی **جواب** جبتک وہ نو برس کی نہو جائے برجندی نے شرح نقایہ مین لکھا ہو وعن محمد ان الام والجدة احق بہا حتی تشتہی
ای تبلغ حد الشہوة وہو المعتمد لفساد الزمان امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ مان اور دادی کو حق پرورش ہی یہانتک کہ وہ حد
شہوت کو پہونچ جائے اور فساد زمانہ کیوجہ سے یہی قول معتمد ہی۔ اور درمختار مین ہو وقدر بتسع اور کبھی اسمین وسعت دیدی
جاتی ہی **سوال** صغیر کے پرورش کی کتنی مدت ہی **جواب** جبتک وہ سات برس کا نہو جائے **سوال** لڑکی جب نو برس
کی اور لڑکا سات برس کا ہو جائے تو کیا اُسے اختیار ہی کہ مان باپ مین سے جسکے ساتھ رہنا پسند کرے رہے **جواب**
بلوغ تک اختیار نہین ہی بلکہ باپ یا دادا اپنے پاس رکھیگا اور بلوغ کے بعد اُسکو اختیار ہی جہان چاہے رہے واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی

باب المہر

سوال ہندہ پانی بھرنے کنوین پر گئی اتفاقاً اُسکا پاؤن پھسلا کنوین مین گری اور مرگئی اب اُسکا شوہر مہر کسکو دے **جواب**
ہندہ کا مہر سہام شرعیہ کے موافق اُسکے ورثا کو ادا کرے واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم الجواب صحیح واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** زید نے وفات پائی اپنی زوجہ اور لڑکیونکو
وارث چھوڑا اب کل جائداد پر زوجہ زید قابض ہی لڑکیان اپنا حق مانگتی ہین زوجہ کہتی ہو کہ مین اپنے مہر کے عوض مین تمام
جائداد پر قابض ہون کیا وہ قبضہ کرسکتی ہی **جواب** زوجہ متروکہ شوہر پر بقدر اپنے دین مہر کے قبضہ کرسکتی ہی خزانة
الروایة مین ہی فی الخلاصة من کتاب الوصایا المرأة تاخذ مہرہا من الترکة من غیر رضاء الورثة ان کانت الترکة دراہم او
دنانیر وان کانت شیئا یحتاج الی البیع تبیع ما کانت اصلح وتستوفی صداقہا سواء کانت وصیة من جہة

زوجها ولم تكن تاخذ من غير رضاء الورثة عورت بے رضائے ورثہ ترکہ سے اپنا مہر لیلیوے اگر وہ ترکہ دراہم یا دنانیر ہون اور اگر ایسی چیز ہو جو محتاج بیع ہی عورت اُسکو بیچے گی جو اصلح ہوگی اور اپنا مہر پورا کریگی خواہ شوہر کی طرف سے وصیت ہو یا نہو اور بغیر وارثون کی رضامندی کے لیگی **سوال** (۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم مہر کی تلقین فرمائی ہی یا زیادہ کی اور کم مہر والی عورت کی تعریف کی ہی یا زیادہ مہر والی کی (۲) اب مسلمانون کو بھی اپنی لڑکیون کا مہر کم مقرر کرنا چاہیے یا زیادہ کس مین فضیلت ہی (۳) جو شخص کم مہر باندھنے کو سنت جانتا ہی لیکن آبائی طریقہ چھوٹنے کیوجہ سے اُسپر عمل نہین کرتا اُسپر کیا حکم کیا جائیگا اور بعض لوگ ایسے ہین کہ اگر اُنسے کہا جاتا ہی کہ کم مہر باندھنا سنت ہی تو جواب دیتے ہین کچھ ہو ہم کم نکرین گے ہمارے باپ دادا کے وقت سے زیادہ ہی چلا آتا ہی اور بعض فقط یہی کہتے ہین کچھ ہو ہم کم نکرینگے ان کا کیا حکم ہی **جواب** اگرچہ مہر کی زیادتی کی شرعا کوئی حد مقرر نہین مگر اتنا مہر باندھنا جسکو کسیطرح شوہر ادا نہ کرسکے جیساکہ اکثر بلاد مین دستور ہی اس امر کی طرف مُنجر ہوتا ہی کہ ادا کرنے کی نیت نہین ہوتی اور حدیث مین ہی جو شخص مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھے گا وہ حکم زانی کا رکھتا ہی ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر مین لکھتے ہین السابعة والستون بعد المائتين ان يتزوج امرأة وفى عزمه ان لا يوفيها صداقها لو طلبته اخرج الطبرانى بسند رجاله ثقات انه صلى الله عليه وسلم قال ايما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر او كثر وليس فى نفسه ان يؤدى اليها حقها فمات ولم يؤد اليها حقها لقى الله يوم القيمة وهو زان دو سو سٹھوان مسئلہ اُس شخص کے متعلق جو کسی عورت سے نکاح کرے اور اُسکا قصد یہ ہو کہ مہر نہ ادا کرے اگر عورت طالب ہو طبرانی نے روایت کی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے (مہر کم مقرر کرے یا زیادہ) اور اُسکا قصد یہ ہو کہ عورت کا حق نہ ادا کریگا تو اگر وہ بغیر مہر ادا کیے ہوے مرگیا تو اللہ کے سامنے وہ زانی ہوکر حاضر ہوگا اس حدیث کی سند کے رجال ثقات ہین اور شرعا کم مہر باندھنا سنت کے موافق اور زیادہ خلاف سنت ہی تفسیر در منثور مین ہی اخرج سعيد بن منصور و ابو يعلى بسند جيد عن مسروق قال ركب عمر بن الخطاب على المنبر وقال يا ايها الناس ما اكثاركم فى صداق النساء وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه انما الصدقات فيما بينهم اربع مائة درهم فما دون ذلك ولو كان الاكثار فى ذلك تقوى عند الله ومكرمة لم تسبقوهم اليها حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا ای لوگو تم مہرون مین کیون زیادتی کرتے ہو حالانکہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوة والسلام اور اُنکے اصحاب نے مہر چار سو درم اور اس سے کم رکھا ہی پس اگر مہر مین زیادتی تقوی و مکرمت ہوتی تو تم اس معاملہ مین اُن پر سبقت نہ پا سکتے اور جو لوگ اس سنت سے انکار کرتے ہین اور آبا و اجداد کی رسم نہین چھوڑتے اور مروجہ طریقہ کو اچھا اور شرعی طریقہ کو برا جانتے ہین وہ گنہگار ہونگے **سوال** نکاح کے وقت اگر مہر معجل یا مؤجل بیان نہ کیا جائے صرف تعداد بیان کردیجائے تو نکاح صحیح ہوگا یا نہین۔

جواب صحیح ہوگا اور تعجیل و تاجیل مین عرف کا اعتبار کیا جائیگا - خزانۃ الروایات مین ہی فی الوقایۃ المعجل والموجل ان بینا فذلک والا فالمتعارف فی السغناقی ای ینظر الی المرأۃ والی المہر المذکور فی العقد انہ کم یکون المعجل لمثل ہذہ المرأۃ من مثل ہذا المہر فیجعل ذلک القدر معجلا وانما ینظر الی المتعارف لان الثابت عرفا کالثابت شرعا وقایہ مین ہی مہر معجل و موجل کے متعلق اگر بیان کردیا جائے تو خیر ورنہ عرف عام پر عمل کیا جائیگا اور سغناقی مین ہی یعنے عورت اور مہر کی حالت کا اندازہ کیا جائیگا کہ اس قسم کی عورت کیلیے اتنے مہر مین سے کتنا معجل ہوگا اور اُسکے موافق معجل کیا جائیگا اور عرف عام کا خیال اسوجہ سے کیا جاتا ہی کہ جو چیز عرف سے ثابت ہو وہ ویسی ہی ہی جیسے جو چیز شرع سے ثابت ہو **سوال** زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ پندرہ ہزار روپیہ مہر پر منعقد ہوا اور مہر زید کے ذمہ باقی رہگیا آخر کو زید نے اپنے مرض موت مین بدرستی ہوش و حواس یہ اقرار کیا کہ ہندہ کا مہر پندرہ ہزار روپیہ مجھپر باقی ہی لہذا مین فلان فلان مواضع زمینداری مالیتی تیرہ ہزار اُسکے مہر مین دیتا ہون باقی وہ دو ہزار میری دوسری جائداد سے وصول کرلے یہ اقرار صحیح ہی یا نہین اور دین مہر ارث پر مقدم ہی یا نہین **جواب** زید کا یہ اقرار صحیح ہی اور دین مہر ارث پر مقدم ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل احمد **سوال** زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے رخصت کرالینے کیلیے عدالت مین نالش کی ہندہ جو عاقلہ بالغہ ہی دو عذر پیش کرتی ہی اول یہ کہ زید عنین ہی دوسرے یہ کہ مہر معجل تھا اور اُسنے ابھی تک ادا نہین کیا پس وہ شرعا مجبور کیجا سکتی ہی یا نہین **جواب** اس صورت مین دوسرے عذر کا اعتبار کیا جائیگا اور تا ادائے مہر معجل عورت شوہر کے گھر جانے پر مجبور نہ کی جائیگی درمختار مین ہی ولہا منعہ من الوطی ودواعیہ والسفر بہا ولو بعد وطی وخلوۃ رضیتہما لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفا بہ یفتی لان المعروف کالمشروط اس صورت مین زوجہ شوہر کو وطی اور دواعی وطی اور سفر سے روک سکتی ہی مہر کی جتنی مقدار معجل ہی وہ کل یا بعض یا مہر معجل اپنے مثل والی کی پالینے کیلیے اگرچہ وطی خلوت بطور رضا سے ہوچکی ہو اور یہی مفتی بہ ہے کیونکہ عرف مثل مشروط کے ہی اور طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین قولہ والسفر کے تحت مین لکھا ہی الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر بہ فی الکنز لیعم الاخراج من بیتہا کما قالہ شارح اولی یہ ہی کہ سفر کی جگہ لفظ اخراج استعمال کیا جائے جیسا کہ کنز مین ہی تا گھر سے باہر لیجانیکو بھی شامل ہو جائے جیسا کہ شارحین کنز نے کہا ہی اور بحرالرائق مین ہی اطلق المصنف الاخراج فیشمل الاخراج من بیتہا ومن بلدہا فلیس ذلک مصنف نے اخراج کو مطلق رکھا تا کہ گھر یا شہر سے اخراج کو بھی شامل ہوجائے کیونکہ شوہر کو اسکا بھی حق نہین ہی اور عذر اول رخصتی کومانع نہین ہی بلکہ مسئلہ عنین کا حکم دیا جائیگا واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

کتاب الرضاع

سوال زید کی دختر صالحہ کو ہندہ زوجۂ برادر ماموں زاد زید نے دودھ پلایا پس خالدہ دختر ہندہ سے برادر حقیقی زید کو عقد کرنا جائز ہی یا نہین اور خالدہ ہمشیرہ رضاعی صالحہ ہی یا نہین اور زید پر حرام ہی یا نہین **جواب** خالدہ ہمشیرہ رضاعی صالحہ ہوئی لیکن نہ وہ زید پر حرام ہی نہ اُسکے برادر پر جیسا کہ درمختار مین ہی وقس علیہ یعنی فی الحل اخت ابنہ وبنتہ اسی پر اُسکے لڑکے اور لڑکی کی بہن کا قیاس کرنا چاہیے یعنی حلت مین **سوال** ہندہ کی لڑکی نے سلیمہ کا دودھ پیا اُس حالت مین کہ جب اُس لڑکی کی عمر دو برس سے زائد تھی خواہ دو تین مہینے خواہ دو تین روز لیکن چھ مہینہ کی زیادتی نہ تھی تو اس صورت مین ہندہ کی لڑکی کا نکاح سلیمہ کے لڑکے کیساتھ ہو سکتا ہی یا نہین اور شرعًا رضاعت ثابت ہوئی یا نہین **جواب** جو رضاعت دو برس کے بعد ہو اُس سے حرمت ثابت نہین ہوتی اور شرعًا رضاعت کا بھی حکم نہین ہوتا موطا امام محمد رحمہ اللہ مین ہی لا یجوز الرضاع الا ما کان فی الحولین فما کان فیہما من الرضاع وان کان مصۃ واحدۃ حتی تحرم کما قال عبد اللہ بن عباس وسعید بن المسیب وعروۃ بن الزبیر وما کان بعد الحولین لم یحرم شیئا لان اللہ عز وجل قال والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ فتمام الرضاعۃ الحولان فلا رضاعۃ بعد تمامہما تحرم شیئا رضاعت درست نہین مگر وہ جو دو برس کے اندر ہو تو اُس مین جتنی رضاعت ہوگی اگرچہ وہ ایک ہی مرتبہ چوسنا کیون نہو اُتنی ہی سے حرمت ثابت ہو جائیگی جیسا کہ عبد اللہ بن عباس اور سعید بن مسیب وعروہ ابن زبیر نے کہا ہی کہ جو دو برس کے بعد ہو اُس سے تحریم نہین ثابت ہوتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی مائین اپنے بچونکو کامل دو برس دودھ پلائین جو رضاعت کو تمام کرنا چاہے تو تمام رضاعت دو برس ہین اسکے بعد کی رضاعت سے کچھ حرام نہین ہوتا **سوال** ہندہ نے فہمیدہ کو دودھ پلایا بعد انقضاے مدت رضاعت زید نے ہندہ سے زنا کیا پس اب زید فہمیدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہی یا نہین اور اگر زید و فہمیدہ کا نکاح ہو چکا تو اب کیا کرین **جواب** زید فہمیدہ کے ساتھ نکاح نہین کر سکتا بحر الرائق مین ہی اراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المرأۃ علی اصول الزانی وفروعہ نسبا ورضاعا وحرمۃ اصولہا وفروعہا علی الزانی نسبا ورضاعا کما فی الوطی الحلال حرمت مصاہرت سے چار محرمات مراد ہین عورت کا زانی کے اصول وفروع نسبی ورضاعی پر حرام ہونا اور اصول وفروع نسبی ورضاعی عورت کا مرد پر حرام ہونا جیسا کہ وطی حلال مین ہی۔ اور رد المحتار مین ہی فی البزازیۃ المفارقۃ فی الفاسد بعد الدخول لا یکون الا بالقول کخلیت سبیلک او ترکتک بزازیہ مین ہی کہ نکاح فاسد مین مفارقت دخول کے بعد بغیر قول کے نہین ہو سکتی مثلا خلیت سبیلک یا ترکتک کہے **سوال** ہندہ نے قسم کھا کر کہا کہ مین نے زید کو دودھ پلایا ہی اور اپنے دعوے پر ذکور واناث سے کوئی گواہ نہین رکھتی ہی تو اُسکا دعوی ثابت ہوگا یا نہین **جواب** نہین کیونکہ رضاعت ایک

عورت کے قول سے ثابت نہین ہوتی کنز مین ہی تثبت الرضاع بما یثبت بہ المال رضاعت اُسی سے ثابت ہوتی ہی جس سے مال ثابت ہوتا ہی اور اسکے تحت مین صاحب بحر الرائق نے لکھا ہی وھو شھادة رجلین عدلین او رجل وامرأتین فلا یثبت بشھادة امرأة واحدة اور وہ دو عادل مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت ہی پس رضاعت ایک عورت کی شہادت سے نہ ثابت ہوگی **سوال** ہندہ نامی ایک عورت کے دو دختر اور دو پسر موجود تھے بعدہ پسر کلان کے ایک پسر پیدا ہوا اور خود ہندہ کے ایک تیسری دختر پیدا ہوئی ہندہ نے پسر پسر مذکور کو دودھ پلایا کہ جس سے رضاعت ثابت ہی بعدہ ہندہ کی دختر کلان کی ایک دختر پیدا ہوئی اب مابین پسر پسر کلان مذکور جسکو ہندہ نے دودھ پلایا ہی اور دختر دختر کلان مذکورہ کے عقد مناکحت از روے مذہب حنفیہ صحیح ہی یا بوجہ اسکے کہ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند دونون مین حرمت رضاعت ثابت ہوگی **جواب** نکاح پسر پسر مذکورہ کا ساتھ دختر دختر مذکورہ کے بوجہ حرمت رضاعت کے نہین درست ہی عالمگیری مین ہے المرضعة لو ولدت من ھذا الرجل او غیرہ قبل ھذا الارضاع او بعدہ فالکل اخوة الرضیع واخواتہ واولادھم اولاد اخوتہ واخواتہ مرضعہ کی جو اولاد اس شخص سے یا کسی دوسرے سے قبل یا بعد دودھ پلانے کے ہو وہ سب دودھ پینے والے کے بھائی اور بہن ہین اور اُنکی اولاد بھائی اور بہن کی اولاد ہی **سوال** ستر برس کے سن مین جبکہ دودھ بالکل سوکھ چکا تھا زید کی ماں نے ہندہ کے منھ مین بہلانے کے لیے اپنا دودھ دیدیا اور زید کی ماں قسم کھاکر کہتی ہی کہ دودھ نہین نکلا تو رضاعت زید اور ہندہ مین ثابت ہوگی یا نہین **جواب** رضاعت ثابت نہوگی اشباہ النظائر مین ہی لو ادخلت المرأة حلمة ثدیھا فی فم رضیعة ووقع الشک فی وصول اللبن الی جوفھا لم تحرم لان فی المانع شکا کما فی الولوالجیة وفی القنیة امرأة کانت تعطی ثدیھا صبیة واشتھر ذلک فیما بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتھا ثدیی ولا یعلم ذلک الا من جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذہ الصبیة اگر عورت نے کسی لڑکی کے منھ مین اپنا دودھ دیا اور اس مین شک ہوا کہ اُسکے پیٹ مین دودھ گیا یا نہین تو وہ عورت حرام نہوگی کیونکہ مانع کا مشکوک ہونا گویا کہ شک ہے ولوالجیہ مین ہی اور قنیہ مین ہی کہ ایک عورت نے اپنا دودھ ایک لڑکی کے منھ مین دیا پھر اُسنے کہا کہ میرے دودھ نتھا اور اسکا علم سوا اُسکے کہنے کے دوسرے طریقے سے نہین ہوسکتا ہی تو اُسکے لڑکے کو اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہی **سوال** زید کے گھر مین غیر منکوحہ عورت سے لڑکا پیدا ہوا اور اُس عورت نے کسی دوسرے شخص کی لڑکی کو دودھ پلایا ہی تو زید کے بھائی کا نکاح اُس لڑکی کے ساتھ جائز ہی یا نہین **جواب** حرامی دودھ کے موجب تحریم ہونے مین فقہا کا اختلاف ہی ایک گروہ عدم تحریم کا قائل ہی جیسے صاحب بحر اور شارح منیہ وغیرہ اور ایک گروہ تحریم کا قائل ہی جیسے صاحب فتح القدیر وغیرہ لیکن اُنھون نے تصریح کی ہی کہ رضیعہ حرامی دودھ سے زانی پر اور اُسکے اصول و فروع پر حرام ہوتی ہی فتح القدیر مین ہے لبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بہ بنتا حرمت علی الزانی وآبائہ وابنائہ وان سفلوا وفی التجنیس عن الجرجانی نعم الزانی

التزوج بہا کالمولودۃ من الزنا لانہ لم یثبت نسبہا من الزنا والتحریم علی اباء الزانی و اولادہ للجزئیۃ ولا جزئیۃ بینہا وبین العم واذا ثبت ھذا فی المتولدۃ من الزنا فکذا فی المرضعۃ بلبن الزنا حرامی دودھ حلالی دودھ کا ایسا ہی ہے جس لڑکی کو پلایا گیا تو وہ زانی پر اور اُسکے آبا و ابنا پر حرام ہوگئی جہانتک نیچے ہون اور تجنیس مین جرجانی سے منقول ہے کہ زانی کا چچا اُسکے ساتھ شادی کر سکتا ہے جیسا کہ وہ زانی کی پیدا کی ہوئی لڑکی سے کر سکتا ہے کیونکہ زنا سے اُسکا نسب ثابت نہین ہوتا اور آبا و ابنا پر جزئیت کی وجہ سے حرمت ہے اور اُس لڑکی اور زانی کے چچا مین جزئیت موجود نہین ہے اور جب یہ زنا کی پیدا کی ہوئی لڑکی مین ثابت ہے تو اسی طرح زنا کا دودھ پلائی ہوئی لڑکی مین بھی ثابت ہے۔ پس صورت مسئولہ مین اس روایت کے لحاظ سے زید کا اور اُسکے اصول و فروع کا نکاح اُس رضیعہ کے ساتھ درست نہین ہے مگر زید کے بھائی کا نکاح درست ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی **مترجم کہتا ہے** یہ مفتی مولانا عبد الحی فرنگی محلی نہین ہین اُنکا جواب آگے آتا ہے **انتہی۔ الجواب**

اس باب مین فقہاے حنفیہ سے مشتبہ اقوال منقول ہین بعض کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی زید کے لیے بھی حلال ہے پس اُسکے اصول و فروع کے لیے بدرجہ اولی حلال ہوگی اور بعض کہتے ہین محل خلاف زید کے فروع و اصول ہین اور زید پر بالاتفاق حرام ہے اور بعض کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دودھ حلال دودھ کی طرح موجب حرمت ہے اور یہی اصول اور دلیل حضرات حنفیہ رضی اللہ تعالی عنہم کے موافق ہے اور اسی پر علما کو فتوی دینا چاہیے کیونکہ اصول کے فن مین یہ بات اچھی طرح ثابت کردی گئی ہے کہ جہان حرمت اور حلت متعارض ہون وہان حرمت کو ترجیح دیجائیگی اسی بنا پر زید کے بھائی کا نکاح اُس لڑکی کے ساتھ جائز نہین ہے اور اسکا ثبوت کئی طریقون سے ہے پہلے یہ کہ فی الدر المختار حرم علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح اصلہ و فرعہ علا او نزل و بنت اخیہ و اختہ و بنتہا ولو عن زنا انتہی و فیہ ایضا و حرم الکل مما مر تحریمہ نسبا و مصاہرۃ رضاعا انتہی و فی البحر الرائق نقلا عن الفتح ودخل فی البنت بنتہ من الزنا فتحرم علیہ بصریح النص لانہا بنتہ لغۃ والخطاب انما ھو باللغۃ العربیۃ ما لم یثبت نقل کالصلوۃ ونحوہ فیصیر منقولا شرعیا وکذا اختہ من الزنا وبنت اخیہ وبنت اختہ او ابنہ منہ انتہی و فی قاضیخان اما المحرمات بالنسب فما نص اللہ تعالی فی قولہ تعالی حرمت علیکم امہاتکم الآیۃ والمزنیۃ حرام وکذلک الجدۃ القربی والبعدی من قبل الاب والام وکذا البنت واولاد البنت وان سفلت وبنات الابن کذلک المخلوقۃ من ماء الزنا حرام عندنا وکذلک الاخوات من ای جہۃ کن وبنات الاخوات وان سفلن وکذلک بنات الاخ وان سفلن وکذا العمات و الخالات من الوجوہ الثلثۃ وعمات الاصول وخالاتہم وام العمۃ حرام وعمۃ العمۃ لاب و ام او لاب کذلک فاما عمۃ العمۃ لام لا تحرم واما المحرمات بالرضاعات فما یحرم بالنسب یحرم بالرضاع

درمختار مین ہی متزوج پر مرد ہو یا عورت یہ حرام ہی کہ اپنے اصول یا فروع سے اور اپنی بھتیجی یا بھانجی یا بہن سے شادی کرے خواہ یہ رشتے زنا ہی سے کیون نہون اور اُسی مین ہی اور جو نسبا و مصاہرۃ حرام ہین وہ رضاعا بھی حرام ہین اور صاحب بحرالرائق نے فتح القدیر سے نقل کیا ہی بنت مین بنت زنا بھی داخل ہی پس بصراحت نص وہ بھی حرام ہے کیونکہ لغۃ وہ بھی اُسکی بنت ہی اور خطاب لغت عربی مین ہی تاوقتیکہ نقل ثابت ہو جیسا کہ صلوۃ کہ یہ منقول شرعی ہے اسیطرح اخت زنا اور بنت اخت و ابن من الزنا اور قاضی خان مین ہی محرمات بالنسب وہ ہین جنکو اللہ تعالی نے اپنے قول حرمت علیکم امہاتکم الآیۃ مین بیان فرمایا اور مزنیہ حرام ہی اور اسیطرح جدۃ قریبہ و بعیدہ خواہ مان کی جانب سے ہون (جیسے نانی پرنانی وغیرہ) یا باپ کی جانب سے (جیسے دادی پردادی وغیرہ) اسیطرح بنت اور اولاد بنت پوتیان اسیطرح جسکی پیدائش زنا سے ہو ہمارے نزدیک زانی پر حرام ہی اور ایسی ہی بہنین جس جہت سے ہون اور بہنون کی لڑکیان اسیطرح بھائی کی لڑکیان اسیطرح پھوپھیان خالائین تینون طریقون (یعنے نسبا و رضاعت اور زنا) سے اور عمات اصول و خالات اصول اور ام عمہ حرام ہی اور پھوپھی کی پھوپھی لاب وام یا لاب حرام ہی لیکن عمۃ العمۃ لام حرام نہین ہی اور محرمات بالنسب رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہین۔ ان عبارتون سے ظاہر ہی کہ بھائی کی لڑکی اگرچہ زنا سے ہو محرمات نسبیہ مین داخل ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جو نسب سے حرام ہوتی ہین رضاع سے بھی حرام ہوتی ہین پس دونون کلامون کے ازدواج سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ بھائی کی رضاعی لڑکی جو زنا سے ہو محرمات مین داخل ہی دوسرے یہ کہ فتاوی سراج المنیر مین ہی ولو زنی بامرأۃ فولدت عنہ فارضعت بھذا اللبن صبیۃ لا یجوز لھذا الزانی ان تزوج بھذہ الصبیۃ ولا البنتہ ولا لابائہ ولا لابنائہ ولا لاولادہ اگر کسی عورت کے ساتھ زنا کیا پس اُس زنا سے اولاد ہوئی اور وہ دودھ زانیہ نے کسی لڑکی کو پلایا تو اُس لڑکی سے زانی کو نکاح کرنا درست نہین ہی اور اُسکے لڑکے کے لیے (اگر لڑکا ہو) اور اُسکے آباء و ابناء اور اولاد کے لیے بھی ناجائز ہی۔ اور فتح القدیر مین ہی ولبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بہ بنتا حرمت علی الزانی و ابائہ و ابنائہ وان سفلوا انتہی رجل زنی بامرأۃ فولدت منہ و رضعت بھذا اللبن صغیرۃ لا یجوز لھذا الزانی و لا لاحد من ابائہ و اولادہ نکاح ھذہ الصبیۃ زنا کے دودھ کا حکم حلال کے دودھ کا ایسا ہی تو اگر کسی لڑکی کو زنا کا دودھ پلایا تو وہ زانی اور اُسکے آباء اور ابناء پر حرام ہی ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اُس زنا سے اولاد پیدا ہوئی اور اُس عورت نے ایک لڑکی کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکی کا نکاح زانی اور اُسکے آباء و اولاد مین سے کسی کے ساتھ درست نہوگا اور کفایہ مین مذکور ہی ولو زنی بامرأۃ فولدت منہ فارضعت بھذا اللبن صبیۃ لا یجوز لھذا الزانی ان یتزوج بھذہ الصبیۃ ولا لابائہ ولا لابنائہ و اولادہ لوجود البعضیۃ بین ھؤلاء و بین ھذا الزانی اگر کسی عورت کے

ساتھ زنا کیا پس اُس زنا سے اولاد ہوئی اور وہ دودھ ھندانیہ نے کسی لڑکی کو پلایا تو اُس لڑکی سے زانی کو نکاح کرنا درست نہین ہی اور اُسکے لڑکے کیلیے (اگر لڑکا ہو) اور اُسکے آبا ء اور ابناء اور اولاد کیلیے بھی ناجائز ہی کیونکہ انمین اور زانی مین بعضیت موجود ہی۔ ان عبارتون سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ رضیعہ اُس زانی کیلیے حلال نہین ہی اور نہ اُسکے فروع واصول کیلیے حلال ہی اور کوئی علت اُسکے حرام ہونیکی سوا اسکے نہین ہی کہ وہ شبیہًا زانی کی جزو ہی جیسا کہ حلال مین اور اصول کیلیے عدم حلت کی علت یہ ہی کہ وہ رضیعہ اصول کے جزو کے جزو کی شبیہ ہی اور فروع کے لیے عدم حلت کی علت یہ ہی کہ وہ رضیعہ انکے باپ کے جزو کی شبیہ ہی پس معلوم ہوا کہ شبیہ جزء الجزء ہونا گو زنا کے دودھ سے ہو حرمت رضاعت مین کافی ہی پس صورت مسئولہ مین وہ صبیہ زید کے بھائی کے باپ کے جزو کا جزو ہی پس زید کے بھائی کے لیے بھی حرام ہوئی اسکے علاوہ اگر صورت مرقومہ سراج المنیر و فتح القدیر و قاضی خان و کفایہ مین صبیہ کی جگہ پر صبی فرض کرین تو ظاہر ہی کہ صبی کے لیے فروع واصول زانی جو جنس اناث سے ہین حرام ہونگے پس زانی کا لڑکا اور زانی کی لڑکی بھی اُسپر حرام ہوگی تیسرے یہ کہ حنفیہ کے نزدیک علت حرمت قرابت حقیقۃ بعضیۃ ہی اور علت حرمت رضا شبہ بعضیۃ ہی جیسا کہ کفایہ مین ہی وحرمۃ الفرج مما یحتاط فیہا حتی ان شبہ البعضیۃ لسبب الرضاع قامت مقام حقیقۃ البعضیۃ فی اثبات الحرمۃ شرمگاہ کی حرمت اُن اشیا مین سے ہی جن مین احتیاط کی جاتی ہی یہانتک اگر رضاعت کے سبب سے بعضیت کا اشتباہ ہو تو وہ حقیقی بعضیت کا قائم مقام سمجھا جاتا ہی اثبات حرمت مین۔ اور ہدایہ مین ہی واذا نزل للبکر لبنا فارضعت صبیا تعلق بہ التحریم لاطلاق النص ولانہ سبب النشو فتثبت بہ شبہ البعضیۃ اگر کسی باکرہ کے دودھ اُتر آیا اور اُسنے ایک لڑکے کو پلایا تو حرمت کا حکم دیدیا جائیگا کیونکہ آیت مطلق ہی اور اسوجہ سے کہ دودھ سبب نشو ہی تو اُس سے شبہ بعضیت متحقق ہوگا۔ اور اُسی مین ہی ولنا ان السبب ہو شبہ الجزئیۃ وذلک فی اللبن بمعنے الانشاء والانبات وھو قائم باللبن اور ہماری دلیل یہ ہی کہ سبب شبہ جزئیت ہی اور یہ لبن مین بمعنے نشو ونما اور اُگانے کے ہی اور یہ دودھ سے متعلق ہی۔ اور مدار بعضیت اور شبہ بعضیت کا اس جگہ یہ ہی کہ ایک دوسرے کا جزو ہو ورنہ لازم آتا ہی کہ اصول وفروع کے علاوہ کوئی دوسرا محرمات مین سے قرابۃ ورضاعا نہو بلکہ مراد عام ہی خواہ وہ عورت اُس مرد کی جزو ہو یا وہ مرد اُس عورت کا جزو ہو یا وہ مرد کے قریب کی جزو اصل ہو جیسے اخوات یا بنات الاخوۃ یا اصل بعید کی جزو صلبی ہو جیسے عمات وخالات اور اس مین کوئی شک نہین کہ جسطرح لبن حلال موجب شبہ بعضیت ہی اور اصل اور فروع کے ساتھ مخصوص نہین ہی اسیطرح لبن حرام بھی موجب شبہ بعضیت ہی اور زانی کے اصول و فروع کے ساتھ مخصوص نہین ہی اور وہ صورت مسئولہ مین موجود ہی پس جب علت ثابت ہی تو حرمت کا ثابت ہونا بھی ضروری ہی چوتھے یہ کہ حدیث مین ہی یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رضاعت سے وہی حرام ہی جو نسب سے حرام ہی اور یہ حکم عام ہی زانی یا غیر زانی کے اصول و فروع سے خصوصیت نہین رکھتا پس یہ تخصیص بلا دلیل ہی کیونکہ تجنیس مین

جو مرقوم ہی ولعم الزانی للتزوج بہا کما لو کانت ولدت لہ من الزنا والحال مثلہ لانہ لم یثبت نسبہا عن الزانی حتی یظہر فیہا حکم الجزئیۃ والتحریم علی ابی الزانی واولادہ واولادہم لاعتبار الجزئیۃ ولا جزئیۃ بینہا وبین العم زانی کا چچا اُسکے ساتھ شادی کرسکتا ہی جیسا کہ وہ زنا سے پیدا کی ہوئی لڑکی کے ساتھ کرسکتا ہی کیونکہ اُسکا نسب زنا سے ثابت نہین ہوتا اور آبا اور اولاد پر حرمت جزئیت کیوجہ سے ہی اور اُس لڑکی اور زانی کے چچا مین جزئیت کا سلسلہ موجود نہین ہی پس اولاً درمختار و قاضیخان اور بحرالرائق کی عبارتون کے معارض ہی اور ثانیاً اس وجہ سے محل نظر ہی کہ اگر یہ مراد ہی کہ صبیہ و رعم زانی مین ایسی جزئیت نہین ہے کہ ایک دوسرے کا جزو ہو پس مسلم ہی لیکن اس لڑکی مین اور زانی کی اولاد مین بھی ایسی جزئیت نہین ہی پس چاہیئے کہ وہ لڑکی زید کے بھائی پر بھی حرام ہو اور یہ صاحب تجنیس کی تصریح کے خلاف ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ جو ادنی جزئیت حرمت کے لیے کافی ہوتی ہی وہ پائی نہین جاتی تو غیر مسلم ہی کیونکہ وہ لڑکی زانی کے چچا کے باپ کا جزو ہی اور یہ حرمت کے لیے کافی ہی جیسے ابن جلال فتح القدیر مین ہی ذکر الوبری ان الحرمۃ تثبت من جہۃ الام خاصۃ مالم یثبت النسب فح تثبت من الذکر کذا ذکرہ الاسبیجابی وصاحب الینابیع وھو اوجہ لان الحرمۃ عن الزنا للبعضیۃ وذلک فی الولد نفسہ لانہ مخلوق من مائہ دون اللبن اذ لیس اللبن کائنا من منیہ لانہ فرع التغذی وھو لا یقع الا بما یدخل من اعلی المعدۃ لا من اسفل البدن کالحقنۃ فلا اثبات فلا تحریم بخلاف ثابت النسب لان النص اثبت الحرمۃ منہ اذا ترجح علی حرمۃ الرضاع بلبن الخناعلی الزانی فعلی علی ماہا یلیس اللبن فیہ اولی وبری نے کہا ہی کہ حرمت صرف مان کی جانب سے ہی جبتک کہ نسب ثابت ہو اور جب ثابت ہوگا تو حرمت نسب کی جانب سے بھی ہوگی اسبیجابی اور صاحب ینابیع نے بھی ایسا ہی کہا ہی اور یہی اوجہ ہی کیونکہ حرمت عن الزنی بعضیت کی وجہ سے ہی اور یہ خود لڑکے مین ہی نہ کہ دودھ مین کیونکہ لڑکا اُسکی منی سے بنا ہی لیکن دودھ اُس سے نہین بنا کیونکہ وہ فرع تغذی ہی اور تغذی اُنھین اشیا سے ہوتی ہی جو معدہ کے اوپر سے آئین نہ کہ بدن کے حصہ زیرین سے تو حرمت ثابت نہوگی برخلاف ثابت النسب کے کہ نص نے دودھ سے اُسکی حرمت کو ثابت کیا ہی اور جب عدم حرمت برضاعت خود زانی کے لیے مرجح ہی تو دوسرون کے لیے بدرجۂ اولی ایسا ہی ہوگا یہ اولاً تو عبارات منقولہ کے معارض ہی اور ثانیاً اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ حرمت رضاعت اس لبن سے غیر محلل ہی حالانکہ حنفیہ کے نزدیک تشبہ ببعضیت جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور وہ غیر ثابت النسب مین بھی موجود ہی پس تعدیہ حکم غیر ثابت النسب کی طرف بھی ضروری ہے اور یہ جو کہا ہی کہ لبن مین جزئیت نہین ہی تو یہان سے حقیقۃً جزئیت کا نہونا غیر مسلم ہی مگر اُسکی علت حرمت رضاعت کے لیے غیر مسلم ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ **مترجم کہتا ہی** اس جواب کے بعد اصل مین بھی مفتی کا نام نہ تھا لہذا نہین لکھا گیا **انتہی۔**

ھو المصوب فقہائے حنفیہ کا اس مسئلہ مین اختلاف ہی ایک گروہ کہتا ہی کہ رضیعہ زنا کے دودھ سے زانی پر اور اُسکے اصول و فروع پر حرام ہی فی خزانۃ الفتاوی او زنی بامرأۃ فولدت منہا فارضعت بھذا اللبن صبیۃ لا یجوز لھذا الزانی

ان یتزوج بهذه الصبیة ولا لابنه ولا لابیه واجداده وفی الخلاصة لو زنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن صبیة لایجوز لهذا
الزانی ولا لاحد من آبائه واجداده ان یتزوج بهذه الصبیة وفی الظهیریة رجل زنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن
صغیرة لایجوز لهذا الزانی ولا لاحد من آبائه واولاده نکاح هذه الصبیة علی ما عرف من اصول اصحابنا وفی العنایة لیس حلة
الوطی شرطا للحرمة حتی لو زنی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن صبیة لایحل للزانی ان یتزوج بهذه الصبیة ولا لآبائه ولا لابنائه
ولا لابناء اولاده لوجود البعضیة بین هؤلاء وبین الزانی وفی مجمع الانهر لبن الزنا کالحلال حتی لو زنی بامرأة فارضعت به بنتا
حرمت علی الزانی وآبائه وابنائه وابناء ابنائه وان سفلوا وفی البزازیة لو زنی بامرأة فولدت فارضعت بهذا اللبن صبیة
تحرم علی الزانی وکذا لو حبلت من آخر وارضعت ولدا لا بلبن الزانی حرم علی الزانی نکاحها وفی خزانة المفتیین رجل
اتی بامرأة فولدت منه فارضعت بهذا اللبن صغیرة لایجوز لهذا الزانی ولا لاحد من آبائه واولاده هذه الصغیرة وفی
البرجندی تقیید الابوة بناء علی الغالب والمراد حرمة الرضیعة علی رجل یکون لبن الرضیعة منه سواء کان بالنکاح او
السفاح حتی لو زنی بامرأة فولدت فارضعت صبیة لایجوز لهذا الزانی ولا لاحد من آبائه واولاده ان یتزوج بهذه الصبیة

خزانۃ الفتاوی مین ہی اگر کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اُس زنا سے اُسکی اولاد ہوئی اور وہ دودھ اُس نے ایک لڑکی کو
پلایا تو اُس لڑکی سے نکاح کرنا اُس زانی کے لیے درست نہین ہی اور اُسکے بیٹے اور باپ دادا کے لیے بھی جائز نہین ہی اور
خلاصہ مین ہی اگر کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اور اُس زنا سے اُسکے اولاد ہوئی اور وہ دودھ اُس نے ایک لڑکی کو پلایا تو اُس
لڑکی سے نکاح کرنا زانی کیلیے درست نہین ہی اور نہ اُسکے آبا و اجداد کو اُس لڑکی سے نکاح کرنا درست ہی اور ظہیریہ مین ہی اگر مرد
نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اور اُس زنا سے اولاد ہوئی اور اُس نے وہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا تو زانی کو اور اُسکے آبا و
ابناء کو اُس لڑکی سے نکاح کرنا درست نہین ہی جیسا کہ ہمارے اصحاب کے اصول سے معلوم ہوتا ہی اور عنایہ مین ہی حرمت
کیلیے حلت وطی شرط نہین ہی یہانتک کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور اُس عورت نے وہ دودھ
ایک لڑکی کو پلا دیا تو زانی اور اُسکے باپ دادا اور اُسکے لڑکون اور لڑکون کی اولاد کو اُس سے نکاح کرنا درست نہین ہی کیونکہ
اُنمین اور زانی مین بعضیت پائی جاتی ہے اور مجمع الانہر مین ہی زنا کا دودھ حلال کا ایسا ہی حتی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا اور اُس سے
اولاد ہوئی اور اُس عورت نے وہی دودھ ایک لڑکی کو پلا دیا تو وہ لڑکی زانی اور اُسکے باپ دادا اور اولاد پر اگرچہ کتنی ہی نیچے
درجے کی اولاد ہو حرام ہی اور بزازیہ مین ہی ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور اُس زنا سے اولاد ہوئی اور وہی دودھ عورت نے
کسی لڑکی کو پلا دیا تو وہ زانی پر حرام ہو گئی اور ایسے ہی اگر دوسرے سے حاملہ ہوئی اور لڑکی کو دودھ پلایا نہ لبن زانی سے تب بھی زانی
پر وہ لڑکی حرام ہی اور برجندی مین ہی ابوت کی قید غلبہ پر مبنی ہی ورنہ مطلب یہ ہی کہ دودھ پینے والی لڑکی اُس شخص پر حرام ہو جاتی

ہی جو دودھ کا سبب ہی خواہ نکاح ہو یا بلا نکاح پس اگر کسی نے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور عورت نے وہی دودھ ایک لڑکی کو پلایا تو زانی اور اُسکے باپ دادا اور اُسکی اولاد کو اُس لڑکی سے نکاح کرنا درست نہین ہی اور ایک گروہ کہتا ہی کہ رضیعہ مذکورہ نہ زانی پر حرام ہی نہ اُسکے اصول وفروع پر اور یہی محققین کے نزدیک مفتی بہ ہی فی شرح النقایۃ وفی ذکر الزوج اشارۃ الی انہ لو زنی بامرأۃ فولدت فارضعت بھذا اللبن صبیۃ فاراد الزانی ان یتزوج بھذہ الصبیۃ یجوز وقال القہستانی فی جامع الرموز فیہ اشعار بانہ لو زنی بامرأۃ فولدت فارضعت صبیۃ جاز لہ ان یتزوجھا کما فی شرح الطحاوی لکن فی الخلاصۃ انما تحرم فلعل فیہ روایتین وفی بحر الرائق المعتمد فی المذھب ان لبن الفحل الزانی لا یتعلق بہ التحریم وفی رد المحتار والحاصل کما قال فی البحر ان المعتمد فی المذھب ان لبن الزانی لا یتعلق بہ التحریم وظاھر المعراج والخانیۃ ان المعتمد ثبوتہ قلت وذکر فی شرح المنیۃ انہ لا یعدل عن الدرایۃ اذا وافقھا روایۃ وقد علمت ان الوجیہ روایۃ عدم التحریم وفی فتح القدیر ذکر الولوالجی ان الحرمۃ تثبت من جھۃ الام خاصۃ ما لم یثبت النسب فحینئذ تثبت من الاب وکذا ذکرہ الاسبیجابی وصاحب الینابیع وھو اوجہ لان الحرمۃ من الزانی للبعضیۃ و ذلک فی الولد نفسہ لانہ مخلوق من مائہ دون اللبن اذ لیس اللبن کائنا من منیہ لانہ فرع التغذی بخلاف الولد والتغذی لا یقع الا بما یدخل من اعالی المعدۃ لا من اسفل البدن کالحقنۃ فلا انبات فلا حرمۃ بخلاف ثابت النسب لان النص وھو حدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اثبت الحرمۃ وفی الدر المختار الوطی تشبہ کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجہ لا وقال الدمیاطی فی تعالیق الانوار علی الدر المختار قولہ والاوجہ لا ای درایۃ لا روایۃ کذا فی الشرنبلالیۃ وفی النھر الفائق قید بالزوج لانہ لو زنی بامرأۃ فولدت منہ وارضعت صبیۃ جاز لاصول الزانی وفروعہ التزوج بھا کذا اختارہ الولوالجی وعلیہ جری الاسبیجابی وصاحب الینابیع وجعلہ فی المحیط کالحلال وجزم بہ قاضیخان فی الاول وجہ شرح نقایہ مین ہی زوج کے ذکر کرنے سے اسطرف اشارہ ہوتا ہی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا اور اُس نے وہی دودھ کسی لڑکی کو پلا دیا پھر زانی نے ارادہ کیا کہ اُس لڑکی سے نکاح کرے تو جائز ہی اور قہستانی نے جامع الرموز مین کہا ہی اسمین اس جانب اشارہ ہی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور اُسنے وہی دودھ ایک لڑکی کو پلا دیا تو اب اگر یہ چاہے تو اُس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہی جیسا کہ شرح طحاوی مین ہی لیکن خلاصہ مین ہی کہ یہ حرام ہی شاید اس مین دو روایتین ہین اور بحر الرائق مین ہی مذہب معتمد یہ ہی کہ زنا کے دودھ سے حرمت ثابت نہین ہوتی ہی اور رد المحتار مین ہی حاصل جیسا کہ بحر مین ہی یہ ہی کہ باعتبار مذہب معتمد زنا کے دودھ سے حرمت ثابت نہین ہوتی اور معراج اور خانیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب معتمد ثبوت حرمت ہی مین کہتا ہون کہ شرح منیہ مین ہی کہ جب درایت روایت کے موافق ہو تو اُس سے انحراف نہ کیا جائیگا اور یہان

درایت روایت کے ساتھ ہی عدم تحریم مین اور فتح القدیر مین ہی وبری نے کہا ہی کہ حرمت صرف مان کی جانب سے ہی جبتک کہ نسب نہ ثابت ہو اور جب ثابت ہو گا تو نسب کے جانب سے بھی حرمت ہو گی اسبیجابی اور صاحب ینابیع نے بھی ایسا ہی کہا ہی اور یہی اوجہ ہی کیونکہ حرمت عن الزنا بعضیت کیوجہ سے ہی اور یہ خود لڑکے مین ہی کیونکہ وہ اُسکی منی سے پیدا ہوا ہی نہ کہ دودھ مین کیونکہ دودھ اُس کی منی سے نہین بنا ہی اسلیے کہ وہ فرع تغذی ہی اور تغذی اُنھین اشیا سے ہوتی ہی جو معدہ کے اوپر سے آئین نہ کہ بدن کے حصہ زیرین سے جیسے حقنہ تو حرمت نہین ثابت ہو گی برخلاف ثابت النسب کے کہ نص نے دودھ سے اُسکی حرمت کو ثابت کیا ہی اور وہ نص یہ ہی کہ رضاعت سے وہی حرام ہی جو نسب سے حرام ہی اور درمختار مین ہی وطی حلال کے مشابہ ہی کہا گیا ہی اور ایسے ہی زنا اور اوجہ یہ ہی کہ نہین اور دمیاطی تعالیق الانوار حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین قولہ والاوجہ لا یعنے درایۃً نہ کہ روایۃً جیساکہ شرنبلالیہ مین ہی اور نہر الفائق مین ہی تزوج کی قید اس لیے لگائی ہی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا اور اُس زنا سے اولاد ہوئی اور زانیہ نے وہی دودھ کسی لڑکی کو پلا دیا تو زانی کے اصول و فروع اُسکے ساتھ نکاح کر سکتے ہین اسے وبری نے اختیار کیا ہی اور اسبیجابی اور صاحب ینابیع کا یہی خیال ہی محیط مین اسے مثل حلال کے لکھا ہی اور قاضی خان نے اسکا یقین کیا ہی اور اول اوجہ ہی۔ جب یہ امر محقق ہو گیا تو مین کہتا ہون کہ زید کے بھائی کو اس رضیعہ سے نکاح کرنا باتفاق فقہا جائز ہی لیکن دوسرے گروہ کے نزدیک پس جواز ظاہر ہی اسلیے کہ جب رضیعۂ مذکورہ زانی پر اور اُسکے اصول و فروع پر حلال ہوئی تو اُسکے بھائی پر بدرجۂ اولی حلال ہو گی لیکن گروہ اولی کے نزدیک پس ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین۔ فی التجنیس من علامۃ الناطفی عن الشیخ ابن عبداللہ الجرجانی انہ کان یقول رحمہ اللہ یجوز للزانی ان یتزوج بالصبیۃ المرضعۃ ولا لابائہ واجدادہ ولا لاحد من اولادہ ولعم الزانی التزوج بہا کما یجوز بالصبیۃ التی ولدت من الزانی لانہ لم یثبت نسبہا من الزانی حتی یظہر فیہا حکم القرابۃ والتحریم علی ابائہ واجدادہ لاعتبار الجزئیۃ والبعضیۃ لیس بینہا وبین العم تجنیس مین علامۂ ناطفی سے نقل کیا ہی کہ شیخ ابن عبداللہ جرجانی درس مین کہتے تھے کہ زانی کو اُس لڑکی سے شادی نہ کرنا چاہیے جسے وہ دودھ پلایا گیا ہی جو اُسکے زنا کا نتیجہ ہی اور نہ زانی کے آبا و اجداد و اولاد کو البتہ زانی کا چچا اُس سے شادی کر سکتا ہی جیساکہ اُس لڑکی سے کر سکتا ہی جو خود زانی کی پیدا کی ہوئی ہی کیونکہ اُسکا نسب ثابت نہین ہی حتی کہ حکم قرابت ظاہر ہو اور آبا و اجداد پر تحریم جزئیت کی وجہ سے ہی اور اُس لڑکی اور عم زانی مین جزئیت نہین ہی۔ اور ظاہر ہی کہ بھائی اور چچا مین کوئی فرق نہین ہے جب طائفۂ اولی کے نزدیک رضیعۂ مذکورہ عم زانی پر حلال ہوئی تو برادر زانی پر حلال ہونے مین کون شک باقی رہا اور صاحب تحریر نے زانی کے چچا اور ماموں کے لیے حلت مین اتفاق نقل کیا ہے اُنکی عبارت یہ ہی ظاہر کلامھم

ان ھذہ الصبیۃ لاتحرم علی عم الزانی وخالہ اتفاقا لانہ لم یثبت نسبہا من الزانی حتی یظہر فیہا حکم القرابۃ والتحریم علی اولادہ عند القائلین بہ لاعتبار الجزئیۃ والبعضیۃ ولا جزئیۃ بینہا وبین عم الزانی والخال ولو اثبت ھذا فی حق المتولد من الزنا فکذلک فی حق الرضیعۃ بلبن الزنا کذا فی النہر الفائق ظاہر ہے کہ یہ لڑکی زانی کے چچا اور ماموں پر بالاتفاق حلال ہے کیونکہ اسکا نسب زانی سے ثابت نہیں ہے حتی کہ حکم قرابت ظاہر ہو اور اولاد پر تحریم جزئیت اور بعضیت کے سبب سے ہے جو اس لڑکی اور عم زانی اور خال زانی کے مابین متصور نہیں ہے۔ اور اگر حکم قرابت زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی ہے اسکے لیے ثابت ہو تو اس لڑکی کے لیے بھی ثابت ہوگا جس نے زنا کا دودھ پیا ہے ایسا ہی نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر اسپر بھی کفایت نہ سمجھی جائے تو صاحب جزئیت رد المحتار کے اس قول سے جو حرم الکل مما مر تحریمہ نسبا ومصاہرۃ و رضاعا (جتنی چیزیں اوپر گذریں وہ سب نسبا ومصاہرۃ ورضاعا حرام ہیں) کے تحت میں واقع ہے ملاحظہ ہو اور وہ یہ ہے مقتضی قولہ والکل رضاعا مع قولہ سابقا ولو من ناحیۃ فروع المزنیۃ واصلہا رضاعا وفی القہستانی عن شرح الطحاوی عدم الحرمۃ ثم قال لکن فی النظم وغیرہ انہ یحرم کل من الزانی والمزنیۃ علی اصل الاٰخر وفرعہ رضاعا ومقتضی تقییدہ بالفرع والاصل انہ لاخلاف فی عدم الحرمۃ علی غیرہما من الحواشی کالاخ اھ اسکا قول والکل رضاعا اسکے اگلے قول ولو من زنا اگر ملایا جائے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ رضاعۃ فروع واصول مزنیہ بھی حرام ہیں قہستانی میں شرح طحاوی سے عدم حرمت نقل کی ہے اور کہا ہے نظم میں ہے کہ زانی اور مزنیہ میں سے ہر ایک دوسرے کے رضاعی اصل وفرع پر حرام ہے فرع واصل کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے متعلقین پر مثلا چچا اور بھائی پر حرام نہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے مجیب نے لکھا ہے **قولہ** وبعض محل خلاف الخ

اقول اس تقریر کو صاحب بحر نے ذکر کیا ہے لیکن صاحب رد المحتار نے اسکو فتح القدیر کے محل کلام سے یوں رد کیا ہے ان فی حرمۃ الرضیعۃ بلبن الزنا علی الزانی وکذا علی اصلہ وفرعہ روایتین کما صرح بہ القہستانی ایضا وان الاوجہ روایۃ عدم الحرمۃ وان ما فی الخلاصۃ من انہا لو ارضعت لا بلبن الزانی تحرم علی الزانی مردود لان المسطور فی الکتب المشہورۃ ان الرضیعۃ بلبن غیر الزوج لاتحرم علی الزوج وما فی الفتاوی اذا خالف ما فی المشاہیر من الشروح لا یقبل ھذا تقریر کلام الفتح وقد وقع فی فہمہ خبط کثیر منہا ادعاہ فی البحر من ان محل الخلاف اصول الزانی وفروعہا لاتحل للزانی اتفاقا زانی اور اصول وفروع زانی پر زنا کا دودھ پینے والی لڑکی کی حرمت میں دو روایتیں ہیں جیسا کہ اسکی تصریح قہستانی نے بھی کی ہے اور اوجہ روایت عدم حرمت ہے اور یہ جو خلاصہ میں ہے کہ اگر زانی کے سوا دوسرے کا دودھ پلایا تو بھی زانی پر لڑکی حرام ہوگی غیر مقبول ہے کیونکہ کتب مشہورہ میں یہ لکھا ہے کہ غیر زوج کا دودھ اگر عورت کسی لڑکی کو پلادے تو وہ لڑکی زوج پر حرام نہیں ہوتی اور فتاوی اگر مشاہیر شروح کے خلاف ہوتے ہیں تو مقبول نہیں ہوتے یہ کلام فتح کی تقریر ہے لیکن اسکے سمجھنے میں

بہت گڑبڑ ہوگیا ہے چنانچہ بحر مین اس سے یہ مطلب لیا گیا ہے کہ محل خلاف اصول وفروع زانی ہین خود زانی کیلئے بالاتفاق حلال نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اس قول مین فقہا کے وہی دو قول ہین جو اوپر ذکر ہوے اور تیسرا قول انکے کلام سے ثابت نہین ہے **قولہ** اور بعض کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ لبن زنا الخ **اقول** یہ اسی گروہ کا قول ہے جو صنیعہ لبن زنا کو زانی اور اسکے اصول وفروع پر حرام کہتے ہین اور باوجود اسکے تصریح کرتے ہین کہ اسکے بھائی اور چچا اور ماموں پر حلال ہے جیسا کہ اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے **قولہ** اوفق بالدلیل **اقول** سابقا تعالیق الانوار سے منقول ہے کہ اوفق بالدرایۃ عدم حرمت ہے اور فتح وغیرہ کی عبارتین اوپر گذرین کہ عدم حرمت اوجہ ہے **قولہ** اور اسی پر فتوی دینا چاہیے **اقول** جبکہ صاحب فتح اور صاحب بحر اور صاحب نہر وغیرہ محققین حنفیہ کا قول عدم حرمت پر موجود ہے تو اب کچھ راے دینے کا موقع باقی نہین رہا رد المحتار مین بحر سے نقل کیا ہے انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی وکذا لو کان احدھما فی الشروح والاخر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی لکن ھذا عند التصریح بتصحیح کل من القولین او عدم التصریح اصلا اما لو ذکرت مسئلۃ فی المتون ولم یصرحوا بتصحیحہا بل صرحوا بتصحیح خلافہا فقد افاد العلامۃ قاسم بترجیح الثانی لانہ تصحیح صریح جب تصحیح اور فتوی مین اختلاف ہو تو جو متون کے موافق ہو اس پر عمل کرنا چاہیے اسیطرح اگر ایک شروح مین اور دوسرا فتاوے مین ہو یعنے اسوقت شروح پر عمل کرنا چاہیے) کیونکہ یہ امر مصرح ہے کہ متون شروح پر اور شروح فتاوے پر مقدم ہین لیکن یہ اسوقت ہے جب دونون کے صحیح ہونے کی تصریح ہو یا مطلقا تصریح نہو لیکن اگر متون کی تصحیح کی تصریح نہو بلکہ اسکے خلاف کی تصحیح کی تصریح ہو تو علامہ قاسم نے کہا ہے کہ دوسرے کو ترجیح دینا چاہیے کیونکہ اسکے صحیح ہونے کی تصریح ہے اور ظاہر ہے کہ لبن زنا کا حلال کے مثل ہونا اگرچہ متون اور بعض فتاوی مین مذکور ہے لیکن شراح محققین نے عدم حرمت کے قول کو مفتی بہ کہا ہے اور ارباب متون نے حرمت پر فتوی نہین لکھا ہے بلکہ صرف لبن الزنا کالحلال لکھنے پر کفایت کی ہے پس ضروری ہوا کہ شراح کا فتوی معتبر ہو اور انھین کے موافق فتوی دیا جائے نہ لبن الزنا کالحلال پر جو فتوے سے معری ہے **قولہ** کیونکہ اصول مین ثابت ہے الخ **اقول** تعارض مین متعارضین کی مساوات شرط ہے اور ہم فیہ مین حلت کی دلیل قوت رکھتی ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہے اور دلیل حرمت ضعیف ہے جیسا کہ ہم ثابت کرین گے پس تعارض نہین ہوا اور تحریم کی ترجیح بھی نہین پائی گئی **قولہ** اسی لیے زید کے بھائی کا نکاح اس لڑکی سے جائز نہین ہے **اقول** یہ عدم جواز کا حکم بنا بر مذہب حنفیہ جو دلائل سے مستفی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ جملہ فقہا اس قول پر متفق ہین کہ زانی کے بھائی اور چچا اور ماموں پر یہ لڑکی حلال ہے اور جو تحریم کا حکم دیتے ہین وہ اس حکم کو زانی اور اسکے فروع واصول کے ساتھ مخصوص کرتے ہین جیسا کہ بحر اور رد المحتار وغیرہ مین ہے اور اگر عدم جواز کا حکم تصریحات فقہاے حنفیہ سے قطع نظر کرکے دیا گیا ہے

پس اُس مین گفتگو نہین ہی کیونکہ سائل مذہب حنفیہ کے موافق حلت او رحرمت کی حکم کا استفسار کرتا ہی نہ مجرد عقل **قولہ** اول یہ
کہ درمختار مین ہی الخ **اقول** صاحب درمختار نے لو عن زنا کی زیادتی مین منح الغفار کی اتباع کی ہی اور صاحب منح الغفار
نے اُسی بحر کی عبارت سے جو مجیب نے نقل کی ہی اخذ کیا ہی اور صاحب بحر نے فتح القدیر سے نقل کیا ہی اور یہ سب عبارتین
فصل المحرمات مین واقع ہوئی ہین اور خود صاحب فتح اور صاحب بحر نے کتاب الرضاع مین ولیدۂ زنا کو عم اور خال زانی پر حلال بتایا
ہی اور اسی قول کو اوجہ لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ فصل المحرمات کی عبارتین مشہور کے موافق ہین اور معتمد وہی اقوال ہین جو بحث
رضاع مین واقع ہین فان المسألۃ اذا کانت مصرحۃ فی موضع بغیر علامۃ فتوی وکان خلافہا مصرحا فی موضع اٰخر بعلامۃ
الفتوی کان الاعتماد علی ھذا لا ذاک کما لا یخفی علی من طالع رسم الفتوی کیونکہ جب مسئلہ کی بلا علامت فتوی کسی جگہ
تصریح ہو اور اُسکے خلاف مع علامت فتوی تصریح ہو تو اسی پر تصریح پر اعتماد کیا جائیگا نہ غیر پر جیسا کہ جس شخص نے علامات فتوے
دیکھے ہین اُسپر پوشیدہ نہین ہی آور جو فتاوی قاضی خان مین منقول ہی اس مین علامت فتوی نہین ہی والاعتبار
لما فی الشروح لا لما فی الفتاوی لا سیما اذا کان ما فی الشروح معلما بالفتوی مصرحا بہ فی مواضع جو شروح مین ہی معتبر ہی نہ وہ
جو فتاوے مین ہی خصوصًا جب شروح مین علامات فتوی بھی موجود ہون اسکی تصریح متعدد جگہون مین ہی **قولہ** اس عبارت سے
ظاہر ہی الخ **اقول** بیشک لیکن شراح محققین کا فتوی اسکے خلاف ہی اور اس مسئلہ کا بھید یہ ہی کہ باب حرمت مین قرابت کی
وجہ سے بعضیت معتبر ہی حقیقۃً اور چونکہ ولیدۂ زنا حقیقۃ جزو زانی ہی پس اُسپر ضرور حرام ہوگی لیکن چونکہ شرعا بعضیت غیر معتبر
ہی لہذا ولیدۂ زنا کا نفقہ زانی پر واجب نہوگا اور نہ یہ کہ زانی سے میراث پائیگی حاصل کلام یہ ہی کہ شرعا بعضیت کے احکام
اُسپر جاری نہین ہین پس یہ بعضیت زانی کے بھائی اور چچا اور ماموں مین منجر بشبہ بعضیت ہوئی اور وہ باب قرابت مین موجب
حرمت نہین ہی **قولہ** اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جو نسب سے حرام ہی رضاع سے بھی حرام ہی الخ **اقول** اگر کلیۃ مراد ہی تو غلط ہی کیونکہ فقہا
نے ایک صورت کے نسب کو اس حدیث سے مستثنی کیا ہی جیسا کہ شرح وقایہ اور درمختار وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہی اور اگر
جزئیت مراد ہی پس شکل اول مین منتج نہین ہی **قولہ** دوسرے یہ کہ الخ **اقول** اسکا کسی کو انکار نہین ہی کہ کوئی فقیہ لبن زنا سے
زانی اور اصول وفروع زانی پر حرمت رضیعہ کی طرف نہین گیا ہی کہ حرمت پر دلالت کرنے والی عبارتون کا نقل کرنا نفع دے
بلکہ مقصود یہ ہی کہ اگرچہ فقہا کا ایک گروہ حرمت کی طرف گیا ہی لیکن ارباب تدقیق کے نزدیک مفتی بہ حلت ہی اور بھی رضیعہ کی حلت
برادر اور عم اور خال پر متفق علیہ ہی جیسا کہ اوپر مفصلا گذرا **قولہ** پس معلوم ہوا کہ شبہ جزء الجزء الخ **اقول** ردالمحتار اور بحر وغیرہ
سے رضیعۂ مذکورہ کی حلت برادر عم زانی پر منقول ہی اور فتوی نقل پر دینا چاہیے نہ عقل پر سائل نے کہ حلت اور حرمت
دریافت کی ہی تو اس سے اُسکا منشا یہ ہی کہ حنفیہ کے نزدیک حلت ہی یا حرمت نہ یہ کہ یہان مفتی کا جو کچھ جی چاہے لکھدے البتہ

اگر مسئلہ مسئولہ کا جزئیہ نہ ملے تو عقل سے استنباط ہو سکتا ہے رد المحتار میں ہے البحث فی المنقول غیر مقبول منقول میں بحث کرنا قابل قبول نہیں ہے اسکے علاوہ فی نفسہ اس تقریر میں بھی نظر ہے کیونکہ لبن زنا اور نطفۂ زنا کا شرعاً اعتبار نہیں پس عم و خال اور حواشی وغیرہ میں شبہۃ البعضیۃ منجر بہ شبہۃ الشبہہ ہوتی ہے ہدایہ وغیرہ میں ہے لا اعتبار للشبہۃ لا للنازل منہا شبہہ کا اعتبار ہے نہ اُسکا جو بمنزلہ شبہہ ہو پس شبہۃ الشبہہ حواشی کیلیے موجب حرمت نہو گا **قولہ** اسکے علاوہ **اقول** یہ علاوہ بالکل غلط ہے کیونکہ جب صورت مذکورہ میں صبیہ کی جگہ صبی فرض کیا گیا تو اُسیر بنت ابن الزانی کی حرمت اگر ابن الزانی سے وہی ابن مراد ہے جو مزنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اسوجہ سے ہے کہ ابن مزنیہ اُس رضیع کے لیے برادر رضاعی ہے اور اُسکا نسب ام کی جانب سے ثابت ہے پس بنت ابن الزانی دختر برادر رضیعۂ رضاعی ہے اور برادر رضاعی کی اولاد برادر رضاعی پر گرچہ دونوں کا رضاع زنا سے ہو حرام ہے کیونکہ دونوں ماں کے جزو ہیں نہ یہ کہ وہ لڑکی اُس صبی کی برادر زادی رضاعی ہے **قولہ** تیسرے حنفیہ کے نزدیک آہ **اقول** فی الواقع نسب کے باب میں حقیقت بعضیت اور رضاع میں شبہہ البعضیت معتبر ہے مگر چونکہ لبن حرام میں شبہہ البعضیت منجر بہ شبہۃ الشبہہ ہے اسلیے اُسکا اعتبار نہو گا **قولہ** پس ولا معارض ہے **اقول** جب فقہا کی عبارت میں تعارض واقع ہو تو مفتی کو لازم ہے کہ محققین کے فتوے پر عمل کرے اور چونکہ تجنیس کی تحریر پر اعلام فقہا نے فتوی دیا ہے تو صاحب درمختار وغیرہ کی عبارتوں کا تعارض جو صاحب تجنیس سے مماثلت نہیں رکھتے کیا ضرر پہونچائیگا **قولہ** اولاً عبارات منقولہ کے معارض ہے **اقول** مفتی بہ اور غیر مفتی بہ کا تعارض عجائبات عالم سے ہے **قولہ** اس سے معلوم ہوتا ہے آلخ **اقول** نہیں نہیں بلکہ صاحب فتح نے بھی حرمت رضاعت کو معلل بہ شبہہ البعضیت جانا ہے لیکن شبہۃ الشبہہ کا اعتبار نہیں کیا ہے ہذا ما خطر خاطری من الایرادات علی المجیب وعلی اللہ التوکل فی کل ما اتکلم والیہ انیب انا الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات النحی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

سوال مسماۃ محفوظن کی گود میں ایک لڑکا مسمی زید شیر خوار ہے اور مسماۃ شریفن نے ایک لڑکی ہندہ کو جنا مسماۃ محفوظن نے زید کا دودھ ایک یا دو یا تین بار مسماۃ ہندہ کو پلایا تو اس صورت میں زید اور ہندہ دودھ شریک بھائی بہن ہو سکتے ہیں یا نہیں بشرط ہونے کے پھر اگر ہندہ کی ماں نے دوسری لڑکی زینب کو جنا جسنے زید کا دودھ نہیں پیا ہے تو زید اور زینب کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر زید و زینب کا نکاح اور اولاد بھی ہو چکی ہو تو کیا کیا جائے اور دودھ پلانے کی گواہی صرف مادر رضاعی اور مادر رضیعہ کی تمام ہو سکتی ہے یا نہیں **جواب** دودھ پینے والے پر مرضعہ کی سب اولاد اور شوہر مرضعہ کی اور اولاد جو دوسری زوجہ سے ہو حرام ہو جاتی ہے اور دودھ پینے والے کے بھائی بہن کیطرف سے حرمت نہیں آتی لہذا زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ناجائز اور زینب کے ساتھ جائز ہے خزانۃ الروایات میں ہے اذا ارضعت ثدییۃ تحرم ہذہ الصبیۃ علی وجہا وعلی آبائہ واولادہ وعلی

ابو المرضعة وعلی اولادہ والاصل ان اقرباء المرضعة واقرباء زوجھا اقرباء للرضیع واقرباء الرضیع لیسوا اقرباء للمرضعة جب اُسنے اپنا دودھ پلا دیا تو یہ لڑکی مرضعہ کے شوہر اور اُسکے آبا و اولاد اور مرضعہ کے باپ اور اُسکی اولاد پر حرام کردیگی اصل یہ ہے کہ اقربائے مرضعہ اور اقربائے زوج مرضعہ رضیع کے اقربا ہین اور رضیع کے اقربا مرضعہ کے اقربا نہین ہین۔ اور رضاعت کے باب مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت ثبوت رضاعت کے لیئے ضروری ہی فقط مرضعہ یا اور رضیع کا قول ثبت نہین ہو سکتا مگر اس صورت مین اجتناب و تنزہ احوط و لازم ہی۔ فتاوی خانیہ مین ہی رجل تزوج امرأة فشھدت امرأة انھا ارضعتھما لا تثبت الحرمة بقولھا وان کانت عدلة وان تنزہ کان افضل کما لا یفرق بینھما بعد النکاح لا تثبت الحرمة بشہادتھن فکذلک قبل النکاح ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور ایک عورت نے شہادت دی کہ مین نے ان دونون کو دودھ پلایا ہی تو اُسکے کہنے سے حرمت نہ ثابت ہوگی اگرچہ وہ عورت عادل ہو البتہ علیحدگی افضل ہی تو جیسا کہ ان دونون مین نکاح کے بعد تفریق نہین ہو سکتی اُسیطرح نکاح کے پہلے عورتون کی شہادت سے حرمت نہین ثابت ہوگی **سوال** ایک بوڑھی عورت ہی جسکا دودھ بالکل سوکھ چکا ہی اور ستر برس سے اُسکے اولاد نہین ہوئی ہی مگر جب پستان کو زور سے ملتی ہی تو کوئی غلیظ چیز دودھ کی ایسی پستان کے سر پر آجاتی ہی پس اگر یہ عورت کسی لڑکے کے منھ مین پستان دے مگر اُسکو کامل یقین نہو کہ دودھ نکلا اور لڑکے کے حلق مین گیا کیونکہ اُسکے دودھ ہی نہین ہی اور جو لزج چیز پستان سے نکلتی ہی وہ بھی بہت زور سے ملنے سے نکلتی ہی اور عورت کو اسکا بھی یقین نہو کہ وہ لزج شی نکل کر لڑکے کے حلق مین اتری پس حرمت ثابت ہوگی یا نہین **جواب** اگرچہ آئسہ اور عجوزہ کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہی مگر صورت سوال مین عدم یقین کیوجہ سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اشباہ مین ہی ولو کان فی الحرمة شک لم یعتبر و لھذا قالوا لو ادخلت المرأة حلمة ثدیھا فی فم رضیعة ووقع الشک فی وصول اللبن الی جوفھا لم تحرم لان المانع شک کما فی الولوالجیة فی القنیة امرأة کانت تعطی ثدیھا صبیة واشتھر ذلک فیما بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتھا ولا یعلم ذلک الا من جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذہ الصبیة اگر حرمت مین شک ہو تو معتبر نہین ہی اسیوجہ سے فقہا کہتے ہین کہ اگر کسی عورت نے اپنا دودھ کسی شیر خوار بچے کے منھ مین ڈالا اور پیٹ تک دودھ پہونچنے مین شک ہوا تو اس سے حرمت ثابت نہوگی کیونکہ مانع کا شک مثل شک ولوجیت کے ہی اور قنیہ مین ہی کہ ایک عورت نے ایک بچے کو اپنا دودھ چسایا اور یہ بات عام طریقے سے مشہور ہوگئی پھر اُسنے کہا کہ جب مین نے دودھ چسایا تھا تو میرے دودھ نتھا اور اسکا علم اُسکے سوا اور کسیکو نہین ہو سکتا تو اُسکے لڑکے کیلیے جائز ہی کہ اُس لڑکی کیساتھ شادی کرے **سوال** ہندہ نے اپنے ایام رضاعت مین زینب کا دودھ جو اُسکے شوہر سے تھا پیا عرصہ کے بعد زید نے زینب سے زنا کیا پس زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہو سکتا ہی یا نہین **جواب** اسمین فقہا کا اختلاف ہی بحر الرائق اور جامع الرموز کی عبارتون سے

حرمت ثابت ہوتی ہے بحر الرائق میں ہے اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة
اصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعا کما فی الوطی الحلال حرمت مصاہرت سے چار حرمتیں مراد ہیں عورت کا نسبی و رضاعی اصول و
فروع زانی پر حرام ہونا اور عورت کے اصول فروع کا زانی پر حرام ہونا جیسا کہ وطی حلال میں ہے۔ اور بھی اسی کتاب میں ہے
قدمنا ان فروع المزنی بها من الرضاع حرام علی الزانی کذا قال فی الخلاصة وکذا لو لم تحبل من الزنا وارضعت بلبن الزنا
فانها تحرم علی الزانی کما تحرم بنتها من النسب علیه ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مزنی بہا رضاعی فروع زانی پر حرام ہیں جیسا کہ خلاصہ میں ہے
اسیطرح اگر زنا سے حاملہ نہیں ہوئی اور زنا کا دودھ نہیں پلایا تو بھی وہ زانی پر حرام ہو جائیگی جسطرح کہ حقیقی لڑکی حرام ہو جاتی ہے۔ اور جامع الرموز میں
ہے لکن فی النظم وغیرہا تحرم کل من الزانی و المزنیة علی اصل الاخر وفرعه رضاعا لیکن نظم وغیرہ میں ہے کہ زانی و مزنیہ میں سے
ایک دوسرے کی رضاعی اصول و فروع پر حرام ہو جاتا ہے اور صاحب درمختار نے لکھا ہے الوطی بشبهة کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجه لا۔ فتح۔
شبہہ میں جو وطی ہو جائے وہ مثل حلال کے ہے بعضوں کے نزدیک یہی حال زنا کا ہے اور انسب یہ ہے کہ زنا کا یہ حال نہیں ہے جیسا کہ فتح میں ہے۔ اور
اسی قول کی شرح میں صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں وذلک حیث قال ای صاحب الفتح لبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بنتا حرمت
علی الزانی وآبائه وابنائه وان سفلوا وفی التجنیس عن الجرجانی ولعم الزانی التزوج بها کالمولودة من الزنا لانه لم یثبت
نسبها من الزانی والتحریم علی آباء الزانی واولاده للجزئیة ولا جزئیة بینها وبین العم واذا ثبت هذا فی المتولدة من الزانی فکذا
فی المرضعة بلبن الزنا قال فی الخلاصة وکذا لو لم تحبل من الزنا وارضعت لا بلبن الزنا یحرم علی الزانی کما تحرم بنتها
علیه وذکر الولوجی ان الحرمة تثبت من جهة الام خاصة ما لم یثبت النسب فحینئذ تثبت من الاب وکذا ذکره الاسبیجابی و
صاحب الینابیع وهو اوجه لان الحرمة من الزنا للبعضیة وذلک فی الولد نفسه لانه مخلوق من مائه دون اللبن اذ لیس اللبن
کائنا من منیه لانه فرع التغذی وهو لا یقع الا بما یدخل من اعلی المعدة لا اسفل البدن کالحقنة فلا اثبات فلا حرمة
بخلاف ثابت النسب لان النص اثبت الحرمة منه واذا ترجح عدم حرمة الرضیعة بلبن الزانی فعدمها علی من لیس اللبن
منه اولی خلافا لما فی الخلاصة لانه یخالف المسطور فی الکتب المشهورة اذ یقتضی تحریم بنت المرضعة بلبن غیر الزوج
علی الزوج بالطریق الاولی انتهی کلام الفتح ملخصا وحاصله ان فی حرمة الرضیعة بلبن الزنا علی الزانی وکذا علی اصوله وفروعه روایتین کما صرح
به القهستانی ایضا وان الاوجه نفیها عند المحقق وان ما فی الخلاصة مردود لان المسطور فی الکتب المشهورة ان الرضیعة بلبن غیر الزوج لا تحرم علی
الزوج وکلام الخلاصة یقتضی تحریمها بالاولی ووفاق الفتاوی فی اخالف ما فی المشاهیر من الشروح لا یقبل هذا تحریر کلام الفتح وقد وقع فی فهمه
خبط کثیر منها ما ادعاه فی البحر من ان محل الخلاف فی اصول الزانی وفروعه وانها لا تحل للزانی اتفاقا والحاصل کما قال فی البحر ان المعتمد
فی المذهب ان لبن الزانی لا یتعلق به التحریم وظاهر المعراج والخانیة ان المعتمد ثبوته قلت و ذکر

فی شرح المنیۃ ان لا یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ وقد علمت ان الوجہ مع روایۃ عدم التحریم
یہ اسوجہ سے ہی کہ صاحب فتح نے کہا ہی لبن زنا مثل حلال کے ہی پس اگر لبن زنا کسی لڑکی کو پلایا تو اُسکی وجہ سے وہ لڑکی زانی اور
اُسکے آباء وابناء پر حرام ہی اگرچہ وہ نیچے درجے کے ہون اور تجنیس مین جرجانی سے نقل کیا ہی کہ زانی کے چچا کو اُسکے ساتھ شادی
کرنا حرام نہین ہی جسطرح کہ زنا سے جو اولاد پیدا ہو کیونکہ زانی سے اُسکا نسب بھی ثابت نہین ہی اور آباء اور ابناء زانی پر تحریم اُسکی
جزئیت کیوجہ سے ہی اور اُس لڑکی اور عم زانی مین جزئیت متحقق نہین ہی اور جب یہ اُس لڑکی کے متعلق متحقق ہی جو زنا سے
پیدا ہوئی ہی تو اُس لڑکی مین بھی متحقق ہوگا جسکو زنا کا دودھ پلایا گیا ہی خلاصہ مین ہی اسیطرح اگر وہ زنا سے حاملہ نہین ہوئی
اور لڑکی کو دودھ پلایا جو زنا کا نتھا تو وہ زانی پر ویسی ہی حرام ہوگی جیسے زانیہ کی لڑکی اور وبری نے کہا ہی کہ حرمت مان ہی
کی جانب سے ثابت ہوتی ہی جبکہ نسب نہ ثابت ہو اور جب نسب ثابت ہو جاتا ہی تو باپ کی طرف سے حرمت ثابت ہوتی
ہی ایسا ہی اسبیجابی اور صاحب ینابیع نے کہا ہی یہ انسب ہی کیونکہ زنا کی وجہ سے جو حرمت ہوتی ہی اُسکی علت بعضیت ہی اور
یہ خود اولاد مین ہی کیونکہ وہ خود اُسکی منی سے پیدا ہوتی ہی نہ کہ دودھ سے کیونکہ دودھ اُسکی منی سے نہین بنا ہی بلکہ وہ غذا
کی فرع ہی اور تغذی اُنھین چیزون سے ہوتی ہی جو اعلاے معدہ سے آئین نہ اُنسے جو اسفل بدن سے داخل ہون جیسے
حقنہ تو اب جزئیت نہ ثابت ہوگی پس حرمت بھی نہ ثابت ہوگی برخلاف ثابت النسب کے اسلیے کہ نص نے حرمت کو
ثابت کر دیا ہی تو جب ترجیح اسکو ہی کہ زانی کے زنا کا دودھ جس لڑکی نے پیا ہی اُسپر وہ حرام نہو تو جب اُسکے زنا کا دودھ
نہو تو بدرجہ اولی ہی یہ خلاصہ کے خلاف ہی اور جو خلاصہ مین ہی وہ کتب مشہورہ کے خلاف ہی کیونکہ اُسکا مقتضے یہ ہی کہ مرضعہ
جس لڑکی کو غیر زوج کا دودھ پلایا ہو وہ زوج پر بدرجہ اولی حرام ہو انتہی کلام صاحب الفتح ملخصًا اُسکا ماحصل یہ ہی کہ جسے
لبن زنا پلایا گیا ہو اُسکے زانی پر حرام ہونے اور اسیطرح اُسکے اصول وفروع پر حرام ہونے مین دو روایتین ہین جیسا کہ قہستانی
نے بھی اُسکی تصریح کی ہی اور اوجہ روایت عدم حرمت ہی اور جو خلاصہ مین ہی وہ غیر مقبول ہی کیونکہ کتب مشہورہ مین یہ تحریر ہی کہ
جسے غیر زوج کا دودھ پلایا گیا وہ زوج پر حرام نہین ہی اور خلاصہ کا کلام اُسکی حرمت کو چاہتا ہی اور فتاوے اگر مشاہیر شروح
کے خلاف ہون تو قبول نہ کیے جائینگے ہذا تقریر کلام الفتح اُسکے سمجھنے مین بہتون نے گڑبڑ کر دیا ہی منجملہ اُسکے وہ ہی جو بحر مین
ہی کہ محل اختلاف اصول وفروع زانی ہین اور خود زانی کے لیے وہ بالاتفاق حلال نہین ہی بحر کے قول کا حاصل یہ ہی کہ باعتبار مذہب
معتمد لبن زانی سے تحریم کا تعلق نہین ہی اور صریح وخانیہ کا ظاہر یہ ہی کہ مذہب معتمد ثبوت تحریم ہی مین کہتا ہون شرح منیہ مین ہی
کہ جب روایت درایت کے موافق ہو تو اُس سے عدول نکرنا چاہیے اور تم جانتے ہو کہ روایت عدم تحریم کی درایت کے موافق ہی
ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ رضیعہ لبن زنا زانی پر بقول صحیح حرام نہین ہی اور یہی ایک شوہر کے لبن کی رضیعہ دوسرے شوہر کی

حرام نہین پس رضیعہ بلبن غیر زانی بدرجۂ اولی زانی پر حرام نہوگی اور چونکہ صاحب فتح القدیر ارباب ترجیح مین سے ہین اسلیے اُنکا قول وھو لاوجہ روایات فتاوی پر مقدم ہوگا جاننا چاہیے کہ حرمت مصاہرت کا منشا ثبوت جزئیت یا شبہہ جزئیت ہے اور وہ اس صورت مین مفقود ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

باب الجہاز

سوال زید نے اپنی لڑکی کو مع اسباب جہیز اُسکے شوہر کے گھر بھیجدیا اُسکے بعد لڑکی مرگئی اب زید کہتا ہے کہ اسباب جہیز مین نے عاریتہً دیا تھا اور عمرو کہتا ہے ہبہ کیا تھا پس کسکا قول معتبر ہے **جواب** اگر زید اشراف اور بزرگ لوگون مین سے ہے تو اُسکا قول معتبر نہین ہے اور اگر اوساط الناس سے ہے تو اُسکا قول معتبر ہے مگر یہ کہ شوہر ہبہ کو ثابت کرے۔ عالمگیری مین ہے رجل جھز ابنتہ بمالہ وزوجہ الابنۃ مع الجہاز الی زوجھا فماتت الابنۃ فادعی الاب انہ کان عاریۃ وزوجھا یدعی الملک اختلفوا فیہ قال بعضھم القول قول الزوج والبینۃ علی الاب وبہ قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل وقال بعضھم القول قول الاب لانہ ھو الدافع والمملک قال رضی اللہ عنہ وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان کان الاب من الکرام والاشراف لا یقبل قول الاب لانہ ھو الدافع ولیس بمکذب فیما قال من حیث الظاھر کذا فی فتاوی قاضیخان ایک شخص نے اپنی لڑکی کو اپنے مال مین سے جہیز دیکر اُسکی شوہر کے یہان بھیجا اب جبکہ لڑکی مرگئی تو باپ کہتا ہے کہ یہ جہیز مین نے عاریۃً دیا تھا اور شوہر کہتا ہے نہین بلکہ تملیکاً دیا تھا تو اس مین مشایخ کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین زوج کا قول معتبر ہے اور باپ کو بینہ قائم کرنا چاہیے اور یہی امام ابو بکر محمد بن فضل کا قول ہے اور بعض کہتے ہین باپ کا قول معتبر ہے کیونکہ وہی دینے والا ہے امام صاحب کہتے ہین کہ جواب بتفصیل ہونا چاہیے اگر باپ اشراف مین سے ہے تو اُسکا قول معتبر نہین ہے کیونکہ اُسکے ایسے لوگ عاریۃً دینے کو اچھا نہین سمجھتے ہین اور اگر متوسط الحال لوگون مین ہے تو باپ کا قول معتبر ہے کیونکہ وہی دینے والا ہے اور بظاہر جو کچھ وہ کہہ رہا ہے جھوٹ نہ کہتا ہوگا جیسا کہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی |

کتاب الطلاق

سوال اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ سے بدین وجہ ناراض ہوکر بلا موجودگی زوجہ کے اہل برادری کے سامنے قسم کھاکر کہے کہ مین نے زوجہ کو طلاق دی کہ اُسنے میرے ساتھ جانے مین انکار کیا اسکے بعد شوہر چھبیس ۲۶ برس زندہ رہا لیکن زوجہ سے کچھ واسطہ نہین رکھا اب اُسکے مرنے کے بعد زوجہ کہتی ہے کہ اُسنے میرے مواجہہ مین طلاق نہین دی تھی شرعاً طلاق مانی جائیگی یا نہین **جواب** طلاق مان لیجائیگی طلاق مین زن وشوہر کا مواجہہ شرط نہین ہے بلکہ اُسوقت عورت کا علم بھی ضروری نہین۔ عنایہ مین ہے الزوج ینفرد بالطلاق فی حالۃ لکن علمھا بہ طلاق تنہا زوج کا حق ہے بسا اوقات عورت کو اُسکا علم بھی نہین ہوتا **سوال** اگر زید شوہر

اپنی زوجہ ہندہ سے لڑے اور ہندہ نے شوہر کے گھر آنے سے انکار کیا اور زید نے قسم کھائی کہ ہمسے اور ہندہ سے واسطہ نہین اور پھر زید اپنی قسم پر تیس برس تک تا وقت مرگ قائم رہا تو طلاق ہوئی یا نہین **جواب** طلاق ہوگئی واللہ اعلم کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا اللہ عنہ **ہو المصوب** اس لفظ سے طلاق نیت سے ثابت ہی خزانۃ المفتیین مین ہی لو قال لم یبق بینی و بینک عمل او انا بریء من نکاحک او ابعدی عنی و نوی الطلاق یقع اگر یہ کہا کہ **مجھسے** **تجھسے** کوئی کام نہین ہی یا مین تیرے نکاح سے بری ہون یا اپنے کو مجھسے دور رکھ اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہو جائیگی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی | **سوال** زید نے غصہ مین اپنی زوجہ کو طلاق دی اسطرح پر کہ تین بار لفظ طلاق زبان سے کہا اس صورت مین طلاق واقع ہوئی یا نہین اگر واقع ہوئی تو اب کیونکر اُسکے ساتھ نکاح کرسکتا ہی **جواب** ہندہ پر تین طلاقین واقع ہوئین اب بدون حلالہ کے اُسکا نکاح زید کے ساتھ درست نہین ہی **سوال** زید نے اپنی زوجہ کی خالہ سے بحالت غصہ جو بوجہ تکرار سابق مابین زن و شو کے بھڑکا ہوا تھا کہا کہ اُس سے یعنی زوجہ سے کہدو کہ ہمنے اُسکو آج کی تاریخ سے طلاق دی طلاق دی اُسکی زوجہ کی خالہ نے کہا ایسی بات منھ سے نہ نکالو یہ فتوی و حدیث کی بات ہی تو زید نے کہا فتوی اور حدیث کو طاق پر رکھو ہمنے اُسکو طلاق دی طلاق دی پھر زن و شو کے پاس کچھ گفتگو کھانے پینے کی رہا کی اب زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہی اور اُس طلاق کو اُسکی زوجہ اور اُسکی خالہ اور چند اشخاص زوجہ کی برادری والون نے خود سنا تھا پس اولاً از روے مذہب حنفیہ زید کا یہ کہنا کہ طلاق نہین دی معتبر ہوگا یا یہ قول عورت کا کہ طلاق دی ہی مانا جائیگا اور اگر طلاق واقع ہوگی تو کون طلاق واقع ہوگی اور پھر اُن دونون مین معاشرت کی کون صورت ہی یا زید کا یہ کہنا کہ فتوی اور حدیث کو طاق پر رکھو ارتداد کا کلمہ سمجھا جائیگا اور وہ مرتد مانا جائیگا اگر ایسا بھی ہو تو زید پھر اسلام لاکر اُس عورت سے نکاح کرسکتا ہی یا نہین **جواب** یہ قول کہ فتوی اور حدیث کو طاق پر رکھو موجب ارتداد ہی کشف الوقایہ مین ہی اگر گوید من نماز را بطاق نہادم یکفر کذا فی خزانۃ المفتیین اگر کہے کہ مین نے نماز کو طاق پر رکھا تو کافر ہو جائیگا جیسا کہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اور بھی اُسی مین ہی لو قال شریعت را چہ کنم یکفر اگر کہا مین شریعت کو کیا کرون کافر ہو جائیگا۔ اور عالمگیری مین ہی لو قال بامن شریعت و این حیلہا سود ندارد او قال دیرش نرود او قال شریعت چہ کنم فہذا کلہ کفر اگر کہا میرے ساتھ شریعت اور یہ حیلے فائدہ نہین رکھتے یا کہا چل نہین سکتے یا کہا شریعت کو مین کیا کرون تو یہ سب کفر کے کلمے ہین۔ پس زید پر ان کلمون کے کہتے ہی ارتداد کا حکم دیا جائیگا اور اس ارتداد سے فی الفور نکاح فسخ ہو جائیگا جیسا کہ کنز وغیرہ مین ہی و ارتداد احدھما فسخ فی الحال دو مین سے کسی ایک کے مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہی اور چونکہ مرتد ہو جانے سے پہلے وہ دو بار طلاق دے چکا تھا اور یہ فسخ حکم طلاق مین نہین ہی

اور بعد ارتداد کے جو دو مرتبہ اُسنے طلاق دی اُسکا نکاح باقی نہ رہنے کیوجہ سے اعتبار نہوا اسلیے از سر نو اسلام لاکے شخص تجدید نکاح کر سکتا ہی **سوال** (۱) طلاق عربی لغت ہی اسکے معنی چھوڑ دینے کے ہین پس اس صورت مین اگر زوج اپنی زوجہ کو بلغت ہندی کہے کہ ہمنے تجھکو چھوڑ دیا اور پھر زوج سال دو سال تک نان و نفقہ یا اور کسی طور سے زوجہ کا پرسان حال نہوا تو زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہین (۲) جبکہ زوج نے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے نکالدیا اور آپ دور دراز سفر کو چلا گیا اور زوجہ اپنے میکے چلی آئی اور دو سال یا اس سے زیادہ زمانہ گذر گیا کہ زوج کبھی پرسان حال نان و نفقہ یا خط کتابت سے زوجہ کا نہوا پس آیا ایسی حالت مین زوجہ کے والدین کو اختیار ہوگا کہ نکاح جو زید کے ساتھ ہوا ہی اُسکو فسخ کرکے دوسرے کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کردین یا نہین (۳) زن منکوحہ اپنے خاوند کے گھر سے نکل جائے اور علی الاعلان ہر ایک کے ساتھ زنا کرے اور اُسکو اپنا شعار بنالے اور اس حالت سے ہر خورد و کلان بلکہ زوج بھی واقف ہوا اور اسی پانچ سات برس کا زمانہ بھی گذر جائے اور زوج نے زانیہ زوجہ سے کچھ سروکار بھی نرکھا ہو اگرچہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہو تو زوجہ مطلقہ ہوگی یا نہین اور مہر پلنے کا اُسکو حق حاصل ہوگا یا نہین (۴) جبکہ زن منکوحہ بلا اجازت شوہر کے گھر سے نکلکر اپنے میکے یا ایک قریہ سے دوسرے قریہ مین چلی جائے۔ تو آیا ایسی حالت مین دین مہر زوجۂ مذکورہ کا جو زوج کے ذمے ہی باطل ہوگا یا نہین **جواب** (۱) اس لفظ سے کہ ہمنے تجھکو چھوڑ دیا طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ یہ لفظ طلاق کے صریح معنی ہین (۲) اس صورت مین جبتک شوہر طلاق نہ دے دوسرا نکاح نہین ہو سکتا (۳) اس صورت مین جبتک شوہر طلاق نہ دے عورت مطلقہ نہین ہو سکتی اور مہر شوہر پر واجب الادا ہوگا (۴) ایسی حالت مین زوجہ کا نان و نفقہ زوج کے ذمے سے ساقط ہو جائیگا **سوال** زید نے اپنی مدخولہ عورت سے کہا لفظ واحد مین طلاق ہی طلاق ہی طلاق ہی تب اُسنے پوچھا کہ تمنے کتنی طلاقین دی ہین اُسنے کہا صرف ایک طلاق کی تائید مین باقی لفظونکو مین نے ادا کیا ہی پس معلوم ہونا چاہیے کہ عورت پر کے طلاقین واقع ہوئین **جواب** اس صورت مین اُسکی تصدیق فیما بینہ و بین اللہ کیجائیگی لیکن قاضی اسکو تسلیم نکریگا۔ درمختار مین ہی کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین اگر لفظ طلاق کو مکرر کہا تو سب واقع ہونگی (جتنی مرتبہ کہا ہو) اگر اُسنے تاکید کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی تصدیق کیجائیگی **سوال** ایک شخص کی چار بیبیان ہین اور چارون ایک ہی مکان مین موجود ہین دروازہ بند تھا شوہر نے باہر سے پکارا کسی بی بی نے اندر سے جواب دیا اور جواب دیکر چپ ہو گئی صبح کو مرد نے کہا کہ جس بی بی نے جواب دیا تھا اُسپر تین طلاقین ہین عورتون سے پوچھا کہ کسنے جواب دیا تھا ہر ایک کہتی ہی کہ مینے جواب نہین دیا تھا اب طلاق کسپر واقع ہوگی **جواب** اس صورت مین اشتباہ کیوجہ سے سب سے وطی کرنا حرام ہی جبتک مطلقہ کی تعیین نہو جائے اشباہ مین ہی (اصل) ولایضاح التحریر فلو اذا تقابل فی المرأۃ حل و حرمۃ

علیہ الحرمۃ ولھذا لا یجوز التحری فی الفروج واذا طلق احدی نسائہ بعینھا ثلاثا ثم نسیھا وکذلک ان میز کلھن الا واحدۃ لم یسعہ ان یقربھا حتی یعلم غیر المطلقۃ اشتباہ مین اصل تحریم ہو اسی لیے تحری جائز نہین اور جب اپنی عورتون مین سے کسی ایک معین کو تین طلاقین دین پھر بھول گیا یا ایک کے سوا سبکو پہچان لیا تو اُسے اُس ایک سے غیر مطلقہ سمجھکر قربت نکرنا چاہیے۔ اور بھی اسی کتاب مین دوسرے مقام پر ہی لو اختلطت زوجتہ بغیرھا فلیس لہ الوطی ولا بالتحری اگر اُسکی زوجہ دوسری عورت سے ملجائے یعنی وہ یہ نہ پہچان سکے کہ اُسکی زوجہ کون ہو تو اُسسے وطی نہ کرنا چاہیے اور نہ تحری پر عمل

سوال زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد چھ مہینے تک ہندہ زید کے مکان مین رہی پھر بطیب خاطر میکے مین آئی پھر جتنی مرتبہ زید نے ہندہ کو بلانے کیلیے آدمی بھیجا ہر بار والد ہندہ نے کسی نہ کسی حیلہ سے ٹالدیا یہا تک کہ اسی ٹطائف الحیل مین ایک سال گذر گیا مجبور ہوکر زید نے عدالت مین دعوی کیا اور ہندہ کے والد نے شرارۃً اُسی عدالت مین خلع اور تفریق کی درخواست دی حالانکہ زید مین کوئی وہ عیب جو موجب خلع و تفریق ہو نہین پایا جاتا اور نہ زید خلع و تفریق پر راضی ہو پس ایسی صورت مین حاکم وقت جبراً خلع و تفریق کرادینے کا مجاز ہو یا نہین **جواب** چونکہ خلع طلاق باین ہو اور طلاق بغیر رضاے شوہر کے اور اُسکے تکلم کے ساتھ الفاظ طلاق کے واقع نہین ہوسکتی پس ایسے ہی خلع بھی بغیر رضا و قبول شوہر نہین ہوسکتا۔ عالمگیری مین ہی شرطہ شرط الطلاق وحکمہ وقوع الطلاق البائن کذا فی التبیین شروط خلع شروط طلاق ہین اور خلع کا حکم یہ ہو کہ اُس سے طلاق باین ہوتی ہو جیسا کہ تبیین مین ہو

سوال زید نے اپنی عورت سے غصہ کی حالت مین کہا مینے طلاق دی مینے طلاق دی پس ان تین بار کہنے سے تین طلاقین واقع ہونگی یا نہین۔ اور اگر حنفی مذہب مین واقع ہون اور شافعی مذہب مین مثلاً واقع نہون تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس خاص صورت مین عمل کرنے کی اجازت دیجائیگی یا نہین **جواب** اس صورت مین حنفیہ کے نزدیک تین طلاقین واقع ہونگی اور بغیر تحلیل کے نکاح نہ درست ہوگا مگر بوقت ضرورت کہ اُس عورت کا علٰحدہ ہونا اُس سے دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو اگر تقلید کسی اور امام کی کرے گا تو کچھ مضائقہ نہوگا اسکی نظیر مسئلہ نکاح زوجۂ مفقود و عدت ممتدۃ الطہر موجود ہی کہ حنفیہ عند الضرورت امام مالک رحمۃ اللہ کے قول پر عمل کرنے کو درست رکھتے ہین چنانچہ ردالمحتار مین مفصلاً مذکور ہی لیکن اولی یہ ہو کہ وہ شخص کسی شافعی عالم سے پوچھکے اُسکے فتوے پر عمل کرے

سوال مریم مدعیہ بالظہار وقوع سہ طلاق مغلظہ بدعوی تفریق ذات خود از زوجیت مدعا علیہ بنام حجو عدالت مین دعویدار ہوئی مدعا علیہ نے طلاق دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر مین طلاق دیتا تو کوئی نہ کوئی اہل برادری مین سے واقف ہوتا اور مین فارغخطی کی دستاویز مدعیہ کو لکھدیتا فقط جانب مدعیہ سے چھ گواہ تین مندرجہ عرضی دعوی اور تین غیر مندرجہ عرضی دعوی عدالت مین پیش ہوے جو تین گواہ مسمیان پیر بخش و چندا و بادامہ مندرجہ عرضی دعوی عدالت مین سموع ہوے نمین سے ہنگام ادائے شہادت

بدین تصریح باضافت الی الزوجہ کہ ای مریم مین نے تجھے طلاق دی ای مریم مین نے تجھے طلاق دی ای مریم مین نے تجھے طلاق دی بحوالۂ بیان مدعی علیہ طلاق دہندہ بلفظ استشہد ادائے شہادت کی اور تین گواہ مسمیان الٰہی بخش و مٹھو و لچھن جو غیر مندرجۂ عرضی دعوی تھے منجملہ اُنکے مسمی الٰہی بخش وہ شخص ہی جسکا نام باظہار مریم مدعیہ لکھا گیا ہی اور مٹھو وہ شخص ہی جسکی نسبت خود مدعی علیہ نے روبروے حاکم عدالت یہ کہا کہ اُس سے اس مقدمہ مین نسبت وقوع و عدم وقوع استفسار کیا جائے غرض ہر سگواہ مرقوم الصدر نے روبروے حاکم عدالت بلفظ اشہد بدین عبارت بحوالۂ کلام مدعی علیہ طلاق دہندہ کہ ای مریم مین نے تجھے طلاق دی ای مریم مین نے تجھے طلاق دی بخطاب الی المریم زوجۂ خود مریم زوجہ اپنی کو طلاق دی فقط حاکم عدالت نے بعد سماعت شہود مذکور الصدر جنکا بیان حسب تصریح بالا مندرجۂ اظہار ہی بنظر ثبوت وقوع طلاق از جانب مدعی علیہ بمدعیہ حسب شہادت شہود تفریق ذات مدعیہ از زوجیت مدعی علیہ حکم دیا ہنگام رجوع مرافعہ منجانب مدعا علیہ حاکم مرافعہ نے راے عدالت مسترد کرکے اپنے فیصلہ مین وجہ استرداد یہ ظاہر کی کہ منجملہ سہ کس گواہ مدعیہ مندرجۂ عرضی دعوی مسموعۂ عدالت پیر بخش گواہ نے عدالت مین الفاظ طلاق زبانی مدعی علیہ اسطرح ظاہر کیے کہ ای مریم مین نے تجکو طلاق دی و بر سر موقع زبانی طلاق دہندہ بجاے لفظ تجھکو تجھے کہا اور چند گواہ نے عدالت مین یہ الفاظ طلاق کہ جا مریم مین نے طلاق دی و بر سر موقع بجاے لفظ جا ای بیان کیا بصورت ہذا امکانیہ تزلزل بیانی موجب بطلان شہادت ہی باقی رہا باد اللہ ایک گواہ شرعا نصاب شہادت نہین و منجملہ سہ کس گواہ غیر مندرجۂ عرضی دعوی مٹھو گواہ نے عدالت مین الفاظ طلاق زبانی مدعی علیہ یون بیان کیے کہ ای مریم مین نے تجھکو طلاق دی و بر سر موقع لفظ ای نکہا و بجاے لفظ تجکو تجھے کہا اور الٰہی بخش گواہ نے بھی مطابق بیان مٹھو مخالفت کی اب بعد اظہار صورت نزاعی و تشریح بیان شہود و تبیین تجویز حکام ماتحت علماے دین کی خدمت مین یہ التماس ہی کہ اس مقدمہ مین تجویز حاکم عدالت باثبات طلاق حسب بیان شہود شرعا صحیح ہی یا نہین اور جو حاکم مرافعہ نے بوجوہ مصرحۃ الصدر راے عدالت مسترد کی نسبت اُنکے شرعا کیا حکم ہی آیا وہ مستلزم نقصان شہادت شہود حسب قاعدۂ شرع درباب ثبوت وقوع طلاق ہین یا نہین **جواب** صورت مسئول عنہا مین تجویز حاکم عدالت باثبات طلاق حسب شہادت شہود مدعیہ شرعا صحیح ہی اور اعتراض حاکم مرافعہ درباب نقصان شہادت و تجویز اُسکی متضمن استرداد فیصلۂ عدالت ہر آئنہ غیر صحیح اسلیے کہ لفظ طلاق دی مینے تجھکو یا تجھے ترجمہ طلقتک منجملہ الفاظ طلاق صریح کے ہی۔ ہدایہ مین ہی الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق و مطلقۃ و طلقتک طلاق کی دو قسمین ہین صریح اور کنایہ صریح جیسے انت طالق و مطلقۃ و طلقتک۔ اور جبکہ اضافت لفظ طلاق کی زوجہ کیطرف شوہر عاقل بالغ حر کی جانب سے پائی گئی تو طلاق واقع ہوگئی باین روایت ہدایہ وغیرہ و اذا اضاف الطلاق الی جملتها او الی ما یعبر بہ عن الجملۃ وقع الطلاق لانہ اضیف الی محلہ مثل ان یقول انت طالق لان التاء ضمیر المرأۃ

جب طلاق کی اضافت کل عورت یا ایسی چیزون کے جانب کی جنسے کل کی تعبیر کیجاتی ہی تو طلاق واقع ہوجائیگی کیونکہ ان صورتون مین طلاق کی اضافت محل طلاق کے جانب کی گئی ہو مثلاً کہا انت طالق کیونکہ ت مؤنث کی ضمیر ہی۔ اور فتاوی حمادیہ کی روایت سے بھی یہ مدعا ثابت ہی اُس مین لکھا ہی من الجواہر رجل قال لامرأتہ تو ایک طلاق ایک طلاق ایک طلاق بغیر حرف العطف وھی مدخول بھا طلقت ما شاء کقولہ انت طالق طالق طالق ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھکو ایک طلاق ایک طلاق ایک طلاق بغیر حرف عطف کے اور وہ عورت مدخول بہا ہی تو جتنی طلاقین وہ شخص چاہے اس کہنے سے واقع ہوسکتی ہین جیسے اگر کہے انت طالق طالق طالق اور ای مریم مین نے تجھکو طلاق دی یا تجھے طلاق دی اور لفظ جا مریم مین نے تجھکو یا تجھے طلاق دی یا مثل اسکے جس مین طلاق کی اضافت پائی جائے سبکا ایک ہی مطلب ہی جس سے طلاق واقع ہوگئی لفظ ای ور لفظ جا کو بحالت پائے جانے اضافت صریح لفظ طلاق کے ایقاع طلاق مین کچھ داخلت نہین صرف اضافت طلاق ہی بے لحاظ ای وجا شوہر کی طلاق ہی یہانتک کہ نیت کی بھی ضرورت نہین ظاہر ہی کہ اگر کہا جاوے ہندہ یا جا ہندہ بے اضافت لفظ طلاق کے اسکی طرف تو مجرد اس لفظ کے کہنے سے طلاق واقع نہوگی پس مدار وقوع صرف اثبات طلاق ہی پر ہی لفظ ای اور جا کا کہنا اور نہ کہنا دونون برابر ہی اس مدعا کی تصدیق حموی شرح اشباہ کی اس عبارت سے بخوبی ہوتی ہی مجرد ندائھا باسمھا لا یکفی فی وقوع طلاقھا عند نیتہ توضیحہ انہ لو قال ان قدم زید یا زینب فانت طالق یا فاطمۃ مثلا کان قولہ فانت طالق جزاء قولہ ان قدم زید فیتعلق طلاق زینب بقدوم زید فبای لفظ یقع الطلاق علی فاطمۃ عند النیۃ لان قولہ یا فاطمۃ لا یصلح للایقاع کذا قیل اقول وقع بقولہ انت طالق حیث لو اھا یہ کما نوی زینب محض نام لیکر پکارنا وقوع طلاق کیلیے کافی نہین ہی اسکی توضیح یہ ہی کہ مثلاً کسی نے کہا ان قدم زید یا زینب فانت طالق یا فاطمۃ تو اب انت طالق ان قدم زید کی جزا ہی پس اگر زینب پر زید کے آنیسے طلاق واقع ہوگئی تو فاطمہ پر کا ہے سے طلاق واقع ہوگی کیونکہ صرف لفظ یا فاطمہ سے طلاق نہین واقع ہوسکتی ہی مین کہتا ہون کہ طلاق انت طالق کہنے سے واقع ہوئی کیونکہ اُس شخص نے اس قول سے جسطرح زینب کو مراد لیا ہی اُسیطرح فاطمہ کو بھی مراد لیا ہی۔ پس اثبات طلاق کیلیے بیان اتفاقی گواہون کا نقل مقولہ شوہر طلاق دہندہ مین بلفظ مریم مین نے طلاق دی تجھکو یا تجھے کہ دونون کا حاصل ایک ہی شرعاً کافی اور وافی ہی ای اور جا کے بیان کی ضرورت نہین اس صورت مین بعض گواہ نے جو تعبیر مقولہ شوہر طلاق دہندہ کی اس عبارت سے کی کہ ای مریم مین نے تجھکو طلاق دی یا تجھے طلاق دی اور دوبارہ بر سر موقع اس عبارت سے تعبیر کیا کہ جا مریم مین نے تجھکو یا تجھے طلاق دی اور بعض گواہ نے اس عبارت سے تعبیر کی کہ ای مریم مین نے تجھکو طلاق دی اور بر سر موقع لفظ ای کہا اور تجھکو کی جگہ تجھے ظاہر کیا یعنی مریم مین نے تجھے طلاق دی یہ سب گواہ اصل شہادت اثبات طلاق یا اضافہ مین کہ وہی حقیقت طلاق ہی متفق اللفظ والمعنی ہین تخالف

صرف نقل لفظ اے و لفظ جا و نیز لفظ تجھکو و تجھے مین ہے کہ دونون کا حاصل خطاب ہے اور دونون ایک ہی معنی مین بولے جاتے ہین اور بیان لفظ اے اور لفظ جا کا ایک امر زائد و غیر ضروری ہے سلب عدم واصل شہادت مین داخل نہین اور نیز لفظ مریم مین نے تجھکو طلاق دی موافق وہم معنی اے مریم مین نے تجھے طلاق دی بحذف حرف ندا کے ہے اور حذف ندا کی صورت مین بھی معنی ندا کے مقدر کیے جاتے ہین۔ اللہ تعالی فرماتا ہے یوسف اعرض عن ھذا اے یا یوسف اعرض عن ھذا کذا فی التفاسیر یوسف انسے اعراض کر یعنی اے یوسف انسے اعراض کر جیسا کہ تفاسیر مین لکھا ہے اور شرعاً اختلاف شہادت کا غیر سلب شہادت و غیر اصل شہادت یعنی امر زائد غیر ضروری ممکن التوفیق مین مانع قبول شہادت نہین ہے بلکہ اصل مدعا کا مثبت ہے۔ کفایہ شرح ہدایہ مین ہے الاختلاف فیما لیس من سلب الشہادۃ اذا کان علی وجہ یمکن التوفیق لا یمنع قبول الشہادۃ غیر سلب شہادت مین اختلاف جبکہ ممکن التوفیق ہو مانع قبول شہادت نہین ہے۔ اور فصول عمادی مین لکھا ہے القاضی اذا سأل عن الشہود قبل الدعوی عن لون الدابۃ المدعاۃ فقالوا کذا ثم عند الدعوی شہدوا علی خلاف ذلک اللون تقبل لان القاضی سأل الشاہد عما لا یکلف الشاہد بیانہ فکان ذکرہ وعدمہ بمنزلۃ قاضی نے شاہدون سے قبل دعوے کے پوچھا کہ اُس جانور کا رنگ کیسا تھا تو انھون نے ایک رنگ بتا دیا پھر جب دعوے کے وقت شہادت دی تو دوسرا رنگ بتایا تو یہ شہادت قبول کر لی جائیگی کیونکہ قاضی نے شاہد سے وہ بات پوچھی جسکا بیان ضروری نہین ہے تو اُسکے ذکر اور عدم ذکر کا حکم ایک ہی ہوگا۔ اور اکثر کتب معتبرۂ فقہیہ سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے بالجملہ تمامی روایات معتبرہ منقولہ سے واضح ہے کہ صورت مسئول عنہا مین تجویز حاکم عدالت کی متضمن اثبات طلاق و تفریق مدعیہ شرعاً صحیح ہے اور حاکم مرافعہ کا اعتراض ہرگز مسلم نہین نقصان شہادت شہود مدعیہ نہین پس اُنکی تجویز بابت استرداد فیصلۂ عدالت ضرور غیر صحیح ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مترجم کہتا ہے** یہان پر اصل کتاب مین بھی مفتی کا نام تھا لہذا نہین لکھا گیا انتہی **ہو المصوب** فی الواقع اس صورت مین حکم وقوع طلاق صحیح ہے اور اختلاف شہود امور زائدہ مین مضر نہین۔ تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے فی الانقروی الشہادۃ لو خالفت الدعوی بزیادۃ لا یحتاج الی اثباتہا او نقصان کذلک فان ذلک لا یمنع قبولہا انقروی یعنی اگر شہادت خلاف دعوی ہو اور اُس مخالفت کا باعث کوئی ایسی کمی یا زیادتی ہو جسکے اثبات کی احتیاج نہو تو یہ امر مانع قبول شہادت نہین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ترمذی کے باب ما جاء فی الخلع مین ہے عن الربیع بنت معوذ بن عفراء انہا اختلعت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم او امرت ان تعتد بحیضۃ وعن ابن عباس ان امرأۃ ثابت بن قیس اختلعت من زوجہا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعتد بحیضۃ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے مروی ہے کہ انھون نے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خلع کیا تو آپنے اُنکو حکم دیا یا اُنکو حکم دیا گیا کہ وہ ایک حیض عدت بیٹھین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ ثابت بن قیس کی بی بی نے حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے زمانے مین خلع کیا تو آپنے اُنکو ایک حیض عدت بیٹھنے کا حکم دیا۔ اسکے بعد یہ عبارت لکھی ہی واختلف اهل العلم فی عدة المختلعة فقال اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرهم ان عدة المختلعة عدة المطلقة وهو قول الثوری واهل الکوفة وبه یقول احمد و اسحق وقال بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرهم عدة المختلعة حیضة قال اسحق فان ذهب ذاهب الی هذا فهو مذهب قوی اہل علم نے خلع لینے والی عورت کی عدت مین اختلاف کیا ہی اصحاب نبی مین سے اکثر اہل علم کا خیال ہی کہ اُسکی عدت وہی ہی جو مطلقہ کی عدت ہی یہ ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہی اور احمد اور اسحق بھی اسکے قائل ہین اور اصحاب نبی مین سے بعض اہل علم نے کہا ہی کہ اُسکی عدت ایک حیض ہی اسحق نے کہا ہی کہ اگر کوئی مذہب کو اختیار کرے تو یہ مذہب قوی ہی۔ اور کتب فقہ مین مختلعہ کی عدت مطلقہ کی عدت کے مثل ہی اس صورت مین حدیث کے موافق ایک حیض عدت ہوگی یا فقہ کے موافق تین حیض **جواب** موطا امام مالک مین جمہان اسلمی سے مروی ہی ان ام بکرة الاسلمیة اختلعت من زوجها عبد اللہ بن اسید ثم اتیا عثمان فقال هی تطلیقة الا ان تکون سمت فهو علی ما سمت ام بکر اسلمیہ نے اپنے زوج عبد اللہ بن اسید سے خلع لیا پھر وہ دونون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپنے فرمایا یہ ایک طلاق ہی البتہ اگر کچھ معین کر لیا ہی تو اُسکا حکم وہی معین ہی۔ اور مصنف عبد الرزاق مین سعید بن المسیب سے مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الخلع تطلیقة بائنة حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا ہی۔ اور فتح القدیر مین ہی مراسیل سعید لها حکم الوصل الصحیح لانه من کبار التابعین وکبار التابعین قل ان یرسلوا الا عن صحابی وان اتفق غیره نادرا فعن ثقة سعید کی مرسل حدیثون کا حکم صحیح موصول حدیثون کا ہی کیونکہ وہ کبار تابعین مین سے ہین اور کبار تابعین غیر صحابی سے بہت کم ارسال کرتے ہین اور اگر کبھی ایسا ہو بھی تو وہ ارسال ثقہ ہی سے کرتے ہین۔ اور سنن دارقطنی اور بیہقی اور کامل ابن عدی مین بسند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الخلع تطلیقة بائنة نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خلع کو طلاق بائن مین شمار کیا ہی۔ اور صحیح بخاری مین خلع ثابت بن قیس اور اُنکی زوجہ کے قصہ مین ہی انه صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقة وطلقها آپنے باغ کو قبول کیا اور اُنھین طلاق دیدی۔ ان اخبار و آثار سے بھی ثابت ہی کہ خلع حکم طلاق مین ہی پس اُسکی عدت بھی طلاق کی عدت ہوگی اور ظاہر قرآن بھی اس امر پر دلالت کرتا ہی۔ اور حدیث تعتد بحیضة نص صریح اُسکے مخالف نہین ہی بسبب اسکے کہ احتمال ہی کہ حیضة کی تنوین تنوین وحدت نہو **سوال** زید نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین تین مرتبہ کہدیا کہ تجھپر طلاق ہی طلاق ہی طلاق ہی لیکن اُسنے غصہ مین بلا نیت ایقاع ثلثہ اور بے معنی اور

حکم سمجھے ہوے کہا ہی پس تین طلاق واقع ہونگی یا نہین یہان بعض کہتے ہین کہ حکم ظاہر احادیث کے مطابق واقع نہونگی اور بعض
کہتے ہین فقہاے محدثین کی تحقیق کے موافق واقع ہونگی پس آپ فرمائین کہ اس بارہ مین چارون مذہب کا اختلاف ہی یا
اتفاق اور کون حدیث سند ہی اور نہ واقع ہونے پر کون حدیث دلالت کرتی ہی اور پھر اس حدیث مین کیا علت تھی اور کون
حدیث اسکے معارض ہوئی جو اہل مذہب نے چھوڑ دیا **جواب** جو شخص تین طلاق دے اور اُسکا مقصد دونون مرتبہ
اخیر سے تاکید نہو تو اس صورت مین جمہور صحابہ و تابعین و ایمۂ اربعہ و اکثر مجتہدین و بخاری و جمہور محدثین کے مذہب کے موافق
تین طلاق واقع ہونگی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقۂ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا۔ موطا امام مالک مین ہی ان رجلا قال
لابن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطلیقة فماذا ترى علی فقال له ابن عباس طلقت منک بثلث وسبع وتسعون اتخذت بها
ایات الله هزوا ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مین نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین آپکے نزدیک
میرے اوپر کیا واجب ہوا آپ نے فرمایا تین طلاقین واقع ہوگئین اور ستانوے طلاقون سے تمنے خدا کے کلام کو مذاق مین اُڑایا۔ اور
بھی موطا مین ہی ان رجلا جاء الی ابن مسعود فقال انی طلقت امرأتی بمائتی تطلیقات فقال ابن مسعود فما ذا قیل
لك قال قیل لی انها قد بانت منی فقال ابن مسعود صدقوا ایک شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُسنے
کہا مین نے اپنی بی بی کو دو سو طلاقین دین تو ابن مسعود نے کہا کہ تب تم سے کیا کہا گیا اُسنے کہا کہ مجھسے یہ کہا گیا کہ اُسپر
طلاق بائن واقع ہوئی ابن مسعود نے کہا کہ اُنھون نے سچ کہا۔ اور سنن ابو داؤد مین ہی طلق رجلا امرأته ثلاثا قبل
ان یدخل بها ثم بدا له ان ینکحها فجاء یستفتی عبد الله بن عباس و ابا هریرة فی ذلك فقالا لا نرى ان تنکحها الا ان
تنکح زوجا غیره قال فانما طلاقی ایاها واحدة فقال ابن عباس انك ارسلت ما کان لك من فضل ایک شخص نے قبل
وطی اپنی عورت کو تین طلاقین دین پھر اُسنے اُس سے نکاح کرنے کا قصد کیا تو اُسنے اُس معاملہ مین عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہم سے پوچھا اُن دونون نے کہا کہ ہمارے نزدیک وہ تمسے اُسوقت تک نکاح نہین کر سکتی جبتک کہ وہ کسی سے
نکاح نکرلے اُسنے کہا مین نے تو اُسے ایک ہی طلاق دی ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمکو جو حق حاصل تھا تم اُسی
استعمال کر چکے۔ اور مصنف عبد الرزاق مین عبادہ بن صامت سے مروی ہی ان اباه طلق امرأة الف تطلیقة فانطلق
عبادة فقال عنه فقال رسول الله صلعم بانت بثلث فی معصیة الله وبقی تسع مائة وسبعة وتسعون عدوانا ظلما ان شاء عذبه وان
شاء غفر له ابو عبادہ نے ایک عورت کو ایک ہزار طلاقین دین تو حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوة نے فرمایا تین طلاقین
واقع ہوگئین اور باقی نو سو ستانوے ظلم کی ہین جن پر چاہے خدا عذاب کرے اور چاہے بخشدے۔ اور ایسے ہی حکم کی حضرت عثمان
اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے وکیع نے روایت کی ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس امر پر اہتمام کرنا اور تینون طلاق کے وقوع

کا حکم دینا اگرچہ ایک جلسہ مین ہون صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہی اور یہی قول ظاہر قرآن کے موافق ہی باقی وہ حدیث جو صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہی کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلعم و ابی بکر و سنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلث واحدۃ فقال عمر ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم فامضے علیہم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے مین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین دو برس تک تین طلاقون سے ایک طلاق واقع ہوا کرتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اُس بات مین جلدی کرتے ہین جس مین اُنکو تاخیر کرنا چاہیے پس اگر ہم اُنکو اسی راہ پر چلنے دین گے تو وہ یون ہی کیا کرینگے۔ تو جمہور فقہا و محدثین کے نزدیک اسکی تاویل یہ ہی کہ اوائل مین تین مرتبہ طلاق کے الفاظ اگر کہتے تھے تو اُس سے تاکید منظور ہوتی تھی اسوجہ سے وہ ایک ہی طلاق مانی جاتی تھی نہ یہ کہ تین الفاظ سے تین طلاق بھی مقصود ہون اور پھر وہ ایک ہی مانی جائے اسکو نووی اور ابن ہمام وغیرہما نے ذکر کیا ہی **سوال** اگر غصے مین عورت نے مرد کو باپ یا بیٹا اس نیت سے کہا کہ اس سے طلاق ہوتی ہی یا مرد نے عورت کو اس نیت سے کہ اس سے طلاق ہوتی ہی مان یا بیٹی بنایا تو طلاق ہوئی یا نہین **جواب** عورت کا کہنا لغو ہی اور اگر مرد نے بارادۂ طلاق یہ الفاظ کہے ہین تو طلاق کا حکم دیا جائیگا **سوال** غصہ اور لڑائی مین زوج نے زوجہ سے کہا تو میری مان اور بہن ہی اور تو چلی جا مین تجھکو اپنے گھر مین نرکھونگا اور یہ بھی کہا کہ اگر تجھکو رکھون تو اپنی مان بہن کو رکھون اس صورت مین کیا حکم ہی **جواب** اگر طلاق کی نیت تھی تو طلاق کا حکم دیا جائیگا۔ عالمگیری مین ہی ولو قال لہا بعدی عنی و نوی الطلاق یقع کذا فی فتاوی قاضیخان ومن الکنایات تنحی عنی و نحوہ عنی کذا فی فتح القدیر اگر کہا دور ہو اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی جیسا کہ فتاوی قاضی خان مین ہی اسیطرح تنحی عنی اور نحو عنی بھی کنایات سے ہی جیسا کہ فتح القدیر مین ہی **سوال** اگر کوئی شخص عاقل بالغ اپنی بیماری کی حالت مین اپنی زوجہ کو جو دوسرے شہر مین ہی چند آدمیون کے سامنے طلاق دے تو طلاق واقع ہوگی یا نہین اگر ہوگی تو اُسکی زوجہ میراث کی مستحق ہوگی یا نہین اگر ہوگی تو یہ امر کسی نص صریح سے ثابت ہی یا نہین اگر ہی تو اُس نص کی صراحت کیا ہی اگر نص سے ثابت نہین ہی تو اقوال صحابہ سے ثابت ہوگا پس کل صحابہ اس مین متفق رہے یا بعض نے اسکے خلاف فتوی دیا ہی اور ائمۂ اربعہ کی اس مسئلہ مین کیا راے ہی **جواب** اس مسئلہ مین صحابہ اور تابعین اور ائمۂ مجتہدین کا اختلاف ہی عینی نے شرح ہدایہ مین چند قول تحریر کیے ہین الاول انہ لا یقع طلاق المریض مرض الموت حکاہ ابن حزم عن عثمان الثانی یقع و ترثہ بشرط قیام العدۃ وہو قول عمر و ابنہ و ابن مسعود و ابی بن کعب و عائشۃ و بہ قال المغیرۃ و النخعی و ابن سیرین و عروۃ و شریح و الثوری و حماد بن ابی سلیمان و اصحابنا الحنفیۃ الثالث ترثہ ما لم تتزوج زوجا غیرہ و ان انقضت عدتہا وہو قول ابن ابی لیلی و احمد و اسحق الرابع ترثہ و ان تزوجت عشرۃ ازواج و بہ قال مالک و اللیث فی روایۃ

الخامس ترثه ويرثها وبه قال الحسن البصري السادس ان صح منه ثم مات من مرض آخر لا ترث عندنا وقال الثوري والزهري والاوزاعي واحمد واسحق ترثه ان مات قبل انقضاء عدتها منه السابع ترثه ويرثها اذا كان لها حمل وقصد المضارة وهو قول عروة الثامن ترثه وتنتقل عدتها الى عدة الوفاة ما لم تنكح وبه قال الشعبي التاسع تعتد بابعد الاجلين من ثلث حيض واربعة اشهر وعشر العاشر ترثه قبل الدخول وعليها العدة وهو قول الحسن واسحق الحادي عشر لا ترثه اصلا لا قبل الدخول ولا بعده وهو قول الظاهرية والجديد للشافعي وفي القديم عنده الزوج فار وفي الميراث ثلثة اقوال الاول قولنا الثاني مثل قول احمد الثالث مثل قول مالك

اول یہ کہ مریض کی طلاق مرض موت مین واقع نہین ہوتی اسکو ابن حزم نے حضرت عثمان رض سے روایت کیا ہی دوسرے یہ کہ طلاق واقع ہو جائیگی اور زوجہ اُسکی وارث ہوگی بشرط قیام عدت یہ حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا قول ہی اور مغیرہ اور نخعی اور ابن سیرین اور عروہ اور شریح اور ثوری اور حماد بن سلیمان اور اصحاب حنفیہ رضی اللہ عنہم اسی کے قائل ہین تیسرے یہ کہ وہ وارث ہوگی جبتک کہ دوسری شادی نکرے اگرچہ عدت ختم ہو جائے یہ ابن ابی لیلی اور احمد اور اسحق رضی اللہ عنہم کا قول ہی چوتھے یہ کہ وہ وارث ہوگی اگرچہ دس شادیان بھی کر لے اسے لیث لعنہ مالک نے ایک روایت مین کہا ہی پانچوین شوہر اُسکا وارث ہوگا اور وہ شوہر کی وارث ہوگی اسکے قائل حسن بصری رحمہ اللہ ہین چھٹے اگر وہ اس مرض سے اچھا ہو گیا پھر دوسرے مرض مین مرا تو وارث نہوگی ہمارے نزدیک اور ثوری اور زہری اور اوزاعی اور احمد اور اسحق رضی اللہ عنہم کے نزدیک وارث ہوگی اگر انقضاے عدت کے پہلے مر گیا ساتوین اگر حاملہ ہو یا شوہر کا مقصد طلاق سے ضرر رسانی ہو تو وہ اُسکی وارثہ اور وہ اُسکا وارث ہوگا آٹھوین وہ وارث ہوگی اور اگر نکاح نہین کیا ہی تو بجاے عدت طلاق کے عدت وفات بیٹھے یہ شعبی نے کہا ہی نوین تین حیضون اور چار مہینے دس دن مین سے جو مدت زائد ہو وہ بیٹھے دسوین اگر غیر مدخولہ ہی تو وارث ہوگی اور اُسے عدت بیٹھنا ہوگی یہ حسن اور اسحق رضی اللہ عنہما کا قول ہی گیارھوین وارث نہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ یہ ظاہریہ کا اور امام شافعی رح کا جدید قول ہی اور اُنکے قدیم قول مین زوج فار عن الارث قرار دیا گیا ہی اور میراث مین تین قول ہین اول ہمارے موافق دوسرا امام احمد رح کے موافق اور تیسرا امام مالک رحمہ اللہ کے موافق۔ اور موطا امام محمد مین ہی اخبرنا مالک اخبرنا الزہری عن طلحة بن عبد اللہ بن عوف ان عبد الرحمن بن عوف طلق امرأته وهو مريض فورثها عثمان منه بعد ما انقضت عدتها اخبرنا مالك اخبرنا عبد الله بن الفضل عن الاعرج عن عثمان انه ورث نساء ابن مكمل منه وكان طلق نساءه وهو مريض قال محمد يرثنه ما دمن في العدة فاذا انقضت العدة قبل ان يموت فلا ميراث لهن وكذلك ذكر هشيم بن بشير عن المغيرة الضبي عن ابراهيم النخعي عن شريح انه كتب اليه عمر بن الخطاب في رجل طلق امرأته ثلثا وهو مريض ان ورثها ما دامت في عدتها فاذا انقضت عدتها فلا ميراث لها وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا

خبر دی ہمکو مالک نے اُنکو زہری نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے کہ عبدالرحمن بن عوف نے حالت مرض میں اپنی بی بی کو طلاق دی تو اُنکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ورثہ دلایا حالانکہ عدت ختم ہو چکی تھی خبر دی ہمکو مالک نے اُنکو عبداللہ بن فضل نے اعرج سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مکمل کی بیبیوں کو ورثہ دلایا جنھیں اُنھوں نے حالت مرض میں طلاق دی تھی محمد نے کہا ہو کہ جو عدت میں ہونگی وارث ہونگی اور اگر عدت موت کے قبل ختم ہو جائیگی تو وارث نہونگی ہشیم بن بشیر نے روایت کی ہو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو اُس شخص کے متعلق جس نے حالت مرض میں اپنی بی بی کو طلاقیں دیں یہ تحریر فرمایا کہ حالت عدت میں وہ عورت وارث ہو اور اسکے بعد وارث نہیں ہو یہ امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہا رضی اللہ عنہم کا قول ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابوالحسنات محمد عبدالحی] واقعی طلاق واقع ہوگی اور زوجہ عدت کے اندر ارث کی مستحق ہوگی اور ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی رائے اس مسئلہ میں مختلف ہی اور حضرات حنفیہ کرام نے امر مذکور پر فتوی دیا ہو اور حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عائشہ اور مغیرہ اور نخعی اور ابن سیرین اور عروہ اور شریح اور ثوری اور حماد بن ابی سلیمان علیہم رضوان الرحمن کا یہی قول ہو واللہ علیم حررہ ابوالاحیا محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم۔ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد [نظام الدین احمد]

سوال زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ مجھکو تجھسے کام نہیں ہو بعد چند مدت کے بکر سے کہا کہ ہماری شادی کرادو بکر نے کہا تمھاری ایک بی بی تو موجود ہو اب دوسری شادی کرکے کیا کروگے زید نے کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی ہو تب بکر نے مجمع عام میں اپنی برادری سے کہا کہ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دی ہو لوگوں نے زید کو بلاکر پوچھا کیا تو نے واقعی اپنی بی بی کو طلاق دیدی ہو زید نے کہا ہاں اس صورت میں زید کے پہلے کلام سے بطریق انشا طلاق رجعی ثابت ہوئی پھر اگیا بطریق اخبار پھر لفظ ہاں۔ یہ سب ملکر طلاق مغلظہ ہوگی یا نہیں اور تفسیر احمدی میں ہو کہ تین طلاق خواہ رجعی ہوں یا بائن صریح ہوں یا کنایہ مغلظہ ہو جاتی ہیں جیسا کہ یہ عموم مفید تغلیظ کو ہو ویسا ہی بطریق اخبار اور بطور انشا مفید تغلیظ ہوگا یا نہوگا

جواب زید کے اس لفظ سے کہ مجھکو تجھسے کچھ کام نہیں ایک طلاق بائن واقع ہوئی۔ عالمگیری میں ہو لو قال لم یبق بینی و بینک عمل و نوی یقع کذا فی العتابیہ اگر کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ مجھسے تجھسے کچھ سروکار نہیں ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی اگر اُسنے نیت کی ہو عتابیہ میں ہو۔ اور خبر طلاق سے اور جواب [illegible] سے دوسری طلاق واقع ہوگی۔ عالمگیری میں ہو لو قال لامرأتہ انت طالق فقال لہ رجل ما قلت فقال طلقتہا او قال قلت ہی طالق فہی واحدۃ فی القضاء کذا فی البدائع اگر ایک شخص نے اپنی بی بی سے کہا کہ تجھے طلاق ہو پھر اُس سے کسی نے پوچھا کیا کہا اُسنے کہا کہ میں نے اسے طلاق دی یا

کہا اس پر طلاق ہی تو قضاءً ایک ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ بدائع میں ہی- اور ردالمحتار میں ہی لا حاجۃ الی جعلہ ان شاء متی امکن جعلہ خبرا عن الاول جہانتک خبر بن سکے انشاء نہ بنائی جائیگی- پس اس صورت میں تجدید نکاح لازم ہی اور تحلیل کی حاجت نہیں **سوال** زید نے اپنی زوجہ کو غیر وطن میں طلاق دی اور اُس نے چند روز کے بعد بکر کے ساتھ نکاح کر لیا بکر اسکو نان ونفقہ نہیں دیتا تھا بلکہ وہ خود محنت مشقت کر کے کھاتی تھی تھوڑے دن کے بعد بکر نے چند آدمیوں کی موجودگی میں اُس سے کہا کہ میں تیرا منھ نہ دیکھونگا اور اگر اپنے ماں باپ کا ہوں تو تجھ تک نہ آؤنگا یہ کہکر کسی طرف چلا گیا آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں **جواب** صرف ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی **سوال** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو لڑائی یا غصہ میں تین بار طلاق دے اور یہ کہے کہ اب تم بجائے میری ماں اور بہن کے ہو اور مجھسے کچھ واسطہ نہیں ہی اسکے بعد دونوں الگ الگ ہی پھر کچھ عرصہ کے بعد چند اعزہ نے آکر ملاپ کرا دیا اور جسطرح پہلے باہم رہا کرتے تھے پھر رہنے لگے تو زوجہ عقد میں شرعاً رہی یا نہیں **جواب** اس صورت میں زوجہ شوہر پر حرام ہو گئی اور اب وہ اسکے ساتھ نکاح بھی نہیں کر سکتا جبتک وہ عورت دوسرا شوہر نکرے اور وہ بعد صحبت کے طلاق ندے اور جن اعزہ نے ملاپ کرایا وہ گنہگار ہوئے **سوال** زید نے مرنے سے نو برس پہلے بیان کیا تھا کہ مجھے اپنی زوجہ سے جو اپنے میکے میں رہتی ہی کچھ کام نہیں ہی اور وہ میری زوجیت میں نہیں ہی بیس برس سے وہ ماں کے پاس ہی اس بیان کے بعد ایک وصیت نامہ لکھا اُس میں اُسنے ایک حصہ اُسکا بھی لکھا اور کہا کہ وہ میری زوجہ ہی اور اسکے سوا کوئی اور برتاؤ زن وشو کا باہم واقع نہیں ہوا پس وہ عورت مستحق میراث ہوگی یا نہیں اور مطلقہ مانی جائے گی یا نہیں **جواب** یہ الفاظ زید کے کنایات طلاق سے ہیں بدون نیت ان الفاظ سے طلاق نہ واقع ہوگی- عالمگیری میں ہی لو قال لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیۃ اگر زوج نے زوجہ سے کہا مجھسے اور تجھسے کچھ سروکار نہیں تو اگر نیت کی ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ عتابیہ میں ہی- اور بھی اسی میں ہی لو قال لامرأتہ لست لی بامرأۃ او قال ما انا بزوجک ان قال نویت الطلاق یقع الطلاق فی قول ابی حنیفۃ اگر کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ تو میری بی بی نہیں ہی یا میں تیرا شوہر نہیں ہوں پس اگر اُسنے نیت طلاق کا اقرار کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق پڑ جائے گی- اور صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ان الفاظ کے بعد وصیت نامہ میں اُسکو اپنی زوجہ قرار دیا اس سے معلوم ہوا کہ اُن الفاظ سے طلاق مقصود نتھی لہذا وہ عورت میراث پائے گی **سوال** ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ میری بی بی میری ماں کی جگہ ہی اور میرے کام کی نہیں ہی اب مجھسے کچھ واسطہ نہیں پھر دوسرے روز کہا وہ اپنے فعل کی مختار ہی مجھسے کچھ سروکار نہیں پھر تیسرے روز کہا کہ وہ غیر مرد کے کام آئی اب میرے کام کی نہیں ہی ان صورتوں میں طلاق ہوئی یا نہیں

جواب اگر طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین **سوال** اٹھارہ برس کا زمانہ ہوا کہ نواب بیگم کا نکاح محمد ہادی خان کے ساتھ ہوا تھا اور محمد ہادی خان نے غیر کفو کی عورت کے ساتھ تعلق کیوجہ سے کبھی زوجہ منکوحہ کی جانب بنظر التفات کیا نہ اُسکی خبر لی - اور نہ زوجہ منکوحہ کو اپنے یہان بلایا عرصہ آٹھ برس کا ہوا کہ محمد ہادی خان نے رحیم بخش اور دو سیانی عورتون کے سامنے اپنی زوجہ سے غصہ مین کہا کہ ہمسے تمسے کچھ واسطہ نہین ہے تم جس کے ساتھ چاہو اپنا نکاح کر لو اس صورت مین طلاق واقع ہوئی یا نہین **جواب** اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق واقع ہوئی **سوال** بکر زید کا مقروض ہے اور بکر کی دختر ہندہ زید کے نکاح مین ہے زید نے اکثر بکر سے اپنے روپیہ کا تقاضہ کیا مگر بکر نے صاف جواب ندیا اُسوقت زید نے اپنی بی بی سے کہا کہ اب تم میرے روپیہ کا تقاضہ اپنے باپ سے کرو شاید تمھارے کہنے سے وہ دیدین ہندہ نے اپنے باپ سے تقاضہ کیا مگر اُس سے بھی کچھ فائدہ نہوا پھر زید نے ہندہ سے تقاضہ کرنے کو کہا اُسنے غصہ مین کہا اب مین تقاضہ نکرونگی زید نے بھی جھلا کے کہا اب اگر مین کہون بھی تو تو تقاضہ نکرنا اور اگر اب تقاضہ کریگی تو تجھپر طلاق ہے عرصہ کے بعد زید کو خیال ہوا کہ اب اگر پھر ہندہ اپنے باپ سے تقاضہ کرے تو یقین ہے کہ روپیہ ملجائے - مگر اس خیال سے نہین کہتا ہے کہ مین نے طلاق کا لفظ اپنی زبان سے نکالا تھا اور ہندہ نے بھی اُس غیظ آلود گفتگو کے بعد کبھی اپنے باپ سے تقاضہ نہین کیا اب اگر زید اپنی بی بی سے تقاضہ کرنے کو کہے اور وہ تقاضہ کرے تو طلاق واقع ہوگی یا نہین **جواب** اس صورت مین اگر ہندہ اپنے باپ سے تقاضہ کریگی تو طلاق رجعی واقع ہوگی **سوال** زید کی شادی بکر کی لڑکی کے ساتھ ہوئی اور زید نکاح کے وقت سے ابتک اپنی زوجہ کا کفیل ہے اور کفالت کے علاوہ زید کوئی شرعی نقص بھی نہین رکھتا مگر زید اور بکر ایک ہی مکان مین رہتے ہین اور بکر کی عورت اکثر کہا کرتی ہے کہ بکر نے لڑکیون کی تقدیر پھوڑ دی اور اگر کوئی امر زید کے خلاف مرضی ہوا اور وہ زوجہ پر خفا ہوا تو بکر اور اُسکی عورت زید سے لڑنے کو موجود ہو جاتے ہین آخر کار ایکدن لڑائی کے وقت زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ مین نے ابتک تمکو کھانے یا کپڑے کی کوئی تکلیف نہین دی مگر تمھاری مان ایسا کہا کرتی ہین پس جو تمھاری والدہ کہین تم وہ کرو ہمسے اور تمسے کچھ واسطہ نہین ہے اور اُسیوقت پھر زید سے اور بکر اور بکر کی عورت سے تکرار ہوئی زید نے بکر اور اُسکی عورت سے کہا کہ مین اس سے زیادہ خدمت نہین کر سکتا اب تم وہ کرو جس مین تمھاری لڑکی کی تقدیر نہ پھوٹے ہمسے کچھ واسطہ نہین ہے اور یہ گفتگو زید نے کئی مرتبہ کی پس زید کی عورت اُسکے نکاح مین رہی یا نہین اور زید کی بی بی کا مہر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ہے کتنا روپیہ دینا چاہیے **جواب** اس لفظ سے اگر زید کا منشا طلاق دینے کا تھا تو تین طلاق واقع ہوئی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ایکسو آٹھ روپیہ سے کچھ زائد چاندی ہے زید کو چاہیے کہ ایکسو نو روپیہ ادا کرے **سوال** ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا تم اپنی لڑکی کے ساتھ ہمارا نکاح کردو لڑکی کے باپ نے

کہا تمھاری زوجہ منکوحہ موجود ہی ہم اپنی لڑکی کے ساتھ تمھارا نکاح نکرینگے اُس نے جواب دیا کہ میری زوجہ منکوحہ قریب بمرگ ہی
یقین ہی کہ امروز فردا مین مرجائیگی لڑکی کے باپ نے کہا تب ہم اپنی لڑکی کے ساتھ تمھارا نکاح بھی کردینگے اسکے بعد
اُس مرد کے باپ نے جو نکاح کا طلبگار تھا کہا کہ ہم اپنے بیٹے سے چار آدمیون کے سامنے اُسکی زوجہ منکوحہ کو طلاق
دلوادینگے چنانچہ مرد طلبگار نکاح نے اپنے باپ کی مرضی کے موافق زوجہ منکوحہ کو طلاق دی اس لفظ کے ساتھ مین وزیر
کی بیٹی کو طلاق دیتا ہون جو میری منکوحہ زوجہ ہی پس مرد طلاق نے اشارہ اپنی زوجہ منکوحہ کیطرف کیا اور زوجہ کے باپ کا نام
تو طلاق کے وقت صحیح بیان کیا مگر اپنی زوجہ کا اصلی نام طلاق کے وقت نہین لیا بلکہ طلاق کے وقت دوسری عورت کا نام
لیا طالق کی زوجہ کا نام راجی تھا اور اُسنے پوٹنی کے نام سے طلاق دی حالانکہ پوٹنی رشتہ مین اُسکی سالی ہوتی ہے اور
طلاق کے وقت چار آدمی گواہ موجود تھے اور گواہ بھی اسکا اقرار کرتے ہین کہ طلاق کے وقت اُس نے کہا مین
اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق دیتا ہون جو وزیر کی بیٹی میری نکاح مین ہی مگر نام مین صرف فرق کردیا پس یہ طلاق صحیح ہوئی
یا نہین **جواب** اگر مجلس طلاق مین راجی موجود تھی اور طالق نے اُسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میری یہ زوجہ طالق ہی تو
طلاق پڑجائیگی گو اُسنے نام غلط لیا ہو اور اگر راجی موجود نتھی اور نہ اُسکی طرف اشارہ کیا فقط اتنا ہی کہا کہ مین وزیر کی بیٹی اپنی
زوجہ مسماۃ پوٹنی کو طلاق دیتا ہون تو طلاق نہ پڑیگی۔ ردالمحتار مین ہی قالوا لا تعتبر الصفۃ والتسمیۃ مع الاشارۃ کما لو
کان لہ امرأۃ بصیرۃ فقال امرأتہ ھذہ العمیاء طالق واشار الی البصیرۃ صفت بیان کرنا اور نام لینا مع اشارہ کے معتبر
نہین ہی جیسا کہ اگر اُسکی ایک بینا عورت تھی اور اُسنے کہا کہ یہ اندھی عورت مطلقہ ہی اور بینا عورت کی طرف اشارہ کیا تو طلاق
واقع ہوجائیگی۔ اور اسی کتاب مین ہی لو حلف ان خرج من المصر فامرأتہ عائشۃ کذا واسمہا فاطمۃ لا تطلق اذا خرج اگر کسی نے
قسم کھائی جب مین شہر کے باہر جاؤن تو میری زوجہ عائشہ طالق ہی اور اُسکی بی بی کا نام فاطمہ تھا پس جب وہ شہر کے باہر
جائیگا تو اُسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور درمختار مین ہی فی النہر قال فلانۃ طالق واسمہا کذلک قال عنیت غیرہا دین ولو غیرہ صدق
قضاء وعلی ھذا لو حلف لہ انہ یطلق امرأتہ فلانۃ واسمہا غیرہ لا تطلق نہر مین ہی اگر اُسنے کہا فلان عورت طالق ہی اور اُسکا
یہ نام ہی اور یہ کہا کہ مین نے دوسری عورت مراد لی ہی تو دیانۃً اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر نام بھی بدلدیا ہی تو قضاءً اُسکا قول معتبر ہوگا
اسیطرح اگر قرضدار سے اپنی فلان عورت کی طلاق کی قسم کھائی اور اُس عورت کا نام دوسرا تھا تو طلاق نہ پڑے گی واللہ اعلم حررہ

الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابوالحسنات محمد عبدالحی

باب الظہار

سوال ظہار کیا ہی **جواب** ظہار اصطلاح شرع مین اُسے کہتے ہین کہ ذات زوجہ کو یا اُن اعضا کو جنسے ذات مراد

لی جاتی ہی اور اُنکی طرف طلاق کی نسبت ہوتی ہی جیسے سر اور منھ وغیرہ کو محارم کے اُن اعضا سے تشبیہ دے جنپر نظر کرنا حرام ہی جیسا کہ وقایہ اور نقایہ مین ہی اور عالمگیری مین ہی رکن الظہار هو قوله لامرأته انت علی كظهر امی او ما یقوم مقامه في افادة معناه كذا في النهاية اذا قال لها راسك علی كظهر امی او وجهك او رقبتك او فرجك يصير مظاهرا واذا قال لها بدنك علی كظهر امی او ربعك او نصفك و نحو ذلك من الاجزاء الشائعة كذا في البدائع اذا ذكر جزء لا يعبر به عن جميع البدن كاليد و الرجل لم يثبت الظهار كذا في محيط السرخسي رکن ظہار شوہر کا اپنی بی بی سے یہ کہنا ہی انت علی كظهر امی یا اس کے قائم مقام دوسرے الفاظ جو اسکے ہم معنی ہون جیسا کہ نہایہ مین ہی اگر یہ کہا راسك علی كظهر امی یا وجهك یا رقبتك تب بھی ظہار ہو جائیگا اور اسیطرح اگر بدنك علی كظهر امی او ربعك او نصفك یا اسیطرح اور مشہور اجزا کہکے کہا تو ظہار ہوگا جیسا کہ بدائع مین ہی اور اگر کوئی ایسا جزو ذکر کیا جس سے جمیع بدن کی تعبیر نہین کیجاتی مثلاً ید و رجل تو ظہار نہ ثابت ہوگا جیسا کہ محیط سرخسی مین ہی **سوال** اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا تو میری ماں ہی تو ظہار ہوگا یا نہین **جواب** ظہار نہوگا اگرچہ بنیت ظہار۔ ابو المکارم شرح نقایہ مین لکھتے ہین وقال انت مثل امی بدون علی فان لم ينو شيئا لا يلزم شيء و ان نوى ظهارا فظهار اگر مثل امی کہا اور علی نہ کہا پس اگر کچھ نیت نہین کی ہی تو کچھ لازم نہ آئیگا اور اگر ظہار کی نیت کی ہی تو ظہار ہو جائیگا **سوال** اگر شوہر نے زوجہ سے کہا تو میری ماں یا میری بہن یا میری لڑکی ہی تو ظہار ہوگا یا نہین **جواب** ظہار نہوگا اگرچہ ظہار کی نیت بھی کی ہو۔ ابو المکارم شرح نقایہ مین لکھتے ہین ولو قال انت امی بدون اداة التشبيه فالظاهر انه مثل كامی علی ما عرفت في زيد اسد لكن في فتاوى صدر الاسلام انه لو نوى به الظهار فهو باطل لانه كذب و هكذا يروى عن محمد انتهى وفي العالمگيرية انت امی لا يكون مظاهرا و ينبغي ان يكون مكروها و مثله ان يقول يا ابنتي و يا اختي و نحوه اگر انت امی بغیر حرف تشبیہ کے کہا تو ظاہر یہ ہی کہ یہ بھی انت کامی کیطرح ہی جیسا کہ زید اسد مین ہی لیکن صدر الاسلام کے فتاوے مین ہی کہ اگر اس سے ظہار کی نیت کی ہی تو یہ باطل ہی کیونکہ کذب ہی اور ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہی انتہی اور عالمگیری مین ہی کہ انت امی سے ظہار نہین ہوتا البتہ یہ کہنا مکروہ ہی اسیطرح اگر یا ابنتی اور یا اختی وغیرہ کہے۔ اور جو شاہ عبد القادر دہلوی نے اپنے ترجمہ مین لکھا ہی اس ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہین انتہی روایات سابقہ کے مخالف ہی اور جو سورۂ مجادلہ کی آیت الذين يظاهرون الخ کی شان نزول مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے زمانہ نبوی مین اپنی بی بی کو ماں کہا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ بھی تفاسیر متداولہ کی تحریر کے مخالف ہی کیونکہ اس آیت کی شان نزول مین مفسرین نے لکھا ہی کہ زمانہ نبوی مین ایک شخص نے ظہار کیا تھا یعنے اپنی بی بی سے انت علی كظهر امی کہا تھا اُسکے حکم مین یہ آیت نازل ہوئی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

باب ثبوت النسب

سوال اگر زید نے کہا کہ یہ میرے زنا کے نطفے سے پیدا ہوا ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہین **جواب** نہین۔ عالمگیری مین ہو قال ابنی من الزنا لا یثبت نسبہ و لا یرث منہ کذا فی الینابیع اگر کہا کہ یہ میرے زنا کے نطفے سے ہو تو نسب ثابت نہوگا اور وارث نہوگا جیسا کہ ینابیع مین ہی۔ اور خزانۃ الروایات مین ہو من الذخیرۃ اذا اقر انہ زنی بھذہ الحرۃ وان ھذا الولد ولد منھا من الزنا وصدقتہ المرأۃ فی ذلک لا یثبت الولد من الرجل جب اس بات کا اقرار کیا کہ اُس نے حرہ عورت سے زنا کیا اور اسکا یہ لڑکا اُسی زنا سے ہو اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو وہ لڑکا اُس آدمی کا لڑکا نہ مانا جائے گا

سوال زید نے کہا اگر مین صالحہ کے ساتھ نکاح کرون تو وہ طالق ہو پھر صالحہ کے ساتھ نکاح کیا اور صالحہ نے چھ مہینے بعد لڑکا جنا تو اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہین **جواب** ثابت ہوگا۔ مواہب الرحمن مین ہو لو قال ان نکحت امرأۃ فھی طالق فنکح فولدت ولدا لستۃ اشھر منذ نکحھا لزمہ نسبہ خلافا لزفر جب کسی نے کہا اگر مین کسی عورت سے نکاح کرون تو اُسپر طلاق ہی پھر نکاح کیا اور نکاح کے چھ مہینے بعد اولاد ہوئی تو اُسکا نسب اُس مرد سے ثابت ہوگیا امام زفر رحمہ اللہ اس کے خلاف ہین **سوال** کسی شخص نے اپنے محارم سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی تو اولاد کا نسب ثابت ہوگا یا نہین **جواب** امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نہ ثابت ہوگا۔ عالمگیری مین ہو رجل مسلم تزوج بمحارمہ فجئن باولاد یثبت نسب الاولاد منہ عند ابی حنیفۃ رح خلافا لھما بناء علی ان النکاح فاسد عند ابی حنیفۃ رح باطل عندھما کذا فی الظہیریۃ کسی مسلمان مرد نے اپنے محارم سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نہ ثابت ہوگا کیونکہ امام صاحب کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہو اور صاحبین کے نزدیک یہ نکاح باطل ہی جیسا کہ ظہیریہ مین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

باب العقیقۃ والختنۃ

سوال بچہ کا نام کس دن رکھنا چاہیے **جواب** شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت مین بزبان فارسی تحریر فرماتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی سنت یہ ہی کہ بچہ کا نام ساتوین دن رکھا جائے جیسا کہ عقیقہ مین بھی یہی سنت ہی ترمذی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتوین دن بچے کے نام رکھنے کا حکم دیا تھا اور سیر کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا نام پیدائش کے دن رکھا ہی اور ساتوین دن کا انتظار نہین فرمایا۔ روضۃ الشہداء مین ہی روی احمد فی مسندہ عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ قال لما

ولد الحسن جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه قلت سميته حربا قال بل هو حسن فلما ولد الحسين قال اروني ابني ما سميتموه قلت حربا قال بل هو حسين فلما ولد الثالث قال اروني ابني ما سميتموه قلت حربا قال بل هو محسن ذكره هذا الحديث الطبراني والدارقطني والحاكم والبيهقي وابن عساكر كذا في سر الشهادتين احمد نے اپنی مسند میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے میرا لڑکا دکھاؤ اور بتاؤ کہ تم نے اسکا کیا نام رکھا ہے میں نے کہا کہ حرب آپنے فرمایا نہیں بلکہ یہ حسن ہے پھر جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے میرا لڑکا دکھاؤ اور بتاؤ کہ اسکا تم نے کیا نام رکھا ہے میں نے کہا کہ حرب آپنے فرمایا نہیں بلکہ یہ حسین ہے پھر جب میرے یہاں تیسرا لڑکا پیدا ہوا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا لڑکا دکھاؤ اور بتاؤ کہ اسکا تم نے کیا نام رکھا ہے میں نے کہا کہ حرب آپنے فرمایا نہیں بلکہ یہ محسن ہے اس حدیث کو طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے جیسا کہ سر الشہادتین میں ہے **سوال** عبد النبی یا اسکے مانند نام رکھنا درست ہے یا نہیں **جواب** اگر اس اعتقاد سے یہ نام رکھا جائے کہ یہ لڑکا نبی کا بندہ ہے تو شرک ہے اور اگر عبدی غلام مملوک کے معنی مراد لیے جائیں تو بھی خلاف واقعہ ہے اور اگر مجازاً عبد بمعنی مطیع و منقاد لیا جائے تو کچھ حرج نہیں مگر خلاف ادب ہے روی مسلم عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا يقولن احدكم عبدي وامتي كلكم عباد اللہ وكل نساء اماء اللہ ولكن ليقل غلامي وجاريتي وفتاي وفتاتي مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی عبدی اور امتی نہ کہے کیونکہ سب مرد خدا کے بندے اور سب عورتیں خدا کی بندیاں ہیں بلکہ تمکو غلامی جاریتی فتائی فتاتی کہنا چاہیئے **سوال** بالغ جسکا ختنہ نہوا ہو یا کافر جو مسلمان ہوا ہو اسکا ختنہ ضروری ہے یا نہیں **جواب** ختنہ فرض نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے لہذا جوان کے ختنہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر بالغ خود ختنہ کرائے یا جاریہ ختانہ مول لے یا زن ختانہ کے ساتھ نکاح کرے اور اپنا ختنہ کرائے تو مباح ہے اور جو کافر مسلمان ہوا ہو اسکا ختنہ کرنا چاہیے خزانۃ الروایات میں ہے وفی الذخيرة ان المسلم يختن فلم يبلغ فاذا بلغ لم يختن لان ستر عورة البالغ فرض والختان فلا يترك الفرض للسنة والكافر اذا اسلم يختن بلا اتفاق وفي الفتح لا سلام وهو بالغ مسلمان کو بحالت نابالغی ختنہ کرالینا چاہیے اور جب بالغ ہو جائے تو ختنہ نکرائے کیونکہ بالغ کو شرمگاہ کا چھپانا فرض ہے اور ختنہ سنت ہے پس سنت کیلیے فرض کو ترک نکرنا چاہیے اور کافر جب اسلام لائیگا اسکا ختنہ کیا جائیگا کیونکہ وہ حالت بلوغ میں اسلام کا مخالف تھا۔ اور مجمع البرکات میں ہے وقيل في ختان الكبير اذا امكن ان يختن نفسه فعل والا لم يفعل الا ان يمكنه ان يتزوج او يشتري ختانة بڑے شخص کے لیے ختنہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اگر وہ خود اپنا ختنہ کر سکتا ہو تو کرے ورنہ اسکا ختنہ نہوگا مگر یہ کہ وہ کسی ختنہ کرنے والی عورت سے نکاح کرے

یا کسی فتنہ کرنیوالی لونڈیکو خریدے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

باب حق الرجل علی المرأۃ

سوال اگر زوج نے امر شروع کا زوجہ کو حکم دیا اور زوجہ نے نہ مانا زوج کو ناراض کیا تو زوجہ کے لیے کیا حکم ہی **جواب** بروایت ترمذی و ابن ماجہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب عورت اپنے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہی تو وہ حور جو شوہر کو جنت مین ملنی والی ہی اس عورت کو بددعا دیکر خطاب کرتی ہی کہ اے عورت اللہ تجھکو قتل کرے یہ مرد تھوڑے دنون تک تیرے لیے ہی پھر تجھسے جدا ہوکر میرے پاس آئیگا تو اسے کیون رنجیدہ کرتی ہی۔ اور طیبی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہی سخط الزوج یوجب سخط الرب رضاہ یوجب فی قضاء الشہوۃ فکیف اذا کان فی امر الدین شوہر کی ناراضی سے خدا ناراض ہوتا ہی اور شوہر کی رضامندی مین خدا کی رضامندی ہی حتی کہ شہوت کے پورا کرنے مین بھی تو پھر امر دین کا کیا کہنا ہی **مترجم کہتا ہی** یعنی جب شہوت کے پورا کرنے مین جو بظاہر دنیاوی کام ہی شوہر کی رضامندی سے خدا راضی ہوتا ہی اور شوہر کی ناراضی سے خدا ناراض ہوتا ہی تو امر دین مین عورت سے اگر شوہر ناراض ہوگا تو ضرور خدا بھی ناراض ہوگا اسیطرح اگر امر دین مین عورت سے شوہر راضی ہوگا تو خدا بھی ضرور راضی ہوگا **انتہی** **سوال** جماع کیلیے زوج نے زوجہ کو بلایا اور زوجہ نے انکار کیا تو اسکے لیے کیا حکم ہی **جواب** جبتک اُسکا شوہر اُس سے ناراض رہیگا اُسپر اللہ اور ملائکہ کی لعنت ہوگی۔ بخاری اور مسلم نے روایت کی ہی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ ما من رجل یدعو امرأتہ الی فراشہ فتابی علیہ الا کان الذی فی السماء ساخطا علیہا حتی یرضی عنہا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خدا کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہی جب شوہر اپنی بی بی کو جماع کرنے کیلیے بلاتا ہی اور وہ انکار کرتی ہی تو خدا اُس سے ناراض ہوتا ہی یہانتک کہ شوہر اُس سے راضی ہو جائے۔ اور نصاب الاحتساب مین ہی لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من النساء السلتاء والمرھاء فالسلتاء التی لا تختضب والمرھاء التی لا تکتحل ولعن المسوفۃ والمغسلۃ فالمسوفۃ التی اذا دعاھا زوجھا الی المباشرۃ فقالت سوف افعل والمغسلۃ التی اذا دعاھا زوجھا الی المباشرۃ فقالت انی حائض ولیست کذلک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون مین سلتاء مرہاء مسوفہ مغسلہ پر لعنت کی ہی سلتاء وہ عورت ہی جو مہندی نہ لگائے اور مرہاء وہ عورت ہی جو سرمہ نہ لگائے اور مسوفہ وہ عورت ہی جسے جب شوہر بغرض مباشرت بلائے تو کہے عنقریب آتی ہون اور مغسلہ وہ عورت ہی کہ جب اُسے شوہر مباشرت کے لیے بلائے تو کہے مین حیض سے ہون حالانکہ اُسے حیض نہو **سوال** زوجہ اگر فاحشہ عورتون کو بے شوہر کی اجازت کے اُسکے گھر مین بلائے تو شوہر منع کرسکتا ہی یا نہین اور اگر زوجہ پر تنبیہ کرے تو کرسکتا ہی یا نہین **جواب** شوہر منع کرسکتا ہی۔ برجندی نے لکھا ہے المنزل ملکہ فلہ حق المنع گھر شوہر کی ملک ہی پس اُسکو ممانعت کرسکتا ہی۔ اور جو عورت امر منکر کی مرتکب ہو تو شوہر کو چاہیے کہ پہلے

اُسے سمجھائے اگر نہ مانے تو سختی سے کہے اگر پھر بھی نہ مانے تو اُسے مارے لیکن نہ شدید مارے نہ اسطرح کہ کوئی عضو ٹوٹ جائے

سوال اگر عورت بے شوہر کی اجازت کے اجنبی لوگوں سے ملے یا اُنکی عیادت کرنے یا دعوت ولیمہ مین شریک ہونے کو جائے تو اُسکے لیے کیا حکم ہے **جواب** گنہگار رہوگی۔ اور اگر شوہر اجازت دے تو وہ بھی گنہگار رہوگا۔ درمختار مین ہے ویمنعها من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة وان اذن کانا عاصیین شوہر عورت کو اجنبیون کی زیارت اور اُنکی عیادت سے اور اُنکے یہان دعوت ولیمہ مین جانے سے روکے اور اگر شوہر اجازت دے گا تو دونون گنہگار ہونگے

سوال زوجہ کو زوج کی کتنی اطاعت کرنا چاہیے اگر زوج زوجہ سے کہے کہ تم اپنے پھوپھیرے یا میرے بھائی کے سامنے نہ آؤ اور اُسکے والدین کہین کہ سامنے آؤ۔ تو زوجہ کو کسکی اطاعت کرنا چاہیے اور اگر زوجہ میکے گئی ہو اور زوج کے گھر آنے کا قصد نکرے تو زوج اسکو لا سکتا ہے یا نہین **جواب** زوجہ کو جمیع امور شرعیہ مین زوج کی اطاعت کرنا چاہیے۔ شرح شرعة الاسلام مین ہے وعلیها ان تطیع زوجها فی الامور الشرعیة ولو امرها ان تنقل الحجر من جبل وان لا تخرج من بیته الا باذنه زوجہ کو امور شرعیہ مین زوج کی اطاعت کرنا چاہیے اگرچہ وہ اس بات کا حکم دے کہ پہاڑ سے پتھر ڈھولاؤ یا بلا اجازت گھر سے نہ نکلو۔ اور جب عورت میکے سے نہ آتی ہو تو شوہر جبراً اُسکو لا سکتا ہے اور شوہر کی اطاعت دربارہ پردہ کے غیر محارم سے مقدم ہے۔ ردالمحتار مین ہے الذی ینبغی تحریره ان یکون له منعها عن کل عمل یؤدی الی تنقیص حقه او ضرره او الی خروجها من بیته قابل تحریر امر یہ ہے کہ زوج زوجہ کو ہر ایسے کام سے روک سکتا ہے جسکی بدولت اُسکا حق کم ہوتا ہو یا ضرر ہوتا ہو یا جسکے بدولت بی بی کے گھر سے نکلجانے کا اندیشہ ہو واللہ اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی۔

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

باب التفریق بالاعذار

سوال اگر حاکم نے کسیکو قید کرکے حبس دوام یا چودہ برس کے لیے ضلع سے خارج کردیا تو کیا اُس مین اور اُسکی زوجہ مین تفریق کرادینا چاہیے **جواب** نہین۔ درمختار مین ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها ولا لعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور شوہر اگر بی بی سے ملنے سے عاجز ہو یا غائب ہونے کیوجہ سے ایفاے حق نہ کرسکتا ہو لیکن اگر خوشحال ہو تو تفریق نکرائی جائیگی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے جائز لکھا ہے زوجہ کی تنگدستی اور زوجہ کو غیبت زوج کی بدولت ضرر پہونچنے کیوجہ سے اگر حنفی اسکا حکم دے تو اُسکا حکم نافذ نہوگا اور شافعی اگر حکم دے تو اُسکا حکم نافذ ہوگا اگر آمر و مامور نے رشوت نلی ہو

سوال اگر زوج کو جنون ہو تو زوجہ کی درخواست پر تفریق کرادیجائیگی یا نہین **جواب** اگر جنون حادث ہو جیسے عنین تو ایک برس کی مہلت دیجائیگی پھر بھی اگر اچھا نہو تو زوجہ کو اختیار ہے اور اگر جنون مطبق ہے تو فوراً تفریق کرنا چاہیے مہلت دینے کی

ضرورت نہین ہی مجمع البرکات مین ہی ان کان بالزوج جنون او جذام او برص فلا خیار لہا وقال محمد لہا الخیار دفعا للضرر عنہا کما فی الجب والعنۃ کذا فی الکافی قال محمد ان کان الجنون حادثا یوجلہ سنۃ کالعنۃ ثم یخیر المرأۃ بعد الحول اذا لم یبرء وان کان مطبقا فہو کالجب وبہ ناخذ کذا فی فتاوی العالمگیریۃ ناقلا عن الحاوی اگر شوہر کو جنون یا جذام یا برص ہی تو بی بی کو خیار نہین ہی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بغرض دفع ضرر خیار ہی جیسا کہ اگر زوج مجبوب یا عنین ہو ایسا ہی کافی مین ہی امام محمد رح کہتے ہین اگر جنون حادث ہو تو ایک سال کی مہلت دیجائیگی جیسا کہ عنین کے معاملہ مین ہی پھر ایک سال بعد عورت کو خیار ہی اگر شوہر اچھا نہو جائے اور اگر جنون مطبق ہی تو اسکا حکم مجبوب کا ایسا ہی ہم اسی سے اخذ کرتے ہین ایسا ہی عالمگیری مین حاوی سے نقل کیا ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

کتاب المفقود

سوال ایک شخص چار پانچ برس یا اس سے زائد ہوتے ہین کہ مفقود ہی اُسکی عورت جوان اور مرد کی خواہش رکھتی ہی اور نان ونفقہ کی محتاج ہی اندیشہ ہی کہ زنا مین مبتلا ہو جائے تو ایسی صورت مین امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر اُسکو عمل کر لینا چاہیے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی یا جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی بلکہ یہ بھی مرقوم ہی کہ حضرت عمر رض نے حضرت علی رض کے قول کیطرف رجوع کیا ہی اور اکثر صحابہ کا یہی مذہب ہی **جواب** اس مسئلہ مین صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین مختلف ہین حضرت عمر رض اور ایک گروہ صحابہ کا اس طرف گیا ہی کہ مفقود کی زوجہ چار برس انتظار کر کے نکاح کر لے اور بعضون نے اسپر اجماع صحابہ نقل کیا ہی۔ امام مالک رح موطا مین روایت کرتے ہین ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجہا فلم تدر این ہو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل للازدواج حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ جس عورت کا شوہر مفقود ہو جائے اور اُسے نہ معلوم ہو کہ کہان ہی وہ چار برس انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن عدت بیٹھکر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہی۔ اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح موطا مین لکھتے ہین روی نحوہ عن عثمان وعلی وقیل واجمع الصحابۃ علیہ لم یعلم لہم مخالف فی عصرہم وعلیہ جماعۃ من التابعین ایسا ہی حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور کہا گیا ہی کہ صحابہ نے اسپر اجماع کیا ہی اور اُنکے زمانے مین کوئی مخالف نہین پایا گیا اور اسپر تابعین کی ایک جماعت ہی۔ اور بعض صحابہ مثل ابن مسعود وعلی رضی اللہ عنہم بنا بر ایک روایت کے اسطرف گئے ہین۔ کہ زوجۂ مفقود تادم ظہور موت شوہر انتظار کرے اور شعبی اور نخعی کا یہی مذہب ہی جیسا کہ فتح القدیر مین ہی الحاصل ان المسألۃ مختلفۃ فیما بین الصحابۃ فمذہب عمر رض ما تقدم وذہب علی الی انہا

امرأته حتی یاتیها البیان وروی عبد الرزاق عن ابن جریج قال بلغنا ان ابن مسعود وافق علیا علی ان امرأة
المفقود تنتظر ابدا واخرج ابن ابی شیبة عن ابی قلابة وجابر بن سعید والشعبی والنخعی کلهم کانوا یقولون لیس لها ان تتزوج حتی یستبین موته
الحاصل یہ مسئلہ صحابہ کے درمیان مختلف فیہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب اوپر بیان ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیال
مین وہ عورت اُس مفقود کی بی بی ہی جبتک موت کی خبر نہ پہونچے عبد الرزاق نے ابن ابی جریج سے روایت کی ہی کہ حضرت
ابن مسعود حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اس امر مین موافق ہین کہ اُسکی بی بی ہمیشہ انتظار کرے اور ابن ابی شیبہ نے کہا ہی کہ ابو قلابہ
اور جابر اور ابن سعید اور شعبی اور نخعی سب کے نزدیک جبتک موت ظاہر نہو عورت کو نکاح کرنے کا حق نہین ہی۔ اور اس باب مین
ایک مرفوع حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی راے کے موافق وارد ہی لیکن اس حدیث کی سند مین ضعف ہی چنانچہ زیلعی تخریج
احادیث ہدایہ مین لکھتے ہین اخرج الدارقطنی فی سننہ عن سوار بن مصعب حدثنا محمد بن شرحبیل عن المغیرة بن شعبة قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأة المفقود امرأته حتی یاتیها البیان وجد فی نسخة اخری حتی یاتیها الخبر وهو حدیث ضعیف قال
ابن ابی حاتم فی کتاب العلل سألت ابی عن حدیث رواه سوار بن مصعب عن محمد عن المغیرة فی امرأة المفقود فقال ابی هذا حدیث منکر ومحمد متروک الحدیث
یروی عن المغیرة مناکیر اباطیل وذکره عبد الحق فی احکامه من جهة الدارقطنی واعله بمحمد بن شرحبیل قال انه متروک وقال ابن القطان فی کتابه سوار بن مصعب
اشهر فی المتروکین انتهی دارقطنی نے اپنی سنن مین لکھا ہی کہ سوار بن مصعب نے بسند محمد بن شرحبیل مغیرہ ابن شعبہ سے روایت کی ہی کہ حضور سرور انبیاء علیہ التحیة
والثناء نے فرمایا ہی مفقود کی بی بی اُسکی بی بی ہی یہانتک کہ اُسکا علم ہو جائے اور دوسرے نسخہ مین ہی یہانتک کہ اُسکی خبر پہونچ
جائے یہ حدیث ضعیف ہی ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ مین نے اپنے والد سے اُس حدیث کے متعلق پوچھا جسکو سوار
ابن مصعب نے محمد بن مغیرہ کے واسطے سے مفقود کی بی بی کے متعلق روایت کیا ہی تو میرے والد نے کہا کہ یہ حدیث قابل اعتبار
نہین محمد متروک الحدیث ہین اور مغیرہ سے جھوٹی بے اصل باتین روایت کیا کرتے ہین اسے عبد الحق نے احکام مفقود مین
دارقطنی سے نقل کیا ہی اور محمد بن شرحبیل کیوجہ سے اسکی تعلیل کی ہی اور کہا ہی کہ وہ متروک ہین اور ابن قطان نے اپنی کتاب
مین لکھا ہی کہ سوار بن مصعب متروکین مین مشہور ہین۔ اور اسیطرح بدر الدین عینی نے بنایہ شرح ہدایہ مین تحریر کیا ہی جب امر
ممہد ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ چونکہ حدیث مرفوع اس مسئلہ مین بطریق ضعیف وارد ہی اور صحابہ خود مختلف ہین لہذا ائمہ مجتہدین
بھی اس مسئلہ مین مختلف ہو گئے ائمہ حنفیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی راے کو بضم حدیث مرفوع مرجح کیا اور ائمہ مالکیہ نے حضرت
عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ کی راے کو مختار کیا لیکن ائمہ حنفیہ تصریح کرتے ہین کہ ضرورت کے وقت امام مالک رح
کے قول پر فتوی دینا درست ہی جو ایک جماعت صحابہ کی راے کے موافق ہی اور جب وقوع حرام کا خوف ہو تو امام مالک رح
کے مسلک پر عمل کرنا جائز ہی جامع الرموز مین ہی قال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فینکح عرسه بعدها کما فی الزاهدی فلو افتی به

فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لاباس بہ علی ما اظن مالک اور اوزاعی نے کہا ہی کہ چار برس انتظار کر کے اُسکی بی بی شادی کرے جیسا کہ نظم مین ہی اگر ضرورت کے وقت اسپر فتوی دیا جائے تو میرے خیال مین کچھ حرج نہین ہی۔ اور رد المحتار مین ہی ذکر ابن وھبان فی منظومتہ انہ لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورۃ یجوز فاعترضہ شارحہا ابن الشحنۃ بان لاضرورۃ للحنفی الی ذلک وقال الشارح فی الدر المنتقی ہذا لیس باولی القول قال القہستانی لو افتی بہ فی موضع الضرورۃ لاباس بہ علی ما اظن ابن وہبان نے اپنی منظوم مین کہا ہی کہ اگر ضرورت کیوقت امام مالکؒ کے قول پر فتوی دیا جائے تو کچھ حرج نہین ہی اور ابن شحنہ نے اسکی شرح مین اعتراض کیا ہی کہ حنفی کو اسکی کچھ ضرورت نہین ہی اور شارح درمنتقی مین کہا ہی کہ یہ اولی نہین ہی اور قہستانی نے کہا ہی میرے نزدیک اگر ضرورت کیوقت اسپر فتوی دیا جائے تو کچھ حرج نہین ہی **سوال** زید ساٹھ برس کی عمر مین ایک زوجہ تین بیٹے دو بیٹیان چھوڑ کر مفقود الخبر ہو گیا اب تقسیم ترکہ مین کبتک انتظار رہنا چاہیے اور میعاد کے اندر اُسکے وارث کے درمیان مین ترکہ کا نفع کیونکر متصور ہوگا اور اُسکے انتظام کی کیا صورت ہوگی **جواب** تقسیم ترکہ مین تیس برس اور انتظار کرنا چاہیے تاکہ اُسکی عمر کے نوے برس پورے ہو جائین۔ اسکے بعد ورثاے موجودین پر ترکہ تقسیم ہوگا اور اتنی مدت تک مال اُسکے وکیل اور امین کے قبضے مین رہیگا اگر کر گیا ہو ورنہ حاکم محافظ مقرر کریگا اور ورثہ اُسکے مال سے نفع نہین اُٹھا سکتے درمختار مین ہی فی معروضات المفتی ابی السعود انہ لیس لامین بیت المال نزعہ من ید من بیدہ ممن امنہ علیہ قبل ذھابہ معروضات مفتی ابی السعود مین ہی امین بیت المال کو یہ حق نہین ہی کہ وہ امین سے جسکو مفقود خود مقرر کر گیا ہی اُسکی جائداد کو علحدہ کرے۔ اور تنویر الابصار مین ہی لا یقسم مالہ ونصب القاضی من یاخذ حقہ ویحفظ مالہ ویقوم علیہ عند الحاجۃ الی موت اقرانہ فی بلدہ علی المذھب اُسکا مال تقسیم نہین کیا جائیگا بلکہ قاضی کو چاہیے کہ کوئی ایسا شخص مقرر کرے جو اُسکا حق لیتا رہے اور اُسکے مال کی حفاظت کرتا رہے اور جب اُسکے ہمعصر جو اُسکے شہر مین ہون مرجائین تو بر مذہب صحیح اُسکا مال اُسکے ورثہ پر تقسیم کیا جائیگا۔ اور رد المحتار شرح درالمختار مین ہی قیل یقدر بتسعین سنۃ من حین ولادتہ واختارہ فی الکنز وھو الارفق ھدایہ وعلیہ الفتوی ذخیرہ بعض کے نزدیک اُسکی مقدار ولادت سے نوے برس ہے اسے کنز مین اختیار کیا ہی یہی نرم طریقہ ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ ذخیرہ مین ہی **سوال** اہل تحقیق زوجۂ مفقود کیلیے کیا فرماتے ہین کیا اُسکے لیے یہ جائز ہی کہ چار برس انتظار کر کے چار مہینے دس دن عدت بیٹھے پھر دوسرے کے ساتھ نکاح کرے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور علمای مدینہ رحمہم اللہ کا فتوی ہی **جواب** صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین یہ مسئلہ مختلف فیہ تھا صحابہ اور تابعین کا ایک گروہ اسکا قائل تھا کہ زوجۂ مفقود کو خبر موت یا خبر طلاق کا انتظار کرنا چاہیے جیسا کہ فتح القدیر مین ہی ذھب علی رضی اللہ عنہ الی انہا امرأتہ حتی یاتیہا البیان وروی عبد الرزاق عن ابن جریج قال بلغنا

ان ابن مسعود وافق علیا علی ان امرأة المفقود تنتظر ابدا واخرج ابن ابی شیبة عن ابی قلابة وجابر بن سعید والشعبی والنخعی انهم
قالوا لیس لها ان تتزوج حتی یستبین موته حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک اُسے انتظار کرنا چاہیے یہانتک کہ اُسے
خبر معلوم ہوجائے اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اس مسئلہ مین حضرت علیؓ کے موافق ہین کہ
مفقود الخبر کی زوجہ کو تمام عمر منتظر رہنا چاہیے ابن ابی شیبہ نے ابوقلابہ سے روایت کی ہے کہ جابر بن سعید اور شعبی اور نخعی سب اسکے
قائل ہین کہ اُسے شادی نہ کرنا چاہیے یہانتک کہ موت مفقود ظاہر ہوجائے حنفیہ کا یہی مذہب ہے اُسکی موت کے متعلق سخت
اختلاف ہوگیا ہے جیسا کہ کتب حنفیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اور اپنے مذہب کی تائید مین ایک مرفوع حدیث پیش کرتے
ہین جیسا کہ ہدایہ وغیرہ مین ہے امرأة المفقود امرأته حتی یاتیها البیان مفقود الخبر کی بی بی اُسکی بی بی سمجھی جائیگی یہانتک
کہ اُسے خبر پہونچ جائے لیکن اس حدیث کی سند قابل احتجاج نہین ہے زیلعی اور ابن حجر نے تخریج احادیث ہدایہ مین اور عینی نے
شرح ہدایہ مین لکھا ہے انه خبر اخرجه الدارقطنی فی سننه عن سوار بن مصعب ثنا محمد بن شرحبیل عن المغیرة بن شعبة
قال ابن ابی حاتم فی العلل سألت ابی عن حدیث رواه سوار عن محمد عن المغیرة فقال ابی هذا حدیث منکر ومحمد متروک الحدیث
یروی عن المغیرة مناکیر واباطیل وذکره عبد الحق فی احکامه من طریق الدارقطنی وعلله بمحمد بن شرحبیل وقال انه متروک وقال
ابن القطان فی کتابه سوار اشهر منه فی المتروکین سنن دارقطنی مین یہ حدیث بسند سوار بن مصعب عن محمد بن شرحبیل عن مغیرہ بن شعبہ مروی ہے
ابن ابی حاتم علل مین لکھتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور
محمد متروک الحدیث ہین مغیرہ سے جھوٹی باتین روایت کیا کرتے ہین عبدالحق نے احکام مفقود مین اس حدیث کو بطریق دارقطنی روایت
کیا ہے اور محمد بن شرحبیل کیوجہ سے اسکی تعلیل کی ہے اور کہا ہے کہ وہ متروک ہین ابن قطان نے اپنی کتاب مین کہا ہے کہ سوار متروکین
مین بہت مشہور ہین۔ اور ایک جماعت اس جانب گئی ہے کہ چار برس کے بعد چار مہینے دس دن عدت بیٹھکر اُسے نکاح کرلینے
کا حق ہے اسے ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دارقطنی اور مالک نے بطرق متعددہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور
عبدالرزاق نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ایسی ہی روایت کی ہے اسکی تفصیل ابن حجر اور زیلعی وغیرہ نے کی ہے اور یہی
مالکیہ وغیرہ کا مذہب ہے اور یہ دلیل کے اعتبار سے قوی ہے اور اصول حنفیہ کا مقتضے یہ ہے کہ اسی پر فتوی دیا جائے کیونکہ جن امور مین
عقلا معلوم نہوسکے اُنمین صحابی کا قول مرفوع کے حکم مین ہوا کرتا ہے تو حنفیہ لامحالہ عند الضرورة اسپر فتوی دینے کو جائز رکھین جیسا کہ
جامع الرموز مین امام مالکؒ کا مذہب ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے فلو افتی به فی موضع الضرورة ینبغی ان لا باس به علی ما اظن
اگر ضرورت کے وقت اسپر فتوی دیا جائے تو میرے خیال مین کچھ حرج نہونا چاہیے۔ اور ابن وہبان نے اپنے منظوم مین لکھا ہے
انه لو افتی به فی موضع الضرورة یجوز ضرورت کے وقت اگر اسپر فتوی دیا جائے تو جائز ہے۔ اور ایسا ہی رد المحتار وغیرہ

مین بھی ہی **سوال** (۱) جس عورت کا مرد پانچ یا چھ برس سے بے نشان ہی اُسکو دوسرا نکاح کر لینے کا اختیار ہی یا نہین اور امام مالک و امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہین جب چار برس گذر جائین تو قاضی اُن دونون کے درمیان مین تفریق کرا دے پھر عورت دوسرا نکاح کر لے۔ دریافت طلب یہ امر ہی کہ اگر تفریق کرا دینا جائز ہی تو اس پر آشوب زمانے مین کہ نہ قاضی ہی نہ اُسکے احکام پر عمل ہوتا ہی کیا کیا جائے (۲) فسخ کے بعد عدت طلاق یا وفات عورت کو بیٹھنا چاہیے یا نہین (۳) اگر ضرورتاً کسی مسئلے مین کوئی شخص امام شافعی یا امام مالک رحمہما اللہ کی تقلید کرے تو کیا ہر مسئلے مین اُنکی تقلید لازم ہو جائیگی **جواب** عند الضرورت بعض مسائل مین امام شافعی و مالک رحمہما اللہ کی تقلید کرنا درست ہی بشرطیکہ اُس مسئلہ کے جملہ شروط و احکام پر عمل کرے۔ درمختار مین ہی ولا باس بالتقلید عند الضرورة لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبه ذلک الامام لما قدمنا ان الحکم الملفق باطل بالاجماع عند الضرورة تقلید مین کچھ حرج نہین ہی لیکن اس شرط سے کہ اُن تمام امور پر عمل کرے جسکو اُس امام نے واجب ٹھہرایا ہو کیونکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ حکم ملفق بالاجماع باطل ہی۔ اور جسنے ایک خاص مسئلہ مین کسی امام کی تقلید کی اُسپر کل مسائل مین اُس امام کی تقلید لازم نہین ہی۔ حسن شرنبلالی العقد الفرید لبیان الراجح من جواز التقلید مین لکھتے ہین واعلم ایضا انه یجوز العمل بجملة مسائل کل منها علی مذهب مستقل لما علمته ویقول المحقق ابن الهمام وهل یقلد غیره ای غیر من قلده اولا فی شئ ای غیر ذلک الشئ کان یعمل اولا فی مسئلة بقول ابی حنیفة وثانیا فی اخری بقول مجتهد اخر المختار کما ذکره الآمدی و ابن الحاجب یہ جائز ہی کہ ہر مسئلہ مین ایک مستقل مذہب پر عمل کرے اور محقق ابن ہمام کہتے ہین کہ ایک مسئلہ مین جسنے ایک شخص کی تقلید کی تھی وہ دوسرے مسئلہ مین دوسرے کی تقلید کر سکتا ہی مثلاً پہلے ایک مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر عمل کیا تھا اور دوبارہ دوسرے مسئلہ مین دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کیا مختار وہی ہی جسے آمدی اور ابن حاجب نے لکھا ہی۔ اور مسئلہ مفقود مین حنفیہ کے نزدیک عند الضرورت بتقلید مالکیہ و شافعیہ چار برس کے بعد نکاح کر دینا درست ہی۔ جامع الرموز مین ہی قال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فینکح عرسه بعدها کما فی النظم فلو افتی به فی موضع الضرورة ینبغی ان لا باس به علی ما اظن مالک و اوزاعی رحمہما اللہ کہتے ہین کہ چار برس تک انتظار کیے پھر زوجہ دوسرے سے نکاح کرے جیسا کہ نظم مین ہی لیکن اگر ضرورت کے وقت اسپر عمل کیا جائے تو میرے خیال مین اس مین کچھ حرج نہین ہی۔ اور رد المحتار مین ہی ذکر ابن وهبان فی منظومته انه لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة یجوز ابن وہبان نے اپنی منظوم مین لکھا ہی کہ ضرورت کے وقت اگر امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا جائے تو جائز ہی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک چار برس گذرنے کے بعد عدت وفات لازم ہو اُسکے بعد نکاح جائز ہی نکاح کے بعد اگر زوج اول آجائے تو اُسکو کچھ حق نہوگا اگر زوج ثانی نے صحبت کی ہو موطا امام مالک اور شرح زرقانی مین ہی مالک عن یحیی بن سعید

عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجھا فلم تدر این ھو فانھا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشھر وعشرا ثم تحل للازواج وروی نحوہ عن علی وعثمان قال مالک وان تزوجت بعد انقضاء عدتھا فدخل بھا زوجھا اولم یدخل بھا فلا سبیل لزوجھا الاول الیھا اذا جاء اوثبت انتھی لان الحاکم ابلح للمرأۃ الزوج مع امکان حیاتہ قال مالک وذلک الامر عندنا فالعقد بمجردہ یفیتھا ثم رجع مالک عن ھذا قبل موتہ بعام وقال لا یفیتھا علی الاول الا دخول الثانی غیر عالم بحیاتہ واخذ بہ ابن القاسم واشھب قال فی الکافی ھو الاصح من طریق الاثر لانھا مسئلۃ قلدنا فیھا عمر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس عورت کا شوہر مفقود ہو جائے اور معلوم نہو کہ وہ کہاں ہے اُسے چار برس انتظار کرنا چاہیے پھر چار مہینے دس دن عدت بیٹھکر وہ دوسرے کے لیے حلال ہو سکتی ہے ایسا ہی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے امام مالک نے کہا ہے اگر عدت پوری ہونے کے بعد عورت نے شادی کر لی تو اس شوہر ثانی نے اُسکے ساتھ صحبت کی ہو یا نکی ہو بہر حال پہلے شوہر کو اگر وہ آجائے یا اُسکے زندہ ہونے کا علم ہو جائے اب کچھ حق نہین ہے کیونکہ حاکم نے اُسکے لیے موجودہ شوہر کو حلال کر دیا ہے باوجودیکہ زوج اول کی حیات ممکن بھی امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ ہمارے نزدیک ہے کہ عقد محقق اُسکی حیات کو گویا فوت کر دیتا ہے یعنے زوج اول اگر زندہ بھی ہو تو وہ اپنی زوجہ کے حق مین زندہ نہین ہے پھر امام مالک نے اپنی موت سے ایک سال پہلے اپنے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ زوج اول کا حق فوت نہین ہو سکتا تاوقتیکہ زوج ثانی نے اُس کے ساتھ زوج اول کی حیات کو نہ جانکر صحبت کی ہو اسی سے ابن قاسم و اشہب نے اخذ کیا ہے کافی مین ہے کہ یہی اصح ہے بطریق اثر کیونکہ اس مسئلہ مین ہمنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی تقلید کی ہے پس حنفیہ بھی اسکے موافق فتوی دے سکتے ہین کوئی ضرورت تفریق قاضی حاکم کی نہین ہے اور ایک روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عبد الرزاق اور بیہقی وغیرہ نے یہ بھی کی ہے کہ اُنھون نے زوج اول کے آنیکے بعد اُسکو اختیار دیا کہ اپنی زوجہ لیلے یا مہر واپس کرالے اور اُسکو نلے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

کتاب التولیۃ

سوال صغیرہ کے نکاح کی ولایت ماں کو ہے یا نہین **جواب** عدم عصبات کی صورت مین ہے۔ تنویر الابصار مین ہے والولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا صغیر اور صغیرہ کے نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہے اگرچہ ثیبہ ہو اور دوسری جگہ لکھا ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام نکاح مین ولی عصبہ بنفسہ ہے اور عصبہ نہونے کی حالت مین ماں کو ولایت حاصل ہے

سوال اگر چھوٹی لڑکی کی ماں اور دادا موجود ہین تو نکاح کی ولایت کسکو ہے **جواب** دادا کو نہ ماں کو۔ شرح وقایہ مین ہے والولی العصبۃ علی ترتیب الارث والحجب بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فی مسلم ہون کافر تھا لا امر ولی عصبات مین

ترتیب حجب وارث بشروط حریت و تکلیف و اسلام مسلمان اولاد مین نہ کافر مین پھر مان ہی **سوال** اگر دادا کی موجودگی مین مان نے نکاح کردیا تو دادا کو فسخ کا حق حاصل ہی یا نہین **جواب** حاصل ہی سراج منیر مین ہی **و** اذا زوجت الام بنتها الصغیرۃ والعصبۃ حضر نکاحها یرد النکاح چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا نکاح ولی بعید نے کردیا ہین اگر ولی قریب رد کرے تو نکاح رد ہو جائیگا **سوال** ولی اقرب کی موجودگی مین ولی ابعد نے نکاح کردیا مگر ولی اقرب صغیر یا مجنون ہی تو نکاح جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہی عالمگیری مین ہی وان زوج الصغیرۃ او الصغیر ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وهو من اهل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ وان لم یکن من اهل الولایۃ بان کان صغیرا او کان کبیرا مجنونا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا نکاح ولی بعید نے کردیا ہیں اگر ولی قریب موجود ہو اور ولی ہونے کی قابلیت رکھتا ہو تو نکاح اُسکی اجازت پر موقوف ہی اور اگر ولی ہونے کی قابلیت نہ رکھتا ہو مثلاً چھوٹا یا بڑا مگر مجنون ہو تو نکاح جائز ہی **سوال** ایک نابالغ یتیم لڑکی ہی اُسکا دادا بھی مرچکا ہی البتہ چچا اور مان زندہ ہین جو اُسکی شادی کرنا چاہتے ہین اور یہ ہمارے امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب پر دشوار ہی پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر اُسکا ولی کون ہوگا اور کیونکر عقد درست ہوگا اور کن ارکان اور کن شروط کا اعتبار کرنا ہوگا **جواب** ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک نکاح مین وہ عصبہ ولی ہی جس مین عورت کا واسطہ نہو ترتیب حجب و ارث ہی اور اگر کوئی ایسا عصبہ موجود نہو تو مان پھر دادی پھر لڑکی پھر پوتی پھر نواسی پھر پوتے کی لڑکی پھر نواسے کی لڑکی وہکذا پھر نانا پھر اخت حقیقی پھر اخت لاب پھر اخت لام پھر ذوی الارحام ولی ہین یہ بحر الرائق اور در مختار مین ہی پس صورت مسئولہ مین جبکہ چچا موجود ہی تو وہی اُسکا ولی ہوگا **سوال** اگر کسی دختر نابالغہ کا باپ جو اُسکا ولی ہی فضول خرچ اور سفیہ ہو اور وہ نابالغہ کی جائداد برباد کرتا ہو تو نابالغہ کا شوہر یا کوئی اور قرابت دار ولی بجائے اُسکے املاک نابالغہ کا مہتمم شرعاً ہوسکتا ہی یا نہین **جواب** ایسی صورت مین حاکم وقت کو چاہیے کہ اُسکے قبضے سے جائداد نکال کے کوئی وصی مقرر کردے جو جائداد کی حفاظت کرے تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہی فی الولوالجیۃ والخلاصۃ لو کان الاب مبذرا متلفا مال ابنہ الصغیر فالقاضی ینصب وصیا ینزع مال ابنہ عن یدہ و یحفظہ ولوالجیہ اور خلاصہ مین ہی اگر باپ مبذر اور متلف ہو جو صغیر کا مال تلف کرتا ہو تو قاضی کو چاہیے کہ وصی مقرر کرے جو جائداد کی حفاظت کرے اور باپ کے ہاتھ سے مال نکال لے **سوال** مسماۃ اشرف النسا نابالغہ ناکتخدا ہی اور اُسکے مان باپ بھائی بہن دادا دادی نانا نانی خالو خالہ پھوپھا پھوپی کوئی نہین ہے مگر محمد حسین اور احمد حسین دو حقیقی ماموں اور مسماۃ صغری ایسی پھوپھی جسکا دادا اور اشرف النسا کے باپ کا دادا دونون حقیقی بھائی تھے اور صغری کا لڑکا عزیز الدین جو اشرف النسا کی علاتی ہمشیر متوفی کا شوہر ہی اور اُسی علاتی ہمشیر متوفی کا نابالغ پسر محمد اسحاق اور چند عصبہ اشرف النسا کے یعنی جد الجد کے جد کی پوتی کی پوتی کا لڑکا موجود ہی اس صورت مین اشرف النسا کے نکاح کا ولی کون ہے

پھر وہ ولی اگر اُسکا نکاح کسی بالغ یا نابالغ کے ساتھ پڑھ دے تو اشرف النسا کی پرورش اور اُسکے مال کی حفاظت و انتظام کس مدت تک کون کریگا وہی پھوپھی یا ماموں یا عصبہ مذکورین یا اشرف النسا کا بالغ شوہر یا عزیز الدین یا کوئی اور۔ اور جب پرورش و حفاظت اور انتظام مال کی وہ مدت ختم ہو جائے تو اُسکے بالغ ہونے تک کون کریگا **جواب** اشرف النسا کے نکاح کا ولی اُسکا عصبہ ہوگا۔ درمختار میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ وھو من یتصل بالمیت بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم للبنت ثم لبنت الابن ثم لبنت البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت بنت البنت وھکذا ثم للجد الفاسد ثم للاخت لاب وام ثم للاخت لاب ثم لاولاد الام ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام وبھذا الترتیب اولادھم۔ نکاح میں ولی عصبہ بنفسہ ہے یعنی جسے میت سے بلا واسطہ کسی عورت کے قرب ہو ترتیب ارث وحجب اور اگر عصبہ نہو تو ماں کو ولایت ہے پھر لڑکی کو پھر پوتی کو پھر نواسی کو پھر پوتے کی لڑکی کو پھر نواسی کی لڑکی کو وعلٰی ہذا پھر نانا کو پھر حقیقی بہن کو پھر اخت لاب کو پھر ماں کی اولاد کو پھر ذوی الارحام میں سے پھوپھیوں کو پھر ماموؤں کو پھر خالاؤں کو پھر چچا کی لڑکیوں کو پھر اسی ترتیب سے اُن سب کی اولاد کو۔ اور مال کے انتظام کے متعلق ردالمحتار میں ہے الولی فیہ الاب ثم وصیہ ثم الجد ثم وصیہ ثم القاضی ثم نائبہ فقط اس باب میں ولی باپ ہے اور اُسکا وصی اور دادا اور اُسکا وصی اور قاضی اور اُسکا نائب۔ اور عالمگیری میں ہے نفقۃ الصبی بعد الفطام اذا کان لہ مال فی مالہ ھکذا فی المحیط لڑکے کا نفقہ دودھ چھوٹنے کے بعد اگر اُسکا مال ہو تو خود اُسکے مال سے دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور بھی اسی میں ہے وان کان المیت ترک اموالا وترک اولادا صغارا کانت نفقۃ الاولاد من انصبائھم وکذا کل من یکون وارثا فنفقتہ فی نصیبہ بعد ھذا ینظر ان کان المیت قد اوصی الی رجل فالوصی ینفق علی الصغار من انصبائھم وان کان لم یوص الی احد فالقاضی یفرض لکل واحد من الصغار فی نصیبہ بقدر ما یحتاج الیہ من النفقۃ علی قدر سعۃ اموالھم وضیقھا اگر میت نے مال و صغیر اولاد چھوڑی ہو تو اُسکی اولاد کا نفقہ اُنکے حصوں میں سے دیا جائیگا اسیطرح ہر وارث کا نفقہ اُسکے حصہ میں سے دیا جائیگا اسکے بعد دیکھا جائیگا اگر میت نے کسیکے لیے وصیت کی ہے تو وصی ورثا کے حصوں سے اُنکا خرچ کرے ورنہ قاضی ہر ایک کیلیے اُسکے حصوں سے بقدر ضرورت نفقہ کیلیے مقرر کردے اور اسکا اندازہ کرے کہ وہ خوشحال ہیں یا تنگ حال پس صورت مسئولہ میں اشرف النسا کے نکاح کا متولی عصبہ ہوگا اور تا بلوغ اُسکی پرورش و صرف کا خرچ اُسیکے حصہ سے دیا جائیگا اور مال کی حفاظت و اُسکا انتظام باپ یا دادا کی وصی کے متعلق رہیگا اور اگر باپ یا دادا نے کسیکو وصی نہیں کیا ہے تو قاضی یا نائب قاضی کے متعلق رہیگا اور بلوغ کے بعد وہ مال اُسکے سپرد کردیا جائیگا۔ **سوال** ہندہ مادر زید نے زید کی نابالغی کے زمانے میں بحیثیت ولایت زید کے لیے موضع احمد آباد کو ساٹھ ہزار روپیہ پر بکر سے اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء میں خریدا اور منجملہ زر ثمن کے بیس ہزار روپیہ ذات خاص نابالغ سے اور چالیس ہزار

روپیہ مسمی ولید مہاجن سے قرض لیکر زر ثمن ادا کیا اور چالیس ہزار روپے کے عوض مین موضع احمد آباد کو مہاجن مذکور کے پاس رہن بالوفا کر دیا اور رہن نامہ مین ایک قسم کا تاوان سالانہ تعدادی پانسو روپیہ ولید کیلیے لکھدیا پھر ہندہ والدۂ نابالغ نے لغایت ۱۴ فروری ۱۸۸۶ء وقتاً فوقتاً بابت قرضہ مزید و تاوان مندرجہ دستاویز مورخہ ۲ جنوری ۱۸۸۶ء جوڑکر کے ایک دستاویز زر مزید بابت آٹھ ہزار روپیہ کے علاوہ دستاویز چالیس ہزار روپیہ کے ولید کے نام لکھدی اور اُسکا بار موضع احمد آباد پر بشرائط رہن بیع بالوفا عائد کیا زید نابالغ ستمبر ۱۸۸۸ء کو بالغ ہوا اور اپنی مان کی خریداری کو زید نے منظور کیا لیکن زید دعویدار ہو کر یہ بات ثابت کرتا ہی کہ پہلے جو چالیس ہزار روپیہ ہندہ نے قرض لیکر زر ثمن ادا کیا اُسکے لینے کی اسوجہ سے ضرورت نتھی کہ زید کی دوسری جائداد موجود تھی ادائے زر ثمن مین دوسری جائداد کو صرف کرنا چاہیے تھا دوسرے اگر قرض لینے کی ضرورت بھی تو بوجہ اسکے کہ فعل ہندہ کا ایسا نہین ہی جو ایک ہوشیار شخص اپنی ذات اور جائداد کیلیے کرتا تیسرے آٹھ ہزار روپیہ چالیس ہزار روپیہ کے علاوہ جو ہندہ نے احمد آباد پر بروے دستاویز ثانی عائد کیا ہی اُسکے لینے کی کوئی ضرورت نتھی اور نہ نابالغ اور اُسکی جائداد کو اس سے فائدہ ہوا بلکہ صریحی اُسکی جائداد کو نقصان پہونچا پس زید کا دعوی بہ نسبت بطلان دستاویز زر قرضہ چالیس ہزار روپیہ کے شرعاً جائز ہی یا نہین اور آٹھ ہزار روپیہ والی دوسری دستاویز کی پابندی زید پر لازم ہی یا نہین یا فعل خریداری ہندہ کو تسلیم کر لینے کے بعد دوسری دستاویز سے بھی زید انکار نہین کر سکتا۔ اور مان کا ایسا فعل زید کو پابند کر سکتا ہی یا نہین **جواب** تصرفات مالیہ مین جیسے رہن اجارہ استدانہ بیع شراء وغیرہ مین مان کو ولایت حاصل نہین ہی اور طفل کو اُنکا مان لینا ضروری نہین مگر یہ کہ بعد بلوغ اُسکے تصرفات کی اجازت دے۔ جامع الفصولین مین ہی الولایۃ فی مال الصغیر الی الاب ثم وصیہ ثم وصی وصیہ ولو بعد فلو مات ابوہ ولم یوص فالولایۃ الی اب الاب ثم وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان لم یکن فالقاضی ومن یوصیہ القاضی مال صغیر مین ولایت باپ کو ہی اور اُسکے وصی کو پھر اُسکے وصی کے وصی کو وہکذا لیں اگر باپ بغیر وصی کیے مرگیا تو اُسکے دادا اور دادا کے وصی کو اور دادا کے وصی کے وصی کو ولایت ہی اور اگر یہ بھی نہون تو قاضی کو ولایت ہی اور اُسنے جسے وصی کیا ہو۔ اور عالمگیری مین ہی الام اذا رھنت مال طفلہا فانہ لا یجوز الا ان تکون وصیۃ او تکون ماذونۃ من جہۃ من یلی الطفل مان اپنے لڑکے کے مال کو رہن نہین کر سکتی لیکن جبکہ وہ وصی ہو یا لڑکے کے ولی نے اُسکو اجازت دیدی ہو۔ پس صورت مسئولہ مین زید پر بوجہ خریداری کے تسلیم دستاویز قرضہ و رہن لازم نہین اور مان کے فعل کا اُسپر الزام نہین ہو سکتا **سوال** زید کے نام سلطان یا اُسکے نائب نے کچھ سالانہ وظیفہ بزرگان دین کی نذر و نیاز کے لیے مقرر کیا زید کی وفات کے بعد اُسکے بڑے بیٹے بکر کے نام وہ خدمت مقرر ہوئی اُسیطرح وہ وظیفہ اکبر اولاد مین بکر کے پوتے خالد تک جاری رہی خالد کے مرنے کے بعد باوجودیکہ

اسکا بیٹا محمود موجود ہے عمرو اسکے چچا کے بھائی نے جبراً اسپر قبضہ کیا پس اسکا حقدار محمود ہے یا عمرو **جواب** خدمت مذکورہ کا حقدار شرعاً اور عرفاً محمود ہے نہ عمرو تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے اذا مات من له وظیفة فی بیت المال لحق الشرع واعزاز الاسلام وللمیت ابناء یراعون ویقیمون حق الشرع کما یراعی ویقیم الاب فللامام ان یعطی وظیفته لابناء المیت لا لغیرهم لحصول مقصود الشرع وانجبار کسر قلوبهم جسے بیت المال سے حق شرع یا اعزاز اسلامی کیوجہ سے وظیفہ ملتا ہو اگر وہ مرجائے اور اسکے لڑکے ہون جو باپ کیطرح رعایت اور اقامت حقوق شرعی کی کرتے ہون تو امام کو باپ کا وظیفہ ابناء میت کو دینا چاہیے نہ کسی اور کو تاکہ مقصود شرع حاصل ہو اور باپ کے مرنے سے جو انکے قلوب شکستہ ہوگئے ہین انکو تسکین ہو۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابوالحسنات محمد عبدالحی |

باب الحلف

سوال قرآن شریف کی قسم کھانا شرعی قسم ہے یا نہین **جواب** قرآن شریف کی قسم کھانا اگرچہ بعضون کے نزدیک قسم ہوتی ہے جیسا کہ درمختار مین ہے لیکن ارباب متون نے اسکو قسم نہین مانا ہے وقایہ مین ہے لا بغیر اللہ کالنبی والقرآن والکعبة نہ خدا کے سوا کسی اور کی قسم جیسے نبی اور قرآن اور کعبہ اور عالمگیری مین ہے وقال محمد فی الاصل لو قال والقرآن لا یکون یمینا ذکرہ مطلقا امام محمد رحمہ اللہ نے اصل مین کہا ہے کہ اگر والقرآن کہا تو قسم نہوگی اسکو انھین نے مطلق ذکر کیا ہے **سوال** جب کوئی شخص کہے اگر مین ایسا کام کرون تو مجھیر اللہ تعالی جنت حرام کردے یا دوزخ مین ڈالدے پس یہ قول یمین ہے یا نہین **جواب** نہین جیسا کہ مبسوط مین ہے **سوال** اگر کسی نے خدا کی قسم کھا کے کہا کہ فلان آدمی کو مین سبق نہ پڑھاؤنگا اور تعلیم خیر نہ دونگا تو کیا کرے **جواب** قسم کے خلاف کرے اور تعلیم خیر اور کفارہ دے۔ بخاری اور مسلم مین ہے اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرها خیرا منها فکفر عن یمینک وائت بالذی هو خیر جب تم کسی بات کی قسم کھاؤ اور اسکے خلاف کو اچھا جانو تو اپنی قسم کا کفارہ دو اور جو بہتر ہو وہی کرو **سوال** اگر قسم کھائی کہ مین زید کے گھر مین قدم نہ رکھونگا اور سوکے زید کے گھر مین پاؤن پھیلائے تو حانث ہوگا یا نہین **جواب** زید کے گھر مین داخل ہونے سے حانث ہوگا نہ قدم رکھنے سے۔ درمختار مین ہے لا یضع قدمه فی دار فلان حنث بدخولها مطلقا ولو حافیا او راکبا لما تقرر ان الحقیقة متی کانت متعذرة او مهجورة صیر الی المجاز حتی لو اضطجع ووضع قدمیه لم یحنث اگر قسم کھائی کہ مین فلان کے گھر مین اپنے قدم نہ رکھونگا تو مطلق دخول سے حانث ہوگا چاہے ننگے پاؤن جائے چاہے سوار ہوکر کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ جب حقیقت دشوار یا متروک ہوتی ہے تو معنی مجازی مراد ہوتے ہین حتے کہ اگر سویا اور اپنے دونون پاؤن اس کے گھر کے اندر پھیلائے تو حانث نہوگا۔

سوال غیر خدا کی قسم کھانا درست ہی یا نہین **جواب** نہین۔ ہدایہ مین ہی فالیمین باللہ دون غیرہ یمین خدا کے ساتھ خاص ہی دوسرے کے ساتھ نہین **سوال** اللہ کے اوصاف کے ساتھ جیسے معذب الکاذبین اور عالم الغیب والشہادۃ یمین کی تاکید کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** جائز ہی۔ ہدایہ مین ہی یوکد بذکر اوصافہ وھو التغلیظ قسم کی تاکید اوصاف کے ذکر سے ہوتی ہی اسکو تغلیظ کہتے ہین **سوال** تغلیظ کے وقت اُس خاص انجیل کیطرف جو نصاری کے ہاتھ یا اُس توریت کی طرف جو یہود کے ہاتھ مین دیگئی ہی اشارہ کرنا چاہیے یا نہین **جواب** نہین عالمگیری مین ہی ولا یحلف بالاشارۃ الی مصحف معین بان یقول باللہ الذی انزل ھذا الانجیل وھذہ التوراۃ لانہ ثبت تحریف بعضھا فلا یؤمن ان یقع الاشارۃ الی المحرف فیکون التحلیف بہ تغلیظا بما لیس بکلام اللہ عزوجل ھکذا فی البدائع مصحف معین کی جانب اشارہ کرکے قسم کھائی مثلاً اُس خدا کی قسم جسنے یہ انجیل نازل کی یا یہ توراۃ نازل کی کیونکہ بعض آیات کی تحریف ثابت ہی اسلیے محرف کی جانب اشارہ ہو جانا ممکن ہی تو قسم کی تغلیظ اُس سے ہوگی جو خدا کا کلام نہین ہی جیسا کہ بدائع مین ہی **سوال** مدعی نے گواہ پیش کیے جنسے اُسکا دعوی ثابت نہو سکا پھر اور گواہ لانے سے عاجز ہو کر مدعی علیہ سے حلف چاہتا ہو تو اسکو حلف لینے کا حق ہی یا نہین **جواب** ہی۔ ہدایہ مین ہی وان عجز عن ذلک وطلب یمین خصمہ استحلفہ علیھا اگر بینہ قائم کرنے سے عاجز ہو اور خصم سے یمین کا طالب ہی تو وہ اُس سے حلف لے سکتا ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

کتاب الوقف

سوال کسی والی ملک نے ایک گانون حضرت شیخ مخدوم عطاء اللہ حسینی قدس سرہ کے مزار کے اخراجات کے لیے موصوف کی اولاد اکبر کے نام جاری کیا اور وقف نامہ مین لکھا ہی کہ ہمیشہ یہ گانون اولاد اکبر کے قبضہ مین رہیگا ابتک ایسا ہی ہوتا چلا آیا کہ اُس کی آمدنی مین سے نہ اولاد اصغر کو کچھ ملا نہ لڑکیون کو اب عمرو کا چھوٹا بھائی بکر اور اُسکے دیکھا دیکھی چار بہنین بھی یہ چاہتی ہین کہ اس مین ہمکو شرعی حصہ دیا جائے **جواب** یہ گانون وقف ہی عمرو کی ملک نہین ہی بلکہ عمرو والی ملک کی طرف سے فقط اُسکا متولی ہی اور کتب فقہ مین اسکی صراحت موجود ہی کہ واقف کو اختیار ہی جسے چاہے متولی کردے پس بکر اور اُسکی بہنون کا دعوی غلط ہے اُنکو کچھ نہ ملیگا **سوال** ایک پرانی بڑی مسجد کسی امیر کی بنوائی ہوئی ہی اور اُسکے نیچے دوکانین ہین جنپر چند آدمی قابض ہین اور کوئی اُس کا بالمعائنہ گواہ موجود نہین ہی کہ یہ دوکانین صرف مسجد کے لیے وقف ہین پس کیا شہادت بالتسامع اس باب مین کافی ہوگی **جواب** شہادت بالشہرت بالتسامع بغیر کسی کے دعوے کے وقف مین کافی ہی فی الہندیۃ الشہادۃ علی

الوقف بالشهرة تجوز وكذا الشهادة بالتسامع فلو انهما شهدا بالتسامع وقالا نشهد بالتسامع تقبل شهادتهما وان صرحا به لان الشاهد ربما يكون سنه عشرين سنة وتاريخ الوقف مائة سنة فيتيقن القاضي ان الشاهد يشهد بالتسامع فاذا لا فرق بين السكوت والافصاح انتهى وفي وقف الدر المختار الشهادة بالشهرة لاثبات اصله وان صرحوا به اي بالتسامع في المختار حفظا للاوقاف القديمة عن الاستهلاك بخلاف غيره انتهى وفي شهاداته لا يشهد احد بما لم يعاينه بالاجماع الا في النسب والموت والنكاح والدخول بزوجته وولاية القاضي واصل الوقف انتهى وفي الهداية اما الوقف فالصحيح انه تقبل الشهادة بالتسامع في اصله دون شرائطه لان اصله هو الذي يشتهر انتهى وهذا استحسان والقياس ان لا تجوز لان الشهادة مشتقة من المشاهدة وذلك بالعلم ولم يحصل فصار كالبيع وجه الاستحسان ان هذه امور تختص بمعاينة اسبابها خواص من الناس ويتعلق بها احكام تبقى على انقضاء القرون فلو لم تقبل فيها الشهادة بالتسامع ادى الى تعطيل الاحكام وفي الاشباه وحاشيته للحموي تقبل الشهادة حسبة بلا دعوى ويقضى بها في طلاق المرأة وعتق الامة والوقف

ہندیہ مین ہی وقف پر شہادت بالشہرۃ اور شہادت بالتسامع جائز ہی پس اگر دو آدمیون نے شہادت بالتسامع دی تو وہ مقبول ہوگی اگرچہ اس امر کی تصریح کردین کہ ہم شہادت بالتسامع دیتے ہین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ شاہد کی عمر بیس برس کی ہوتی ہی اور وقف کی تاریخ سو سال پہلے ہوتی ہی تو قاضی کو خود ہی معلوم ہوجاتا ہی کہ یہ شہادت بالتسامع ہی لہذا سکوت و اظہار مین کچھ فرق نہین ہے اور درمختار باب الوقف مین ہی شہادت بالشہرۃ سے اصل وقف بر مذہب مختار ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ شاہد تسامع کی تصریح کردین اسکا منشا یہ ہی کہ اوقاف قدیمہ ہلاک نہونے پائین برخلاف دوسری چیزون کے انتہی اور درمختار کے باب الشہادات مین ہی شہادت غیر معائنہ بالاجماع مانی نہ جائیگی مگر نسب اور موت اور نکاح مین اور زوجہ کے ساتھ وطی مین اور ولایت قاضی مین اور اصل وقف مین اور ہدایہ مین ہی صحیح یہ ہی کہ وقف مین شہادت بالتسامع مقبول ہی اصل وقف کے معاملہ مین نہ کہ شرائط وقف مین کیونکہ اصل وقف عام طور پر مشہور ہوتا ہی انتہی یہ استحسان ہی اور قیاس کا مقتضے یہ ہی کہ ایسی شہادت نہ مانی جائے کیونکہ شہادت مشاہدہ سے مشتق ہی اور وہ علم سے حاصل ہوتا ہی جو یہان حاصل نہین ہوا پس مثل بیع کے ہوگا اور استحسان کی وجہ یہ ہی کہ ان امور کے اسباب کا معائنہ خواص کرتے ہین اور انسے جو احکام ثابت ہوتے ہین وہ صدیون تک باقی رہتے ہین پس اگر انمین شہادت بالتسامع مقبول نہو تو احکام مین تغیر کرنا پڑیگا اشباہ مین اور حموی نے اسکے حاشیہ مین لکھا ہی کہ شہادت بلا دعوے کے مقبول ہی یعنی طلاق اور لونڈی کی آزادی اور وقف مین اسی پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر شہادت بالتسامع نہو تو عرف کے لحاظ سے دوکانون کے وقف کا فتوی دیا جائیگا کیونکہ واقف کے نصوص نصوص شارع کے موافق ہوتے ہین اور جب عدم نص شارع کی صورت مین عرف کا اعتبار کیا جاتا ہی تو عدم نص واقف کی صورت مین بھی عرف کا اعتبار کیا جائیگا ورنہ بہت سے اوقاف قدیمہ باطل ہوجائین گے اور متعارف یہ ہی کہ جب واقف مسجد بناتا ہی تو دوکانین وغیرہ

بھی مصالح مسجد کے لیے بناتا ہے خصوصاً جبکہ بڑی مسجد اور کوئی امیر بنواتا ہے۔ اشباہ میں ہے نصوص الواقف کنصوص الشارع وفی ما لا نص فیہ من الاموال الربویۃ یعتبر فیہ العرف ولا خصوصیۃ للربوا وانما العرف غیر معتبر فی المنصوص علیہ نصوص واقف ویسے ہی ہیں جیسے نصوص شارع اور جہان نص نہو وہان عرف کا اعتبار ہے اور منصوص علیہ امور میں البتہ عرف غیر معتبر ہے۔ اور جب دوکانون کا وقف ثابت ہوگیا تو اُسکی تملیک بطریق بیع ہو یا بطریق ہبہ یا بطریق رہن جائز نہوگی۔ درمختار میں ہے فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرھن جب وقف تمام اور لازم ہو جائے تو اُسکا کوئی مالک نہیں رہتا اور نہ اُسکی بیع درست ہے نہ عاریت دینا نہ رہن رکھنا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم کتبہ محمد بشیر عفی عنہ **ہو الموفق للصواب** اگر شہادت بالمعائنہ نہو تو شہادت بالتسامع کافی ہے۔ درمختار میں ہے والذی تقبل فیہ الشہادۃ حسبۃ بلا دعوی اربعۃ عشر منہا الوقف علی ما فی الاشباہ وتقبل فیہ الشہادۃ علی الشہادۃ والشہادۃ النساء مع الرجال و بالشہرۃ لاثبات اصلہ وان صرحوا ابہ ای بالسماع علی المختار والوقف علی معینین جن چیزون میں بلا دعوی شہادت مقبول ہوتی ہے چودہ ہیں اُنہیں سے وقف بھی ہے جیسا کہ اشباہ میں ہے اور اس میں شہادت پر شہادت اور مردون کے ساتھ عورتون کی شہادت اور اصل وقف کے اثبات کے لیے شہادت بالشہرۃ بھی مقبول ہوتی ہے اگرچہ شاہد سماع کی تصریح کردے بر مذہب مختار اگرچہ وقف معین لوگون پر ہو واللہ اعلم کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی البلگرامی۔ قد اصاب المجیب بما اجاب حررہ العبد المفتقر الی اللہ محمد عظیم اللہ عفی عنہ۔ واقعی شہادت بالشہرۃ اور شہادت پر شہادت اور شہادت بالتسامع کا جواز اصل وقف کے ثبوت کے لیے کتب معتبرۂ فقہ سے ثابت ہے۔ عالمگیری میں ہے تقبل الشہادۃ علی الشہادۃ فی الوقف وکذا شہادۃ النساء مع الرجال کذا فی الظہیریۃ وکذا الشہادۃ بالتسامع فلو انہما شہدا بالتسامع وقالا نشہد بالتسامع تقبل وان صرحا بہ وقف میں شہادت پر شہادت مقبول ہے اور اسیطرح مردون کے ساتھ عورتون کی شہادت بھی مقبول ہے جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور ایسا ہی حال شہادت بالتسامع کا ہے پس اگر دو آدمیون نے شہادت بالتسامع دی اور کہا کہ ہم شہادت بالتسامع دیتے ہیں تو یہ شہادت مقبول ہوگی اگرچہ اُنھون نے شہادت تسامع کی تصریح کردی۔ جب ثبوت وقف کے لیے شہادت بالتسامع کافی ہوئی اور وقف ثابت ہوگیا تو دوکانون کو بھی بانی مسجد یا اُسکے ورثا یا کوئی دوسرا شخص بیع یا ہبہ یا رہن وغیرہ نہیں کرسکتا۔ صاحب رد المحتار لا یملک کے تحت میں لکھتے ہیں ای لا یکون مملوکا لصاحبہ یعنی وہ مال صاحب مال کی ملک میں نہیں رہتا۔ اور لا یملک کے تحت میں لکھتے ہیں ای لا یقبل التملیک لغیرہ کالبیع ونحوہ لاستحالۃ تملیک الخارج عن ملکہ اور نہ صاحب مال اُسکا کسیکو مالک بنا سکتا ہے بیع وغیرہ کے ذریعہ سے کیونکہ جو چیز خود اُس کی ملک سے خارج ہے دوسرے کو اُسکا مالک کیونکر بنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم حررہ الخاکی

محمد عادل عامله الله بفضله الشامل فی حبائه الآمنین یوم الرجفة الزلازل **ہو المصوب** وقف میں شہادت بالتسامع اور شہادت بالشہرۃ مقبول ہے۔ ذخیرہ میں ہے تقبل الشہادۃ علی الشہادۃ ولکن الشہادۃ بالتسامع من الرجال شہادت پر شہادت مقبول ہے اور اسیطرح مردوں سے جو شہادت بالتسامع ہو مقبول ہے۔ اور اسی کتاب میں ہے وتقبل الشہادۃ علی اصل الوقف بالشہرۃ اصل وقف میں شہادت بالشہرۃ مانی جاتی ہے۔ اور خزانۃ المفتیین میں ہے لو شہدا بالتسامع وصرحا بہ تقبل شہادتہما اگر دو آدمیوں نے شہادت بالتسامع دی اور اسکی تصریح بھی کردی تو دونوں کی شہادت مانی جائیگی۔ اور عرفًا ایسی دوکانیں مصالح مسجد کیلیے وقف ہی ہوا کرتی ہیں اور عرف مثل نص کے ہے شرح اشباہ میں مبسوط سے نقل کیا ہے لان الثابت بالعرف کالثابت بالنص اسلیے کہ جو عرفًا ثابت ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔ اور ذخیرہ میں ہے اذا قال ارضی ہذہ للسبیل ولم یزد علیہ فان کان ہذا وقفا فی عرفہم وقف اگر کہا کہ میری یہ زمین راستہ کیلیے ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں کہا تو اگر یہ الفاظ عرف عام میں وقف کے ہونگے تو وقف ثابت ہو جائیگا۔ واللہ اعلم کتبہ محمد بشیر الدین **ہو المصوب** اس میں کوئی شک نہیں کہ اثبات وقف کے لیے شہادت بالتسامع معتبر ہے اور جب شہادت بالعیان نہ ہو تو یہ شہادت کافی ہو جائیگی فی جامع المضمرات فی النصاب ہل یجوز الشہادۃ علی الشہادۃ وبالتسامع المختار انہ یجوز فانہ لو لم یجز لادی ذلک الی استہلاک الاوقاف القدیمۃ وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث حتی استولی علی الوقف ظالم وانکر الوقف کان لاہل القریۃ ان یشہدوا علی ذلک انتہی وفی الفتاوی الخیریۃ وقد ذکر فی جامع الفصولین رامزا للعدۃ ینبغی ان یقبل الشہادۃ بالتسامع لو کان قدیما وقف مشہور قدیم لا یعرف واقفہ استولی علیہ ظالم فادعی المتولی انہ وقف علی کذا مشہورا وشہد کذلک فالمختار انہ یجوز انتہی وفی الکفایۃ قال الامام ظہیر الدین لابد من بیان الجہۃ بان تبین ان ہذا وقف علی المسجد او المقبرۃ او نحو ذلک حتی لو لم یذکر ذلک لم تقبل وتاویل قولہم لا تقبل الشہادۃ علی شرط الوقف انہم بعد ما شہدوا ان ہذا وقف علی فلان لا ینبغی ان یشہدوا بانہ یبدأ من غلتہ کذا او کذا نصاب میں ہے کہ شہادت علی الشہادۃ اور شہادت بالتسامع بر مذہب مختار جائز ہے کیونکہ اگر جائز نہوگی تو اوقاف قدیمہ ہلاک ہو جائینگے اسی سے فقیہ ابو اللیث نے اخذ کیا ہے حتی کہ اگر وقف پر کوئی ظالم متولی ہو اور وقف کا انکار کرے تو اہل قریہ کو وقف کی شہادت کا حق ہے اور صاحب فتاوی خیریہ نے جامع الفصولین سے نقل کیا ہے کہ اگر وقف قدیم ہو تو شہادت بالتسامع کو مقبول ہونا چاہیے ایک وقف مشہور قدیم ہے جسکا واقف معلوم نہیں اسپر کسی ظالم نے قبضہ کرلیا تو متولی نے دعوی کیا کہ یہ فلاں کام کے لیے وقف ہے اور یہ بات مشہور ہے یا اسپر شہادت دلوائی تو بر مذہب مختار یہ دعوی جائز ہوگا۔ اور کفایہ میں ہے امام ظہیر الدین نے کہا ہے کہ بیان جہت ضروری ہے یعنی یہ بیان کردینا کہ یہ مسجد یا مقبرہ یا کسی اور چیز پر وقف کیا گیا تھا حتی کہ اگر یہ نہیں بتایا

تو شہادت مقبول نہوگی اور یہ جو کہا گیا ہی کہ شرط وقف پر شہادت مقبول نہین ہی اُسکی تاویل یہ ہی کہ جب اس بات کی شہادت دیدین کہ یہ مال فلان بات کے لیے وقف کیا گیا ہی تو پھر اسکی ضرورت نہین ہی کہ شہادت کو نئے سرے سے شروع کرین کہ اُسکی علت یہ تھی اور یہ تھی - اور جب اثبات وقف کے لیے شہادت بالتسامع کافی ہوئی تو اسکے بعد اُن دو کانون کی بیع یا ہبہ وغیرہ ناجائز ہی شیخ الاسلام بدر الدین عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی اذا صح الوقف لا یصح تملیکہ ولا بیعہ لما ذکر فی اول الکتاب من قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لعمر تصدق باصلہا لا تباع ولا توہب ولا تورث جب وقف صحیح ہو جائے تو اُسکی تملیک و بیع درست نہین ہی کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہی کہ اسکی اصل کو تصدق کر دو کیونکہ نہ اسکی بیع درست ہی نہ ہبہ نہ اس مین وراثت ہی - واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** وقف کی املاک کسی کی ملک ہی یا نہین اور اُس مین کوئی تصرف کر سکتا ہی یا نہین **جواب** کسی کی ملک نہین ہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد **صح الجواب** جوہرہ مین ہی قال ابو یوسف ومحمد الوقف عبارۃ عن حبس العین علی ملک اللہ علی وجہ تصل المنفعۃ الی العباد فیزول ملک الواقف عنہ الی اللہ فیلزمہ ولا یباع ولا یوہب ولا یرھن ولا یورث امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے کہا ہی کہ وقف کسی چیز کو خدا کی ملک مین کر دینا ہی کہ اُس سے بندون کو منفعت پہونچے پس وہ چیز واقف کی ملک مین نہین رہتی بلکہ خدا کی ملک ہو جاتی ہی کہ نہ اُسکی بیع درست ہی نہ ہبہ نہ رہن نہ اُسمین وراثت ہی واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی **سوال** ثلاث زید نے کسیقدر روپیہ جستہ للہ ایک مسلمان کی دوکان مین اس غرض سے جمع کر دیا کہ اُس سے تجارت کا کاروبار ہو اور اُسکی اصل یا منافع سے مدرسۂ اسلامیہ کا جو فلان جامع مسجد مین ہے خرچ چلتا رہے اور اس مضمون کا ایک وصیت نامہ بھی لکھکر چند اشخاص اسلام کو جنکے مشورے سے مہمات مسجد مذکور مع چند دیگر مساجد کے انجام پاتے تھے اور منجملہ اُن اشخاص کے زید خود بھی تھا اس وصیت کے انصرام کے لیے مقرر کیا اور یہ اشخاص ممبران کمیٹی مساجد مذکور کہلاتے تھے بعدہ ممبران کمیٹی بصواب بہ کثرت رائے کے اُس مدرسہ کے مدرس عربی کو مع طلبہ اُس مسجد سے اُٹھا کر دوسری مسجد مین لیگئے جسکے مہمات ممبران کمیٹی مذکور کے متعلق نتھے بلکہ اُسکے مہمات صرف خالد کے اہتمام مین تھے جو اس کمیٹی کا افسر تھا مگر نام اُس چندہ مدرسہ کا جو مسجد آخر الذکر مین اُٹھ گیا وہی مدرسۂ اسلامیہ واقع مسجد اول الذکر قائم رہنے دیا اور ایک مدرس حافظ قرآن مع طلبہ مسجد اول الذکر مین رہنے دیا اور جو چندہ مدرسۂ اسلامیہ واقع مسجد اول الذکر کے نام سے وصول ہوتا تھا اُس سے دونون مدرسون کی تنخواہ دیجاتی تھی بعدہ زید فوت ہوا اور عمرو بجائے اُسکے ممبر اُس کمیٹی کا بمشورۂ جملہ ممبران کمیٹی باقی ماندہ کے مقرر ہوا بعدہ بکر منجملہ ممبران کمیٹی کے ایک شخص شرکت مجلس شورۂ مساجد مذکور سے اور مدرس مذکور مداخلت مسجد مذکور یعنے مداخلت مسجد اول الذکر سے باتفاق جملہ بقیہ ممبران کمیٹی ممنوع کیے گئے مگر خالد افسر کمیٹی نے مسجد آخر الذکر مین اُسکو قائم رہنے دیا اور برخاست نہین کیا اُسیوقت مسجد اول الذکر مین دوسرا

مدرس عربی مقرر ہوا اور چندہ جو واسطے مدرسہ کے مسلمانون سے وصول ہوتا تھا متفرق ہو گیا کچھ مسلمان مدرسہ جدید واقع مسجد اول الذکر مین دینے لگے اور کچھ مسلمان مسجد آخر الذکر مین اور اہتمام دونون مدارس کا علیحدہ ہو گیا مدرسہ مسجد اول الذکر باہتمام عمرو کے رہا اور مدرسہ آخر الذکر باہتمام بکر کے لیکن مدرس حافظ قرآن کی تنخواہ کسی مصلحت سے مسجد آخر الذکر کے چندہ سے بدستور ملتی تھی بعدہ مدرس حافظ قرآن متعینہ مسجد اول الذکر بہ ترک نوکری رخصت ہوے اور بجاے اپنے دوسرے حافظ کو مقرر کرنا چاہا لیکن عمرو مہتمم مدرسہ مسجد اول الذکر نے بنا منظوری اُسکے دوسرا حافظ مقرر کیا الاکبر نے اُسی حافظ کو جسے حافظ معزول نے مقرر کرنا چاہا تھا مسجد آخر الذکر مین مقرر کر دیا اور مدرسہ حفظ قرآن وہان بھی جاری کیا اور تنخواہ مدرس حافظ قرآن متعینہ مسجد اول الذکر کو جو چندہ مسجد آخر الذکر سے ملتی تھی موقوف کر دی اب دونون مدارس کے چندے اور مصارف بالکل علیحدہ ہو گئے ایک کی آمدنی اور مصارف سے دوسرے مدرسہ اور مسجد کو تعلق نہین ہے پس اب وہ روپیہ جو زید نے واسطے مصارف مدرسہ مسجد جامع یعنی اول الذکر کے دوکان مذکور مین جمع کیا تھا کس مدرسہ کے مصارف مین شرعاً خرچ ہونا واجب ہے آیا ممبران کمیٹی کو وہ روپیہ مصارف مدرسہ اسلامیہ مسجد جامع مین خرچ کرنا چاہیے یا مدرسہ مسجد آخر الذکر مین اور اگر اُس روپیہ سے کوئی جائداد تعمیر ہوئی ہو تو شرعاً اُسکی آمدنی کس مدرسہ مین صرف ہونا چاہیے اور کس مدرسہ مین صرف ہونے سے وصیت کی تعمیل ہو گی اور کس مدرسہ مین صرف ہوتا خلاف وصیت ہے اور اس خلاف تعمیل وصیت سے ممبران کمیٹی جو اوصیا عند اللہ ہین گنہگار ہونگے یا نہین **جواب** چونکہ واقف کی شرط لازم العمل ہے اور صورت سوال مین واقف نے مدرسہ اسلامیہ واقع مسجد جامع کی تقیید کی ہے لہذا وہ روپیہ مدرسہ مسجد جامع مین صرف ہونا چاہیے نہ مسجد آخر الذکر کے مدرسہ مین بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے فان قلت اذا کان له درس فی جامع ولازم بانیه ان یکون عما علیه فی مدرسته هل یستحق المعلوم فی المدرسة قلت لا یستحق الا اذا باشر فی المکان المعین بکتاب الوقف لقوله فی شرح المنظومة اما لو شرط الواقف فی ذلك كله شروطا اتبعت اگر جامع مسجد مین درس ہوتا ہو اور بانی مسجد نے یہ ضروری کر دیا ہو کہ اس مدرسہ مین جو کچھ خرچ ہو وہ وقف مسجد سے دیا جائے تو مدرسہ اس کا مستحق نہوگا تاوقتیکہ مقررہ مکان مین نہو جہان تحریر وقف مین اُسکی تصریح کی گئی ہے کیونکہ شرح منظومہ مین ہے اگر واقف نے وقف مین کچھ شرطین لگائی ہین تو اُن پر عمل کیا جائے گا **سوال** اگر واقف نے کہ خود ہی متولی ہے یون وقف کیا کہ جو جائداد موجود ہے وہ مین نے وقف کی اور جو جائداد آیندہ زمانہ تولیت مین پیدا کرونگا وہ بھی وقف ہوگی تو کیا بہ نسبت جائداد آیندہ کے وقف حال درست ہوگا **جواب** نہ درست ہوگا کیونکہ موقوف کا بوقت وقف مملوک ہونا شرائط وقف سے ہے اور جب وقف کرتے وقت واقف موقوف کا مالک نہین ہے

تو وقف بھی درست نہوگا۔ بحر الرائق مین خانیہ سے نقل کرکے لکھا ہی لو قال اذا ملکت ہذہ الارض فہی صدقۃ موقوفۃ لا یجوز لانہ تعلیق و الوقف لا یقبل التعلیق اگر کسی نے کہا جب مین اس زمین کا مالک ہو جاؤن تو یہ صدقہ ہی موقوف ہی تو یہ وقف جائز نہوگا کیونکہ یہ تعلیق ہی اور وقف تعلیق کو قبول نہین کرتا **سوال** وقف مشاع جائز ہی یا نہین خواہ حصہ واقف کا دوسرے شریکون سے علحدہ نہو خواہ شئی موقوفہ درمیان موقوف علیہم کے منقسم اور معین نہو **جواب** وقف مشاع مشترک محتمل القسمۃ بقول مفتی بہ جائز نہین ہی۔ بحر الرائق مین ہی الحاصل ان وقف المشاع مسجدا و مقبرۃ غیر جائز مطلقا اتفاقا وفی غیرہما ان کان مما لا یحتمل القسمۃ جاز اتفاقا والخلاف فیما یحتملہا فلا یجوز وقف المشاع عند محمدؒ و یجوز عند ابی یوسفؒ وصحح فی الخلاصۃ من الاجارۃ بان الفتوی علی قول محمدؒ فی وقف المشاع وکذا فی البزازیۃ والولوالجیۃ وفی شرح المجمع لابن ملک وفی التجنیس بہ یفتی وتبعہ فی غایۃ البیان حاصل یہ ہی کہ مسجد اور مقبرہ پر وقف مشاع مطلقا جائز نہین ہی اتفاقا اور انکے علاوہ اُن اشیا مین جو محتمل قسمت نہین مین جائز ہی بالاتفاق اور جو محتمل قسمت ہین اُن مین اختلاف ہی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہی خلاصہ مین اجارہ سے نقل کیا ہی کہ فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہی ایسا ہی بزازیہ اور ولوالجیہ مین ہی اور شرح مجمع مین جو ابن ملک کی تصنیف ہی اور تجنیس مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور غایۃ البیان مین اسکی اتباع کی ہی **سوال** اگر واقف نے یون وقف کیا کہ کسی حاکم وقت کو اختیار نہوگا کہ اپنی رائے سے کسی دوسرے کو متولی مقرر کرے یا میرے مقرر کیے ہوے متولیون کو معزول اور کمی و بیشی کرے یا اُنپر کوئی خیانت کا جرم لگائے تو سوال یہ ہی کہ کیا اسوجہ سے دست اندازی حاکم یا قاضی کی ممنوع ہوگی اسکا لحاظ رہے کہ موقوف علیہ و متولی ایک ہی ہو **جواب** اس شرط کی صورت مین قاضی اور حاکم کو دست اندازی ممنوع ہوگی اور کوئی حاکم تغیر و تبدل نکرسکے گا لیکن اگر متولی کی خیانت صحیح طور سے ثابت ہو جائے تو اُسوقت حاکم شرع کو تبدیل کا اختیار ہوگا اور شرط وقف کا اعتبار نکیا جائیگا۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہی ولایۃ القاضی تتاخر عن المشروط لہ و وصیہ ولایت کے معاملہ مین قاضی کا مرتبہ مشروط لہ اور وصی واقف کے بعد ہی۔ اور بھی اسی کتاب مین ہی یعزل القاضی المتولی لو کان خائنا نظرا للوقف ولا اعتبار لشرط الواقف ان لا یعزلہ القاضی والسلطان لانہ شرط مخالف لحکم الشرع قاضی وقف کی مصلحت کا خیال کرکے متولی خائن کو معزول کر دیگا اور اگر واقف نے یہ شرط کی ہو کہ قاضی اور سلطان اُسے معزول نہین کرسکتے تو اس شرط کا اعتبار نہ کیا جائیگا کیونکہ یہ شرط حکم شرعی کے مخالف ہی **سوال** زید نے اپنی جائداد غیر منقولہ کو عمرو پر وقف کیا اور اُسیکو متولی مقرر کیا اور یہ شرط کی کہ عمرو جسے چاہے موقوف علیہ اور متولی اپنے بعد کر دے تو آیا اس اختیار کردہ واقف سے عمرو دوسرے کو موقوف علیہ اور متولی کر سکتا ہی یا نہین اور بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ

موقوف علیہ مالک نہین ہی اور سوائے مالک کے دوسرا شخص موقوف علیہ مقرر نہین کرسکتا گو مالک نے اُسے اختیار دیا
ہو **جواب** شرائط سے مملوک ہونا موقوف کا واقف کیلیے ہی اور شی موقوف ملک موقوف علیہ مین داخل نہین ہوتی جیساکہ
عالمگیری مین ہی واذا اخرج عن ملک الواقف لا یدخل فی ملک الموقوف علیہ اہ فی الکافی وھو المختار کما فی فتح القدیر
جب ملک واقف سے نکلجائے تو موقوف علیہ کی ملک نہین ہوتی جیساکہ کافی مین ہی اور یہی مذہب مختار ہی ایسا ہی
فتح القدیر مین ہی۔ اسی لیے موقوف علیہ کو اختیار وقف موقوف کا نائب حاصل نہین ہوسکتا اور متولی کرنے کا اُسکو اختیار
ہی۔ رد المحتار مین ہی معنی العموم کما فی انفع الوسائل انہ ولاہ واقامہ مقام نفسہ وجعل لہ ان یسندہ ویوصی بہ الی
من شاء ففی ھذہ الصورۃ یجوز التفویض منہ فی حال الحیوۃ وفی حالۃ المرض المتصل بالموت عموم کے معنی جیساکہ
انفع الوسائل مین ہی یہ ہین کہ اُسنے متولی اور اپنا قائم مقام بنایا ہو اور اُسے جسکو وہ چاہے وصی بنانے کا اختیار دیا ہو ان
صورتون مین وقف کو حالت حیات مین اس شخص کے سپرد کرنا جائز ہی اسیطرح حالت مرض موت مین۔ اور درمختار مین ہی
اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ وصحتہ ان کان التفویض لہ بالشرط عاما صح والا فان فوض فی صحتہ لا یصح
وان فی مرض موتہ یصح متولی نے کسی دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا چاہا حالت حیات وصحت مین پس اگر تفویض کسی عام شرط
سے ہو تو صحیح ہی ورنہ اگر تفویض حالت صحت مین ہی تو صحیح نہین ہی اور اگر مرض موت مین ہی تو صحیح ہی **سوال** وقف مبیع بہ بیع الوفا
منجانب مشتری درست ہی یا نہین کیونکہ اس مین لزوم ودوام نہین ہی جو وقف کے لیے ضروری ہی اسلیے کہ بائع زر ثمن مثل زر رہن
کے دیکر جائداد سے واپس کرسکتا ہی اور ثانیاً جائداد بیع الوفا مشتری کی مملوک نہین ہی مگر بعض لوگ کہتے ہین بیع الوفا بحکم بیع
ہی اسوجہ سے وقف جائز ہی **جواب** بیع بالوفا کے باب مین فقہا کا اختلاف ہی بعض بیع فاسد اور بعض رہن تجویز کرتے
ہین اور صاحب بحر نے اس مین آٹھ قول نقل کیے ہین اور قول ہشتم کے باب مین لکھا ہی الثامن القول الجامع لبعض المحققین
انہ فاسد فی بعض الاحکام حتی ملک کل منہما الفسخ وصحیح فی حق بعض الاحکام کحل الانزال والمنافع ورھن فی حق البعض
حتی لم یملک المشتری بیعہ من اخر ولا رھنہ آٹھوین بعض محققین کا جامع قول ہی کہ بیع بالوفا بعض احکام مین فاسد ہی
حتی کہ دونون مین سے ہر ایک کو فسخ کا حق ہی اور بعض احکام مین صحیح ہی مثلاً منافع کا حلال ہونا اور بعض کے حق مین رہن ہی
حتی کہ مشتری کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے اور رہن کرنے کا حق نہین ہی۔ اور اسکے بعد لکھتے ہین ینبغی ان لا یعدل فی
الافتاء عن القول الجامع قول جامع پر فتوے دینے سے عدول نکرنا چاہیے **سوال** ایک قدیم مسجد کی پختہ دیوارین اور محراب
موجود ہی اور مسلمان محلہ مین آباد ہین اب اسکی دیوارین گرلکے پانچ سات گز کی فاصلہ پر جدید مسجد بنانا اور مسجد قدیم کا اینٹ چونا
مسجد جدید مین لگانا جائز ہی یا نہین اور مسجد قدیم کی زمین مین نہر بنانا جائز ہی یا نہین اور مسجد قدیم جو منہدم کی گئی ہی اسکی اراضی

اُسکیلیے کیا حکم ہی **جواب** جو مسجد منہدم ہوجائے اور اُسکی تعمیر اور ترمیم نہو سکے اور دوسری مسجد قریب ہونے یا اور کسی وجہ سے اُس مسجد سے استغنا بھی حاصل ہوجائے تو اُسکا اسباب دوسری مسجد مین نقل کرنا بمذہب صحیح و روایات مفتی بہ درست نہین ہی جیسا کہ حسن شرنبلالی رسالہ السعادۃ الساجد بعمارۃ المساجد مین لکھتے ہین لا یجوز نقل اوقاف المدارس ولا تغییر ما شرطہ واقفہا وکذلک المسجد علی المفتی بہ من المذہب وایضاح ذلک بما قالہ العلامۃ الشیخ زین فی البحر الرائق قال محمد اذا خرب المسجد ولیس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی الناس لبناء مسجد اٰخر او لخراب القریۃ او لم تخرب لکن خربت بنقل اہلہا واستغنوا عنہ فانہ یعود الی ملک الواقف وقال ابو یوسف رح ہو مسجد ابداً الی قیام الساعۃ لا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اٰخر سواء کان یصلون فیہ او لا یصلون وعلیہ الفتوٰی کذا فی الحاوی القدسی وفی المجتبی واکثر المشایخ علی قول ابی یوسف رح ورجح فی فتح القدیر قول ابی یوسف رح اوقاف مدرسہ کو منتقل کردینا یا شروط واقف مین کچھ تغیر کرنا جائز نہین ہی یہی حال مسجد کا ہی اسکی وضاحت بحر الرائق مین علامہ زین نے یون کی ہی کہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ جب مسجد خراب ہوجائے اور کوئی ایسا نہو جو اُسکی تعمیر کرے اور دوسری مسجد کیوجہ سے یا مکانون کے ویران ہوجانے کیوجہ سے اُس مسجد کی ضرورت نرہی ہو یا وہان کے لوگ کہین اور چلے گئے ہون اسوجہ سے اُس مسجد کی ضرورت نرہی ہو تو وہ ملک واقف ہوجاتی ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی تا قیام قیامت کبھی میراث نہو گی اور نہ خود اُسکا یا اُسکے مال کا دوسری مسجد مین منتقل کرنا درست ہی خواہ اُس دوسری مسجد مین لوگ نماز پڑھتے ہون یا نہ پڑھتے ہون اسی پر فتوی ہی جیسا کہ حاوی قدسی مین ہی اور مجتبی مین ہی کہ اکثر مشایخ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرتے ہین اور فتح القدیر مین امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہی - اور جب مسجد قدیم کی دیوارین وغیرہ باقی ہین اور وہ آبادی مین واقع ہی تو ایسی مسجد کو منہدم کرنا اور اُس کا اسباب دوسری مسجد مین منتقل کرنا کسی طرح درست نہین ہی بلکہ اُسکا منہدم کرنے والا ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعے فی خرابہا کی وعید مین داخل ہوگا اور اسیطرح مسجد قدیم کی زمین کو نہر بنانا بھی جائز نہین ہی **سوال** قریب پچاس سال سے ایک مسجد قصبہ کندیلی مین آباد ہی اُسکے اخراجات کے واسطے چند کمرے بنائے مسجد سے جنسے بارہ یا تیرہ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہی ملصق مسجد ہین اور ہمیشہ سے ایک موذن بھی سات روپیہ ماہوار پر مقرر رہا اب عرصہ ایک سال سے موسومہ بہ انجمن اسلامیہ فلاح عام چندۂ اہل اسلام سے بقدر وسعت کے جاری کیا گیا ہی منتظمین انجمن نے ایک مدرس پندرہ روپیہ ماہواری کا و نیز ایک نائب مدرس چھ روپیہ ماہواری کا اسطور سے کہ موذن سابق کو فضول جانکر چار روپیہ مسجد سے اور دو روپیہ چندۂ مدرسے جملہ چھ روپیہ کرکے مقرر کیا ہی جسکے ذمہ نیابت مدرس اور اذان مسجد بھی کی جب اُس سے انتظام

مسجد اور اذان کا نہو سکا تب ایک اور شخص مسجد کی آمدنی سے دو روپیہ ماہوار پر مقرر کیا گیا اسپر زید اعتراض کرتا ہے کہ جو رقم آمدنی
مسجد سے مدرسہ مین لی جاتی ہے بیجا ہے اسکے علاوہ کچھ افتادہ زمین پر جو مسجد کے نامزد تھی چند کوٹھیان مدرسہ اور مسجد کی آمدنی
سے بنائی گئی ہین بکر کا مقولہ یہ ہے کہ نئی کوٹھیون کی آمدنی مسجد مین ندیجائے گی کیونکہ مدرسہ بھی کار خیر مین داخل ہے
اسپر زید معترض ہے اور کہتا ہے حدیث مین ہے رواہ البخاری عن خولة بنت ثامر ان رجالا یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلهم النار یوم
القیامة بخاری مین خولہ بنت ثامر سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے مال کو ناحق لوٹے
کھاتے ہین اُنکے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ اسپر فریقین کو عمل کرنا چاہیے بکر کہتا ہے زید کو حدیث سمجھنے کی تمیز نہین ممکن ہے کہ
اس حدیث کی ناسخ کوئی اور حدیث ہو اور وہ زید تک نہ پہونچی ہو مگر بکر کوئی ناسخ حدیث پیش نہین کرتا اور جب زید حدیث
مذکور کی تنسیخ تحریری مانگتا ہے تو بکر انکار کرتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اس مدرسہ کی تعلیم سرکاری اسکولون کی ضوابط پر ہوتی ہے صرف
نحو کے علاوہ کسی علم دین کی تعلیم نہین ہوتی حتی کہ افسران سررشتہ تعلیم کو امتحان دلایا گیا اور کچھ اوپر پچاس روپیہ سرکار سے
انعام علاوہ مدرسہ کے چندے مین جمع کیا گیا اب دو ماہ کے عرصہ سے مدرس مقررہ کی تنخواہ پندرہ روپیہ ماہواری مین
پانچ کم قرار دیے اور اہالیان انجمن مین سے ایک صاحب نے کھانا اپنے ذمے لیا ہے تو ایسے مدرسہ مین مسجد کا روپیہ لگانا کیسا
ہے مولوی یوسف علی صاحب و منشی یعقوب علی صاحب دیوبندی کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ دیوبند مین مدرسہ اسلامیہ جو چودہ
برس سے قائم ہے مولانا رفیع الدین صاحب اور مولانا یعقوب صاحب مہتمم مدرسہ نے باوجود کثیر آمدنی مسجد مدرسہ کو مسجد سے
متعلق نہین رکھا اور نہ مسجد کا روپیہ مدرسہ مین لگایا اور سرکار سے سو روپیہ ماہواری چندہ لینے سے بھی انکار کیا اور سرکار
سے کچھ تعلق نہین رکھا **جواب** مسجد کے اوقاف مین سے مدرسہ مین صرف کرنا درست نہین ہے۔ درمختار مین ہے اتحد
الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف علیه بسبب خراب وقف احدهما جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الآخر الیه
لانهما حینئذ کشیء واحد وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجدا ومدرسة ووقف علیهما اوقافا
لا یجوز له ذلك اگر واقف اور جہت وقف متحد ہو اور بعض موقوف علیہ کی چہار دیواری خرابی کیوجہ سے جھک جائے تو حاکم یہ کر سکتا
ہے کہ دوسرے وقف کی بچت سے اُسے بنا دے کیونکہ ایسی صورت مین دونون ایک ہی حکم مین ہین اور اگر واقف یا جہت مین سے
کوئی ایک بھی مختلف ہو تو مثلاً دو آدمیون نے دو مسجدین بنائین یا ایک شخص نے ایک مسجد اور مدرسہ بنایا اور اُن دونون پر
کچھ وقف کیا تو حاکم ایسا نہین کر سکتا۔ واللہ اعلم **سوال** ایک زمین جسکے مالک تین شخص بالشرکة ہین قبضے مین ایک
رعیت کے اس طور پر ہے کہ وہ رعیت اس زمین کے کل محاصل پر متصرف ہوتا ہے اور مالکان کو صرف خزانہ مقررہ سالانہ زمین
دیدیا کرتا ہے اور جبتک رعیت مذکور خزانہ مقررہ ادا کرتا چلا جائے مالکان از روے قانون انگریزی کے اسکو بیدخل نہین کر سکتے

ہین اور اُس زمین کو اس رعیت کے قبضہ وتصرف سے باہر نہین کرسکتے ہین ہان اگر وہ رعیت خزانہ ادا نکرے تو البتہ مالکان اُسکو بیدخل کر دینے کے قانوناً مجاز ہین اور اس حالت مین اُس رعیت سے منتزع کرکے دوسرے کے ساتھ بندوبست اُس زمین کے کر دینے کے مختار رہین اور اُس زمین کا بندوبست بعد پانچ سال کے متبدل ہو جایا کرتا ہی یعنے خزانۂ مقررہ اُسکا گھٹ بڑھ جایا کرتا ہی اور جسوقت مالکان جمع سابق پر اضافہ کرتے ہین رعیت مذکور اُسکو قبول کرکے ہمیشہ پانچ پانچ سال تک کا بندوبست اپنے ساتھ کرلیا کرتا ہی اور اُس حال مین اگر رعیت مذکور جمع زائد ادا نکرے بلکہ جمع سابق ہی دیتا جائے تو مالکان کو بجز زائد جمع کرلینے کے حق انتزاع زمین قانوناً حاصل نہین ہی صرف انتزاع زمین کے مختار وہ لوگ اُسی وقت ہین جب مطلق خزانہ دینا رعیت موقوف کردے ایسی زمین مین رعیت مذکور مسجد بلا اذن مالکان بنانا چاہتا ہی پس شرعاً وہ مختار ہی یا نہین اور بلا اذن مالکان کے اگر وہ مسجد بنا لیوے تو وہ مسجد شرعاً مسجد ہوگی اور احکام مسجد اُسپر مترتب ہونگے یا نہین اور اگر مالکان ثلثہ سے دو یا ایک سے اجازت لے کل سے اجازت نہ لے تو شرعاً کیا حکم ہی اور اگر قبل بنجانے کے اُسنے کسی سے اجازت نہ لی یا لی تو بعض سے اور بعد تیار ہو جانے مسجد کے جملہ شرکا نے اذن دیا تو اس تقدیر پر وہ شرعاً مسجد ہوگی یا نہین اور بصورت اذن شرکا کے ثواب وقف زمین و تعمیر مسجد دونون کا رعیت مذکور کو ہوگا یا صرف تعمیر کا ثواب پائیگا اور وقف زمین کا ثواب مالکان کو ملیگا جواب ہر شق کا مفصلاً درکار ہی **جواب** شرائط صحت وقف سے یہ ہی کہ موقوف ملک واقف مین وقف کے قبل ہو یا بعد وقف کے مالک اجازت دیدے۔ ردالمحتار مین ہی افاد ان الواقف لابد ان یکون مالکاله وقت الوقف ملکا تاما ولو بسبب فاسد وان لا یکون محجورا عن التصرف حتی لو وقف الغاصب المغصوب لم یصح وان ملکه بعد الشراء او صلح ولو اجاز المالک وقف فضولی جاز اس سے یہ معلوم ہوا کہ وقف کے لیے یہ ضروری ہی کہ واقف کو اُس پر ملک تام وقف کے وقت حاصل ہونا چاہیے اگرچہ اُسکا سبب فاسد ہو لیکن اُسے ممنوع التصرف نہونا چاہیے تو اگر غاصب نے مغصوب کو وقف کیا تو درست نہوگا اگرچہ بعد شرا یا صلح وہ اُسکا مالک ہو جائے اور اگر مالک فضولی کے وقف کو جائز کردے تو جائز ہو جائیگا پس صورت مذکورہ مین رعیت اُس زمین مین مسجد بنانے کی مختار نہین ہی کیونکہ وہ زمین اُسکی مملوک نہین ہی ہان اگر قبل تعمیر یا بعد تعمیر جملہ شرکا مالکین اجازت دیدین تو صحت وقف کا حکم ہوگا مگر اس صورت مین ثواب وقف کا اصل مالکون کو ہوگا اور رعیت کو صرف تعمیر کا ثواب ملیگا اور درصورت عدم اذن مطلق اُس مسجد کا حکم حکم مساجد شرعیہ کا نہوگا **سوال** (۱) جو جانور ہنود بزعم خود اپنے بتون کے نام سے وقف کرتے ہین جیسے سانڈ وغیرہ اُسکا کھانا بلا اجازت مالک یا بطریق شرا یا ہبہ کسی غیر شخص مالک سے باوجود علم کے کیسا ہی (۲) جو جانور کہ ہنود بلا قطع یا بعد قطع بعض اعضا دریا مین یا کسی

کے پاس چھوڑ دیتے ہین اُسکا کھانا بطریق مذکورہ سوال اول کیسا ہی (۳) غیر ذی روح چیزین جو کسی درگاہ یا امام باڑہ یا بت یا ایسے مقام پر کہ اُسکی پرستش غرعاً ناجائز ہی بہ نیت تقرب چڑھائے جاتے ہین فی زماننا دو طریقے پر مروج ہی اول یہ کہ چڑھائی ہوئی چیز اُسکے مقام پر چھوڑ دیجائے دوسرے یہ کہ مالک کی طرف سے اُسی مقام پر تقسیم کردیجائے اُسکا کھانا یا استعمال کرنا دونون صورتون مین کیسا ہی **جواب** (۱-۲) اس قسم کے جانورون کا کھانا بدون اجازت مالک کے حرام ہی نہ اسوجہ سے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ ہی کیونکہ ما اہل لغیر اللہ وہ ذبیحہ ہی جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جائے نہ وہ کہ زندہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اسوجہ سے کہ ایسا جانور اس قسم کے وقف کفار اور ارسال سے ملک مالک سے نہین نکلتا پس اگر وہ اجازت دیدے تو اُسکا کھانا درست ہی۔ ردالمحتار مین ہی المختار فی السیبۃ انہ لایملکہ اذا لم یبحہ وکذا فی الہدایۃ اذا اسیبہا کما بسطہ الشرنبلالی فی شرحہ شکار کیلیے مختار یہ ہی کہ کوئی اُسکا مالک نہین ہی تاوقتیکہ اُسکی سبیح نہو جائے اور ایسا ہی ہدایہ مین ہی جیسا کہ شرنبلالی نے اسکی شرح مین توضیح کی ہی۔ اور زیلعی کی شرح کنز مین مرقوم ہی ان کان مرسلاً فہی مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ جو جانور چھوڑ دیا جائے وہ ملک غیر ہے بلا اجازت مالک اُسکا کھانا جائز نہین ہی (۳) جس چیز مین نذر لغیر اللہ مقصود نہو بلکہ تقسیم کرنا اور اُسکا ثواب میت کو پہنچانا مقصود ہی وہ حلال ہے اور جس مین صرف چڑھانا اور نذر الی غیر اللہ مقصود ہو جیسے وہ چیزین کہ اکثر عوام قبرون یا تعزیہ وغیرہ پر چڑھا کے چلے آتے ہین اور مقصود اُنکو صرف نذر کردینا ہوتا ہی وہ حرام ہین۔ درمختار مین ہی اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار اکثر عوام جو اموات کی نذر کیا کرتے ہین اور جو دراہم اور شمعین اور تیل وغیرہ خرید کے اولیا کے مقبرون پر بغرض اُنکے تقرب کے لیجاتے ہین وہ بالاجماع باطل و حرام ہین جبتک فقرا پر اسکے صرف کرنے کا قصد نہ کرلین اس زمانے مین لوگ اس بلا مین بہت مبتلا ہوگئے ہین اسکی توضیح علامہ قاسم نے شرح درر البحار مین کی ہی **سوال** بانسہ شریف مین سید شاہ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی درگاہ ہی اور کئی پشت سے سید صاحب کی اولاد مین جانشین و مالک و متولی برابر ہوتے چلے آئے ہین اور سید صاحب کے فرزند شاہ غلام دوست محمد صاحب نے گل شاہ کو واسطے جاروب کشی و چراغ بتی اور خدمتگزاری درگاہ و حاضرین و زائرین درگاہ کے مقرر و مامور کیا تھا چنانچہ گل شاہ کی بھی کئی پشت تک وہ تعلق برابر چلا آیا ہی اس زمانے مین جو لوگ مالک و متولی ہین اُن لوگون نے خادمین یعنی اولاد گل شاہ کو بوجہ قصور و تمرد کے موقوف کردیا ہی پس ایسی صورت مین حق موقوفی کا مالکان و متولیان کو شرعاً حاصل ہی یا نہین **جواب** ظہور تمرد و قصور کیوجہ سے مالکون اور متولیون کو جو سید صاحب کی

اولاد مین سے ہین حق موقوفی حاصل ہی خصوصاً جبکہ اُنکے موقوف کرنے مین مصلحت ہو اور اُنکا موقوف کرنا بوجہ معتبر واقع ہو۔ اشباہ مین ہی لیس للامام ان یخرج شیئاً من ید احد الا بحق ثابت معروف یعنے امام یا قاضی وغیرہ کو حق نہین ہی کہ کسی چیز کو کسی کے قبضے سے نکال لے اور اُسکو موقوف کر دے مگر بوجہ شرعی معتمد اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہی قال بیری زادہ ینبغی ان یقید بما اذا لم یکن فیہ فائدۃ للموقف اما اذا کان عزلہ خیرا عزلہ کما فی جامع الفصولین۔ بیری زادہ نے کہا ہی کہ جو ناظر و مدبر و مہتمم مال وقف وغیرہ کا ہو اُسکا موقوف کرنا اُس وقت ناجائز ہی جب کہ اُس مین کوئی فائدہ و مصلحت متعلق اموال وقفیہ نہو اور اگر اُسکے موقوف کرنے مین مصلحت ہو تو موقوف کرنا جائز ہی

سوال مین نے تجریر ایک وثیقہ مرقومہ اُنیسوین اپریل ۱۸۹۴ء اپنی کل جائداد مین سب اپنی زوجات و اولاد کا حصہ بمقدار جداگانہ بنام زد وقف لکھدیا مگر ابتک اُسپر قبضہ اُنکو یا اُنکے متولی کو نہین دیا ہی اور شرط بقاے عین حقیت بحق اپنے لکھ لیا ہی اُنمین دو لڑکے میرے حمد اسعد و محمد اسعد جو میری ایک عورت سے جسکا مہر فاطمی تھا اور ادا بھی کر دیا گیا تھا اور وہ مر بھی گئی ہین وہ دونون بھائی بزعم اُس تحریر کے کہ باپ سے جو کچھ ملنا تھا وہ لکھ ہی چکے اب اُنسے کیا غرض ہی براہ ناخلفی مجھسے منحرف ہو گئے آزادی و عیاشی مین مبتلا ہو رہے اپنی صورت دکھلانے اور سیدھی بات کرنے کے بھی روادار نہین میری نافرمانی اور توہین کرتے اور میری باتون کو نہین سنتے اور جواب بلشکن دیتے رہتے ہین اور اس انتظار مین ہین کہ باپ مر جاوین تو اُنکی سب جائداد پر قبضہ کر کے حد درجہ کی تماش بینی مثل اپنے ننہالی خاندان کے کر گذرین اب مین بحلف مذہبی اقرار کرتا ہون کہ اُن دونون کی بے پروائی و بدنیتی و دغابازی و خیانت سے مین سخت عاجز و تنگدل ہو رہا ہون اور جب وہ مجھسے ایسی بیوفائی و کفران حقوق پرورش وغیرہ کر رہے ہین تو اپنے سوتیلی ماؤن و سوتیلے بھائیون اور بہنون کو کہ ایسون مین بالطبع خصومت رہتی ہی کب گھر مین چین اور آرام لینے دینگے بلکہ یہی دونون بھائی براطوار میرے بعد میری کل جائداد کا منافع بالا بالا لوٹ مار کر کے اپنے عیش و نشاط مین اُڑایا کرینگے اور میرے بچے جو اُنمین کوئی بھی بالغ نہین اور میری بیبیان جو پردہ نشین اور بے خویش و برادر و بیکس ہین بھوکون مرین گی یا بھیک مانگتی گھر سے باہر نکل جائینگی لہذا اُن دونون کے دست برد کے روکنے کے لیے اُن دونون کے نام جو حصہ اس وثیقہ مین نامزد کیا ہی اُسکو مین پھر اپنی طرف واپس کر لینا چاہتا ہون کیونکہ عین جائداد تو خود اُس وثیقہ مین میری ملکیت دوام کے لیے میرے حق مین قائم رہنے کو مشروط ہو چکی ہی باقی بنظر منفعت قبضہ اُنکا بحسب قواعد تکمیل وقف کے اُنکو یا اُنکے متولی کو کہ اُس محمد اسعد کے نام تولیت لکھا تھا ابتک سپرد نہین کیا ہی نہ اُسکا نام سررشتہ سرکاری مین بطور داخل خارج کے لکھا گیا اور نہ اپنے وصیت نامہ مین اُسکی تائید کی بلکہ مین بدستور قدیم اپنے طور پر اپنے نام سے بطور قبضہ مالکانہ سب کارروائی

خانگی وعدالتی کر رہا ہون اور بارہا اُنکی نسبت فقط بے پروائی بطور دست برداری وے دونون بھائی حمد اسعد و محمد اسعد اپنے دستخطی خطوط مین لکھتے رہے ہین پس ایسی حالات مین مجھ اصل مالک کو شرعاً اختیار واپسی اُس حصہ کا جو بنام اُنکے وثیقہ مذکور مین لکھا تھا حاصل ہی یا نہین اور اگر ہی تو کس دلیل پر **جواب** اس صورت مین واقف کو واپسی وقف کا اختیار ہی اسوجہ سے کہ شئ موقوف سے ملک واقف نہین زائل ہوتی ہے جبتک کہ تسلیم الی المتولی نہو اور لزوم وقف بعد تسلیم الی المتولی ہوتا ہی۔ جیسا کہ تنویر الابصار مین ہی ولا یتم حتی یقبض ویفرز فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن جبتک قبضہ نہ کرا دیا جائے وقف تمام نہین ہوتا اور جب وقف تمام ہو جاتا ہی تو مال موقوفہ کسی کی ملک نہین رہتا اور وہ نہ کسی کی ملک بنایا جاسکتا ہی اور نہ عاریت دیا جاسکتا ہی اور نہ رہن رکھا جاسکتا ہی۔ اور درمختار مین ہی تسلیم کل شئ بما یلیق بہ ففی المسجد بالافراز وفی غیرہ بنصب المتولی وبتسلیمہ ایاہ ہر شئ کی تسلیم اسکے مناسب ہوا کرتی ہی مسجد کے سپرد کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ تقسیم کرکے ایک حصہ اسکے لیے معین کردیا اور دوسری چیزون مین متولی مقرر کرکے اُسکے سپرد کردیا جائے۔ پس جبکہ واقف نے ہنوز جائداد موقوفہ پر متولی کا قبضہ نہین کرایا بلکہ اپنا ہی دخل رکھا ہی تو وہ جائداد اُسکی ملک سے زائل نہین ہوئی **سوال** متولی وقف کو بعض وقف کا بیع کرنا بعض وقف کی ترمیم کے لیے جبکہ اور صورت سے مرمت نکر سکتا ہو جائز ہی یا نہین اور بعض وقف کو بیچنا اور دوسری چیز خرید کرکے وقف مین داخل کرنا جائز ہی یا نہین۔ اور عین وقف کو دوسری چیز سے بدل کے وقف کرنا درست ہی یا نہین **جواب** متولی کو بعض وقف کا بیع کرنا یا وقف کو بدلنا جائز نہین ہی۔ عالمگیری مین ہی متولی الوقف باع شیئا منہ او رهن فهو خیانة فیعزل او یضم الیہ ثقة متولی وقف نے اگر کچھ بیچ لیا یا رہن رکھا تو یہ خیانت ہی اس سے وہ معزول کیا جائیگا یا اُسکے ساتھ کوئی اور ثقہ آدمی بھی متولی بنادیا جائیگا۔ اور اسی کتاب مین دوسری جگہ ہی ولو باع القیم دارا اشتراها بمال الوقف فللمان یقبل البیع مع المشتری اذا لم یکن البیع باکثر من ثمن المثل وکذا اذا عزل ونصب غیرہ فللمنصوب اقالتہ بلا خلاف کذا فی البحر الرائق محافظ نے اگر کوئی گھر جسے مال وقف سے خرید کیا تھا بیچ ڈالا تو اُس بیع کو مشتری کے ساتھ قبول کرلینا چاہیے جبکہ بیع ثمن مثل سے زائد پر نہو اسیطرح جب اُسنے کسی کو معزول کیا یا کسی کو مقرر کیا تو جو مقرر کیا گیا ہی اُسے فسخ بیع کا حق ہی بلا خلاف جیسا کہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اسی کتاب مین دوسری جگہ ہی واذا خرب ارض الوقف واراد القیم ان یبیع بعضا منها لیرم الباقی بثمن ما باع لیس لہ ذلک فان باع القیم شیئا من البناء لم یهدم او نخلة حیة لیقطع فالبیع باطل اور اگر وقف کی زمین خراب ہوگئی اور محافظ نے کچھ حصہ کے بیچ ڈالنے کا قصد کیا تاکہ باقی اُسکی قیمت سے درست کرے تو اُسے اسکا حق نہین ہی پس اگر محافظ نے عمارت کا کچھ حصہ جو منہدم نہوا

تھا اسلیے بیچ ڈالا کہ وہ منہدم کر دیا جائیگا یا سرسبز درخت اس لیے بیچ ڈالا کہ وہ کاٹ ڈالا جائیگا تو بیع باطل ہی اور اسی
کتاب مین دوسری جگہہ ہی ارض وقف خاف القیم من وارث الواقف او من ظالم له ان یبیعه ویتصدق
بالثمن کذا ذکر فی النوازل والفتوی علی انه لا یجوز کذا فی السراجیة کسی وقف کی زمین کے متعلق اگر متولی کو
وارث واقف یا کسی اور ظالم کیجانب سے اندیشہ ہو تو اُسے بیچکر اُسکی قیمت کو صدقہ کر سکتا ہی جیسا کہ نوازل مین ہی اور فتوی
اسپر ہی کہ یہ جائز نہین ہی جیسا کہ سراجیہ مین ہی - اور جامع الرموز مین ہی ولا یملك الوقف بالبیع ونحوه ولو لاحیاء الباقی
بیع سے مال وقف پر ملک ثابت نہین ہوتی اگرچہ اُسکا منشا باقی حصہ کا درست کرنا ہو البتہ متولی غلہ وقف مین ترمیم اور
اصلاح کر سکتا ہی ایسا ہی عامہ کتب فقہ مین ہی - اور درمختار مین ہی واما الاستبدال ولو للمساکین بدون الشرط فلا یملکه
الا القاضی البتہ استبدال اگر اسمین مساکین کا نفع ہو تو اُسکا حق بھی قاضی کے سوا کسی کو نہین ہی **سوال** ایک شخص نے
لکھکے دیا کہ میری تمام مملوکہ چیزین یعنی دیہات وغیرہ وقف ہی اور تفصیل بیان نہین کی اور محاصل کے لیے لکھا کہ اتنا میری لونڈیون
پر اور اتنا میرے غلامون پر اور اتنا میرے متعلقین پر صرف ہو آیا یہ وقف درست ہی یا نہین **جواب** درست ہے -
مجمع البرکات مین ہی ومن الشرائط عدم الجہالة فلو وقف من ارضه شیئا ولم یسمه کان باطلا ولو وقف جمیع
حصته من هذه الدار ولم یسم السهام جاز استحسانا کذا فی البحر الرائق شرائط وقف مین سے عدم جہالت ہی تو
اگر اپنی زمین کا کوئی حصہ وقف کیا اور تعیین نہین کی تو وقف باطل ہوگا اور اگر کسی خاص گھر مین اُسکا حصہ تھا اُسے وقف
کیا لیکن حصہ کو متعین نہین کیا تو یہ وقف استحسانا جائز ہی جیسا کہ بحر الرائق مین ہی - اور اسی کتاب مین دوسری جگہہ ہی اذا وقف
ارضا او شیئا آخر وشرط کل الغلة لنفسه او شرط البعض لنفسه ما دام حیا وبعده للفقراء قال ابو یوسف رح الوقف صحیح
ومشایخ بلخ اخذوا بقول ابی یوسف رح وعلیه الفتوی ترغیبا للناس فی الوقف کذا فی المضمرات ولو شرط تمام الغلة او
بعضها لامهات اولاده وعبیده فهو علی الخلاف بین ابی یوسف رح و محمد رح اگر زمین یا کوئی دوسری چیز وقف کی اور تمام غلہ یا غلہ کا کوئی خاص حصہ اپنے
حیات تک اپنے لیے اور اپنے بعد فقرا کے لیے مخصوص کر دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک وقف صحیح ہی اور مشایخ بلخ نے اسی سے
اخذ کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی تا کہ لوگون کو وقف کیطرف رغبت ہو جیسا کہ مضمرات مین ہی اور اگر اپنے غلامون اور لونڈیون کیلیے تمام
یا بعض غلہ کی شرط کی تو اسمین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا اختلاف ہی **سوال** سلطان وقت نے خانقاہ کے خرچ
کیلیے تھوڑی اراضی زید پر نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن وقف کی اس اولاد دختر اس مین داخل ہی یا نہین اور اُسکی تولیت جو زید
کو اور اُسکے بعد اُسکی اولاد کو دی گئی تھی ایک وقت مین زید کی اولاد مین چونکہ ایک ہی لڑکی اور وہ بھی صغیر السن تھی اس لیے
حاکم نے دوسرے کو متولی کیا اب بالغ ہونے کے بعد اُس لڑکی کو یا اُسکے مرنے کے بعد اُسکی اولاد کو تولیت کا حق حاصل ہی

یا نہین **جواب** وقف مذکور مین لڑکی کی اولاد بھی داخل ہی اور دوسرے شخص کے متولی ہو جانے سے اُسکا حق تولیت باطل نہین ہو سکتا۔ ردالمحتار مین ہی لو قال علی ذریۃ زید او قال علی نسلہ ابدا ما تناسلوا یدخل فیہ ولدہ وولد ولدہ وولد البنین وولد البنات فی ذلک سواء اگر کہا یہ ذریت زید کے لیے وقف ہی تو جبتک کہ اُسکی نسل باقی ہی تو اُسمین اُسکی اولاد اور اُسکی اولاد کی اولاد داخل ہوگی لڑکون اور لڑکیون سبکی اولاد کا حکم اس معاملہ مین یکسان ہی۔ اور عالمگیری مین ہی ولو وقف علی نسلہ او ذریتہ دخل فیہ اولاد البنین واولاد البنات قربوا او بعدوا اگر کسی کی نسل یا ذریت پر وقف کیا تو اس مین لڑکون اور لڑکیون سب کی اولاد داخل ہوگی قریب ہون یا بعید **سوال** اولاد البنات اولاد یا اولاد الاولاد مین داخل ہین یا نہین **جواب** علامہ ابن شبلی نے کہا ہی ذکرت ذلک لقاضی القضاۃ الطرابلسی فجنح الی ما اختارہ الخصاف فینبغی الافتاء بما اختارہ مع التنصیص علی ما اختارہ یہ مین نے قاضی القضاۃ طرابلسی سے کہا تو وہ خصاف رح کے مذہب کی جانب مائل ہوے تو فتوی اُنھین کے اختیار کیے ہوے مذہب پر دینا چاہیے۔ اور تعالیق الانوار مین ہی قال فی اغاثۃ السائل واما الذریۃ والنسل فذکر الخصاف قال نسلہ ولدہ وولد ولدہ ابدا ما تناسلوا وولد البنین والبنات سواء ثم قال لو وقف علی ذریۃ زید فالذریۃ والنسل سواء والحکم فیہما واحد ثم قال والنسل ولد الذکور والاناث ثم قال فاذا انقرضوا الا ولد البنت ایعطیہا الغلۃ قال نعم ونقل عن بعضہم ان فی دخول البنات روایتین وفی نقلہ عن الخانیۃ وجزم الامام الناصحی بدخول اولاد البنات ولم یحک خلافا ولم یعزہ روایۃ قال عبد البر فتنبہ لذلک اغاثۃ السائل مین ہی کہ ذریت ونسل کے معاملہ مین خصاف رح نے کہا ہی کہ نسل اولاد اور اولاد کی اولاد کو شامل ہی اور لڑکے اور لڑکیون کی اولاد اس معاملہ مین مساوی ہی پھر اُنھون نے کہا ہی کہ اگر کسی نے ذریت زید پر کچھ وقف کیا تو ذریت ونسل برابر ہی اور دونون کا حکم ایک ہی ہی پھر کہا ہی اور نسل اولاد ذکور واناث سبکو شامل ہی پھر کہا ہی کہ اگر سلسلہ منقطع ہو جائے اور نواسے کے سوا کوئی باقی نرہے تو غلہ اُسکو دیا جائیگا اور بعضون سے یہ منقول ہی کہ اس مین لڑکیون کے داخل ہونے کے متعلق دو روایتین ہین اور اسے خانیہ سے بھی نقل کیا ہی امام ناصحی نے اولاد بنات کے داخل ہونے کو یقینی سمجھا ہی اور اس مین کسی اختلاف کی روایت نہین کی ہی عبدالبر نے کہا ہی کہ اس سے تنبیہ لینا چاہیے۔ اور متولی ہونے کی صحت کے لیے بلوغ اور عقل شرط ہی۔ عالمگیری مین ہی وشرط الصحۃ بلوغہ وعقلہ کذا فی البحر الرائق اور صحت تولیت کے لیے بلوغ اور عقل شرط ہی جیسا کہ بحرالرائق مین ہی پس صبی اور اسیطرح مجنون کی تولیت صحیح نہین ہی۔ ردالمحتار مین ہی ولو اوصی الی الصبی تبطل فی القیاس مطلقا وفی الاستحسان ہی باطلۃ ما دام صغیرا فاذا کبر یکون الولایۃ لہ اگر وقف کسی لڑکے کے سپرد کیا تو قیاسا یہ باطل ہوگا اور استحسانا جبتک وہ لڑکا رہے گا ولایت نہ ثابت ہوگی اور بعد کو ہی

متولی وقف ہوگا۔ اور ردالمحتار میں ہے وفی انفع الوسائل عن وقف ہلال لوقال ولایتہا الی ولدی وفیہم الصغیر والکبیر یدخل القاضی مکان الصغیر رجلا وان شاء اقام الکبار مقامہ انفع الوسائل میں ہے اگر کسی نے لوہے کے ٹکڑے وقف کیے اور انکی ولایت اپنی اولاد کے سپرد کی اور اسکے بعض لڑکے چھوٹے تھے تو قاضی کو اختیار ہے چاہے چھوٹے لڑکوں کی جگہ دوسرے آدمیوں کو مقرر کردے چاہے بڑوں ہی کو انکا قائم مقام بنا دے۔ اور عالمگیری میں ہے فی الحاوی وفی نوادر ابن سماعۃ عن محمد رحمہ اللہ اذا اوصی الی ابنہ الصغیر جعل القاضی لہ وصیا فاذا بلغ لم یکن لہ ان یخرج الوصی لا بامر القاضی کذا فی التاتارخانیۃ حاوی میں ہے اور نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے نقل کیا ہے کہ اگر وقف کو اپنے چھوٹے لڑکے کے سپرد کیا تو قاضی اسکا ایک قائم مقام مقرر کردیگا اور وہ لڑکا بلا حکم قاضی اسکو علیحدہ نہیں کرسکتا یہ تاتارخانیہ میں ہے لہذا چونکہ اصل واقف نے تولیت نسل زید پر مقرر کی تھی اور اسکی نسل سے اگرچہ لڑکی ہی کی اولاد ہو اور وہ تولیت کی قابلیت رکھتی ہو تو حاکم کو چاہیے کہ وقف کی تولیت انکے حوالے کرے۔ اور ردالمحتار میں ہے قال فی شرح الملتقی معزیا الی الاشباہ لا یجوز للقاضی عزل الناظر المشروط لہ النظر بلا خیانۃ ولو عزلہ لا یصیر الثانی متولیا شرح ملتقی میں اشباہ کی جانب منسوب کرکے لکھا ہے کہ قاضی کو اس ناظر کے معزول کرنے کا حق نہیں ہے جو وقف میں شرط ہو اگر اس سے خیانت نہ صادر ہو اور اگر معزول کریگا تو دوسرا شخص متولی نہیں ہوسکتا **سوال** اگر واقف نے شرط کی کہ تا حیات منافع وقف میرے صرف میں رہیں گے اور میرے مرنے کے بعد فقرا کو دے جائیں گے تو ایسا وقف صحیح ہے یا نہیں **جواب** صحیح ہے۔ مجمع البرکات میں ہے اذا وقف ارضا او شیئا آخر وشرط کل الغلۃ لنفسہ او شرط البعض مادام حیا وبعدہ للفقراء قال ابو یوسف الوقف صحیح ومشائخ بلخ رح اخذوا بقول ابی یوسف وعلیہ الفتوی ترغیبا للناس فی الوقف کذا فی المضمرات اگر زمین یا کوئی اور چیز وقف کی اور تمام غلہ یا غلہ کا کوئی خاص حصہ اپنی حیات تک اپنے لیے اور اپنے بعد فقرا کے لیے مخصوص کردیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وقف صحیح ہے اور مشائخ بلخ نے اس سے اخذ کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے تاکہ لوگوں کو وقف کیطرف رغبت ہو جیسا کہ مضمرات میں ہے **سوال** منفعت وقف کا غیر مساکین کے لیے بھی صرف کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب** روایت راجحہ کے موافق منفعت موقوف کا صرف غیر مسکین پر بھی جائز ہے اور یہ صرف وقف کے منافی نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے **سوال** وقف کا کسی چیز سے بدلنا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر قاضی استبدال وقف میں مصلحت سمجھے تو کرسکتا ہے اشباہ میں ہے شرط الواقف عدم الاستبدال فللقاضی الاستبدال اذا کان اصلح شرط وقف عدم استبدال ہو اور قاضی کو استبدال کا حق ہے اگر وہ استبدال کو اصلح سمجھے۔ اور قاضی خان میں ہے اما بدون الشرط اشار فی السیر الی انہ لا یملک الاستبدال الا القاضی اذا رای المصلحۃ فی ذلک باقی رہا بلا شرط

استبدال تو سیر مین اس جانب اشارہ کیا ہو کہ قاضی اگر اس مین مصلحت جانے تو اُسے استبدال کا حق ہو اور کسیکو اسکا حق نہین ہو - اور اشباہ مین ہو استبدال الوقف العامر لا یجوز الا فی مسائل الاولی لو شرطہ الواقف الثانیۃ اذا غصبہ غاصب واجری الماء علیہ حتی صار بحرا لا یصلح للزراعۃ فیضمنہ القیمۃ ویشتری بہا ارضا بدلا الثالثۃ ان یجحدہ الغاصب ولا بینۃ وہی فی الخانیۃ الرابعۃ ان یرغب انسان فیہ ببدل اکثر غلۃ واحسن صقعا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیہ الفتوی کما فی فتاوی قاری الہدایۃ وقف عامر کا استبدال درست نہین ہو مگر چند مسائل مین (۱) واقف استبدال کو شرط کردے (۲) غاصب زمین کو غصب کرے اور اُسپر اتنا پانی ڈالدے کہ وہ مثل دریا کے ہو جائے اور زراعت کی صلاحیت نرکھے تو بحافظ ضمان مین اُسکی قیمت دیگا اور اُس سے اُس زمین کے عوض مین دوسری زمین خریدی جائیگی (۳) غاصب غصب کرنیسے انکار کرے اور بینہ موجود نہو یہ خانیہ مین ہو (۴) استبدال پسند کیا جائے اسوجہ سے کہ دوسری زمین باعتبار غلہ کے اُس سے بہتر اور باعتبار اوصاف کے اُس سے اچھی ہو ان صورتون مین استبدال امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر جائز ہو اور اسی پر فتوی ہو جیسا کہ فتاوی قاری الہدایہ مین ہو **سوال** قرآن اور کتابون وغیرہ اشیاے منقولہ کا وقف جائز ہو یا نہین **جواب** مذہب مفتی بہ کے لحاظ سے جائز ہو - نقایہ مین ہو وصح عند محمد وقف منقول فیہ تعامل کالمصحف ونحوہ وعلیہ الفتوی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اُن منقولات کا وقف درست ہو جن مین عموما وقف جاری ہو مثلا قرآن شریف وغیرہ اور اسی پر فتوی ہو **سوال** اگر کسی مسجد پر قرآن شریف کو وقف کیا تو اُسی مسجد پر محصور ہوگا یا نہین **جواب** نہین - درمختار مین ہو وقف مصحفا علی اہل مسجد للقراءۃ ان یحصون جاز وان وقف علی المسجد جاز ویقرأ فیہ ولا یکون محصورا علی ہذا المسجد اگر کسی نے قرآن شریف کسی مسجد کے لوگون پر پڑھنے کے لیے وقف کیا تو جائز ہو اور اگر مسجد پر وقف کیا تو جائز ہو اور اُس قرآن مین تلاوت کی جائیگی اور یہ قرآن اُس مسجد کے ساتھ مخصوص نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (ابو الحسنات محمد عبد الحی)

کتاب احکام اہل الذمۃ والمستامن

سوال اہل ذمہ متبنی کو صلبی لڑکے کے برابر حصہ دلاتے ہین پس جب انکا مقدمہ عدالت مین آئے تو کیونکر فیصلہ کیا جائے **جواب** بیع خمر وخنزیر کے علاوہ اہل ذمہ عقوبات اور معاملات مین اہل اسلام کے مطیع ہین حاکم کو اپنی شرع کے موافق فیصلہ کرنا چاہیے مسلم الثبوت مین ہے واما فی العقوبات والمعاملات فاتفاق لعقد الذمۃ عقوبات اور معاملات مین اتفاق ہے عقد ذمہ کی وجہ سے اور مولانا محمد مبین رحمہ اللہ اسکی شرح مین لکھتے ہین فان عقد الذمۃ وکون الکافر ذمیا ومطیعا للاسلام انما

یقتضی ان یقام علیہم العقوبات کما یقام علینا ویعمل معھم فی العقود والفسوخ کما یعمل معنا فحالھم کحالنا
کیونکہ عقد ذمہ اور کافر کا ذمی اور مطیع اسلام ہونے کا مقتضے یہ ہے کہ انپر بھی عقوبات قائم کیے جائین ویسے ہی جیسے کہ ہمپر قائم
کیے جاتے ہین اور عقود و فسخ عقود مین انکے ساتھ وہی کیا جائے جو ہمارے ساتھ کیا جاتا ہے پس انکا حال ہمارے حال
کا ایسا ہی ہے۔ اور نصاب الاحتساب مین ہے ان فیما سوی الخمر والخنزیر ونکاح المحارم وعبادۃ غیر اللہ تعالی حال
اھل الذمۃ کحال المسلمین ما یمنع عنہ المسلم یمنع عنہ اھل الذمۃ خمر وخنزیر و نکاح محارم اور عبادت غیر اللہ کے
سوا اہل ذمہ کا حال مسلمانون کا ایسا ہی ہے جس سے مسلمان روکے جائینگے اُس سے اہل ذمہ بھی روکے جائین گے **سوال** جو
مسلمان طلب امان کرکے دار الحرب مین داخل ہو اُسکو حربیون کے جان و مال سے تعرض کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** حرام
ہے مگر جبکہ حربیون کا حاکم اس مسلمان کا مال چھین لے یا اُسے قید کرے یا حربیون مین سے اس مسلمان کے ساتھ کوئی ایسا ہی
معاملہ اپنے حاکم کے علم سے کرے اور حاکم منع نکرے اُسوقت اگر یہ مسلمان تعرض کرے تو مضائقہ نہین ہے کیونکہ غدر کی ابتدا
اُنھین کی طرف سے ہوئی۔ درمختار مین ہے دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضہ بشئی من دم ومال
مسلمان دار الحرب مین بامان داخل ہوا تو اُسپر جان و مال کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے۔ اور طحطاوی نے اسکے حاشیہ
مین لکھا ہے لانہ ضمن بالاستیمان ان لا یتعرض لھم فالتعرض بعد ذلک یکون غدرا والغدر حرام الا
اذا غدر بہ ملکھم فاخذ مالہ او حبسہ او فعل ذلک غیرہ بعلمہ ولم یمنعہ لانھم الذین نقضوا العھد کیونکہ
طلب امان سے وہ اس امر کا ضامن ہوگیا کہ اس سے کچھ تعرض نکریگا تو اب اسکے بعد تعرض غدر ہے اور غدر حرام ہے مگر جبکہ اُسکے
ساتھ وہان کا بادشاہ غدر کرے اور اُسکا مال لیلے یا اُسے قید کردے یا بادشاہ کے سوا اُسکے علم مین کوئی اور شخص ایسا ہی کرے
اور بادشاہ اُسے منع نکرے کیونکہ انھین لوگون نے نقض عہد کیا ہے **سوال** اگر مسلمان مستامن نے حربی کا مال سرقۃً یا غصب
یا تاراج سے حاصل کیا تو مالک ہوتا ہے یا نہین **جواب** جبتک کہ مستامن دار الحرب مین ہے اُسپر واجب ہے کہ مال مذکور واپس
کردے۔ اور جب اُس مال کو دار الحرب سے باہر نکال لایا تو اُسکا مالک ہوجائیگا مگر ملک خبیث ہے اُسپر واجب ہے کہ تصدق کردے
درمختار مین ہے فلو اخرج الینا شیئا ملکہ ملکا حراما للغدر فیتصدق بہ وجوبا قید بالاخراج لانہ لو غصب
منہم شیئا ردہ علیہم وجوبا پس اگر مستامن دار الاسلام تک کچھ مال لیکر چلا آیا تو وہ اسکا مالک ہوجائیگا لیکن بملک
حرام کیونکہ اُسنے غدر کیا ہے لہذا اُس مال کو تصدق کردینا واجب ہے اخراج کی قید اس لیے لگائی ہے کہ اُسکی جو چیز دار الحرب مین
غصب کرلی ہو اُسکا واپس کردینا واجب ہے اور طحطاوی نے قولہ ملکہ کے تحت مین لکھا ہے لا نظر الی انہ مباح وانما کان حراما للغدر وانما یتصدق بہ
لما فیہ من الخبث قولہ لانہ لو غصب منہم شیئا الخ الغصب لیس بقید اذ لو سرق او اغار کان الحکم کذلک کما لا یخفی قولہ ردہ علیہم لانہ ادام فی دارھم

کیونکہ اُسے مال مباح ملا ہے اور حرمت غدر کی وجہ سے ہے اور تصدق اس وجہ سے ہوگا کہ اس میں خبث ہے اور غصب کے ساتھ یہ حکم مخصوص نہیں ہے بلکہ سرقہ اور لوٹ کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور حقیقت الامر میں مناسب یہ ہے اُس مال کا واپس کر دینا واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

کتاب البیع

سوال اگر زید نے اپنی ملک کو مالیت سے کم قیمت پر بقاے ملک کی مصلحت سے بیع کیا تو بیع نافذ ہوگی یا نہیں **جواب** بیع مذکور بیع تلجیہ کی قسم سے ہے۔ نور الانوار میں اسکی حقیقت یوں بیان کی ہے ان یلجئ شیء الی ان یاتی امرا باطنہ بخلاف ظاہرہ فیظہر بظہور الخلق انما یعقدان البیع بینہما لاجل مصلحۃ دعت الیہ و لم یکن فی الواقع بینہما بیع تلجیۃ وہ بیع ہے جسکا ظاہر باطن کے خلاف ہو کسی مصلحت سے خلق کے سامنے تو یہ ظاہر کیا جائے کہ ان دونوں کے درمیان میں بیع منعقد ہوئی ہے اور فی الواقع وہ بیع نہو۔ اور اسکے حکم میں لکھا ہے یفسد البیع ولا یوجب الملک وان اتصل بہ القبض لعدم الرضا بیع فاسد ہوگی اور ملک ثابت ہوگی اگرچہ قبضہ بھی متحقق ہو جائے کیونکہ رضامندی ثابت نہیں ہے اور اگر بنظر مصلحت مذکور فی الواقع بیع کی ہے تو بیع مذکور نافذ ہے **سوال** تیل یا گڑ کا شیرہ جو نجس ہو گیا ہو اسکی بیع درست ہے یا نہیں **جواب** درست ہے در مختار میں ہے و یجوز بیع الدہن المتنجس و الانتفاع بہ فی غیر الاکل نجس تیل کا بیچنا اور اس سے نفع حاصل کرنا بشرطیکہ کھانے کی چیزوں میں (ڈالکر) نہ حاصل کیا گیا ہو جائز ہے **سوال** انبیہ کی درخت پر بیع جائز ہے یا نہیں اور آخر فصل تک مشتری کو بائع کی اجازت سے درخت پر رہنے دینا جائز ہے یا نہیں **جواب** کچی انبیہ کی بیع جائز ہے اور وقوع بیع کے بعد بائع کی اجازت سے اگر درخت ہی پر رہنے دے تو بھی جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے ومن باع ثمرۃ لم یبد صلاحہا او قد بدا جاز البیع لانہ مال متقوم اما لکونہ منتفعا بہ فی الحال او فی الثانی وقد قیل لا یجوز قبل ان یبدو صلاحہا والاول اصح وعلی المشتری قطعہا فی الحال تفریغا لملک البائع وہذا اذا اشتراہا مطلقا او بشرط القطع وان اشتراہا بشرط الترک علی الشجر فسد البیع لانہ شرط لا یقتضیہ العقد ولو اشتراہا مطلقا و ترکہا باذن البائع طاب لہ الفضل جسنے پھل بیچے اور وہ پکنا شروع نہیں ہوئے تھے یا پکنا شروع ہو گئے تھے تو بیع جائز ہے کیونکہ مال متقوم ہے اُس سے اسوقت یا زمانہ آیندہ میں نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں ہے تاوقتیکہ پھل پکنا نہ شروع ہو جائیں اور اول اصح ہے اور مشتری کو فوراً پھل کاٹ لینا چاہیے تاکہ ملک بائع فارغ ہو جائے یعنے اسکے درخت پھنسے نہ رہیں یہ اُس صورت میں ہے جب پھلوں کو بلا شرط یا بشرط قطع خریدے اور اگر اس شرط سے خریدے کہ وہ درخت پر لگے رہیں گے تو بیع فاسد ہو جائیگی کیونکہ یہ شرط ایسی ہے جسے بیع نہیں چاہتی اور اگر پھلوں کو بلا کسی شرط کے خریدا

اور باجازت بائع درختوں پر لگا رہنے دیا تو یہ درست ہے **سوال** بیع تعاطی مین خود دونوں جانب سے چاہیے یا ایک جانب سے کافی ہے **جواب** بیع تعاطی مین اکثر مشائخ کا مختار ایک مجلس مین دونوں جانب سے اعطا ہے اور ابو الفضل کرمانی نے فقط تسلیم مبیع کو بیان ثمن کے ساتھ ضروری خیال کیا ہے اور بعض فقہا نے قبض احد البدلین کا ثمن ہو یا مبیع بیع تعاطی مین اعتبار کیا ہے۔ عالمگیری مین ہے والشرط فی بیع التعاطی الاعطاء من الجانبین عند شمس الائمة الحلوانی کذا فی الکفایة وعلیه اکثر المشایخ وفی البزازیة هو المختار کذا فی البحر الرائق والصحیح ان قبض احدهما کاف لنص محمد رح ان بیع التعاطی یثبت بقبض احد البدلین وهذا ینتظم الثمن والمبیع کذا فی النهر الفائق بیع تعاطی مین جانبین سے اعطا شرط ہے شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک جیسا کہ کفایہ مین ہے اور یہ اکثر مشائخ کا خیال ہے اور بزازیہ مین ہے کہ یہی مذہب مختار ہے جیسا کہ بحر الرائق مین ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک کا قبضہ کافی ہے کیونکہ امام محمد رح نے اسے ثابت کیا ہے کہ بیع تعاطی احد البدلین پر قبضہ سے ثابت ہو جاتی ہے اور یہ ثمن و مبیع دونوں کو شامل ہے جیسا کہ نہر الفائق مین ہے اور درمختار مین ہے واکتفی الکرمانی بتسلیم المبیع مع بیان الثمن کرمانی نے تسلیم مبیع اور بیان ثمن ہی پر اکتفا کی ہے **سوال** دس سیر گیہوں یا آٹا دس سیر گیہوں یا آٹے کے عوض مین مول لینا جائز ہے یا نہین **جواب** امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ناجائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ درمختار مین ہے وما نص الشارع علی کونه کیلیا کالبر والشعیر والتمر والملح او وزنیا کالذهب والفضة فهو کذلک لا یتغیر ابدا فلم یصح بیع حنطة بحنطة وزنا کما لو باع ذهبا بذهب او فضة بفضة کیلا ولو مع التساوی لان النص اقوی من العرف فلا یترک الاقوی بالادنی وما لم ینص علیه حمل علی العرف وعن الثانی اعتبار العرف مطلقا ورجحه الکمال وخرج علیه سعدی افندی استقراض الدراهم عددا وبیع الدقیق وزنا فی زماننا یعنی بمثله وفی الکافی الفتوی علی عادة الناس بحر واقره المصنف شارع نے جسکے کیلی ہونے کو بتلا دیا ہے مثلاً گیہوں جو کھجور اور نمک اور جسکے وزنی ہونیکو بتلا دیا ہے جیسے سونا چاندی تو وہ ہمیشہ اُس حالت پر رہین گے پس گیہوں کو گیہوں کے عوض مین تول سے بیچنا صحیح نہین ہے جیسا کہ سونے کو سونے کے عوض مین اور چاندی کو چاندی کے عوض مین ناپ سے بیچنا صحیح نہین ہے اگرچہ برابر برابر ہون کیونکہ نص عرف سے اقوی ہے تو ادنی کے بدلت اقوی ترک نہ کیا جائے گا اور جسپر نص نہ قائم ہو وہ عرف پر حمل کیا جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک عرف مطلقا معتبر ہے کمال نے اسکو ترجیح دی ہے اور سعدی افندی نے اسی سے عددًا دراہم کے قرض لینے کا اور ہمارے زمانے مین وزنا آٹے کو فروخت ہونے کا مثلا بمثل استخراج کیا ہے اور کافی مین عادت ناس پر فتوی دیا ہے بحر اور مصنف نے بھی اسی کو تسلیم کیا ہے **سوال** اگر غلام کے مالک نے غلام کو بیچا اور طرفین سے ایجاب و قبول ہو گیا اور غلام بیع سے راضی نہین ہے تو یہ بیع

نافذ ہوگی یا نہین **جواب** نافذ ہوگی کیونکہ غلام کا بیع پر راضی ہونا شرائط یا ارکان بیع سے نہین ہے **سوال** اگر اسباب کو روپیہ یا اشرفی کے بدلے مین بیچا تو پہلے ثمن دینا چاہیے یا مبیع **جواب** شرح وقایہ مین ہے فی بیع السلعة بالثمن ای بالدراهم والدنانیر یسلم الثمن اولا لان السلعة تتعین بالبیع والدراهم والدنانیر لا تتعین الا بالتسلیم فلا بد من تعیینه لئلا یلزم الربوا اسباب کو ثمن یعنی درہم و دنانیر کے عوض بیچنے مین پہلے ثمن دیے جائین کیونکہ اسباب بیع سے متعین ہوجاتا ہے اور دراہم و دنانیر بلا تسلیم متعین نہین ہوتے اور انکی تعیین ضروری ہے تاکہ ربوا نہ لازم آئے **سوال** ثمن اور قیمت مین کیا فرق ہے **جواب** جامع الرموز مین ہے الثمن هو ما یلزم بالبیع وان لم یقوم به ثمن وہ ہے جو بیع سے لازم آئے اگرچہ اُتنی قیمت نہو۔ اور برجندی لکھتے ہین القیمة ما قوم به مقوم والثمن قد یکون مساویا للقیمة وقد یکون زائدا او قد یکون ناقصا عنه قیمت وہ دام ہین جو دام لگانے والا لگائے ثمن کبھی قیمت کے مساوی ہوتا ہے اور کبھی زائد اور کبھی کم **سوال** زید کے پاس زمین اور ایک مکان خرید پانچسو روپیہ کا اُسکے قبضہ مین سالہا سال رہا اور وہ خالد کا قرضدار چالیس روپیہ کا تھا خالد نے عدالت مین نالش کی سرکار نے وہ زمین اور مکان خالد کے روپیہ کے بابت مع خرچہ عدالت کے نیلام کرادا اور حامد کے نام وہ اکسٹھ روپیہ پر چھوٹا سرکار نے اُسپر حامد کا مالکانہ قبضہ کرادیا لیکن زید جو کہ مالک ہے وہ اس نیلام پر راضی نہین ہے پس ایسی زمین اور مکان سے بدون رضامندی زید کے نفع لینا یا قبرستان اور مسجد بنانا از روے شرع جائز ہے یا نہین **جواب** اس صورت مین حامد کو اُس زمین سے نفع لینا جائز نہین ہے کیونکہ اگرچہ قرضدار کے مال کی بیع جبکہ وہ قرض ادا نکرے حاکم کو بلا اجازت جائز ہے برقول اصح جیسا کہ ملتقی الابحر اور درمختار اور حامدیہ وغیرہم مین ہے مگر چونکہ یہ بیع نہایت نقصان سے ہوئی کہ پانچسو کی چیز اکسٹھ روپیہ کو بکی اور حاکم کی ولایت نفع اور شفقت پر مبنی ہے نہ ضرر و نقصان پر مثل صبی کی ولایت کے لہذا یہ بیع جائز نہوگی۔ فتاوے خیریہ مین ہے الحاصل ان القاضی نصب ناظرا فینبغی له ان ینظر للمدیون کما ینظر للدائن فیبیع ماکان انظر له حاصل یہ ہے کہ قاضی نے ایکسناظر مقرر کیا تو اُسے چاہیے کہ جسطرح دائن کی حالت کو دیکھتا ہے مدیون کی حالت کو بھی دیکھے تو جو اُسکی حالت کے مناسب ہو اُسے بیچڈالے **سوال** حیوانات مردار کی تر یا خشک کھال کی بلا دباغت کے بیع و شرا و تجارت جائز ہے یا نہین **جواب** نہین۔ فتح القدیر مین ہے لا یجوز بیع جلود المیتة قبل ان تدبغ لانها غیر منتفع بها قال صلی الله علیه وعلی آله وسلم لا تنتفعوا من المیتة باهاب ولا خلاف فی هذا دباغت کے پہلے مردون کی کھال کو بیچنا درست نہین ہے کیونکہ اُنسے انتفاع حاصل نہین ہوسکتا حضور سرور عالم صلی الله علیه وآله وسلم نے فرمایا ہے کہ بے دباغت مردے کی کھال سے نفع نہ اُٹھاؤ اسمین کچھ اختلاف نہین ہے **سوال**

زید نے اپنا مال بکر کے ہاتھ جاکر بیچنے کے لیے اقرار کیا کہ بشرط عدم استعمال جب چاہے واپس کر دے پس بکر نے اُس مال کو دوسرے کے ہاتھ بیچا جو نفع اُسکو اس فروخت سے حاصل ہو وہ بکر کے لیے حلال ہی یا نہین **جواب** حرام ہی کیونکہ جاکڑ مال بائع کی ملک سے باہر نہین آتا۔ نقایہ مین ہی لا یخرج مبیع عن ملک بائعہ مع خیارہ کالمقبوض علی سوم الشراء کوئی مبیع بائع کی ملک سے نہین نکلتی اگر خیار ہو جیسے کہ مقبوض علی سوم الشراء۔ اور جب وہ مال ملک بائع سے باہر نہین آیا تو اُس سے بکر کو نفع حاصل کرنا جائز نہین ہی **سوال** زید نے بکر کو مال دیکے کہا کہ اس قیمت سے جو زائد ملے وہ تمھارا ہی پس بکر نے اُسکو معینہ قیمت سے زائد کو بیچا یہ زیادتی بکر کے لیے حلال ہے یا نہین **جواب** حلال ہی **سوال** علمای شافعیہ اس مسئلہ مین کیا کہتے ہین کہ اس شہر کے بعض لوگ سرکہ بنانے کے لیے شراب مول لینا جائز سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ نیت کیوجہ سے جو اُنکے نزدیک شرط ہی شراب کی حرمت اور نجاست مرتفع ہو جاتی ہی اُنکا یہ کہنا صحیح ہی یا نہین **جواب** شراب کا خریدنا جائز نہین ہی اگرچہ سرکہ بنانے کیلیے بھی ہو کیونکہ کتب فقہ شافعیہ مین شراب کے خریدنے کا جواز کہین پایا نہین جاتا کیونکہ شراب حرام اور نجس ہی جیسا کہ مغنی مین ہی اور جو چیز نجس ہی اُسکا خریدنا جائز نہین ہی۔ پس امام شافعی رح کے نزدیک شروط بیع مین سے معتبر یہ ہی کہ مبیع نجس العین نہو بلکہ بالفعل پاک ہو یا دھونے سے اُسکا پاک ہو جانا ممکن ہو۔ فتح المعین مین ہی وطھرہ او امکان طھرہ بغسل فلا یصح بیع نجس و جلد میتۃ و ان امکن طھرھا بتخلل و دباغ اُسکا طاہر ہونا یا غسل سے طاہر ہو جانا ممکن ہو پس نجس اور مردے کی کھال کی بیع درست نہین ہی اگرچہ طہارت تخلل یا دباغت سے ممکن ہی۔ لہذا سگ معلم و خنزیر کی بیع درست نہین ہی اسیطرح شراب کی بیع بھی درست نہین۔ احیاء علوم الدین مین ہی فیعتبر فیہ ستۃ شروط الاول ان لا یکون نجسا فی عینہ فلا یصح بیع کلب و خنزیر و لا یجوز بیع الخمر مبیع کیلیے چھ شرطین ہین اول یہ کہ نجس عین نہو پس کتے اور سور کی بیع صحیح نہین ہی اور شراب کی بیع جائز نہین ہی۔ اور منہاج مین ہی و للمبیع شروط طھارۃ عینہ فلا یصح بیع کلب و خنزیر و خمر و المتنجس الذی لا یمکن تطھیرہ کالخل و اللبن مبیع کی چند شرطین ہین ایک اُسکا خود طاہر ہونا تو کتے اور سور اور شراب اور اُس نجس کی بیع جسکا پاک ہونا ممکن نہو صحیح نہین ہی مثلاً سرکہ اور دودھ۔ اور انوار مین ہی ولہ شروط الاول ان یکون طاھرا او یطھر بالغسل فلا یصح بیع کلب و خنزیر و فرعھما و المیتۃ کالعاج و جلدھا قبل الدباغ و السرجین و الخمر مبیع کیلیے بہت سی شرطین ہین اول یہ کہ خود طاہر ہو یا غسل سے طاہر ہو سکے تو کتے اور سور اور مردہ اور اُسکی کھال (قبل دباغت) اور غلیظ اور شراب کی بیع صحیح نہین ہی۔ اور مغنی مین بعبارت فارسی لکھا ہی جسکا ترجمہ ہی اور جو نجس العین ہی جیسے کتا

اور خون اور مردار یہ چیزیں کسیطرح پاک نہیں ہوسکتیں مگر شراب جو خود بخود سرکہ ہوجائے اور یہی اسی کتاب میں ہے اگر شراب کو
نمک وغیرہ سے سرکہ بنایا تو یہ سرکہ پلید اور حرام ہے اور اُسکی پاکی ممکن نہیں ہے۔ [illegible]
الاخر تخللت وکذا ان نقلت من شمس الی ظل وعکسہ فی الاصح [illegible] طاہر
نہیں ہوتا مگر شراب جب وہ سرکہ ہوجائے یا دھوپ سے سایہ میں لائی جائے یا بالعکس [illegible] نہیں ہے
ڈالکر سرکہ بنایا جائے تو طاہر نہوگی۔ اور انوار میں ہے لا یطہر من نجس العین الا الخمر اذا تخللت وجلد المیتة
بالدباغ اور نجس العین بجز شراب کے جب سرکہ بنجائے اور مردے کی کھال جب دباغت کیجائے تو طاہر نہیں ہوتی
مشکوٰۃ شریف میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الخمر وشاربہا
وساقیہا وبایعہا ومبتاعہا وعاصرہا الحدیث وعن انس رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرۃ عاصرہا
ومعتصرہا وشاربہا وحاملہا والمحمولة الیہ وساقیہا وبائعہا وآکل ثمنہا والمشتری لہا والمشتراۃ لہ رواہ الترمذی وابن ماجہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیة والثنا نے شراب اور اُسکے پینے والے اور پلانے والے
اور بیچنے والے اور خریدنے والے اور نچوڑنے والے سب پر لعنت کی ہے الحدیث اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے اُسکے نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے اور پینے والے اور اُٹھانے
والے اور منگوانے والے اور پلانے والے اور بیچنے والے اور دام کھانیوالے اور خریدنے والے پر اور جسکے لیے خریدی گئی ہے
اُس پر اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ خادم العلما الربانی فقیر شاہ رحمة اللہ القادری
النقشبندی [حاجی شاہ محمد رحمت اللہ قادری] الجواب المرقوم صحیح [سید علی رضا] ہذا الجواب صحیح لاشک فیہ
میر تصدق حسین الجواب صحیح کتبہ خادم علمای دین متین محمد شہاب الدین قادری عفا عنہ وعن اسلافہ [محمد شہاب الدین]
الجواب صحیح غلام قادر عفی عنہ [غلام قادر] من اجاب اصاب کتبہ خادم شرع مصطفے سید مرتضے [سید مرتضی] ہو المصوب
شافعیہ کے نزدیک شراب کو سرکہ بنانا حرام ہے اور سرکہ بنانے سے اُسکی نجاست مرتفع نہیں ہوتی البتہ اگر خود بخود سرکہ ہوجائے تو پاک
ہے اور اشیاے نجسہ کی بیع حرام ہے امام محی الدین نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں ومن قال بتحریم تخلیلہا وانہا لا تطہر بہ
الشافعی واحمد ومالک فی اصح الروایتین عنہ وجوزہ الاوزاعی واللیث وابو حنیفة ومالک فی روایة
واما اذا انقلبت بنفسہا فلا تطہر عند جمیعہم الا ما حکی عن سحنون المالکی انہ قال لا تطہر امام
شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ (بہ صحیح روایتین) کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا حرام ہے اور وہ اس سے پاک
نہیں ہوتی اور اوزاعی ولیث وابو حنیفہ ومالک رحمہم اللہ بروایت واحدہ اسے جائز سمجھتے ہیں البتہ اگر خود بخود سرکہ ہوجا

تو سب کے نزدیک طاہر ہو جاتی ہی لیکن سحنونؒ مالکی سے مروی ہی کہ طاہر نہین ہوتی - اور بھی ان الذی حرم شربھا حرم بیعھا کی روایت مین لکھا ہی وفیہ تحریم بیع الخمر وھو مجمع علیہ والعلۃ فیہ عند الشافعی وموافقیہ کونھا نجسۃ ولیس فیھا منفعۃ مقصودۃ اس سے بیع خمر کی حرمت ثابت ہوتی ہی یہ مجمع علیہ ہی امام شافعیؒ اور اُنکے موافقین کے نزدیک اسکی علت نجاست اور کسی منفعت کا نہونا ہی - اور محمد خطیب شربینی شافعی اقناع شرح مختصر ابی شجاع مین لکھتے ہین لا یصح بیع عین نجسۃ سواء امکن تطھیرھا بالاستحالۃ کجلد المیتۃ ام لا کالسرجین والکلب ولو معلما والخمر لخبر الصحیحین انہ صلے اللہ علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب وقال ان اللہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر نجس العین کی بیع صحیح نہین ہی خواہ اُسکی تطہیر ممکن ہو مثلا مردے کی کھال یا ناممکن ہو مثلا غلیظ اور کتا اگرچہ اُسے تعلیم دیگئی ہو اور شراب کیونکہ صحیحین مین ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہی اور فرمایا ہی کہ اللہ نے خمر اور میتہ اور خنزیر کی بیع حرام کی ہی - واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی | الجواب صحیح نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم | محمد ابراہیم | شیخ جلال الدینؒ محلی شرح منہاج الفقہ مین لکھتے ہین وللمبیع شروط خمسۃ احدھا طھارۃ عینہ فلا یصح بیع الکلب والخمر وغیرھما من نجس العین لانہ صلے اللہ علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب وقال ان اللہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر رواھما الشیخانؒ وفی المعنی فی المذکورات نجاسۃ عینھا فالحق بھا باقی نجس العین بیع کے لیے پانچ شرطین ہین اول یہ کہ طاہر عین ہو تو کتے اور شراب وغیرہ کی بیع جائز نہین ہی کیونکہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ اللہ نے بیع خمر و میتہ و خنزیر سے ممانعت فرمائی ہی اسے شیخینؒ نے روایت کیا ہی اور ان سب مین باعث نجس عین ہونا ہی لہذا اُن تمام چیزون کا حکم جو نجس العین ہین یہی ہو گا - اور بیع خمر کے عدم جواز کا بھی یہی حکم ہی واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم **سوال** پوست حیوان مردار غیر مدبوغ کی بیع اور سرکہ بنانے کے لیے شراب خریدنا جائز ہی یا نہین اور مردے کی ہڈی اور بال اور پر وغیرہ سے انتفاع جائز ہی یا نہین اور حیوان کی جو کھال دباغت سے پاک ہوتی ہی ذبح سے بھی طاہر ہوتی ہی یا نہین اور ذکاۃ کے کیا معنی ہین **جواب** دباغت سے پہلے مردار کی کھال کی بیع جائز نہین ہی کما قال فی العینی ولم یجز ایضا بیع جلد المیتۃ قبل الدبغ لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام نھی عن الانتفاع بجلد المیتۃ وعصبھا رواہ ابوداؤد وغیرہ وبعد ای بعد الدبغ یباع لانہ طھر بالدبغ انتھی وفی شرح الوقایۃ ولا یبیع جلد المیتۃ قبل الدبغ انتھی وفی الھدایۃ قال ولا یبیع جلد المیتۃ قبل ان یدبغ لانہ غیر منتفع بہ قال علیہ الصلوۃ والسلام

لاتنتفعوا من المیتۃ باھاب وھو اسم لغیر المدبوغ علی ما مر فی کتاب الصلوۃ انتہی وایضا فیہا ولا باس ببیعہا والانتفاع بہا بعد الدباغ لانہا طہرت بالدباغ جیسا کہ عینی مین ہے مردہ کی کھال کا بیچنا بھی جائز نہین ہی بغیر دباغت کیے ہوے کیونکہ مروی ہی کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مردے کی کھال سے نفع اٹھانے کی ممانعت کی ہی اسکو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور دباغت کے بعد اسکی بیع درست ہی کیونکہ وہ دباغت سے طاہر ہو جاتی ہی انتہی اور شرح وقایہ مین ہے مردے کی کھال دباغت کے قبل نہ بیچی جائے انتہی اور ہدایہ مین ہی مردے کی کھال دباغت کے قبل نہ بیچی جائے کیونکہ وہ غیر منتفع بہ ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مردے کی اہاب سے نفع نہ اٹھاؤ اور اہاب اُس کھال کو کہتے ہین جسکی دباغت نہ کی گئی ہو جیسا کہ کتاب الصلوۃ مین گذرا اور اسی کتاب مین ہی دباغت کے بعد مردے کی کھال کے بیچنے مین یا اُس سے نفع اٹھانے مین کچھ حرج نہین ہی کیونکہ وہ دباغت کیوجہ سے طاہر ہو گئی۔ فی الدر المختار وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ۔ ابن کمال۔ فلیحفظ کخمر وخنزیر انتہی وفی الہدایۃ واما بیع الخمر والخنزیر ان کان قوبل بالدین کالدراہم والدنانیر فالبیع باطل وان کان بعین فالبیع فاسد حتی یملک ما یقابلہ وان کان لا یملک عین الخمر والخنزیر انتہی وفی العینی بیع الباطل وھو غیر مشروع اصلا کبیع الخمر والخنزیر والمیتۃ والدم انتہی قال فی العالمگیریۃ لا یجوز بیع الحر والخمر والخنزیر والمیتۃ کذا فی التہذیب انتہی وفی شرح الوقایۃ بطل بیع مال غیر متقوم کالخمر والخنزیر بالثمن انتہی وایضا فیہ البیع فی الخمر باطل حتی لا یملک عین الخمر انتہی اور در مختار مین ہی مال غیر متقوم کی بیع یعنے جس سے نفع حاصل کرنا مباح نہین ہی باطل ہی۔ ابن کمال۔ مثلا شراب ور سور اور ہدایہ مین ہی بیع خمر و خنزیر اگر قبول کیا جاوے دین مثل دراہم و دنانیر تو بیع باطل ہی اور اگر بمعاوضہ عین کے ہو تو بیع فاسد ہی حتی کہ بائع معاوضہ کا مالک ہوگا گو خود خمر و خنزیر کا مالک نہ تھا اور عینی مین ہی بیع باطل وہ ہی جو بالکل غیر مشروع ہو مثلا بیع خمر و خنزیر و میتہ و دم اور عالمگیری مین ہی شراب اور سور اور مردہ کی بیع درست نہین ہی جیسا کہ تہذیب مین ہی انتہی اور شرح وقایہ مین ہی مال غیر متقوم کی بیع بمعاوضہ ثمن کے باطل ہی مثلا شراب اور سور کی بیع انتہی اور اسی کتاب مین ہی بیع خمر مین باطل ہی حتی کہ عین خمر کا وہ شخص مالک نہوگا انتہی۔ حاصل یہ ہی کہ مال غیر متقوم کا بیچنا باطل ہی جیسے خون اور مردار وغیرہ اور اسکا خریدنا بھی باطل ہی۔ اور شرح وقایہ مین ہی بطل بیع ما لیس بمال کالدم والمیتۃ والحر والبیع بہ جو مال نہین ہی مثلا

خون اور مردار اور آزاد اُسکی بیع باطل ہے۔ اور ملتقی الابحر مین ہے بیع مالیس بمال والبیع بہ باطل جو مال نہین ہے اُسے فروخت کرنا یا اُس سے کچھ خریدنا باطل ہے۔ جاننا چاہیے کہ بیع خریدنے اور بیچنے کو کہتے ہین اور شرع مین بیع بتراضی مال کو مال سے بدلنے کو کہتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہے۔ اور غنیۃ المستملی مین ہے وعصب المیتۃ وعظمہا وقرنہا وریشہا وشعرہا وظفرہا وزلفہا وکذا حافرہا ومخلبہا وکل مالا تحلہ الحیوۃ منہا طاہر اذا لم یکن علیہ سومۃ مردار کے پٹھے اور ہڈی اور سینگ اور روئین اور بال اور پر اور کھر اور پنجے اور ناخن اور وہ چیزین جن مین روح حلول نہین کرتی طاہر ہین جبکہ انپر چربی نہو۔ اور غنیۃ المستملی مین ہے کل حیوان اذا ذبح بالتسمیۃ طہر جلدہ ولحمہ وشحمہ وجمیع اجزاءہ سوی الخنزیر والآدمی سواء کان ماکول اللحم او غیر ماکول اللحم سور اور آدمی کے سوا جو حیوان خدا کا نام لیکر ذبح کیا جائے اُسکی کھال گوشت چربی اور تمام اجزا طاہر ہو جاتے ہین خواہ وہ جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم۔ اور ہدایہ مین ہے وما یطہر جلدہ بالدباغ یطہر بالذکاۃ لانہ یعمل عمل الدباغ فی ازالۃ الرطوبات النجسۃ وکذلک یطہر لحمہ بالذکاۃ وان لم یکن ماکولا جس جانور کی کھال دباغت سے طاہر ہو جاتی ہے اُسکی کھال ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے کیونکہ دباغت کیطرح ذبح کرنے سے بھی رطوبات نجسہ زائل ہو جاتے ہین اسیطرح اُسکا گوشت بھی ذبح کرنے سے طاہر ہو جاتا ہے اگرچہ کھایا نجائے۔ اور درمختار مین ہے ای اہاب طہر بدباغ طہر بذکاۃ جو کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔ طحطاوی مین ہے الذکاۃ بالذال المعجمۃ الذبح ذکات ذال معجمہ سے ہے اسکے معنے ذبح کرنیکے ہین۔ اور درمختار مین ہے یشترط بطہارۃ جلدہ کون الذکاۃ شرعیۃ کھال کے طاہر ہونے مین شرط یہ ہے کہ ذبح شرعی ہو

واللہ اعلم بالصواب نمقہ خادم العلماء الربانی فقیر شاہ رحمت اللہ القادری النقشبندی | حاجی شاہ محمد رحمت اللہ قادری |

الجواب المرقوم صحیح سید علی رضا شافعی المذہب | سید علی رضا | اصاب من اجاب کتبہ سید مرتضی | سید مرتضی | الجواب صحیح کتبہ خادم علماء دین متین محمد شہاب الدین عفا عنہ وعن اسلافہ | محمد شہاب الدین | ہذا الجواب صحیح حررہ میر تصدق حسین | میر تصدق حسین | الجواب صحیح بلا ارتیاب واللہ اعلم بالصواب کتبہ غلام قادر عفا اللہ عنہ | غلام قادر |

فی الواقع مردار کی کھال کی بیع دباغت سے پہلے جائز نہین ہے۔ قاضی القضاۃ بدر الدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہے لا یجوز بیع جلود المیتۃ قبل الدباغ ولا تملیکہا ذکرہ فی المحیط وشرح الطحاوی مردار کی کھال کو دباغت کے پہلے فروخت کرنا یا کسی کو اُسکا مالک بنا دینا جائز نہین ہے یہ محیط اور شرح طحاوی مین ہے۔ اور

اسیطرح شراب کی خرید وفروخت بھی جائز نہین ہی۔ مجتبی شرح قدوری مین ہی اما بیع الخمر والخنزیر ان کان الدین کالدراهم والدنانیر فالبیع باطل واتفقت الروایات علی ان ثمن الخمر والمیتة غیر مملوکة وان قوبل بعین فالبیع فاسد حتی یملك مایقابله وان كان لایملك عین الخمر والخنزیر۔ شراب اور سور کی بیع اگر دین کے معاوضہ مین ہو مثل دراہم و دنانیر تو بیع باطل ہی اور روایات اسپر متفق ہین کہ شراب اور مردار کے ثمن کسی کے ملک نہین ہین اور اگر عین کے معاوضہ مین ہو تو بیع فاسد ہی حتی کہ بائع معاوضہ کا مالک ہوگا اگرچہ شراب اور سور کا مالک نہ تھا۔ اور اُن اجزاے مردار کا استعمال درست ہی جن مین حیات نے حلول نہ کیا ہو۔ شرح وقایہ مین ہی وشعر المیتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها وشعر الانسان وعظمه طاهر۔ مردار کے بال اور ہڈیان اور کُھر اور سینگ اور انسان کے بال اور ہڈیان طاہر ہین۔ اور جو کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہی وہ ذبح شرعی سے بھی پاک ہوجاتی ہے۔ شرح وقایہ مین ہی وما طهر جلده بالدبغ یطهر بالذکاة وما لا فلا ای ما لا یطهر بالدبغ لا یطهر بالذکاة والمراد بالذکاة ان یذبحه المسلم او الکتابی من غیر ان یترك التسمیة عامدًا۔ جس کی کھال دباغت سے طاہر ہوجاتی ہی اُسکی کھال ذبح کرنے سے بھی طاہر ہوجاتی ہی اور جسکی کھال دباغت سے طاہر نہین ہوتی اُسکی کھال ذبح سے بھی طاہر نہین ہوتی اور مراد مسلم یا کتابی کا ذبح کرنا ہی بغیر اسکے کہ عمدًا خدا کا نام نہ لے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی | الجواب صحیح نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم محمد ابراہیم

جامع الرموز مین ہی ولا یجوز ولا یبطل بیع جلد المیتة قبل دبغه۔ دباغت کے قبل مردار کی کھال کی بیع نہ تو جائز ہی نہ باطل (بلکہ فاسد) ہی۔ اور بھی اسی کتاب مین ہی وفی الاکتفاء اشعار بجواز اجزاء غیرهما کالشعر وغیره ولو میتة وفی العصب روایتان کما فی المحیط۔ انھین دونون پر اکتفا کرنے مین اس جانب اشارہ ہی کہ انکے علاوہ اور جانورون کے اجزا مثلا بال وغیرہ کی بیع جائز ہی اگرچہ وہ مردار ہون اور پٹھون مین دو روایتین ہین جیسا کہ محیط مین ہی اور غیرهما سے اس عبارت مین غیر آدمی و خنزیر کا ارادہ کیا ہی۔ اور بھی اسی کتاب مین ہی وبطل بیع مال غیر متقوم بکسر الواو ای غیر منتفع به شرعًا کالخمر فیما بین المسلمین ومسلم وکافر بالثمن وفیه اشارة الی ان بیعها بالعرض غیر باطل۔ مال غیر متقوم کی بیع باطل ہی اور مال غیر متقوم اُس مال کو کہتے ہین جس سے شرعًا نفع اٹھانا جائز نہو مثلًا دو مسلمانون یا ایک کافر اور

ایک مسلمان کے مابین شراب کی بیع بعوض ثمن کے ہو انھین اس جانب اشارہ ہو کہ بیع خمر بعوض عرض غیر باطل ہی۔ اور غیر باطل سے اس عبارت مین فاسد مراد لی ہی۔ اور بھی اسی کتاب مین ہو وما ای حیوان طھر جلدہ بالدبغ طھر ذلک الحیوان جلدہ بالذکاۃ والذکاۃ الشرعیۃ الذبح من الاھل مع التسمیۃ وہ حیوان جسکی کھال دباغت سے طاہر ہو جاتی ہو ذبح سے بھی اُسکی کھال طاہر ہو جاتی ہو شرعًا ذکاۃ اسے کہتے ہین کہ وہ شخص جو ذبح کرنے کا اہل ہو خدا کا نام لیکر ذبح کرے۔ واللہ اعلم حررہ ابو الاحیار محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

سوال جس وقت بازار مین گیہون کا نرخ بیس سیر کا ہو اُسوقت چھ مہینے کی مہلت پر روپیہ دیا اس شرط پر کہ ہم پچیس سیر گیہون لین گے یہ جائز ہو یا نہین اگر صاحب ہدایہ وکفایہ ونہایہ وشامی وطحطاوی رحمہم اللہ کے قول سے تمسک کیا جائے اور اجل کی وجہ سے ثمن کی زیادتی کو جائز سمجھا جائے تو یہ درست ہے یا نہین جیسا کہ حاشیہ چلپی رحمہ اللہ مین ہے یجوزان یقدر الثمن فی المبیع بالموجل اکثر مما فی المعجل بحیث تقابل کثرۃ المؤجل تعجیل القلیل یہ جائز ہے کہ کسی شے کی قیمت جب کہ دام جلدی ادا کیے جائین کم مقرر کرے اور جب دیر مین ادا کیے جائین زائد مقرر کرے یعنی جلدی کی کمی کو دیر کی زیادتی کے برابر کردے۔ لیکن یہ صلح ہدایہ کی اس عبارت کے خلاف ہو الاعتیاض عن الاجل حرام فکذا الاجل وھذا لان حرمۃ ربوا النسأ لیست الا لشبھۃ مبادلۃ المال بالمال اجل سے نفع اُٹھانا حرام ہو کیونکہ حرمت ربو النسا صرف شبہہ مبادلۃ المال بالمال کی وجہ سے ہے **جواب** زیادتی ثمن برائے اجل بلاشبہہ درست ہے اس کا ثبوت ہدایہ کی کتاب المرابحہ کی عبارت سے اچھی طرح ہوتا ہی۔ ہدایہ مین ہو الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل کیا تمھین یہ نہین معلوم کہ مدت کی وجہ سے ثمن مین زیادتی کیجا سکتی ہے اور ایسی ہی عبارتین دوسرے کتب عدیدہ مین بھی موجود ہین۔ فصیح الدین ہروی رحمہ اللہ شرح وقایہ کے کتاب المرابحہ مین لکھتے ہین فی النسیئۃ یزاد الثمن لاجل الاجل نسیہ مین مدت کی وجہ سے ثمن مین زیادتی کیجا سکتی ہو اور نہر الفائق شرح کنز الدقائق مین ہو الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجلہ کیا تمھین یہ نہین معلوم کہ مدت کیوجہ سے ثمن مین زیادتی کیجا سکتی ہو۔ اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہو لان للاجل شبھا بالمبیع الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل کیونکہ اجل کو مبیع سے مشابہت ہو کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ اجل کی وجہ سے ثمن مین زیادتی کیجا سکتی ہو۔ اور اسی کتاب مین چند سطرون کے بعد لکھا ہو الاجل فی نفسہ لیس بمال

ولا یقابلہ شیٔ من الثمن حقیقۃ اذا لم یشترط زیادۃ الثمن بمقابلہ قصدا او زاد فی الثمن لاجلہ اذا ذکر الاجل بمقابلۃ زیادۃ الثمن قصدا اگر چہ اجل تو مال نہین ہے اور نہ اُسکے مقابل مین کچھ ثمن ہی جبکہ قصداً اُسکے مقابل مین زیادتی ثمن کی تصریح نہ کردی جائے البتہ اُسکی وجہ سے ثمن پر زیادتی کی جاسکتی ہی جبکہ زیادتی کے مقابلہ مین مدت ذکر کردی جائے۔ ان عبارتون سے امر مسئول عنہ کا جواز اچھی طرح معلوم ہوا اور ایسا ہی فقہ کی بہت سی کتابون مین ہے اور ہدایہ کی عبارت بھی عبارات سابقہ کے مخالف نہین ہی- ہدایہ کی پوری عبارت یہ ہی لو کانت لہ الف مؤجلۃ فصالحہ علی خمس مائۃ حالۃ لم یجز لان المعجل خیر من المؤجل وھو غیر مستحق بالعقد فیکون بازاء ما حطہ عنہ وذلک اعتیاض عن الاجل وھو حرام اگر کسی چیز کے دام ہزار درہم تھے جبکہ قیمت دیر مین دیجائے تو مشتری نے پانچ سو پر صلح کی اس شرط سے کہ وہ دام ابھی دیدے گا تو یہ جائز نہوگا کیونکہ عجلت گو تاخیر سے بہتر ہی لیکن عقد بیع سے اس کی کا حق حاصل تھا تو پانچ سو کی کمی عجلت کے مقابلہ مین ہوجائیگی اور یہ اجل سے نفع اُٹھانا ہی جو حرام ہے- کیونکہ مدت سے نفع اُٹھانا امر دیگر ہے اور مدت کی وجہ سے ثمن پر زیادتی امر دیگر ہی چونکہ اس مسئلہ مین پہلے سے مدت کا حق ثابت تھا اور پانچ سو پر صلح حال مین واقع ہوئی تو مدت سے نفع اُٹھانا جو مال نہین ہی لازم آیا اسی لیے حرمت کا حکم دیا گیا اور زیادتی ثمن کی صورت مین مدت کے لیے حق اجل پہلے سے ثابت نہین ہی بلکہ ابتدا مقصود تاجیل ثمن زائد ہوا ہی پس اسکے جواز مین کوئی کلام نہوگا- **سوال** (۱) زید نے بکر سے ایک لونڈی یون مول لی کہ عمرو نامے ایک اپنے دوست کو روپیہ دیا کہ عمرو اُس مبیع کا ایجاب و قبول اپنے نام سے کرے اور روپیہ ادا کرے مگر اس خریداری سے مقصود تمتع زید کا ہو چنانچہ بکر نے کہا مین نے بیچا اور عمرو نے کہا مین نے خریدا اور بیع تمام ہوئی اور زر ثمن عمرو نے بکر کو دیا اب یہ لونڈی زید کی ملک ہوگی یا عمرو کی اور زید پر حلال ہونے کے لیے عمرو کی جانب سے تجدید تملیک کی ضرورت ہی یا نہین خصوصًا جبکہ عمرو کہتا ہی کہ مین نے یہ لونڈی اپنے روپیہ سے اپنے لیے خریدی ہی اب اگر زید ثابت کرے کہ خریداری میرے ہی روپیہ سے ہوئی ہی تو زید عمرو سے روپیہ پاسکتا ہی یا لونڈی اور ادائے زر ثمن کے بعد اگر خالد دعویدار ہو کہ وہ لونڈی میری ملک تھی بکر کی ملک ہی نہ تھی چنانچہ بشہادت عدول اُسکا دعوی ثابت ہوا اور قاضی نے ملک عمرو سے لونڈی کو خارج کردیا تو عمرو اُسکا زر ثمن بکر سے واپس پائیگا

مستحق ہی یا نہین اور معاملات مین نیت اور مقصود عاقدین کو باوجود صریحی ایجاب وقبول کے کچھ دخل ہی یا نہین ہو (۲) اگر اسی طرح زید کوئی عقار عمرو کے نام سے خریدے یعنی ایجاب بیع بقصد تمتع زید عمرو اپنے نام سے قبول کرے اور زرثمن زید سے لیکر ادا کرے اور اس وجہ سے زید اپنے کو مشتری عقار سمجھے باوجود اسکے کہ ایجاب وقبول مین کچھ بھی زید کا ذکر درمیان مین نہین آیا اور عمرو کو زید کے تمتع مقصود ہونے سے انکار بھی ہی اور عقار بوجہ دعویداری خالد بشہادت عدول ملک عمرو سے نکل جائے تو عمرو اصل بائع پر واپسی زرثمن کا دعوے کر سکتا ہی یا نہین اور مشتری ہونے کے احکام شرعا و قضاءً عمرو سے متعین ہونگے یا زید سے **جواب** (۱) اس صورت مین عمرو لونڈی کے خریدنے کے واسطے زید کی طرف سے وکیل ہوا پس اگر توکیل جاریۂ معینہ کی تھی اور عمرو نے اُسی کو خریدا تو وہ جاریہ زید کی ملک ہوگی اور عمرو کو اپنے واسطے اُسکی خریداری درست نہین اور زید پر وہ جاریہ حلال ہوگی تجدید تملیک کی کچھ حاجت نہین ہی ہان اگر عمرو نے زید کے سامنے اُسی جاریہ کو مول لیا اور تصریح کردی کہ مین اپنے لیے مول لیتا ہون نہ زید کے لیے تو اس صورت مین البتہ وہ جاریہ عمرو ہی کی قرار پائے گی اور اس صورت کے سوا کسی صورت مین وہ جاریہ عمرو کی نہین ہو سکتی۔ ہدایہ مین ہی لووکلہ لشراء شئ بعینہ فلیس لہ ان یشتریہ لنفسہ اگر ایک شخص نے کسی کو کسی چیز کے خریدنے کا وکیل بنایا تو اُسے یہ حق حاصل نہین ہی کہ اُس چیز کو اپنے لیے خریدے اور کفایہ مین ہی سواء نوی عند عقد الشراء لنفسہ او صرح بالشراء لنفسہ بان قال شہد وا انی قد اشتریتہ لنفسی وھذا اذا کان الموکل غائبا فان کان حاضرا وصرح الوکیل بالشراء لنفسہ یصیر مشتریا لنفسہ خواہ اپنے لیے خریدنے کی نیت کرے یا اس بات کی تصریح کردے کہ مین اپنے لیے خرید رہا ہون مثلا یہ کہدے کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین اس چیز کو اپنے لیے خرید رہا ہون یہ حکم یعنے اپنے لیے نہ خرید سکنا اُسوقت ہی جبکہ موکل موجود نہو اور اگر موکل موجود ہو اور وکیل اس امر کی تصریح کرے کہ مین اس چیز کو اپنے لیے خرید رہا ہون تو اُسکا یہ خریدنا درست ہوگا۔ اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہی الوکیل لشراء شئ بعینہ اذا اشتراہ لنفسہ بمثل الذی امر بہ حال غیبۃ الموکل یکون مشتریا للموکل ولا یملک الشراء لنفسہ مالم یخرج عن الوکالۃ وھو یملک اخراج نفسہ عن الوکالۃ عند حضرۃ الموکل لا عند فی غیبتہ کذا فی الخانیۃ جو شخص کسی خاص چیز کے

خریدنے کا وکیل بنایا گیا اگر وہ موکل کی عدم موجودگی مین اُس چیز کو اپنے لیئے خرید لے تو وہ چیز اُسی موکل کے حق مین خریدی ہوئی سمجھی جائے گی اور وکیل کو اس بات کا حق نہوگا کہ وہ اُس چیز کو اپنے لیے خریدے تاوقتیکہ وہ وکالت سے خارج نہو جائے اور اُسے اس بات کا حق ہو کہ موکل کی موجودگی مین اپنے آپ کو وکالت سے بری الذمہ کردے مگر اُسکی عدم موجودگی مین ایسا نہین کرسکتا جیسا کہ خانیہ مین ہو۔ پس جب زید ثابت کردے گا کہ یہ خریداری اُسی کے روپیہ سے ہوئی تو وہ عمرو سے لونڈی لے سکتا ہو اور درصورت استحقاق عمرو کو بکر سے واپسی زرثمن کی ضرور ہوگی۔ جیساکہ درمختار مین ہو ویثبت رجوع المشتری علی بائعہ بالثمن اذا کان الاستحقاق بالبینۃ لما سیجیٔ انھا حجۃ متعدیۃ اور مشتری بائع سے زرثمن واپس لیگا جبکہ استحقاق بینہ سے ثابت ہوجائے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ بینہ حجت متعدیہ ہی اور اگر توکیل جاریۂ غیر متعینہ کے شرا کی کی تھی تو اگر عمرو نے زید کے روپیہ سے لونڈی خریدی یا خریدتے وقت زید کے لیے لینے کی نیت کی تو وہ لونڈی زید کی ہوگی ورنہ عمرو کی۔ جیسا کہ ہدایہ مین ہو ان وکل الشراء عنہ بغیر عینہ فاشتری عبدا فھو للوکیل الا ان یقول نویت الشراء للموکل او یشتریہ بمال الموکل اگر کسی کو غیر معین شی کے خریدنے کا وکیل بنایا پھر اُس نے ایک غلام خریدا تو وہ غلام وکیل ہی کی ملک ہوگا مگر اس صورت مین کہ یہ کہدے مین نے موکل کے لیے اس غلام کے خریدنے کی نیت کی تھی یا غلام موکل کے مال سے خریدے۔ (۲) اس صورت مین عمرو کی وہ خریداری زید کی سمجھی جائے گی۔ نتائج الافکار مین ہو ان تکاذبا ای الوکیل والموکل فی النیۃ یحکم النقد بالاجماع اگر وکیل اور موکل مین سے ہر ایک نیت مین ایک دوسرے کی تکذیب کرے تو وہ بیع بالاجماع نافذ ہوگی۔ اور حقوق عقد عمرو کی طرف راجع ہونگے۔ زیر الابصار مین ہو حقوق عقد لابد من اضافتہ الی الوکیل کبیع یتعلق بہ حقوق عقد کی نسبت وکیل کی جانب ہوگی اُس بیع کی طرح جس کا تعلق خود اُس سے ہو۔ اور عمرو اصل بائع پر واپسی زرثمن کا دعوے کرسکتا ہو **سوال** کھانے اور پینے کی تمباکو کی تجارت کرنا درست ہو یا نہین **جواب** درست ہی۔ علامہ ابراہیم بن حسین رحمہما اللہ الشہیر بہ پیری زادہ حنفی مکی اپنے رسالہ رفع الالتباک فی حکم تعاطی شجرۃ التنباک مین لکھتے ہین اما بیعہا وشراؤھا فیجوز لامکان الانتفاع بھا فی غیر الشرب بدلیل تقییدلاصحاب علم

الجواز فی مثلھا بما لا ینتفع بہ تمباکو کی بیع و شرا جائز ہی کیونکہ پینے کے علاوہ دوسرے منافع بھی اس سے حاصل کیے جاتے ہین اس کی دلیل یہ ہی کہ عدم جواز کے واسطے یہ قید ہی کہ اُس چیز سے نفع نہ اُٹھایا جا سکے **سوال** (۱) چارون اماموں کے نزدیک ذبیحہ اور غیر ذبیحہ کی کھال کا بلا دباغت بیچنا درست ہی یا نہین (۲) غلہ کی تجارت کیونکر حلال اور کیونکر حرام ہی (۳) غلہ خریدنے کے لیے کھیتی کٹنے سے پہلے روپیہ دینا جائز ہی یا نہین (۴) زیدنے بکر کو دو روپیے دیے اور غلہ کا دینا کھیتی کٹنے کے وقت بہ تعین وزن وقت معین قرار پایا یا بلا تعین وزن بوقت معین نرخ بازار اقرار پایا مگر زید کو غلہ نہین ملا اور کھیتی کٹنے کے بعد غلہ وزن معینہ سے کم فروخت ہوا تو زید نے اُسی حساب سے دو روپیہ کا تین خواہ چار بذگی بکر ٹھہرا کر اُسکا مطالبہ کیا اس مین حلت کا اطلاق ہی یا حرمت کا **جواب** (۱) کھال کی تجارت بغیر دباغت کے حرام ہی (۲) اور غلہ کی تجارت ہر طرح درست ہی جبتک خلاف شرع کوئی معاملہ نہو (۳-۴) غلہ خریدنے کے لیے کھیتی کے پہلے روپیہ دینا درست ہی مگر وزن کا طی کرنا اور غلہ کے وصف و جنس کا بیان کرنا ضروری ہی اور بے تعیین وزن اس طرح کہ جو بازار کا نرخ ہوگا لین گے درست نہین ہی اور جب روپیہ دینے والے کو غلہ نہین ملا تو اُسے صرف اپنا روپیہ واپس کرلینا درست ہی یا اُس قدر غلہ لینا جو وزن مقرر ہو گیا ہو زیادہ کم درست نہین ہی **سوال** علماے ٹونک سے سوالات مفصلہ ذیل مین استفتا کیا گیا تھا جو مع جوابات مرسل خدمت ہی اگر صحیح ہو تو تصحیح کیجیے ورنہ صحیح جواب سے مطلع فرمائیے- (۱) اگر کوئی شخص سی تول کے نقد چھ روپیہ چھ آنے کو کہ یہی اُسکی قیمت ہی مول لے اور دوسرے کے ہاتھ سات روپیہ سات آنے یا چھ روپیہ چودہ آنہ یا چھ روپیہ بارہ آنے کو معینہ وعدہ پر قرض بیچے تو یہ بیع درست ہوگی یا نہین (۲) عادت ہی کہ غلہ بازار کے نرخ سے کم نرخ پر قرض لیتے ہین اور اپنے وعدے پر ثمن ادا کرتے ہین پس یہ بیع جائز ہی یا نہین- (۳) مثلاً بقال سے روزانہ قرض غلہ لیتے ہین اور وہ بازار کے نرخ سے کم دیتا ہی اور زر ثمن بعد لیتا ہی یہ جائز ہی یا نہین **جواب** (۱) قبضے کے بعد مبیعہ مین تصرف کیلی ہو یا وزنی درست ہو اور قبضے کے پہلے درست نہین ہے-

تنویر الابصار مین ہی اشتری مکیلا بشرط الکیل حرم بیعہ واکلہ حتی یکیلہ ومثلہ المعدود والموزون کسی شخص نے مکیلات مین سے کوئی چیز بشرط کیل خریدی تو جبتک اُس کا کیل نہ کرلیا جائے اُسکی بیع اور اکل حرام ہی اور یہی حال معدود اور موزون کا ہی- پس جب اسی کو دونا قیمت

مذکور پر مول لیکے اپنے قبضے میں سے آیا تو اب جائز ہی کہ اُسے حالًا یا نسیۃً جس طرح چاہے بیچے اور ثمن کی زیادتی اجل کے مقابلہ مین جائز ہی۔ جیساکہ عینی مین ہی لانہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل مدت کے بدولت ثمن مین زیادتی کی جاسکتی ہی (۲) درست ہی عینی کی روایت کے موافق جو جواب سوال اول مین گذری (۳) اس سوال کا جواب بعینہ سوال اول کا جواب ہی انتہی۔ بعد نقل عبارت ہر سہ سوال وجواب وہ خدشہ گذارش کیا جاتا ہی جو داعی اس تصدیع کا ہوا اولًا اس مین یہ خدشہ قابل گذارش ہی کہ مجیب صاحب کی عبارت منقولہ عینی غالبًا عینی شرح ہدایہ کی معلوم ہوتی ہی اس لیے کہ عینی شرح کنز مین یہ عبارت نہین ملتی پس اسکے ماسبق کا فقرہ جسکی دلیل مین لانہ مذکور ہی کیا ہی ثانیا یہ کہ فتاوے قاضی خان مین خاص بابت بیع و شراء حنطہ کے یہ جزئیہ منقول ہی لا یجوز بیع الحنطۃ بثمن النسیۃ اقل من سعر البلد فانہ فاسد واخذ ثمنہ حرام ایضا فی الایضاح ان بیع الحنطۃ بنقصان حکم البلدۃ فھو فاسد وان اخذ الثمن بعد مضی المدۃ فھو حرام لان الثمن متفاضل باحکم وھو الربوا۔ بیع حنطہ ثمن نسیہ شہر کے نرخ سے کم پر جائز نہین ہی کیونکہ فاسد ہی اور اسکے دام لینا حرام ہین ایضاح مین ہی کہ گیہون کو شہر کے نرخ سے کم پر بیچنا فاسد ہی اور اگر دام مدت کے گذرنے کے بعد لیلے تو حرام ہی کیونکہ یہ قیمت فضل کے حکم مین ہی جو ربوا ہی۔ اس جزئیۂ خاص سے مصرح معلوم ہوتا ہی کہ بیع حنطہ بنسیہ اقل نرخ بلد سے جائز نہین اور فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ کی بعض عبارت بھی اس کی مؤید ہی کہ حنطہ وشعیر وغیرہ مقیبات ماکولات کا حکم بسبب اسکے کہ اُنکی تصریح حدیث شریف مین وارد ہی اور اشیاے ربویہ سے مستثنی ہی لہذا کسی قسم کا تفاضل اور شبہہ ربوا اُنمین جائز نہین اور ہدایہ مین تصریح ہے کہ شبہہ ربوا حکم عین ربوا مین ہی یہ سب قرائن اس بیع کے عدم جواز کے اور قاضی خان کے قول کے مؤید ہین اور علماے ٹونک نے اس قسم کی بیع کا خاص گندم وجو ونخود وغیرہ مین حکم جواز لکھا ہی پس ان دو اقوال متخالف مین صحیح کون قول ہی بنقل عبارت کتاب جواب ترقیم فرمایے کہ یہ خدشات رفع ہوکے امر محقق دریافت ہوجائے **جواب** عبارت عینی جو جوابات سابقہ مین مذکور ہی وہ عبارت عینی شرح ہدایہ کی کتاب المرابحہ مین ہی دونون کی پوری عبارت یہ ہی ومن اشتری غلامًا بالف درھم نسیۃ فباع بربح مائۃ ولم یبین انہ اشتراہ بنسیۃ فعلم المشتری فان شاء ردہ وان شاء قبلہ لان للاجل شبھا بالمبیع الاتری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبھۃ فی ھذا

الباب ملحقۃ بالحقیقۃ ای بحقیقۃ المبیع احتیاطا فصار کانہ اشتری شیئین و باع احدہما بثمنہا
ای بثمن الاثنین وذلک حرام یجب الاحتراز عنہ اگر کسی شخص نے ایک غلام ہزار درہم کو قرض
خریدا اور سو روپیہ نفع لیکر بغیر یہ بیان کیے ہوے کہ اُس نے قرض خریدا تھا بیچ ڈالا اور مشتری کو
معلوم ہو گیا کہ اُس نے قرض خریدا تھا تو اُسے اختیار ہو کہ غلام واپس کر دے یا رہنے دے کیونکہ مدت
مشابہ مبیع ہو کہ اُسکی وجہ سے دام زائد کر دیے جاتے ہین اور اس معاملہ مین شبہہ حقیقت کا حکم رکھتا
ہو یعنی شبہہ مبیع مثل حقیقت مبیع کے ہو احتیاطاً تو اب گویا کہ مشتری نے دو چیزین خریدین تھین ایک
غلام دوسرے مدتِ اداے قیمت جن مین سے ایک کو دو کے دامون پر بیچا اور یہ حرام ہو اس سے
احتراز واجب ہو۔ اور اس عبارت کے موافق اور بھی عبارتین موجود ہین جن سے جوابات سابقہ کی
صحت معلوم ہوتی ہو۔ فصیح الدین ہروی رحمہ اللہ کے شرح وقایہ مین ہو فی النسیئۃ یزاد الثمن لاجل الاجل
بیع نسیہ مین قیمت مدت کی وجہ سے زائد ہو سکتی ہو۔ اور نہر فائق شرح کنز الدقائق مین ہو الا تری
انہ یزاد فی الثمن لاجلہ کیا تھین یہ نہین معلوم کہ ثمن پر اجل کی وجہ سے زیادتی کر دی جاتی ہو
اور بحر الرائق مین ہو الاجل فی نفسہ لیس بمال ولا یقابلہ شیء من الثمن حقیقۃ اذا لم یشترط
زیادۃ الثمن بمقابلتہ قصدا ویزاد فی الثمن لاجلہ اذا ذکر الاجل بمقابلۃ زیادۃ الثمن قصدا
خود اجل تو مال نہین ہو اور نہ اُسکے مقابل مین کچھ قیمت ہو جبکہ اُسکے مقابل مین قصدا قیمت کی تصریح
نہ کر دی جاے البتہ اُسکی وجہ سے قیمت زیادہ کی جا سکتی ہو جبکہ زیادتی کے مقابلہ مین مدت ذکر کر دی جاے اور
یوسف چلپی رحمہ اللہ کے حواشی شرح وقایہ مین ہو یجوز ان یقابل الثمن فی المبیع بالمؤجل اکثر
مما فی المعجل بحیث تقابل کثرۃ المؤجل تعجیل القلیل یہ جائز ہو کہ قیمت تاخیر کی صورت مین
زائد رکھی جاے بہ نسبت عجلت کی صورت کے اسطرح پر کہ زیادتی عجلت کی کمی کے مقابل کر دی جاے
ان عبارتون سے ثابت ہوا کہ قیمت کا زیادہ کر دینا بر تقدیر نسیہ درست ہو اور اُسکے جواز کا جزئیہ کتاب
الحج تصنیف امام محمد رحمہ اللہ تلمیذ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مین موجود ہو اُسکی عبارت یہ ہو قال محمد قال ابو حنیفۃ فی
رجل یکون لہ علی رجل مائۃ دینار الی اجل فاذا حلت قال لہ الذی علیہ الدین بعنی سلعۃ یکون
ثمنہا مائۃ دینار نقدا بمائۃ وخمسین الی اجل ان ہذا جائز لانہما لم یشترطا شیئا ولم یذکرا امرا
یفسد بہ الشراء امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہین اگر ایک شخص کے سو دینار

تھے جسکے ادا کرنے کی ایک مدت مقرر تھی جب وہ مدت گذر گئی تو جسپر قرض تھا اُسنے کہا کہ میرے پاس ایک چیز ہی جسکے دام اگر نقد دو تو سو روپیہ ہین اور اگر ادا کی کوئی مدت مقرر کرو تو ڈیڑھ سو روپیہ ہین تو یہ بیع جائز ہوگی کیونکہ اُنھون نے بیع مین کوئی شرط نہین لگائی ہی اور نہ کسی امر فاسد کا ذکر کیا ہے۔

اور اُسی کتاب مین چند سطر کے بعد ہی وهکذا یتبایع الناس لانهم اذا اخروا ازدادوا ولا باس بهذا لوگ باہم یونھین بیع و شرا کیا کرتے ہین کہ جب دام کی ادائی مین تاخیر ہو تو دام زائد کردیتے ہین اور اس مین کچھ حرج نہین ہی یہ جزئیہ جو خود امام محمد امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ سے نقل کر گئے جزئیۂ قاضی خان وغیرہ سے بالضرور مرجح ہی باقی رہا ربوا کا خدشہ وہ یون مدفوع ہی کہ گندم وغیرہ اقسام غلہ بعوض دراہم و دنانیر کے فروخت کرنے مین ربوا نہین ہی اور نہ شبہ ربوا ہی اگر دو سیر گیہون جو بازار مین دو آنے کو ملتے ہین کوئی شخص بعوض ایک روپیہ کے نقد بیچے تو بھی درست ہی ایسے ہی اگر نسیہ مین قیمت بڑھائے اور مشتری راضی ہو جائے تو بھی درست ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** غلہ کی تجارت عموماً حرام ہی یا نہین زید کہتا ہی کہ غلہ کی تجارت عموماً حرام ہی کیونکہ وہ احتکار ہی اور احتکار حرام ہی آیا زید کا یہ قول صحیح ہی یا نہین

جواب زید کا قول بدیہی البطلان ہی کیونکہ غلہ کی تجارت عموماً ہرگز حرام نہین ہی اور نہ وہ احتکار ہی البتہ غلہ وغیرہ کا خریدنا جو آدمیون یا بہائم کا قوت ہو گرانی مین تجارت کے لیے اور اُسکا روک رکھنا تاکہ گرانی مین فروخت کیا جائے احتکار ممنوع اور حرام ہی۔ امام نووی رحمہ اللہ منہاج شرح صحیح مسلم ابن الحجاج رحمہ اللہ مین فرماتے ہین قال اهل اللغة الخاطئ بالهمز هو العاصي الآثم وهذا الحديث صريح في تحريم الاحتكار قال اصحابنا الاحتكار المحرم هو الاحتكار في الاقوات خاصة وهو ان يشتري الطعام في وقت الغلاء للتجارة ولا يبيعه في الحال بل يدخره ليغلو ثمنه اہل لغت کہتے ہین کہ خاطی بہمزہ عاصی و آثم ہی اور یہ حدیث احتکار کی حرمت کی صراحت کرتی ہی ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ حرام احتکار وہ ہی جو قوت مین ہو یعنی کھانے کی چیزون کو حالت گرانی مین تجارت کرنے کی غرض سے خریدے اور اُسے اُسوقت تک نہ فروخت کرے جبتک دام بڑھ نجائین۔ اور طیبی رحمہ اللہ ترجیع شرح مشکوٰۃ المصابیح مین لکھتے ہین الاحتکار المحرم هو في الاقوات خاصة بان يشتري الطعام في وقت الغلاء ولا يبيعه في الحال بل يدخره ليغلو احتکار صرف قوتون مین حرام ہی یعنی

یہ حرام ہے کہ ارزانی کے وقت غلہ خرید کے جمع کرلے تاکہ گرانی کے وقت بیچے۔ اور مجالس الابرار مین ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احتکر فہو خاطئ ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عمرو بن عبد اللہ ومعناہ ان من یجمع الطعام الذی یجلب الی البلاد ویحبسہ لیبیعہ فی وقت الغلاء فہو اثم لتعلق حق العامۃ بہ وہو فی الحبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقہم وتضییق الامر علیہم وہو ظلم عام وصاحبہ ملعون کما روی انہ علیہ السلام قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الذی یجلب الامتعۃ والاقوات ویبیعہا لتحصیل الربح یحصل لہ الربح ولا اثم علیہ لان الناس ینتفعون بہ فینالہ برکۃ دعائہم والذی یشتری الطعام الذی یجئ الی البلاد ویحبسہ لیبیعہ فی وقت الغلاء فہو ملعون بعید عن الرحمۃ ولا یحصل لہ البرکۃ مادام فی ذلک الفعل انتہے وفی مجمع البحار من احتکر طعاما ای اشتراہ وحبسہ لیقل فیغلو والحکر والحکرۃ الاسم منہ وفی موضع آخر من احتکر فہو خاطئ یا اثم الحرم من الاحتکار ما ہو فی الاقوات وقت الغلاء للتجارۃ ویوخر للغلاء انتہے وفی الفتح فیہ اشعار بان الاحتکار انما یمنع فی حالۃ مخصوصۃ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہی کہ جس نے احتکار کیا وہ گنہگار ہی یہ حدیث صحاح مصابیح مین ہی اسے عمرو بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی اسکا مطلب ہی کہ جو شخص کھانے کی چیزون کو خرید کے اس غرض سے جمع کرے کہ اُسے گرانی کے وقت بیچے وہ گنہگار ہی کیونکہ اُس چیز کے ساتھ عوام کا حق متعلق تھا جسے اُسنے روک رکھا ہی اور فروخت نہین کرتا ہے اور اس طرح اُنکے حق کو باطل کرنا چاہتا ہی اور اُنپر تنگی کرنا چاہتا ہی جو ظلم عام ہے اور محتکر ملعون ہے جیساکہ مروی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جالب کو رزق دیا گیا ہی اور محتکر ملعون ہی اس حدیث مین نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے تصریح فرمادی ہی کہ جو کھانے کی چیزون کو اور دوسری چیزون کو خریدتا اور بیچتا ہی تاکہ نفع اُٹھائے اُسے نفع ملتا ہی اور اُس پر گناہ نہین ہوتا کیونکہ لوگ اُس سے نفع حاصل کرتے ہین اور اُنکی دعا کی برکت سے اُسے بھی فائدہ ہوتا ہی اور جو کھانے کی چیزون کو خریدتا ہی اور اس غرض سے روک رکھتا ہی کہ گرانی کے وقت بیچے وہ ملعون ہی خدا کی رحمت سے دور ہی اُسے برکت حاصل نہوگی جبتک وہ یہ کام کرتا رہے گا اور مجمع البحار مین ہی جس نے کھانے مین احتکار کیا یعنے کھانے کی چیز کو خرید کے رکھ چھوڑا تاکہ اُسکی کمی پڑے اور جب وہ گران ہو جائے تب بیچے (حکر اور حکرہ اس سے دو اسم ہین) اور دوسری روایت مین ہی جسنے احتکار کیا وہ گنہگار ہی احتکار حرام وہ ہی جو قوت مین ہو تجارت کے گران ہونے کے وقت اور

مال اُس وقت کے لیے روک رکھا گیا ہو انتہی اور فتح مین ہے اس مین اس جانب اشارہ ہے کہ احتکار ایک خاص حالت مین ممنوع ہے۔ اور اگر بازار سے نہ خریدے بلکہ اُس کی زمین مین ہو یا ارزانی مین خریدے اور تم اس کو بے روکے ہوے بیچ ڈالے یا گرانی مین خریدے اور اُسکو روکے لیکن تجارت مقصود نہو بلکہ مصارف روزمرہ کے لیے مول لیا ہو یا جنس قوت بشر اور بہائم سے خارج ہو تو ان سب صورتون مین تجارت مذکور حرام نہین بلکہ باتفاق حنفیہ و شافعیہ جائز اور درست ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم فاما اذا جاءہ من قریتہ او اشتراہ فی وقت الرخص و ادخرہ او ابتاعہ لیبیعہ فی وقت الغلاء لحاجتہ الی اکلہ او ابتاعہ لیبیعہ فی وقتہ فلیس باحتکار ولا تحریم فیہ و اما غیر الاقوات فلا یحرم الاحتکار فیہ بکل حال ہذا تفصیل مذہبنا قال العلماء والحکمۃ فی تحریم الاحتکار دفع الضرر عن عامۃ الناس کما اجمع العلماء علی انہ لو کان عند انسان طعام و اضطر الناس الیہ ولم یجدوا غیرہ اجبر علی بیعہ دفعا للضرر عن الناس الی قولہ وحمل الحدیث علی احتکار القوت عند الحاجۃ الیہ و الغلاء وکذا حمل الشافعی و ابو حنیفۃ و اٰخرون وہو الصحیح انتہی وقال الطیبی فی شرح المشکوۃ فاما اذا جاء بہ من قریتہ او اشتراہ فی وقت الرخص و ادخرہ و باعہ فی وقت الغلاء فلیس باحتکار ولا تحریم فیہ اما غیر الاقوات فلا یحرم الاحتکار فیہ بکل حال انتہی بقدر الحاجۃ وفی المجالس ومن حبس غلۃ ارضہ لا یکون محتکرا لانہ خالص حقہ لم یتعلق بہ حق العامۃ لکن لو کان للناس الیہ حاجۃ فالافضل لہ ان یبیعہ ولو امتنع عن البیع یکون مسیئا القلۃ شفقتہ علی المسلمین انتہی وفی موضع اٰخر و ہذا فیما یضر حبسہ عند الحاجۃ الیہ مما ہو قوت البشر والبہائم کالبر والشعیر والتمر والتین والزبیب فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری قال الکرمانی الحکرۃ احتکار الطعام ای حبسہ یتربص بہ الغلاء ہذا بحسب اللغۃ واما الفقہاء فقد اشترطوا لہا شروطا مذکورۃ فی الفقہ انتہی وفی مجمع البحار المحرم من الاحتکار ما ہو فی الاقوات وقت الغلاء للتجارۃ ولیوخر للغلاء لا فیما جاء من قریتہ او اشتراہ فی الرخص و ادخرہ او ابتاعہ فی الغلاء لیبیعہ فی الحال نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے اگر کوئی شخص دیہات سے غلہ لایا یا دیہات مین خرید کیا اور اُسے ذخیرہ کیا یا اس غرض سے خریدا کہ گرانی کے وقت اپنے کام مین لائے یا اس غرض سے خریدا کہ اُسے بیچے تو احتکار نہین ہے اور نہ حرام ہے اور اقوات کے علاوہ دوسری چیزون مین احتکار کسی حال مین حرام نہین ہے کہ ہمارے مذہب کی تفصیل ہے علما نے کہا ہے کہ تحریم احتکار مین حکمت یہ ہے کہ عوام الناس کو ضرر نہ پہونچنے پائے جیسا کہ علما نے اجماع کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کہانا ہو اور لوگون کو اُسکی ضرورت ہو اور اُسکے سوا

کسی اور کے پاس نہو تو وہ شخص بیع پر مجبور کیا جائیگا تاکہ لوگون کو نقصان نہ پہونچے (پھر آگے چلکر کہتے ہین) یہ حدیث مطلقا حاجت کے وقت قوت کے روکنے پر محمول کی جائیگی جیساکہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور دوسرے لوگون نے محمول کیا ہی یہی صحیح ہی اور طیبی رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ مین کہا ہی اگر غلہ کسی دیہات سے لایا یا ارزانی کے وقت خریدا اور جمع کر رکھا تاکہ گرانی کے وقت بیچے تو یہ احتکار نہین ہی اور نہ یہ حرام ہی اور غیر قوت مین احتکار کبھی حرام نہین ہی انتہی اور مجالس مین ہی جس نے اپنی زمین کے غلے کو روک رکھا وہ محتکر نہین ہی کیونکہ یہ غلہ اُسکا خالص حق ہی عوام کا حق اس سے متعلق نہین ہی البتہ اگر لوگون کو اُسکی ضرورت پڑے تو افضل یہ ہی کہ اُسے بیچڈالے اگر وہ نہ بیچے گا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اُسنے مسلمانون پر رحم نہین کیا اور دوسری جگہ ہی یہ حکم اُن چیزون مین ہی جنکا ضرورت کے وقت روک رکھنا مضر ہو مثلا قوت بہائم و بشر جیسے گیہون جو کھجور انگور وغیرہ اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین ہی کرمانی رحمہ اللہ نے کہا ہی حکرہ احتکار طعام کو کہتے ہین یعنے کھانے کو روک رکھنا تاکہ گرانی مین اُس سے نفع اُٹھائے یہ تو تحقیق لغوی ہی اور فقہا اس مین شرطین لگاتے ہین جو فقہ مین مذکور ہین اور مجمع البحار مین ہے حرام وہ احتکار ہی جو بغرض تجارت غلہ کی گرانی کے وقت کیا جائے نہ اُس مین جو کسی گانون سے لایا جائے یا ارزانی مین خرید کے رکھ چھوڑا جائے (نہ بہ نیت بیع) یا حالت ارزانی مین خریدا جائے تاکہ فورًا بیچڈالے۔ پس اگر صغری مین احتکار سے مراد احتکار شرعی ہے تو صغری ممنوع ہی کیونکہ تجارت گندم اور جو اور چنا بلکہ جمیع اقسام اقوات بشر و بہائم مین ہرگز احتکار شرعی نہین ہے جیسا کہ مفصلا معلوم ہوا اور اگر احتکار لغوی مراد ہی تو مسلّم ہی لیکن کبرے مین احتکار سے کیا مراد ہی اگر احتکار شرعی مراد ہی تو حد اوسط مکرر نہین چنانچہ خود ظاہر ہی اور اگر احتکار لغوی مراد ہی تو حد اوسط مکرر ہے لیکن کبرے ممنوع ہی کیونکہ احتکار لغوی ہرگز حرام نہین بلکہ بلا دغدغہ جائز و درست ہی بلکہ خود خیر القرون مین موجود اور متحقق تھا حرام نہین صحیح مسلم مین جو ثانی صحاح ستہ ہی اور بعض کے نزدیک کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب اور صحیح بخاری پر مقدم ہی سعید بن مسیب سے منقول ہی فقیل لسعید فانک تحتکر قال سعید ان معمر الذی کان یحدث ھذا الحدیث کان یحتکر سعید ابن مسیب سے کہا گیا کہ تم احتکار کرتے ہو تو اُنھون نے کہا کہ معمر جو اس حدیث کے راوی ہین وہ خود احتکار کیا کرتے تھے۔ پس سعید بن مسیب تابعی جلیل الشان اور معمر بن عبد اللہ راوی حدیث جو زیتون کے تیل کا احتکار کرتے تھے معاذ اللہ زید کے مذہب کے موافق

حرام کے مرتکب ٹھہرتے ہین اورا کابر اہل سنت وجماعت ہرگز اُنکو اسکا مرتکب نہین قرار دیتے بلکہ حدیث کو احتکار شرعی پر محمول کرتے ہین اور اُنکے قول کو مخصوص باحتکار لغوی کرتے ہین نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین واما ماذکر فی الکتاب عن سعید بن المسیب ومعمر راوی الحدیث انهما کانا یحتکران فقال ابن عبد البر واخرون انما کان یحتکران الزیت وحملا الحدیث علی احتکار القوت عند الحاجۃ الیه والغلاء وکذا حمله الشافعی وابو حنیفۃ واخرون وهو الصحیح کتاب مین جو سعید بن مسیب اور معمر راوی حدیث کے متعلق احتکار منقول ہی اسکے متعلق ابن عبد البر رحمہ اللہ اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ وہ دونون زیتون مین احتکار کرتے تھے اور حدیث کو احتکار قوت پر محمول کرتے ہین جبکہ اُسکی احتیاج اور گرانی ہو اسی پر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور دوسرے لوگون نے محمول کیا ہی اور یہی صحیح ہی۔ واللہ اعلم نمقہ العبد الخامل الجانی السید امیر احمد النقوی السهسوانی صح الجواب حررہ العبد الضعیف المستجیر الی رحمۃ ربی القدیر ابو المجتبی الشهیر بسید عبد الرحمن یصلح شانہ المنان۔ الجواب صحیح کتبہ سید شریف حسین۔ اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد تلطف حسین۔ هذا الجواب صحیح حررہ سید نذیر حسین۔ الجواب صحیح حررہ ابو البرکات حافظ محمد۔ اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب کتبہ سید احمد حسین فی الواقع مطلقا تجارت غلہ حرام نہین ہی بلکہ احتکار شرعی حرام ہی جیساکہ مفصلا مجیب مصیب نے بیان کیا ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

سوال کفار سے مال خریدنے مین اُنکا یہ قاعدہ مقرر ہی کہ چاہے نقد لے چاہے قرض مگر دام ادا کرنے کے لیے مدت مقرر کرتے ہین بغیر مدت مقرر کیے ہوے قیمت نہین کرتے اور مدت تین مہینہ سے کم نہین ہوتی پھر جب قیمت طے ہوئی تو خریدار سے دستخط کرا لیتے ہین یعنے اب خریدار کو مال لینا ضرور ہوگا اور مال کی نکاسی اُنکی کوٹھیون سے دو صورت پر ہی ایک صورت یہ ہی کہ فوراً روپیہ دے اور دوسری صورت یہ ہو کہ تین مہینے کے بعد روپیہ دے مگر اُسکے کاغذ مین یہ لکھا رہتا ہی کہ ہم چاہین نقد لیکر مال دین چاہے مدت پر مین پھر اگر کسیکو مدت پر دیا تو ایک تمسک تین مہینے کی میعاد کا لکھوا لیتا ہی پھر اگر خریدار کے پاس روپیہ بہم ہوا اور ایک یا دو مہینے کے اندر اُسنے دینا چاہا تو بائع کو اختیار باقی رہتا ہی کہ اُسوقت لے لے یا میعاد پر لے کیونکہ میعاد معینہ پر روپیہ لینے مین بتفصیل مفصلہ ذیل بائع کا نفع ہی اگر ایک مہینے کے بعد روپیہ وصول ہوا تو مدت مین سے کہ دو مہینے باقی رہے اُس دو مہینے کا فی سیکڑہ تین روپیہ کم لینا ہوگا اور اگر دو مہینہ کے بعد وصول

ہوا تو ایک مہینہ کا کم لیگا اگر پوری مدت پر کر تین مہینے سے وصول ہوا تو کچھ بھی کم نہ کریگا اور اگر قیمت کے
طے ہوتے ہی زر قیمت وصول ہوا تو پوری مدت کا کہ تین مہینے ہے فی سیکڑہ تین روپیہ کم لیگا پس
ان صورتون مین کہ فوڑا روپیہ دینے مین اور مہینے دو مہینے کے بعد دینے مین قیمت طے شدہ سے
کچھ کم لیتا ہو خریدار کے حق مین جائز ہو یا نہین **جواب** کفار سے اس طرح مال مول لینا کہ اگر نقد روپیہ ادا
کرے تو پوری قیمت مقررہ بائع کو دینا ہوگی اور اگر ایک یا دو یا تین مہینے کے بعد روپیہ ادا کرے تو فی
سیکڑہ تین روپیہ فی ماہ زیادہ دینا ہوگا یہ فی الحقیقت نرخ مال کا بیان ہو یعنی اگر خریدار نقد خرید کرے
تو مثلا سو روپیہ قیمت دے اور اگر ایک یا دو یا تین ماہ کے بعد قیمت ادا کرے تو مال کی قیمت ایک
سو تین یا ایک سو چھ یا ایک سو نو روپیہ دے اور اس مضمون کا خریدار سے لکھوالینا یادگاری اور توثیق
کے لیے ہو پس خریدار کے حق مین یہ عقد شرعا جائز ہو قال فی الهداية ويجوز البيع بثمن حال ومؤجل
اذا كان الاجل معلوما لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع وعنه عليه السلام والصلوة انه
اشترى من يهودى طعاما الى اجل ورهنه درعه ہدایہ مین ہو بیع نقد دام اور دیر مین دام ملنے کی
صورتون مین جبکہ مدت معلوم ہو جائز ہو کیونکہ خدا کا قول احل اللہ البیع مطلق ہو اور حضور سرور
کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے مروی ہو کہ اُنھون نے ایک یہودی سے کھانا خریدا دام کی
ادا کرنے کی مدت مقرر کر کے اور اپنی ذرہ کو رہن کیا۔ اور رد المحتار مین ہو ان الاجل يقابله قسط
من الثمن مدت کے مقابل قیمت کا کچھ حصہ مقرر ہو سکتا ہو پس ہر ماہ مین تین روپیہ سیکڑہ کی
زیادتی مین کوئی قباحت نہین ہو۔ اور اسکے بعد کہ بائع نے خریدار سے تین مہینے کا میعادی تمسک
لکھوا کے مال دیا ہے بائع کو تین مہینے کے بعد قیمت لینے کا اختیار ہو چاہے قیمت میعاد کے اندر لے
چاہے میعاد پر لے کیونکہ اُسکا رجع بائع کی جانب سے حط بعض قیمت کی طرف اور خریدار کی جانب سے
حط اجل کی طرف ہوگا اور ان دونون امرون مین شرعا کچھ قباحت نہین ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم العبد
المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ | محمد ارشاد حسین | الجواب صحیح محمد عبد القادر۔ الجواب صواب عنایت اللہ ولد
حبیب اللہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی | **سوال** بادشاہی زمانے مین بابت عہدہ قضا اکیسو بیگھہ
زمین و مبلغ ایک سو روپیہ سرد ہی و نکاح بندی و خلعت عیدین وغیرہ بنام زید مقرر ہوا اور زید کے

دو پسر ہوئے ایک عمرو دوسرا بکر اور زید کے فوت ہونے کے بعد اشیائے مذکورہ بالا نصف نصف ہر دو پسران مذکورین پر تقسیم ہوئے پھر عمرو فوت ہوا اُسنے تین لڑکیان اور ایک بی بی چھوڑی پھر بکر فوت ہوا اور اُسنے دو لڑکے چھوڑے اب زوجۂ عمرو نے نصف اشیاے مذکورہ کا نصف اپنے برادر کو دیا اور نصف اپنی چھوٹی لڑکی کو ہبہ کیا پھر زوجۂ عمرو کے بھائی کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹون نے وہ اشیا بیچڈالے یہ بیع اور وہ ہبہ صحیح ہے یا نہین **جواب** جو عطاے سلطانی بطور انعام مؤبد کی ہو اور معطی لہ کے قبضے مین آجائے وہ معطی لہ کی ملک ہو جاتی ہے اور اُسکی بیع وہبہ وغیرہ جملہ تصرفات ملکیہ صحیح ہوتے ہین اور جو بطور وظیفہ و مشاہرہ و تقرری کے ہو اُس مین معطی لہ کی ملک نہین ہوتی ہے جبتک اُسکا قبضہ نکرے ان عبارات سے یہ تفصیل واضح ہے فی خزانۃ الروایات من لہ وظیفۃ فی بیت المال کالاجر العاشر والامامۃ والتاذین وساقی الماء وغیرذلک اذا قسمہ حال حیاتہ فقسمتہ باطل وفی جواہر الفتاوی المشاہرۃ من مال الخراج یوصل الیہ کل سنۃ فوھبہا لغیرہ ووکلہ لقبضہا لا یجوز لانہ لایملکہا قبل القبض ولا یصح جعلہ ہبۃ لغیرہ ولا یورث عنہ لانہ لایملکہا وفی العالمگیریۃ اذا ماتت المرأۃ فتنازع الرجلان فی عطائہا وادعی کل منہما انہا امہ واختہ فاصطلحا علی ان یکتب العطاء لاحدہما باسم الآخر علی ان یعطیہ الآخر جعلا علی ذلک فالعطاء لصاحب الاسم فی الواقعات لانعام المخلد والمؤبد بمنزلۃ الملک یجوز بیعہ وشراؤہ علی الصحیح وفی رسالۃ احکام الاراضی فی غیر المقبوض قولان اظہرہما انہ لایملک وہو قول الجمہور الموافق للقوانین الفقہیۃ فان الاصل ان المعدوم لایصح تملیکہ ولا التصرفات فیہ وایضا فیہ لایعلم للقول بالتملک فی غیر المقبوض من الوظیفۃ اصل من الکتب المشہورۃ المعتبرۃ فصار قولا مرجوحا لایعبأ بہ خزانۃ الروایات مین ہے جسکا بیت المال سے وظیفہ مقرر ہو مثلاً عشر وصول کرنے والا۔ امام۔ موذن۔ پانی پلانے والا۔ وغیرہ یہ لوگ اگر اپنی زندگی مین اپنے عہدے اور وظیفے تقسیم کردین تو یہ تقسیم باطل ہوگی اور جواہر الفتاوی مین ہے مال خراج سے کسی کا مشاہرہ مقرر تھا جو اُسے ہر سال مال خراج سے ملا کرتا تھا اُسنے وہ مشاہرہ دوسرے کو ہبہ کردیا اور اُسکو وکیل قبض بنا دیا تو یہ جائز نہین ہے کیونکہ قبضے کے پہلے وہ خود اُسکا مالک نہین ہے اور نہ اُسکا ہبہ کرنا درست ہے اور نہ یہ مشاہرہ مال موروث سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اُس کی ملک نہین ہے اور عالمگیری مین ہے ایک عورت مرگئی تو دو آدمیون نے اُسکے عطا مین جھگڑا کرنا شروع کیا ہر ایک

یہ کہتا تھا کہ وہ میری مان تھی یا بہن تھی اُسکے بعد دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ عطیہ ایک کے نام لکھدیا جائے اس شرط سے کہ وہ دوسرے کو اُسکا حصہ دیتا ہی پس وہ عطیہ اُسی کا ہوگا جس کے نام لکھا گیا ہی اور واقعات مین ہی دائمی انعام بمنزلہ ملک کے ہی جسکی بیع وشرار بر مذہب صحیح جائز ہے اور رسالۂ احکام الاراضی مین ہی غیر مقبوض مین دو قول ہین اظہر یہ ہی کہ وہ اُسکا مالک نہین ہی یہی جمہور کا قول ہی اور قوانین فقہیہ کے مطابق ہی کیونکہ یہ اصل ہی کہ معدوم کی تملیک اور اُس مین تصرف درست نہین ہی اور اسی رسالہ مین ہی وظیفۂ غیر مقبوضہ مین ملکیت کے قول کی کتب مشہورہ سے کوئی اصل نہین ثابت ہوتی ہی پس یہ قول مرجوح ہی جو قابل اعتبار نہین ہی پس صورت سوال مین زمین معافی کی ہبہ و بیع نافذ ہی اور باقی حقوق کی ہبہ و بیع ناجائز ہی **سوال** یہ نیلام معہود جو براہ جبر و حکومت انگریزی ہوتا ہی کہ نہ مالک سے اذن لیا جاتا ہی نہ وہ اُسپر راضی ہوتا ہی ہزار روپیہ کی جائداد ہے اور پانسو روپیہ کا قرض ہی اور جائداد اُسی پانسو مین بہادی جاتی ہی پس یہ نیلامی بیع مثبت ملک مشتری ہی یا نہین اور قاضی شرع کو جو اختیار بیع مال مدیون مفلس کا ہی صاحبین کے نزدیک تو اُسکی شرط یہ ہی ان امتنع المفلس من بیعہ و قسمتہ بین غرمائہ بالحصص کذا فی الہدایۃ اگر مفلس مال کو فروخت نہ کرے اور اُسکے حصص کو قرضخواہون پر تقسیم نہ کرے جیسا کہ ہدایہ مین ہی کاشکے مالک سے کہتے کہ تو بیع اور قرض ادا کر تو یہ ظلم نہوتا **جواب** یہ بیع نیلامی بلا تراضی مثبت ملک مشتری نہوگی اور قاضی کو بیع مال مدیون کا اُس وقت اختیار ہی جب متمرد و سرکش ہوکہ خود فروخت کرکے ادا نہ کرتا ہو۔ فتح القدیر مین ہی التراضی شرط لثبوت حکمہ شرعا وھو الملک شرعًا ثبوت حکم بیع کے لیے تراضی شرط ہے یہی ملک کے معنی ہین۔ اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہی سئل فی مدیون امتنع من اداء الدین حتی حبس والحال ان لہ عقارا وغیرہ یمکنہ الوفاء من ثمنہا انہ متمرد ومتعنت فی بیع ذلک فہل یبیع القاضی علیہ حیث کان الحال ما ذکر الجواب نعم ایک قرضدار کے متعلق سوال کیا گیا جو قرض ادا نہین کرتا تھا حتے کہ وہ قید کیا گیا حالانکہ اُسکے پاس مال تھا جسکے دامون سے اُسکا قرض ادا ہوسکتا تھا اور وہ اُسکے بیچنے سے انکار کرتا تھا ایسی صورت مین کیا قاضی اُسکے مال کو بیچ سکتا ہی پس جواب دیا گیا کہ ہان **سوال** نوٹ کی بیع وشرا کمی یا زیادتی پر جائز ہی یا نہین **جواب** نوٹ ہر چند کہ خلقۃً ثمن نہین مگر عرفًا حکم ثمن مین ہے بلکہ

عین ثمن سمجھا جاتا ہی اسوجہ سے کہ اگر سو روپیہ کا نوٹ کوئی ہلاک کردے تو اصل مالک سو روپیہ کا تاوان لیتا ہی اور سو روپیہ کا نوٹ جب بیچا جاتا ہی تو اُس سے اُس کاغذ کی قیمت ملنا مقصود نہین ہوتی کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ کاغذ دو پیسہ کا بھی نہین ہی بلکہ مقصود سو روپیہ کا بیچنا اور اُسکی قیمت لینا ہوتا ہی اور سو روپیہ کا نوٹ اگر کوئی شخص قرض لے تو بوقت ادا چاہے سو روپیہ کا نوٹ دے یا سو روپیہ دونون صورتین مساوی سمجھی جاتی ہین اور دائن کو مدیون سے کسی ایک کے لینے مین عذر نہین ہوتا حالانکہ اگر مدیون غیر جنس بوقت ادا دے تو دائن نہین لیتا بخلاف پیسون کے کہ وہ بھی اگرچہ عرفاً ثمن ہین مگر اُنکی یہ کیفیت نہین ہی اگر ایک روپیہ کے عوض مین کوئی چیز خریدے یا ایک روپیہ کسی سے قرض لے اور ادا کے وقت ایک روپیہ کے پیسے دے تو دائن یا فروخت کنندہ کو اختیار رہتا ہی کہ وہ لے یا نہ لے اور حاکم کی طرف سے اُس پر جبر نہین ہوسکتا کہ خواہ مخواہ وہ پیسے لے پس پیسے اگرچہ عرفاً ثمن ہین مگر عین ثمن خلقی نہین سمجھے گئے ہین بخلاف نوٹ کے کہ یہ عین ثمن خلقی ہی گو عینیت خلقیہ نہین بلکہ عینیت عرفیہ ہو پس تفاضل. بیع فلوس مین جائز ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نوٹ مین بھی جائز ہو کیونکہ پیسے غیر جنس ثمن ہین حقیقۃً بھی اور عرفاً بھی گو بوجہ اصطلاح اور عرف کے اُس مین ثمنیت کی صفت آگئی ہو پس جبکہ نوٹ عرفاً جمیع احکام مین عین ثمن خلقی سمجھا گیا باب تفاضل مین اُسی بنا پر حکم دیا جائے گا اور تفاضل اس مین حرام ہوگا فانما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی اعمال کا مدار نیتون پر ہے اور ہر شخص کے لیے جو اُسکی نیت ہی۔ اور اگر اس مین حقیقۃً ربوا نہو تو شبہہ ربوا سے تو مفر نہین اور تمام کتب فقہ مین مرقوم ہی کہ شبہۃ الربوا باعث حرمت ہی اور اسکے علاوہ جو بیع وشراے نوٹ مین تفاضل اختیار کرے گا مقصود بجز اسکے کہ بعوض کم روپیہ کے زیادہ روپیہ حاصل ہوجائین اور کچھ نہو گا مگر حیلہ کے طور پر وہ نوٹ کا معاملہ کرے گا اور ظاہر ہی کہ ایسے حیلون کے ارتکاب سے حلت کا حکم نہین ہوسکتا۔ تہذیب الایمان مین ہی انما المحرم ان یقصد بالعقود الشرعیۃ غیر ما شرعها الله له فیصیر مخادعا لدینه کائد الشرع فان مقصوده حصول الشئ الذی حرم الله بتلك الحیلة او اسقاط ما اوجبه حرام یہ ہی کہ عقود شرعیہ سے اُن باتون کا قصد ہو جو غیر مشروع ہین پس ایسی صورت مین وہ دین کو دھوکا دینے والا اور شرع کے ساتھ مکاری کرنے والا ہوگا کیونکہ اُسکا

مقصد یہ ہی کہ اس حیلہ سے وہ ایسا نفع حاصل کرے جسے شرع نے اُسپر حرام کیا ہی یا ایسی چیز اپنے ذمے سے ساقط کردے جو اُس پر واجب تھی۔ پس اگر نوٹ مین تفاضل قضاءً جائز بھی ہو لیکن دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ کسی طرح سے درست نہو گا کیونکہ کتب فقہ مین۔ بیع عینیہ اور شراء باقل مما باع وغیر ذلک کی ممانعت مذکور ہی اور احادیث اس باب مین بکثرت وارد ہین جن سے ایسے حیلون کی حرمت ثابت ہوتی ہی اگر یہ شبہہ ہو کہ نوٹ جب ثمن خلقی نہین ہی تو اُسکا حکم بعینہ کیونکر ہو سکتا ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ عرفاً وہ عین ثمن خلقی سمجھا گیا اور تمام مقاصد ثمن خلقی کے اُسکے ساتھ متعلق ہوے پس باب تفاضل مین اُسی کا اعتبار ہوگا خاص کر دیانۃً کیونکہ اسکا تعلق مقاصد سے ہی گو کہ یہ مقاصد پوشیدہ ہوا کرتے ہین باقی رہا فتح القدیر کا قول لو باع کاغذۃ بالف یجوز اگر کسی نے کاغذ سو روپیہ کو بیچا تو درست ہی۔ تو اُس سے یہ کاغذ مراد نہین ہی جو عین ثمن خلقی سمجھا گیا ہی کیونکہ اُنکے زمانے مین نوٹ کا وجود ہی نہ تھا پس سادہ کاغذ مراد ہی **سوال** سلم فلوس رائجہ مین درست ہی یا نہین **جواب** امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک درست ہی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہین ہی۔ تنویر الابصار مین ہی ویصح السلم فیما امکن ضبط صفتہ ومعرفۃ قدرہ کمکیل وموزون مثمن وعددی متقارب کجوز وبیض وفلس ولبن وآجر بملبن معین۔ بیع سلم اُس شی کی درست ہی جسکی صفت کا منضبط کرنا اور جسکی مقدار کا جاننا ممکن ہو مثلاً مکیلات اور موزونات ثمنیات اور عددی متقارب جیسے اخروٹ انڈا پیسہ دودھ اور مکان معین کی اینٹین۔ اور بحر الرائق مین ہی والفلس لانہ عددی یمکن ضبطہ فصح ان یکون مسلما فیہ وقیل لا یصح عند محمد لانہ ثمن مادام یروج وظاہر الروایۃ عن الکل الجواز واذا بطل ثمنیتھا لا یخرج عن العدد الی الوزن الا ان یصطلح اھل العرف پیسے کی بیع سلم جائز ہی کیونکہ وہ عددی ہی اور اُسکا ضبط ممکن ہی پس اُس مین سلم بھی درست ہی بعض کہتے ہین کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہین ہی کیونکہ پیسہ جبتک رائج ہی ثمن ہی اور تمام ائمہ سے ظاہر روایت جواز کی ہی اور ثمنیت باطل ہونے کے بعد عددیت سے موزونیت کی جانب منتقل نہین ہوسکتی مگر جبکہ عوام اُسے بیکار سمجھنے لگین اور متون معتبرہ امام صاحبؒ کے قول پر ہین **سوال** رنگون مین مسلمان قصاب اپنی گائے کیل گھر سارجن کے معائنہ کو لیجاتے ہین جو سرکار کی طرف سے اسی کام کے لیے مقرر ہی پھر اُس سے اجازت نامہ حاصل کر کے

مسلمان گاؤکش سے جسے عرف مین ملا کہتے ہین ذبح کراتے ہین پھر گوشت شہر مین لاکر ہندو اور مسلمانون کی دوکان پر رکھ دیتے ہین شہر کے لوگ ہندو اور مسلمان دونون کی دوکانون سے خریدتے ہین یہ جائز ہی یا نہین **جواب** کافر بیچنے والے سے گوشت خریدنا جائز ہی اگر وہ کافر کہے کہ یہ گوشت مین نے مسلمان سے خریدا ہی فی ملتقی الابحر ویقبل فی المعاملات قول الفرد ولو انثی او عبدا او فاسقا او کافرا کقوله شریت اللحم من مسلم او کتابی فیحل ومن مجوسی فیحرم وفی شرحه مجمع الانهر هذه العبارة اولی من عبارة الکنز وهو قوله ویقبل قول الکافر فی الحل والحرمة لان شارحه الزیلعی قال هذا سهو لان الحل والحرمة من الدیانات وانما یقبل قوله فی المعاملات خاصة للضرورة انتهی لکن حمله علی المساهلة اولی من حمله علی السهو ویکون المراد یقبل قول الکافر فیما یودی الی الحل والحرمة لانه قال العینی اراد بالحل الحل الضمنی وبالحرمة الحرمة الضمنیة لانه اراد حاصل مسئلة فی الهدایة وهو قوله ومن ارسل اجیرا له مجوسیا او خادما فیشتری لحما فقال اشتریته من یهودی او نصرانی او مسلم وسعه اکله لان قول الکافر مقبول فی المعاملات لانه خبر صحیح لصدوره عن عقل و دین یعتقد فیه حرمة الکذب والحاجة ماسة الی قبوله لکثرة وقوع المعاملات وان کان غیر ذلک لم یسعه ان یاکل منه وفی مختصر الوقایة فان قال کافر اشتریت اللحم من مسلم او کتابی حل اکله ومن مجوسی حرم ملتقی الابحر مین ہی معاملات مین ایک ہی شخص کا قول معتبر ہی اگرچہ وہ عورت یا غلام یا فاسق یا کافر ہو پس اگر وہ یہ کہدے کہ مین نے یہ گوشت مسلمان یا اہل کتاب سے خریدا ہی تو وہ حلال ہوگا اور اگر کہے کہ مجوسی سے خریدا ہی تو حرام ہوگا اور اُسکی شرح مجمع الانہر مین ہی یہ عبارت کنز کی اس عبارت سے اچھی ہی کہ کافر کا قول حلت و حرمت مین معتبر ہی کیونکہ شارح زیلعی نے کہا ہی کہ یہ سہو ہی اسلیے کہ حلت و حرمت دیانات سے ہی اور کافر کا قول صرف معاملات مین ضرورت کی وجہ سے معتبر ہی انتہی لیکن اسے مساہلہ پر حمل کرنا تسامح پر محمول کرنے سے زیادہ اچھا ہی مطلب یہ ہی کہ کافر کا قول اُن چیزون مین معتبر ہی جو حلت و حرمت تک مفضی ہون کیونکہ عینی نے کہا ہے کہ حلت سے حلت ضمنی اور حرمت سے حرمت ضمنی مراد ہی اس لیے کہ اُنھون نے مسئلہ ہدایہ کا ماحصل اپنے ان الفاظ مین ظاہر کیا ہے کہ اگر کسی نے ایک مجوسی مزدور یا نوکر کو گوشت خریدنے کے لیے بھیجا اور اُسنے آکر کہا کہ مین یہ گوشت یہودی یا عیسائی یا مسلمان کے یہان سے خرید کے لایا ہون تو وہ شخص اس گوشت کو کھا سکتا ہے

کیونکہ معاملات مین کافر کا قول مقبول ہی اس لیے کہ یہ خبر صحیح ہی کیونکہ مخبر ایسا شخص ہی جو عقل رکھتا ہی اور
اور ایسا دین رکھتا ہی جس مین کذب حرام ہی اور ضرورت اُسکے قول کے تسلیم کر لینے پر مجبور کرتی ہی
کیونکہ معاملات بکثرت واقع ہوتے ہین اور اگر ان کے سوا کسی اور سے خریدا ہی تو اُسے نہ کھانا چاہیے
اور مختصر وقایہ مین ہی اگر کسی کافر نے کہا کہ مین نے یہ گوشت کسی مسلم یا کتابی سے خریدا ہی تو اُسکا کھانا
حلال ہے اور اگر کہا کہ مجوسی سے خریدا ہی تو حرام ہی - اور ایسا ہی منح الغفار اور ہدایہ اور تنویر الابصار
اور درمختار وغیرہ مین ہی **سوال** زید کسی شخص سے کنگھیان مول لیتا ہی اور نرخ پانچ روپیہ سیکڑہ
ہی تو کسی شخص نے مبلغ سو روپیہ پیشگی دیے اور مال والے نے اقرار کیا کہ مین ساڑھے چار روپیہ سیکڑا
دون گا اور اس شرط سے دون گا کہ وہ مال جب مین طیار کرون تب اپنے ہاتھ سے بیچکر اُس کا
نفع جو کچھ ہوگا تجکو دون گا تو اُس شخص کو وہ نفع کھانا جائز ہی یا نہین **جواب** ایسی شرط کے ساتھ بیع
ناجائز ہی **سوال** تجارت کی غرض سے خریدنے کے واسطے کسی جنس کے پیدا ہونے کے قبل اُسکی
بابت کوئی نرخ معین کرکے پیشگی قیمت دینا چاہیے یا نہین اگر فرض کیا جائے کہ اس طرح پر پیشگی روپیہ
دینا جائز ہی تو نرخ کے تعین کی نسبت کیا حکم ہی یعنے نیا بھاؤ جو مقرر کیا جائے اُسکو موجودہ نرخ یا
اُس شی کی فصل پر کے نرخ سے کوئی نسبت ہونی چاہیے یا جو نرخ فریقین اپنی رضامندی سے
مقرر کرلین **جواب** درست ہی بشرطیکہ روپیہ دینے کے وقت نرخ مقرر کرلیا جائے کہ فی روپیہ
اتنا لین گے خواہ فصل مین نرخ کم ہو یا زائد **سوال** اکثر دیہاتون مین رسم ہی کہ تالاب کے اندر
مچھلی خریدتے ہین یہ جائز ہی یا نہین اور مشتری کو تالاب سے مچھلی نکال کے کھانا جائز ہی یا نہین اور
اگر مشتری کی اجازت سے کسی دوسرے آدمی نے شکار کھیلا اور مزدوری کے طریقے پر چند مچھلیان
مشتری نے اُسکو دیدین تو وہ مچھلیان شکار کھیلنے والے کو لینا اور کھانا درست ہی یا نہین **جواب**
مچھلی کا شکار سے پہلے بیچنا جائز نہین ہی پس اگر اُسکی بیع عرض واسباب کے عوض مین ہوئی ہے تو
فاسد ہی اور اگر دراہم و دنانیر کے عوض مین بیع ہوئی ہی تو باطل ہی جیسا کہ درمختار مین ہی وفی
البرجندی ذکرہ المصنف ان بیع المتسمك قبل ان یصطاد باطل ان کان بالدراھم
والدنانیر وفاسد ان کان بالعرض اور برجندی مین ہی مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ شکار
سے پہلے مچھلی کو بیچنا اگر دراہم و دنانیر سے ہو تو باطل ہی اور اگر عروض سے ہو تو فاسد ہی - اور بیع

باطل مفید ملک نہین ہوتی اگرچہ مشتری قابض بھی ہو۔ اور بیع فاسد واجب الرفع ہی لیکن اگر مشتری بائع کی رضامندی سے قابض ہو تو مالک ہو جاتا ہی اور اُس مبیع مین مشتری کا تصرف جیسے ہبہ وغیرہ نافذ ہوگا اور کسی کے ہاتھ مشتری کا بیچنا بھی نافذ ہوگا مگر مشتری کو اُس مبیع کا کھانا درست نہین ہی جیسا کہ نہایہ مین ہے فی الھدایۃ ولا یجوز بیع السمک فی الماء قبل ان یصطاد لانہ باع مالا یملکہ ولا فی خطیرۃ اذا کان لا یوخذ الا بصید لانہ غیر مقدور التسلیم ومعناہ اذا اخذہ ثم القاہ فیہا ولو کان یوخذ من غیر حیلۃ جاز الا اذا اجتمعت فیہا بانفسہا ولم یسد علیہا المدخل لعدم الملک انتہی وفی موضع اٰخر واذا قبض المشتری المبیع بالبیع الفاسد بامر البائع وفی العقد عوضان کل واحد منہما مال ملک المبیع ولزمتہ قیمتہ انتہی وفی موضع اٰخر ولکل واحد من المتعاقدین فسخہ رفعا للفساد فلو باعہ المشتری نفذ بیعہ لانہ ملکہ فیملک التصرف فیہ ویسقط حق الاسترداد انتہی وفی الدر المختار واذا ملکہ تثبت کل احکام الملک الا خمسۃ لا یحل لہ اکلہ ولا لبسہ ولا وطؤہا ولا ان یتزوجہا منہ البائع ولا شفعۃ لجارہ لو عقارا + اشباہ وفی الجوہرۃ وشرح المجمع ولا شفعۃ بما فی یدہ۔ ہدایہ مین ہی مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے پانی مین بیچنا جائز نہین ہی کیونکہ یہ اُس چیز کی بیع ہی جسکی ملک ثابت نہین اُسی طرح تالاب مین بھی مچھلی کو فروخت کرڈالنا درست نہین ہی جبکہ بغیر شکار کے وہ پکڑی نہ جاسکتی ہون کیونکہ تسلیم پر قدرت نہین ہی اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر مچھلیان پکڑکے تالاب مین ڈالین تو اگر تالاب سے بلا کسی کھٹکے نکالی جاسکتی ہین تو یہ بیع جائز ہی مگر اُس صورت مین کہ مچھلیان خود سے تالاب مین آئی ہون پھر اُنکے واپس جانے کا راستہ روک دیا گیا ہو ناجائز ہی کیونکہ ملک ثابت نہین ہے اور دوسری جگہ ہی اور جب مشتری مبیع فاسد پر قابض ہو جائے اور عقد مین دو عوض ہون اور دونون مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہو جائے گا اور قیمت لازم ہوگی اور دوسری جگہ ہی اور متعاقدین مین سے ہر ایک کو حق فسخ ہی فساد کے دفع کرنے کے لیے اور اگر مشتری نے بیچ ڈالا تو اُسکی بیع نافذ ہوگی کیونکہ وہ اُس چیز کا مالک تھا تو تصرف کا بھی مالک تھا اور حق استرداد ساقط ہو جائے گا اور درمختار مین ہی اور مالک ہونے کے بعد اُسکے لیے پانچ کے سوا اور سب احکام ملک ثابت ہونگے اُسے۔ اکل۔ لبس۔ وطی جائز نہین اور بائع کے ساتھ اُسکی شادی کرنا اور پڑوسی کو شفعہ کا حق نہ حاصل ہوگا جوہرہ اور شرح مجمع مین ہی اور اُسے (جو قبضہ مین ہی) شفعہ کا حق نہ حاصل ہوگا یعنی استثنا ہی

سوال اگر مبیع عین مین مدت بائع کی طرف سے یا ثمن مین مدت مشتری کیطرف سے مقرر ہوئی مگر مجہول تو کیا حکم ہی **جواب** یہ بیع فاسد ہی۔ محیط مین ہی اذا شرط الاجل فی المبیع العین فسد البیع وان شرط الاجل فی الثمن والثمن دین فان کان الاجل معلوما جاز البیع وان کان مجہولا فسد البیع اگر مبیع عین مین اجل کی شرط کی تو عقد فاسد ہوگیا اور اگر ثمن مین اجل معلوم کی شرط کی تو بیع جائز ہی اور اگر اجل غیر معلوم کی شرط کی تو بیع فاسد ہے **سوال** اگر کوئی کہے یہ کتاب مین نے تیرے ہاتھ بیچی ہزار روپیہ کو فی الحال اور دو ہزار روپیہ کو ایک سال کے وعدہ پر اور مشتری نے کہا مین نے قبول کیا تو کتنی رقم مشتری پر لازم ہوگی **جواب** یہ بیع باطل ہی۔ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فتح القدیر مین کہتے ہین واما البطلان فیما اذا قال بعتک بالف حالا وبالفین الی سنۃ فلجہالۃ الثمن اگر کہے بیچا مین نے ہزار روپیہ کو فی الحال اور دو ہزار روپیہ کو سال بھر کے وعدے پر تو جہالت ثمن کی وجہ سے یہ بیع باطل ہی **سوال** جو مسلم یا مستامن دار الحرب مین داخل ہو کر دار الحرب مین حربیون سے بیع فاسد کا معاملہ کرے یا جوا کھیل کے اُنکا مال لیلے تو یہ حلال ہی یا نہین **جواب** حلال ہی۔ درمختار مین ہی ولا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثم لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا عذر خلافا للثانی والثلاثۃ انتہی وقال الطحطاوی فی حاشیتہ قولہ ولو بعقد فاسد کما اذا باع منہم خمرا او خنزیرا او میتۃ او قامرہم واخذ المال کذا فی المنح حربی اور مستامن کے درمیان ربوا نہین ہی گو عقد فاسد یا قمار ہو کیونکہ حربی کا مال مباح ہی تو اُسکی رضا سے مطلقا بلا عذر مباح ہوگا نہ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اور طحطاوی مین ہی اگرچہ بعقد فاسد ہو مثلا اُنکے ہاتھ شراب بیچے یا سور یا مردہ بیچا یا اُنکے ساتھ جوا کھیلا اور اُس سے مال حاصل کیا ایسی ہی منح مین ہی **سوال** آزاد کی بیع دار الاسلام مین باطل ہی یا فاسد **جواب** آزاد چونکہ مبتذل مال نہین ہی لہذا اُسکی بیع باطل ہی مگر امام محمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ہی کہ مخمصہ اور قحط کی حالت مین درست ہی یا جبکہ کوئی مدیون ہو اور ادائے دین کی کوئی صورت نہو تو اگر اپنے کو ادائے دین کے لیے بیچے تو درست ہی شیخ الہداد رحمہ اللہ نے شرح بزدوی مین محیط سے نقل کیا ہی لا یجوز بیع الحر الا ان یعجز عن اداء مال وجب فی ذمتہ او ہو مضطر وقع فی مہلکۃ ولا یری بقاء حیاتہ الا ببیع نفسہ او فی مخمصۃ یحل لہ الجیفۃ حر کی بیع

جائز نہین ہی مگر اُس صورت مین کہ جو مال اُسکے ذمے واجب ہی اُسکے اداکرنے سے عاجز یا مجبور ہو یا ہلاکت مین پڑ گیا ہو جس سے اپنے آپ کو بغیر اپنی جان بیچے ہوے نہ بچا سکے یا ایسے بھوک مین پھنس جائے جسکی وجہ سے اُسے مردار کھانا بھی جائز ہو جائے اور جبکہ بیع جائز ہوگی تو اپنے تمام لوازم کے ساتھ جائز ہوگی پس اگر مبیع عورت ہی تو اُس سے وطی کرنا بھی جائز ہوگی اور اُسکی اولاد بعد دعوت ہوئے ثابت النسب ہوگی **سوال** ایسے مال مغصوب کا جو غاصب کے قبضے مین ہی کسی کے ہاتھ اُس شخص کا بیچنا جس سے غصب کی گئی ہی درست ہے یا نہین **جواب** یہ بیع موقوف ہی پس اگر غاصب نے اقرار کیا یا انکار کیا مگر جس سے غصب کی گئی ہے اُسکے پاس گواہ موجود ہین تو یہ بیع تمام اور لازم ہوگی اور اگر غاصب کے انکار کی صورت مین مغصوب منہ کے پاس گواہ نہین ہین اور غاصب نے مال مغصوب کو تسلیم نہین کیا یہانتک کہ مال مغصوب ہلاک ہو گیا تو بیع مذکور منتقض ہوگی. عالمگیری مین ہی اذا باع المغصوب من غیر الغاصب فھو موقوف ھو الصحیح فان اقر الغاصب تم البیع ولزمہ وان جحد والمغصوب منہ بینۃ فکذلک کذا فی الغیاثیۃ وان لم یکن لہ بینۃ ولم یسلم حتی ھلک انتقض البیع کذا فی الذخیرۃ اگر مغصوب کی بیع غاصب کے علاوہ کسی اور سے کی گئی تو یہ بیع موقوف ہوگی اور یہی صحیح ہی اگر غاصب نے اقرار کر لیا تو یہ بیع درست ہوگی اور اگر انکار کیا اور مغصوب منہ کے پاس کوئی بینہ ہی تو بھی بیع درست ہی جیساکہ غیاثیہ مین ہی اور اگر بینہ نہین ہی اور غاصب نے مغصوب کو تسلیم نہین کیا یہانتک کہ مغصوب ہلاک ہو گیا تو بیع درست نہوگی جیساکہ ذخیرہ مین ہی **سوال** اگر مشتری نے بیع کے وقت بیع پر اپنی دخل یابی کی شرط کی تو یہ شرط مفسد بیع ہی یا نہین اور مفسد بیع کون شرط ہی **جواب** شرط مذکور جو مقتضاے عقد کے موافق ہی مفسد بیع نہین ہی اور جو شرط مقتضاے عقد نہو اور اُسمین بائع یا مشتری یا مبیع اگر آدمی کا فائدہ ہو مفسد عقد بیع ہی جیسے کسی نے کپڑا اس شرط سے خریدا کہ بائع اُسے سلاکے دیگا یا اس شرط پر گھر بیچا کہ بائع ایک مہینہ تک اس مین رہیگا یا غلام اس شرط سے بیچا کہ مشتری اس غلام کو کبھی نہ بیچے - ہدایہ مین ہی المذھب فیہ ان یقال کل شرط یقتضیہ العقد کشرط الملک للمشتری لا یفسد العقد لثبوتہ بدون الشرط وکل شرط لا یقتضیہ العقد وفیہ منفعۃ لاحد المتعاقدین او للمعقود علیہ وھو من اھل الاستحقاق

یفسدہ مناسب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ہر وہ شرط جو مقتضائے عقد ہو (مثلاً ملک مشتری کی شرط) مفسد عقد نہین ہی کیونکہ وہ بلا شرط بھی ثابت تھی اور وہ شروط جو مقتضائے عقد نہین ہین اور اُنمین متعاقدین مین سے کسی ایک کا نفع ہی یا صرف معقود علیہ کا نفع ہی (اور معقود علیہ اہل استحقاق ہی) مفسد عقد ہین **سوال** سلم کا راس المال ایک درم قرار دیکر حوالہ کیا گیا اور زید نے اقرار کیا کہ فصل بیع مین نرخ بازار کے موافق مین اس راس المال کے گیہون دونگا یہ صورت جائز ہی یا نہین **جواب** بیع سلم کی تمام شرطون مین سے یہ بھی شرط ہی کہ مسلم فیہ کی مقدار معلوم ہو اگر کیلی ہو تو کیلا اور اگر وزنی ہو تو وزناً اور اگر عددی ہو تو عدداً اور اگر ذرعی ہو تو ذرعاً مسلم فیہ کی تعیین کرنا چاہیے۔ عالمگیری مین ہے ؎

الرابع ان یکون معلوم القدر بالکیل او الوزن او العدد او الذراع کذا فی البدائع

اور چوتھی شرط یہ ہی کہ مقدار معلوم ہو کیل سے یا وزن سے یا عدد سے یا گز سے جیسا کہ بدائع مین ہی اور ایسا ہی فقہ کی دوسری کتابون مین ہی اور صورت مسئولہ مین کہ کیلاً خواہ وزناً تعیین گندم نہین ہوئی اور نرخ بازار پر مبنی رہی اور نرخ بازار روزانہ بدلتا رہتا ہی جہالت مسلم فیہ لازم آتی ہی اور یہ مفضی الی المنازعۃ ہی اور جو جہالت مفضی الی المنازعۃ ہو وہ مفسد عقد ہی **سوال** بیس سیر گیہون کو راس مال سلم قرار دیکے زید کو پہونچا دیے اور زید نے اقرار کیا کہ مین دو مہینے مین اتنی ہی گیہون پہونچا دونگا یہ صورت جائز ہی یا نہین **جواب** گیہون اگرچہ اس دیار کی اصطلاح مین وزنی ہوگیا ہی مگر بنص شرعی کیلی ہی اور جو چیز نص شرعی کے اعتبار سے کیلی ہی وہ کیلی ہی رہیگی اگرچہ عرفاً وزنی ہوگئی ہو ہان بعض ائمہ کے نزدیک کیلیت اور وزنیت کا مدار اہل دیار کے عرف پر ہی نص شرعی کا اعتبار نہین ہی اس لیے کہ نص شرعی بھی بلحاظ عرف ہی پس ہر حال مین عرف کا اعتبار کیا جائیگا خواہ وزنی ہو یا کیلی جائز نہین ہی کیونکہ کیلی کے عوض مین کیلی اور وزنی کے عوض مین وزنی دینا بشرطیکہ دونون متعینات سے ہون جائز نہین ہی۔ عالمگیری مین ہے

ولا یسلم ما یوزن فیما یوزن اذا کانا مما یتعینان فی العقد کالحدید فی الزعفران واما اذا اسلم الدراھم والدنانیر فی الوزنیات یجوز وزنیات کی بیع سلم وزنیات سے نہ کی جائیگی جبکہ دونون ایسے ہون کہ عقد سے متعین ہوتے ہون مثلاً لوہے کی بیع سلم زعفران سے البتہ اگر وزنیات کی بیع سلم دراہم و دنانیر سے کیجائے تو درست ہی۔ اور تاتارخانیہ مین ہی ولا یصح سلم

الموزون فی الموزون والمکیل فی المکیل. بیع سلم موزونات کی موزونات سے اور مکیلات کی مکیلات سے درست نہین ہی **سوال** بیع سلم مین اقرار ہوا کہ مین فلان مہینے مین فی روپیہ چالیس سیر گیہون دونگا اور بازار کا نرخ فی الحال بیس سیر کا ہی تو یہ بیع درست ہی یا نہین **جواب** درست ہے کیونکہ شرائط بیع سلم مین سے یہ بھی شرط ہی کہ مسلم فیہ کی مقدار اگر کیلی ہو تو کیلا اور اگر وزنی ہو تو وزنا مقرر کردیجاے اور نرخ بازار سے اس نرخ کا مساوی ہونا شرط نہین ہی **سوال** شراب بنانے والے کے ہاتھ جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا انگور کا شیرہ بیچنا جائز ہی یا نہین **جواب** بیع جائز ہی مگر صاحبین کے نزدیک مکروہ ہی۔ عالمگیری مین ہی بیع العصیر ممن یتخذ خمرا لا یکرہ عند ابی حنیفةؒ وعندہماؒ یکرہ ویجوز البیع وبیع العنب ممن یتخذ الخمر علی ہذا الخلاف کذا فی الخلاصة انگور کے شیرہ کو شراب بنانے والے کے ہاتھ بیچنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ نہین ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک مکروہ ہی اور بیع جائز ہی **سوال** بکری کافر کے ہاتھ بیچنا جبکہ یہ معلوم ہو کہ بت پر ذبح کیجائے گی جائز ہی یا نہین **جواب** بیع جائز لیکن مکروہ ہی۔ ہدایہ مین ہی لانہ تسبیب الی المعصیة والبیع الذی ہو کذا لک مکروہ کیونکہ یہ معصیت کے سبب کا مہیا کرنا ہی اور جس بیع مین یہ بات پائی جائے وہ مکروہ ہی **سوال** جبکہ بازار مین ایک روپیہ کا بیس سیر گیہون بکتا ہو اور کوئی شخص قرض سترہ سیر کا بیچتا ہو تو یہ بیع درست ہی یا نہین **جواب** بیع مذکور نافذ ہی مگر مکروہ ہی۔ قنیہ مین ہی شری الشئ الیسیر بثمن غال اذا کان لہ حاجة الی القرض یجوز ویکرہ قرض لینے کی ضرورت سے اگر کسی نے معمولی چیز گران قیمت پر خریدی تو جائز لیکن مکروہ ہی **سوال** افیون اور بھنگ کا بیچنا صحیح ہی یا نہین اور بر تقدیر اول حلال ہی یا نہین **جواب** بیع صحیح ہی لیکن حلال نہین ہی۔ درمختار مین ہی وصح بیع الخمر مما مر ومفادہ صحة بیع الحشیشة والافیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیش ہل یجوز فکتب لا یجوز فیحمل علی ان مرادہم بعدم الجواز عدم الحل قال المصنف بیع خمر صحیح ہی اسکی وجہ بھنگ اور افیون کی بیع کی صحت ہے مین کہتا ہون کہ ابن نجیم رحمہ اللہ سے بھنگ کی بیع کے متعلق پوچھا گیا تو انھون نے جواب دیا کہ جائز نہین ہی مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ انکا مطلب عدم جواز سے حلال نہونا ہے **سوال** غلہ کے علاوہ اگر کسی نے گڑ اور لکڑی اور لوہا اور تانبا وغیرہ خرید کے گرانی کے انتظار مین کئی مہینے روکا پھر گران ہونے کے وقت فروخت کیا

تو یہ بیع جائز ہی یا نہین اور یہ احتکار ہوا یا نہین **جواب** یہ بیع جائز ہی کیونکہ یہ بالتراضی مال کا مال سے بدلنا ہی مگر اس روک رکھنے کے احتکار ہونے مین اختلاف ہی۔ عالمگیری مین ہی والاحتکار فی کل مایضر بالعامۃ فی قول ابی یوسف رح وقال محمد رح الاحتکار بما یتقوت بہ الناس والبہائم کذا فی الحاوی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر احتکار انھین اشیا مین ہی جنکی بدولت عوام کو ضرر ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک احتکار انھین اشیا مین ہی جنکو انسان یا جانور اپنا کھانا بنائین

سوال اگر کوئی شخص گانون سے غلہ شہر مین لایا اور شہر مین چند دن کے بعد نرخ بازار پر بیچا تو یہ بیع جائز ہی یا نہین اور نفع اُسکا جائز ہی یا نہین **جواب** رکن اور شرط کے پائے جانے کیوجہ سے فی نفسہ بیع جائز ہی مگر یہ روک رکھنا اگر شہری لوگون کے لیے ضرر رسان ہی تو مکروہ ہی۔ عالمگیری مین ہی واذا اشتری من مکان قریب من المصر فحمل طعاما الی المصر وحبسہ وذلک یضر باھلہ فھو مکروہ وھذا قول محمد رح وھو احدی الروایتین عن ابی یوسف رح وھو المختار کذا فی الغیاثیۃ وھو الصحیح کذا فی جواھر الاخلاطی اگر شہر سے کچھ دور غلہ خریدا پھر اُسے شہر مین لایا اور کچھ دن رکھکر بیچا اور اس سے اہل شہر کا نقصان ہوا تو یہ مکروہ ہی یہ امام محمد رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت مین یہی مروی ہی اور یہی مختار ہی جیسا کہ غیاثیہ مین ہی اور یہی صحیح ہی جیسا کہ جواہر الاخلاطی مین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: ابو الحسنات محمد عبد الحی]

باب التصرف

سوال شامی کے اس قول مین علماء کیا کہتے ہین وفی الشرنبلالیۃ عن الخانیۃ لایصح ومن قسمۃ الوھبانیۃ+شعر+ ولیس لھم قال الامام تقاسم لدرب ولم ینفذ کذا البیع یذکر+ قال ابن الشحنۃ والمسئلۃ من التتمۃ عن نوادر ابن رستم قال ابو حنیفۃ رح فی سکۃ غیر نافذۃ لیس لاصحابھا ان یبیعوھا ولو اجتمعوا علی ذلک ولا ان یقسموھا فیما بینھم لان الطریق الاعظم اذا اکثر الناس فیہ کان لھم ان یدخلوا ھذہ السکۃ حتی یخف الزحام قال الناطفی وقال شداد فی دور بین خمسۃ باع احدھما نصیبہ من الطریق فالبیع جائز ولیس للمشتری المرور فیہ الا ان یشتری دار البائع واذا ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتھم دربا ویسدوا راس السکۃ لیس لھم ذلک لانھا وان کانت ملکالھم

ظاهراً لكن للعامة فيها نوع حق انتهى ملخصاً ثم افاد ان ما توهمه الناظم رح في شرحه من اختلاف الروايتين مدفوع فان ما ذكره ابن رستم رح في بيع الكل وما ذكره شداد في بيع البعض والفرق ان الثاني لا يفضي الى ابطال حق العامة بخلاف الاول هذا وقد علمت مما قررناه سابقاً ان ما في الوهبانية غير ما ذكره المصنف رح لان مراد المصنف الطريق الخاص المملوك لواحد وهذا طريق مشترك في سكة مشتركة شرنبلالیہ مین خانیہ سے نقل کیا ہی کہ بیع طریق صحیح نہین ہی قسمت وہبانیہ مین ہی امام رحمہ اللہ کہتے ہین اہل محلہ کو اسکا حق نہین ہی کہ کوچۂ غیر نافذہ کے دروازے کو تقسیم[1] کرلین اسی طرح اُنھین اسکا بھی حق نہین ہی کہ اُسے بیچڈالین ابن شحنہ رحمہ اللہ کہتے ہین یہ مسئلہ تتمہ سے ہی نوادر ابن رستم رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کوچۂ غیر نافذہ کے متعلق فرماتے ہین اُسکے لوگون کو اُسکی بیع کا حق نہین ہی اگرچہ وہ سب اس بیع پر متفق ہون اور نہ وہ لوگ آپس مین تقسیم کرسکتے ہین کیونکہ بڑی سڑک پر جب مجمع زائد ہو جائے تو لوگون کو وہان چلے آنے کا حق ہی جبتک کہ مجمع چھٹ جائے ناطفی رحمہ اللہ کہتے ہین شداد رحمہ اللہ نے کہا ہی چند گھرون مین پانچ آدمی شریک تھے ایک نے اپنا راستے کا حصہ بیچڈالا تو یہ بیع درست ہوگی لیکن مشتری کو اُس حصہ پر چلنے کا حق نہوگا تاوقتیکہ وہ گھر بھی نہ خریدے اور اگر سب لوگ یہ چاہین کہ گلی کے سرے پر دروازہ لگا کے اُسے بند کردین تو اُنھین اسکا حق نہین ہے کیونکہ یہ گلی اگرچہ اُنکی ملک ہی لیکن عوام کو بھی اُس مین ایک طرح کا حق حاصل ہی پھر کہا ہی کہ ناظم نے جو اپنی شرح مین یہ خیال کیا ہے کہ اختلاف رواتین ہے تو یہ مدفوع ہی کیونکہ ابن رستم رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہی وہ بیع کل کی صورت مین ہی اور جو شداد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی وہ بیع بعض کی صورت مین ہے اور فرق یہ ہی کہ دوسری صورت مین حق عوام کا ابطال نہین ہوتا ہے برخلاف پہلی صورت کے یہ تم جان چکے ہو کہ وہبانیہ مین اور بات ہے اور مصنف رحمہ اللہ نے اور بات کہی ہے کیونکہ مصنف رحمہ اللہ کی مراد خاص راستہ ہی جو کسی ایک شخص کی ملک ہو اور یہ مشترک گلی کی مشترک

---

[1] اس عربی شعر کی ترکیب بہت دقیق ہی بے غور کیے مطلب نہین سمجھا جاسکتا قال الامام جملہ معترضہ ہی اور لھم لیس کی خبر مقدم ہے اور ببد رب تقاسم کے متعلق ہے جو مبتداے مؤخر ہے لیس کی اور ولم ینفذ مین واو حالیہ ہی سلیس عربی عبارت یون ہے قال الامام لیس لھم تقاسم درب الطریق الغیر النافذ وکذا لھم بیعہ لیس بجائز۔ اور یہ تغیر شعر مین نظم کی وجہ سے واقع ہوا ہی ۱۲ مترجم۔

راہ ہے (جو واقع ہے مطلب بیع طریق صفحہ ۱۸۱ جلد رابع شامی مطبوعہ قسطنطنیہ مین) آیا یہ روایت ملک مشترک مین وارد ہے یا ملک خاص مین شخص واحد کی اور اگر ملک مشترک مین وارد ہے تو اُس سے ملک خاص کا بھی حکم دربارۂ منع تصرف نکلتا ہے یا نہین اور یہ قول ظاہر الروایۃ ہی یا نادر الروایۃ اور مفتی بہ ہی یا غیر مفتی بہ **جواب** یہ نادر الروایۃ ہی اور ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہی بشرطیکہ کسی غیر کا ضرر بین نہو اور جس تصرف مین دوسرے کا ضرر بین ہو اُس تصرف سے ممنوع رکھا جائے گا تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہے قال فی التنویر وشرحہ الدر المختار لایمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا فیمنع من ذلک وعلیہ الفتوی کذا فی البزازیۃ واختارہ فی العمادیۃ وافتی بہ قاری الھدایۃ وافق بذلک ایضا الشیخ برھان الائمۃ وبہ یفتی کما فی شرح الوھبانیۃ لابن الشحنۃ نقلا عن کتاب الحیطان للصدر الشہید وفی حواشی الاشباہ لبیری زادہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ مالم یکن ضررا بینا وھو مایکون سببا للھدم وما یوھن البناء بسببہ او یخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وھو ما یمنع عن الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ والفتوی علیہ تنویر اور اُسکی شرح در مختار مین ہے کوئی شخص اپنی ملک مین تصرف کرنے سے روکا نہین جاسکتا بجز اُس صورت کے کہ ضرر ظاہر ہو ایسی صورت مین وہ روکا جائے گا اسی پر فتوے ہی جیسا کہ بزازیہ مین ہے عمادیہ مین اسی کو اختیار کیا ہے اور قاری ہدایہ نے بھی اسی پر فتوی دیا ہی اور شیخ برہان الائمہ رحمہ اللہ نے بھی اسی پر فتوے دیا ہے ابن شحنہ رحمہ اللہ کی شرح وہبانیہ مین صدر شہید رحمہ اللہ کی کتاب الحیطان سے نقل کیا ہے کہ اسی پر فتوے ہی بیری زادہ رحمہ اللہ کے حواشی اشباہ مین ہی کہ ہر شخص کو اپنی ملک مین تصرف کا حق ہے اگرچہ اس سے اُس کے پڑوسی کو ضرر پہونچے یہ ظاہر الروایۃ مین ہی اور متاخرین کی رائے مین انسان کو اپنی ملک مین تصرف کا حق ہی اگرچہ اس سے دوسرے کو ضرر پہونچے جبتک کہ ضرر بین نہو مثلاً انہدام یا کمزوری عمارت کا سبب ہو یا عمارت سے انتفاع ناممکن ہو جائے انتفاع کے ناممکن ہونے کا مطلب یہ ہی کہ مانع حوائج اصلیہ ہو جائے بلکہ اُس مین روشنی کا آنا بالکل رک جائے اور اسی پر فتوی ہے

اور جامع الفصولین مین ہی الحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع منہ ولو اضر بغیرہ لکن ترک القیاس فی محل یضر بغیرہ ضررا بینا و قیل بالمنع و بہ اخذ کثیر من المشائخ حاصل یہ ہی کہ اس قسم کے مسائل مین قیاس کا مقتضے یہ ہی کہ جو اپنی خاص ملک مین تصرف کرے گا وہ اُس سے روکا نہین جا سکتا اگرچہ وہ دوسرے کو ضرر پہونچائے لیکن ایسی صورت مین جبکہ ضرر بین پہونچتا ہو قیاس ترک کردیا جائے گا اور بعض لوگ اسکے قائل ہین کہ وہ ایسا کرنے سے روک دیا جائے گا اکثر مشائخ اسی طرف گئے ہین۔ اور کوچۂ غیر نافذہ مین جسمین ملک مشترک اور حق مرور علی سبیل التساوی ہوتا ہی کسی شخص کو بدون اجازت جملہ اہل سکہ کے تصرف نہین جائز ہی اگرچہ دوسرون کو مضر نہو۔ تعالیق الانوار مین ہے وغیر النافذ لا یتصرف مطلقا ای باحداث شئ کالبناء او الحفر اما الانتفاع فجائز قال فی منیۃ المفتی اہل السکۃ ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا او یسدوا راس السکۃ لیس لہم ذلک لانہا و ان کانت ملکا لہا لکن للعامۃ فیہا نوع حق وہو انہ اذا ازدحم فی الطریق کان لہم ان یدخلوہا حتی یخف الزحام وہذا فی المملوک فکیف بغیر المملوک فلا یجوز سدہا ومنع الناس منہ وفیہ لسکۃ غیر نافذۃ اخذ رجل فی اخر السکۃ شیئا لم یملک الا باذن جمیع اہل السکۃ الاعلی والاسفل کوچۂ غیر نافذہ ہی نفع حاصل کرنا جائز ہے لیکن اُس مین تصرف عمارت بنا کر یا زمین کھود کر نا درست نہین ہی منیۃ المفتی مین ہے گلی والے اگر یہ چاہین کہ اپنی گلی کے سرے پر دروازہ لگا دین یا اُسکے سرے کو بند کردین تو اُنکو اسکا حق نہین ہی کیونکہ وہ گلی اگرچہ اُنکی ملک ہی لیکن اُس مین عوام کا حق ہی وہ یہ کہ جب راستہ مین مجمع زائد ہو جائے تو وہ اُس گلی مین آ سکتے ہین تاکہ مجمع کم ہو جائے اور جب مملوک کا یہ حال ہی تو غیر مملوک کو بند نہ کر سکنا اور لوگون کو اُس مین آنے سے روک نہ سکنا تو ظاہر ہی منیۃ المفتی مین ہی کہ کوچۂ غیر نافذہ کے ختم پر کسی شخص نے اگر کچھ بنا لیا تو وہ بغیر تمام گلی والون کی اجازت کے اُس کا مالک نہین ہو سکتا۔ اور مجمع البرکات مین ہے لو احدث ذلک فی طریق غیر نافذ لا یسعہ ذلک بلا اذن الشرکاء فی ذلک الطریق وان لم یضر بہم اگر کسی نے کوچۂ غیر نافذہ مین کچھ بنایا تو اُسے اسکی اجازت نہوگی جبتک کہ اُس گلی کے سب رہنے والون سے اجازت نہ لے اور اگرچہ اُنکو کچھ ضرر نہ پہونچائے۔ اور برجندی کی شرح مختصر وقایہ مین ہی

وفی غیر نافذ لا یسعہ احداث ذلک الا باذن الشرکاء اضرہم او لا لانہ مملوک للجمیع
اور کوچہ غیر نافذہ مین کسی کو بلا اجازت شرکا کچھ بنا لینے کا حق نہین ہو خواہ اُنکو ضرر پہونچے یا نہ
پہونچے کیونکہ وہ گلی سب کی ملک ہو۔ اور تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہو فی غیر النافذ لا یجوز ان یتصرف
باحداث مطلقا اضرہم او لا الا باذنہم لانہ کالملک الخاص بہم بلا اجازت کوچہ غیر نافذہ
مین کچھ بنا کر تصرف کرنے کا حق مطلقا کسیکو نہین ہو خواہ اُس گلی کے رہنے والون کو ضرر پہونچے یا نہ
پہونچے کیونکہ یہ زمین اُن کی ملک خاص کی ایسی ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی |

کتاب الربوا

سوال اگر کوئی شخص زر خطیر حربیون کو سودی قرض دے اور سود وصول کرنے کے لیے اپنے وکیل
کو دار الحرب مین مقرر کرے تو جائز ہو یا نہین **جواب** دار الحرب مین حربیون سے سود لینا جائز
ہو وکیل وصول کرے یا موکل کیونکہ نائب مثل منیب کے ہے فی الدر المختار ولا ربوا بین
حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح
فیحل برضاہ مطلقا بلا عذر خلافا للثانی والثلاثۃ وفی رد المحتار
قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما
یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم والربوا اعم من ذلک
اذ یشمل ما اذا کان الدرہمان فی بیع درہم بدرہمین من جہۃ المسلم والکافر وفی
السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل مسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ منہم
اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون
ذلک طیبا لہ والاسیر والمستامن سواء حتی لو باعہم درہما بدرہمین او باعہم میتۃ بدراہم
او اخذ مالا منہم بطریق القمار فذلک کلہ طیب لہ درمختار مین ہو مسلمان اور حربی کے
درمیان ربوا نہین ہے اگر عقد فاسد ہو یا قمار کے ذریعہ سے ہو کیونکہ مال حربی دار الحرب مین مباح ہو
پس اسکی رضامندی سے اُسکا مال ہر حال مین مطلقا مباح ہو بلا عذر امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ
اسکے خلاف ہین اور رد المحتار مین ہو کہ صاحب فتح القدیر نے کہا ہو پوشیدہ نہین ہو کہ اسی دلیل سے

اُس عقد کی صحت ظاہر ہوتی ہی جس مین مسلم کو نفع پہونچے ربوا اس سے عام ہی کیونکہ اُس صورت کو بھی شامل ہی جب ایک بیع کی درہم بمعاوضہ دو درہمون کے ہو مسلم وکافر دونون کی جانب سے سیر کبیر اور اُسکی شرح مین ہی جب مسلمان دار الحرب مین امان لیکر داخل ہو تو اس مین کچھ حرج نہین کہ جس طریقے پر چاہے کافرون سے اُنکا مال اُنکی رضامندی سے وصول کرے کیونکہ اُس نے مال مباح کو حاصل کیا ہی بلا کسی عذر کے تو یہ اُسکے لیے درست ہوگا اور قیدی اور مستامن سب اس معاملہ مین برابر ہین حتی کہ اگر ایک درہم دو درہم کے عوض مین بیچے اور مردہ چند درہمون کے عوض مین بیچے یا جوے سے اُن لوگون سے وصول کرے تو یہ سب حلال ہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد۔ اگر مسلمان نے ربوا کا معاملہ حربی کے ساتھ دار الاسلام مین کیا اور اپنے وکیل کو قبضہ کرنے کے لیے دار الحرب مین بھیجا تو جائز نہین ہے کیونکہ ربوا کا معاملہ دار الاسلام مین ممنوع ہے اور اگر دار الحرب مین کیا ہے تو البتہ جائز ہوگا۔ اشباہ مین ہی الربوا حرام الا فی ست مسائل بین المسلم والحربی ثمہ و بین مسلمین لم یہاجرا الینا ربوا بجز چھ صورتون کے ہر جگہ حرام ہی اول مسلمان وحربی مین دار الحرب مین اور دو مسلمانون مین جو دار الحرب سے ہجرت کرکے ہمارے پاس نہ آئین۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

سوال زید نے دعوی دلاپانے زر کثیر کا کہ بعض سود اور بعض اصل ہی بوکالت بکر بنام ہندہ عدالت مین دائر کیا تھا وکیل زید نے قاضی کے سامنے وقت گفتگوے مقدمہ بہ نسبت زر مدعا بہا کے یہ الفاظ بیان کیے کہ دراصل یہ تنازع بیچ رقم سود کے درمیان فریقین کے واقع ہی آیا اس بیان وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور باقی رہنا سود کا سمجھا جاتا ہی یا نہین اگر قاضی بیان مذکور کو وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور نزاع حال کو نزاع سود سمجھکر دعوے مدعی خلاف شرع تصور کرکے خارج اور نامسموع کردے تو بجا اور درست ہے یا نہین۔ اور وکیل کا زر مدعا بہا کی نسبت رقم سود کہنا مخالف اور متناقض قول مدعی کے کہ وہ بعض مدعا بہا کو سود اور بعض کو اصل کہتا ہی ہوسکتا ہی یا نہین یا وکیل کا قول بمنزلہ قول مؤکل قرار پاکے بحکم اسکے کہ بیان مین قول اخیر معتبر ہی۔ چنانچہ حاشیہ فتاوی شامیہ آخر الوقف مین قاعدہ

اصول یون منقول ہو فان التعیین اذا تعارضا عمل بالمتأخر منھا جب تعارض ہو جائے تو قول اخیر پر عمل کیا جائے گا۔ یہ نزاع کا مدعا بہا کی رقم سود کی سمجھی جائے گی اور وکیل کا قول بحکم اس روایت کے بمنزلہ قول مؤکل کے ہو سکتا ہو یا نہین - درمختار مین ہو وصح اقرار الوکیل وکیل کا اقرار صحیح ہو۔ اور ردالمحتار مین اسکی صراحت یون کی ہو یعنی اذا ثبت وکالۃ الوکیل بالخصومۃ و اقر علی موکلہ سواء کان موکلہ المدعی فاقر بانتفاء الحق او المدعا علیہ فاقر بثبوتہ علیہ یعنی جب وکیل بالخصومت کی وکالت ثابت ہو گئی اور اُسنے موکل کے خلاف اقرار کیا خواہ موکل مدعی ہو اور وکیل انتفاے حق کا اقرار کرے یا مدعا علیہ ہو اور وکیل ثبوت حق کا دعوی کرے **جواب** اس صورت مین وکیل نے کوئی ایسا کلمہ نہین کہا کہ جس سے زر اصل سے برارت یا اقرار وصول وغیرہ سمجھا جائے کہ اُسکے قول کو بعینہ موکل کا قول سمجھکے تناقض وغیرہ سمجھا جائے بلکہ وکیل کے قول کا مفہوم اسیقدر ہو کہ اصل خصومت سود کی رقم مین ہو اس مین یہ بھی احتمال ہو کہ رقم اصل اتفاقا لازم ہو اور رقم سود مین نزاع ہو پس اس صورت مین نہ تناقض ہو نہ اقرار وصول اصل وغیرہ **سوال** ربوا کیا ہو **جواب** کیلا یا وزنا احد المتجانسین کی زیادتی دوسرے پر معاوضہ مالیہ مین بلاعوض ہوا ہو بحر الرائق مین ہو ولیس المراد مطلق الفضل بالاجماع فان فتح الاسواق فی سائر بلاد المسلمین للاستفضال والاسترباح وانما المراد فضل مخصوص وھو فضل مال بلاعوض فی معاوضۃ مال بمال ای فضل احد المتجانسین علی الآخر بالمعیار الشرعی ای الکیل والوزن مطلق فضل مراد نہین ہو بالاجماع کیونکہ تمام مسلمانون کے شہرون مین جو بازارین قائم کی گئی ہین اُنکا منشا محض نفع حاصل کرنا اور زیادتی پانا ہے بلکہ زیادتی بلاعوض ہو کسی مال کو مال کے عوض دینے مین یعنے متجانسین مین سے ایک کا دوسرے پر زائد ہونا بمعیار شرعی یعنے کیلا و وزنا **سوال** ربوا کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے **جواب** کیل یا وزن باتحاد جنس اگر دونون پائے جائین یعنے گیہون کے عوض مین گیہون بیچنا۔ ربوا عبارت فضل مخصوص سے ہو اور نسیہ بھی یعنے صورت مساوات عوضین مین ایک کو وعدے پر رکھنا لیکن اگر دونون معدوم ہون جیسے کپڑے کا ایک تھان دوسرے قسم کے دو تھان کے عوض مین بیچنا اس مین تفاضل اور نسیہ دونون حلال ہین۔ درمختار مین ہو وعلتہ ای علۃ تحریم الزیادۃ القدر المعہود بکیل او وزن مع الجنس فان وجد احرم الفضل ای الزیادۃ والنساء بالمد

التاخیر فلو یجز بیع قفیز بقفیز منہ متساویا واحدھما نساء وان عدما کیسر الدال من باب علم ای ھلک حلاکھروی فی مرویین لعدم العلۃ فیبقی علی اصل الاباحۃ علت تحریم کیل اور وزن مین مقدار معہودہ کی زیادتی اور جنس کا متحد ہونا ہی پس اگر یہ دونون باتین پائی جائنگی تو ربوا متحقق ہوگا اور فضل یعنے زیادتی اور نسا یعنے تاخیر حرام ہوگی لہذا گیہون کے بورے کو اُسی کے مساوی دوسرے بورے کے عوض مین بیچنا جائز نہین ہی اگر ایک کے دینے مین تاخیر ہو اور اگر دونون ہلاک ہوجائین تو حلال ہین جیسا کہ ایک ہروی دو مردیون مین کیونکہ علت باقی نہین رہی تو اصل اباحت یہ باقی رہیگی **سوال** اعتبار ربوا کے باب مین گیہون کیلی مانا جائے گا یا وزنی **جواب** کیلی مانا جائے گا۔ درمختار مین ہی وما نص الشارع علی کونہ کیلیا کبر وشعیر وتمر وملح او وزنیا کذھب وفضۃ فھو کذلک لا یتغیر ابدا شارع نے جسے کیلی تباویا مثلاً گیہون جو کھجور اور نمک یا وزنی تبادیا مثلاً چاندی سونا تو ہمیشہ اُسی حال پر رہین گے اُنمین کبھی کچھ تغیر نہوگا **سوال** ایک سیب کی بیع دو سیب کے عوض مین یا ایک مٹھی گیہون کی بیع دو مٹھی گیہون کے عوض جائز ہی یا نہین **جواب** جائز ہی کیونکہ شرعی معیار نصف صاع ہی تو اس سے کم یس نصف صاع سے کم مین زیادتی درست ہی۔ عالمگیری مین ہی یجوز بیع الحفنۃ بالحفنتین والتفاحۃ بالتفاحتین وما دون نصف الصاع فی حکم الحفنۃ ایک پیمانے کو دو پیمانون کے عوض مین اور ایک سیب کو دو سیبون کے عوض مین بیچنا درست ہی اور نصف صاع سے کم پیمانی کے حکم مین ہی **سوال** ہندؤن سے سود لینا جائز ہی یا نہین **جواب** جائز نہین ہی کیونکہ دار الاسلام مین سود لینا اور دینا حرام ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہی احل اللّٰہ البیع وحرم الربوا اللہ تعالی نے بیع کو حلال کیا ہی اور سود کو حرام۔ اور اہل ذمہ معاملات مین مثل اہل اسلام کے ہین نصاب الاحتساب مین ہے ان فیما سوی الخمر والخنزیر ونکاح المحارم وعبادۃ غیر اللّٰہ تعالی حال اھل الذمۃ کحال المسلمین ما یمنع عنہ المسلم یمنع عنہ اھل الذمۃ شراب اور سور کے احکام مین اور محرمون سے نکاح کرنے اور خدا کے علاوہ دوسرون کے عبادت کرنے کے سوا ہین اہل ذمہ کا حال مسلمانون کا ایسا ہی جس سے مسلمان روکے جائین گے اُس سے اہل ذمہ بھی روکے جائین گے **سوال** نصاری کی عملداری مین کہ اہل اسلام نصاری کے پاس روپیہ جمع کرتے ہین اور نصاری سے اُس کا سود

لیتے ہین اور اُسے وثیقہ کہتے ہین درست ہی یا نہین **جواب** دارالحرب مین مسلم اور کافر حربی کے معاملہ مین ربوا درست ہی۔ جیساکہ نقایہ مین ہی ولا ربوا بین مسلم وحربی فی دارہ مسلمان اور ذمی کے درمیان دارالحرب مین ربوا متحقق نہین ہوتی۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک نصاری کی عملداری بوجہ شعائر کفر بے دغدغہ باعلان رواج پائے ہوئے ہین دارالحرب ہی پس وثیقہ درست ہی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دارالاسلام کے دارالحرب ہونے مین تین شرطین ہین جب یہ تینون شرطین نصاری کی عملداری مین متحقق ہوجائین تو وہ دارالحرب ہوجائے گی اور وثیقہ جائز ہوگا۔ برجندی نے شرح نقایہ مین لکھا ہی فعند ابی حنیفۃ رح لا یصیر دار الحرب الا بثلثۃ اشیاء احدها ان یکون متصلا بدار الحرب لیس بینهما موضع فی ید اهل الاسلام والثانی ان یجری فیها اهل الحرب احکامهم والثالث ان لا یبقی فیها مسلم او ذمی آمن بالامان الاول وعندهما اذا اجری اهل الحرب فی بلدة احکامهم صارت دار حرب کیفما کان کذا فی فتاوی قاضی خانؒ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دارالاسلام دارالحرب تین باتون سے ہوتا ہی (۱) دارالحرب سے متصل ہو کہ اُسکے اور دارالحرب کے بیچ مین کوئی جگہہ اہل اسلام کے قبضہ مین نہو (۲) اہل حرب اُس مین اپنے احکام جاری کرین (۳) اُس مین کوئی مسلم یا ذمی آمن بامان اول باقی نہو اور صاحبینؒ کے نزدیک جب اہل حرب کسی شہر مین اپنے احکام جاری کردین تو وہ دارالحرب ہوجاتا ہی چاہے اُسکی کوئی حالت ہو جیساکہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور عالمگیری مین ہی قال محمدؒ فی الزیادات انما یصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ بشرائط ثلث احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتهار وان لا یحکم فیها بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلۃ بدار الحرب لا یتخلل بینهما بلدة من بلاد الاسلام والثالث ان لا یبقی فیها مؤمن ولا ذمی آمنا بامانه الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامه والذمی بعقد الذمة امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات مین کہا ہی کہ دارالاسلام امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دارالحرب تین شرطون سے ہوتا ہے (۱) اجرائے احکام کفار باعلان وعدم اجرائے حکم اسلام (۲) اتصال دارالحرب اسطرح کہ درمیان مین کوئی ملک مسلمانون کے قبضہ مین نہو (۳) کوئی مومن وذمی آمن بامان اول (جو قبل استیلائے کفار مسلمانون کو اسلام کی وجہ سے اور ذمی کو عقد ذمہ کیوجہ سے تھا) باقی نرہے **سوال** اگر مسلم باستیمان دارالحرب مین جائے

تو مسلم کو دار الحرب مین حربی سے سود لینا جائز ہی یا نہین **جواب** امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی فی الهداية ولا بين المسلم والحربي في دار الحرب خلافا لابي يوسف والشافعي رحمهما الله لهما الاعتبار بالمستامن منهم في دارنا ولنا قوله عليه الصلوة والسلام لا ربوا بين المسلم والحربي في دار الحرب ولان مالهم مباح في دارهم فباي طريق اخذه المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم يكن فيه غدر بخلاف المستامن منهم لان ماله صار محظورا بعقد الامان وقال البرجندي في شرح النقاية ناقلا عن المبسوط ولا فرق بين ان ياخذ المسلم الدرهمين بالدرهم او الدرهم بالدرهمين في دار الحرب لانه طيب بنفس الكافر بما اعطاه واخذ ماله بطريق الاباحة ہدایہ مین ہی مسلم اور حربی کے درمیان دار الحرب مین سود متحقق نہین ہوتا امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ اسکے خلاف ہین اُنکے نزدیک ہم مین کا جو اُن کے یہان مستامن ہو اُسکا وہی حال ہی جو اُنکے یہان کے جو ہمارے یہان مستامن ہین اُنکا حال ہی اور ہماری دلیل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہی کہ دار الحرب مین مسلم اور حربی کے درمیان ربوا متحقق نہین ہوتا اور یہ کہ حربی کا مال دار الحرب مین مباح ہی پس مسلمان جسطرح حاصل کرے بشرطیکہ غدر نہو مال مباح ہوگا برخلاف اُنکے مستامن کے کہ اُسکا مال عقد امان کی وجہ سے محفوظ ہوتا ہی اور برجندی نے شرح نقایہ مین مبسوط سے نقل کیا ہی مسلمان ایک درہم دو درہمون کے عوض مین یا دو درہم ایک درہم کے عوض مین دار الحرب مین خریدے ان دونون صورتون مین کچھ فرق نہین ہی کیونکہ اُسنے جو کچھ دیا ہی اُس سے کافر کے نفس کو خوش کیا ہی اور اُسکا مال مباح طریقے سے لیا ہی **سوال** اگر حربی استیمان سے دار الاسلام مین داخل ہو تو مسلمان کو اُس سے دار الاسلام مین ربوا کا معاملہ کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** جائز ہی **سوال** جہان ہزارون مسلمان سود کھاتے ہین وہان عموم بلوے کی وجہ سے اُسکی حلت کا حکم دیا جائے گا یا نہین **جواب** احادیث مین مطلقا سود کی حرمت وارد ہوئی ہی مگر جو مستثنی ہی اور عموم بلوے طہارت اور نجاست مین اثر کرتا ہی نہ حلت اور حرمت مین۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

باب القرض و الرشوة

سوال اگر کسی نے سودی روپیہ قرض لیا تھا اور سود اصل کے بقدر دے چکا ہی تو اب بری الذمہ

یا نہین **جواب** دارالاسلام مین سود دینا حرام ہی جو رقم سود مین دی ہی وہ اصل مین محسوب ہو گی **سوال** اگر کافر پر مسلمان کا قرض ہی اور مدیون ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو قیامت مین کیا ہوگا **جواب** محاسبہ کے وقت مدیون کے نیک اعمال دائن کو دلائے جائینگے جیسا کہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی **سوال** مسلمان قرضدار اگر بے ادائے دین کے مرگیا تو معذب ہوگا یا نہین **جواب** مدیون مقید رہتا ہی دین کی وجہ سے اور اپنے مقصود تک نہین پہونچتا اپنی وحشت اور تنہائی اور قید اور صالحون اور شفیعون کی صحبت سے دور رہنے کی اللہ سے شکایت کرتا ہی جیسا کہ اُس حدیث مین مروی ہے جو براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی **سوال** زید نے دس سیر گیہون یا آٹا عمرو سے لیکر صرف کیا اور پھر اُتنا ہی ادا کیا یہ معاملہ جائز ہی یا نہین **جواب** یہ معاملہ قرض کی قسم سے ہے اور جائز ہی استحسانا - تنویر الابصار مین ہی القرض عقد مخصوص یرد علی دفع مال مثلی لآخر لیرد مثلہ وصح فی مثلی لا فی غیرہ قرض ایک خاص عقد ہی جسکا اسپر اطلاق ہوتا ہی کہ ایک شخص کو کچھ مال دیدیا تاکہ وہ کچھ عرصے کے بعد ویسا ہی واپس کردے یہ عقد اُن چیزون مین درست ہی جنکا مثل ہو اور جنکا مثل نہین ہے اُن مین درست نہین ہی اور عالمگیری مین ہی فی نوادر ھشام عن ابی یوسف رح انہ قال لاضرورۃ ولاخیر فی قرض الحنطۃ والدقیق بالوزن وذکر فی الاصل اذا استقرض الدقیق وزنا لا یردہ وزنا ولکن یصطلحان علی القیمۃ وعن ابی یوسف رح فی روایۃ یجوز استقراضہ وزنا استحسانا اذا تعارف الناس ذلک وعلیہ الفتوی کذا فی الغیاثیۃ نوادر ہشام مین ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کوئی ضرورت اور خوبی گیہون اور آٹے کو تولکر قرض لینے مین نہین ہی اور اصل مین ہی کہ اگر آٹا تولکر قرض لیا ہی تو تولکر واپس نکرے بلکہ دونون صلح کرلین قیمت پر اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ بھی ہی کہ تولکر قرض لینا استحسانا درست ہی جبکہ لوگون مین متعارف بھی ہو اور اسی پر فتوے ہی جیسا کہ غیاثیہ مین ہی **سوال** زید نے عمرو سے ایک روپیہ قرض لیا اور ادائے قرض کی مدت مقرر ہوئی اور دونون مین یہ اقرار ہوا کہ مدت گذرنے کے بعد ایک روپیہ کے عوض مین ایک روپیہ اور مدت کے عوض مین چار آنے زائد دیے جائینگے یہ درست ہی یا نہین **جواب** حرام ہی - کفایہ مین ہی ان الشرع حرم ربوا النسیۃ ولیس فیہ الا مقابلۃ المال بالاجل فلان یکون مقابلۃ المال بالاجل حقیقۃ حراما اولی شرع نے ربوا نسیہ کو حرام کردیا ہے حالانکہ اُس مین صرف مال کا مقابلہ مدت

سے ہی لہذا مال کا مقابلہ مدت سے مطلقاً حرام ہوا **سوال** اگر قرض دینے والا مدت پر راضی ہونے کے
بعد مدت گذرنے سے پہلے تقاضہ کرے تو کر سکتا ہی یا نہین **جواب** کر سکتا ہی۔ سراج منیر مین ہے و
صح تاجیل کل دین عند العقد او بعدہ الا القرض ولا یثبت الاجل فیہ وللمقرض ان
یطالب حالا کما فی المعدن ہر دین مین عقد کے وقت یا عقد کے بعد مدت مقرر کر لینا درست ہے
سوا قرض کے کہ اُس مین مدت مقرر کرنا درست نہین ہی اور قرض دینے والے کو اختیار ہی چاہے فوراً
مطالبہ کرے جیسا کہ معدن مین ہی **سوال** قرض اور دین مین کیا فرق ہی **جواب** دین وہ ہی جو مدیون
کے ذمے واجب ہو جیسے مہر اور ثمن مبیع اور قرض خود ظاہر ہے۔ سراج منیر مین ہی الفرق بین القرض
والدین ان الدین ما وجب فی الذمۃ کالمہر وثمن المبیع والقرض ہو العین الذی یقرضہا
الانسان کما فی النہایۃ قرض اور دین مین یہ فرق ہی کہ دین ہر اُس چیز کو کہتے ہین جو مدیون کے ذمے
واجب ہو جیسے مہر اور ثمن مبیع اور قرض وہ عین ہی جسے انسان قرض لے جیسا کہ نہایہ مین ہی **سوال**
اگر زید نے عمرو سے قرض لیا اور عمرو بے وارث چھوڑے مر گیا تو اب زید قرض کیونکر ادا کرے **جواب**
فقرا اور مساکین کو دیدے اُسکا ثواب عمرو کی روح کو پہونچائے **سوال** رشوت لینے والے اور لیجانے
والے اور مقرر کرنے والے کا کیا حکم ہی **جواب** رشوت لینا دینا دونون حرام ہین اور حرام کا
مرتکب دوزخ کا مستحق ہے اور جو حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی اُس مین ہی لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی
حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت کی ہی اور رشوت مقرر
کرنے والے یعنی راشی اور مرتشی کے درمیان مین ایک کے لیے زیادتی اور دوسرے کے لیے کمی
کرنے والے کو عربی مین رائش کہتے ہین بیہقی نے شعب الایمان مین ثوبان سے روایت کی ہی
کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے رائش پر بھی لعنت کی ہی اور رشوت لیجانے والا اگر نہین
جانتا کہ یہ مال رشوت کا مال ہی تو اُسپر کچھ مواخذہ نہین ہی اور اگر جانتا ہی اور دانستہ اپنے کو
فعل بد مین شریک و معین بناتا ہی تو وہ بھی ماخوذ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہی ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان گناہ اور حد سے تجاوز کرنے مین مدد مت کرو۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

کتاب الحظر والاباحۃ

سوال زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا مدت کے بعد زید اور اُسکے قرابت دار ایک اجنبی کے سامنے آنے پر اصرار کرتے ہین اور ہندہ اور اُسکے قرابت دارون کو اُس اجنبی کے سامنے آنا منظور نہین ہے اس صورت مین ہندہ کو شرعاً شوہر کا کہنا ماننا چاہیے یا نہین **جواب** ردالمحتار مین ہی والروایۃ وینظر من الاجنبیۃ الی وجھہا وکفیہا فقط للضرورۃ فان خاف الشہوۃ اوشک امتنع نظرہ الی وجھہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام ھذا فی زمانھم واما فی زماننا فمنع من الشابۃ کذا فی القہستانی وغیرہ الا النظر لا المس لحاجۃ کقاض وشاھد یحکم ویشہد علیہا + درمختار + قولہ اما فی زماننا الخ لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ روایت یہ ہی کہ اجنبی عورت کا چہرہ اور دونون ہاتھ ضرورت کی وجہ سے دیکھ سکتا ہی پس اگر شہوت کا خوف یا شک ہو تو اُسکا چہرہ دیکھنے سے باز رہے لہذا اجازت نظر عدم شہوت کے ساتھ مقید ورنہ حرام ہی یہ اُن لوگون کے زمانے مین تھا اور ہمارے زمانے مین جوان عورت کے دیکھنے سے روکا جائے گا اور چھونے سے روکا جائے گا گو کہ ضرورت کی وجہ سے ہو مثلاً قاضی اور شاہد کہ انکو حکم اور شہادت دینا ہوتی ہی + درمختار + قولہ اما فی زماننا الخ نہ اس وجہ سے کہ چہرہ ستر ہے بلکہ اس وجہ سے کہ فتنے کا خوف ہی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ محمد مسیح الدین خان مفتی حیدرآباد دکن [محمد مسیح الدین خان] الجواب صحیح والمجیب نجیح واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابوالحسنات محمد عبدالحی]

سوال چند تمہیدی مقدمون کے بعد سوال کیا جاتا ہی پہلا مقدمہ یہ ہی کہ حسن صفت مامور بہ سے ہی خواہ لعینہ ہو یا لغیرہ اور استحسان بعد الامر ہوتا ہی ان الامر حکیم والحکیم لا یامر بالفحشاء کما ذکر فی الاصول آمر حکیم ہی اور حکیم بری باتون کا حکم نہین دیتا جیسا کہ اصول مین ہی۔ یعنی جو مامور بہ نہین ہی اُسکا استحسان معلوم نہین ہی مقدمہ ثانیہ یہ ہی کہ حدیث مین ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو مردود جس نے ہمارے اس امر مین کوئی ایسی بات زائد کی جو اُس مین نہ تھی تو وہ مردود ہی۔ اور اس امر سے تا دین مراد ہی اور اصول وفروع دینی ادلہ اربعہ سے ثابت ہوتے ہین یعنی کتاب اور سنت اور اجماع اور مجتہد کے قیاس سے اور جو شخص ائمہ اربعہ کی طرح مستقل مجتہد نہین وہ تقلید کے بھی لائق نہین ہی اور اُسکا قیاس معتبر نہین

اسیطرح اجماع بھی بعض یا اکثر علما کے تعامل سے منعقد نہین ہوتا بلکہ اجماع یہ ہی کہ جمیع مجتہدان عصر کا اتفاق ہو یا بعض کا فتوی اور تین دن اطلاع کے بعد دوسرون کا سکوت ہو اور غیر مجتہدین کے اجماع کا شرعا اعتبار نہین خصوصًا اُس امر مین جو محتاج قیاس ہو جیسا کہ اصول کی کتابون سے ثابت ہے پس جو بات ادلۂ اربعہ سے ثابت نہو بدعت ہی جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی **مقدمۂ ثالثہ** یہ ہی کہ فردا فردا جزئیت جمیع اجزا سے مجموع کی جزئیت لازم نہین آتی کیونکہ افراد کا حکم فردًا فردًا دوسرا ہی اور مجموع کا حکم دوسرا ہی جیسا کہ اپنے مقام پر ثابت ہی **مقدمۂ رابعہ** یہ ہی کہ مفتی غیر مجتہد قول مجتہد سے فتوی دے سکتا ہی اور اُسکو کلیات سے مسائل استخراج کرنا جائز نہین ہی **مقدمۂ خامسہ** یہ ہی کہ اللہ تعالی کے قول ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ اور کنتم خیر امۃ الآیۃ اور جعلناکم امۃ وسطا الآیۃ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن اور من سن سنۃ حسنۃ وغیرہ مین لفظ مومنین اور امت سے مجتہدین مراد ہین جیسا کہ اصول کی کتابون سے ثابت ہی اور سنن بمعنے رواج ہی اور احداث اور رواج کا فرق ظاہر ہی پس علماے غیر مجتہدین کا تعامل جا ہے وہ حرمین شریفین کے ہون یا دوسرے ممالک کی حجت نہوگا **مقدمۂ سادسہ** یہ ہی کہ حق سے سکوت علما کی شان نہین ہی پس امر حق سے ہدایت فرمائین ان تمہیدی مقدمون کے بعد سوال یہ ہی کہ زید میلاد شریف کی مجلس اسطرح کرتا ہے کہ کچھ لوگون کو جمع کر کے ذکر میلاد مع دیگر حالات نبوی کے کرتا ہی اور سوا اسکے کہ لوگون کو جمع کرتا ہے اور کوئی بات شرع کے خلاف نہین کرتا پس یہ امر ادلۂ اربعہ شرعیہ کے لحاظ سے مستحسن ہی یا بلحاظ مقدمات مذکورۂ بالا بدعت ضلالہ ہی **جواب** مین پہلے چند مقدمات کی تمہید کرتا ہون پھر اصل مقصد لکھونگا **مقدمۂ اولی** یہ ہی کہ محدث وہی امر ہے جس کا وجود خصوصیت کے ساتھ زمانۂ نبوی اور زمانۂ صحابہ اور زمانۂ تابعین مین نہو اور نہ اُس کی اصل ادلۂ اربعہ سے ثابت ہو۔ علامۂ سید شریف رحمہ اللہ نے حواشی مشکوۃ مین حدیث من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد جس نے ہمارے اس امر مین کوئی ایسی بات نکالی جو اُس مین نہ تھی تو وہ مردود ہی کی شرح مین لکھا ہی المعنی ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ معنی یہ ہین کہ جس نے اسلام مین کوئی نئی بات نکالی

جو کتاب اور سنت مین ظاہر خفی ملفوظ یا مستنبط کسی طریقے پر نہو تو یہ مردود ہے۔ اور فاضل معین بن صفی رحمہ اللہ شرح اربعین نووی مین لکھتے ہین فان قلت قد اشتہر ان البدعۃ نوعان حسنۃ وسیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ بلا تخصیص قلت المراد من البدعۃ فی الحدیث البدعۃ الشرعیۃ وھی ما لیس لہ دلیل شرعی وکل ما فعلہ الشارع او امر بہ فھو لیس ببدعۃ شرعیۃ اگر کوئی کہے یہ مشہور ہے کہ بدعت کی دو قسمین ہین حسنہ اور سیئہ پس ہر بدعت ضلالت کس طرح ہوگی تو ہم کہین گے کہ حدیث مین بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے یعنی جس پر شرعی دلیل نہو اور جسے شارع نے کیا یا اُسکے کرنے کا حکم دیا وہ بدعت شرعیہ نہین ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ہدی ساری مقدمۂ فتح الباری کی فصل خامس مین جو شرح غریب کے لیے موضوع ہے لکھتے ہین قولہ من احدث حدثا ای فعل فعلا لا اصل لہ فی الشرع یعنی جس نے کوئی ایسا کام کیا جسکی اصل شرع مین نہ تھی۔ اور فتح الباری مین ہے قولہ محدثاتھا بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بھا ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع سمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل فی الشرع فلیس ببدعۃ والبدعۃ فی عرف الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ محدثات بفتح دال جمع ہے محدثۃ کی اس سے مراد وہ امور ہین جو نئے نکالے گئے ہین اور جنکی اصل شرع مین نہین ہے اُنھین عرف شرع مین بدعت کہتے ہین اور جنکی اصل شرع مین ہو وہ بدعت نہین ہین اور عرف شرع مین بدعت مذموم ہے نہ عرف لغت مین۔ اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ فتح المبین شرح اربعین مین لکھتے ہین المراد من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ ما ینافیہ او لا یشھد لہ قواعد الشرع وادلتہ العامۃ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے قول من احدث الخ سے وہ چیزین مراد ہین جو شرع کے منافی ہون یا جسکے منافی شرعی قواعد اور اُسکی عام دلیلین ہون۔ اور ایسا ہی ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے شرح اربعین مین اور ابن مالک رحمہ اللہ نے شرح مصابیح مین اور بیضاوی نے شرح مصابیح مین لکھا ہے پس معلوم ہوا کہ ہر وہ امر جسکا ازمنۂ ثلثہ مین وجود ہو یا اُسکی سند ادلۂ اربعہ کی کسی دلیل سے پائی جاتی ہو وہ بدعت ضلالت نہوگا **مقدمۂ ثانیہ** یہ ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ استحسان شرعی اُسی مامور بہ کی صفت ہے کہ ادلۂ اربعہ کی دلیلون مین سے کسی دلیل مین صراحۃً اُسکا امر وارد ہوا ہو بلکہ استحسان ہر مامور بہ کی صفت ہے جا ہے صراحۃً اُسکا امر وارد ہوا ہو یا قواعد کلیۂ شرعیہ سے اُسکی سند ملتی ہو برابر ہے کہ واجب ہو یا مندوب

جیسا کہ عبارات سابقہ مین غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے اور کتب اصول مین جو اختلاف
مامور بہ اور مندوب کے اطلاق مین مذکور ہے وہ لفظی نزاع ہی جس کی تصریح ابن ہمام رحمہ اللہ نے
تحریر مین کی ہے حاصل یہ ہی کہ جس طرح مامور بہ کا اطلاق واجبات پر ہوتا ہے اُسی طرح مندوب پر بھی ہوتا
ہی بس ہر وہ محدث جس کا ازمنہ ثلاثہ مین وجود نہو لیکن اُسکی سند ادلہ اربعہ کی دلیلون مین سے
کسی دلیل سے پائی جائے وہ بھی مستحسن ہوگا۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ مدارس کی بنا کو تمام اطراف کے
علما مستحسن لکھتے ہین حالانکہ زمانۂ نبوی مین اسکا وجود نہ تھا لیکن اُسکی اصل اس حدیث سے
جسکو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہی ثابت ہی اور وہ حدیث
یہ ہے اذا مات ابن ادم انقطع الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح
یدعو لہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُسکے تعلقات تین چیزون کے سوا سب چیزون سے منقطع ہو جاتے
ہین ایک صدقہ جاریہ سے دوسرے علم جس سے نفع اُٹھایا جائے تیسرے نیک لڑکے سے جو اُسکے
لیے دعا کرے۔ لہذا اُسکے مستحسن ہونے کا حکم دیا اور اُسے بدعت ضالہ مین داخل نہین کیا مقدمہ
ثالثہ مفتی کو چاہیے کہ جو واقعہ پیش آوے اگر اُسکا حکم کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس مین صراحۃً
موجود ہو تو اُسکے موافق فتوے دے ورنہ اُس واقعہ کو قواعد کلیہ شرعیہ کے سامنے پیش کرے
اور جس کلیہ کے جزئیات سے پائے اُسکے موافق فتوے دے اور علماے متقدمین اور فقہا سے
متبحرین کا یہی حال رہا ہے البتہ جو مفتی نقل عبارت کے علاوہ استنباط کی مطلقاً طاقت نہ رکھتا ہو اُسے
سوائے نقل عبارت کتب اور نقل اقوال مجتہدین کے چارہ نہین ہی۔ علامۂ سعد الدین تفتازانی
رحمہ اللہ حواشی عضدی مین لکھتے ہین المراد باھل النظر بعض اصحاب المذھب ممن لہ ملکۃ الاقتدار
علی الاستنباط من الاصول التی مھدھا وھو المسمی بالمجتھدین فی المذھب کالغزالی والنووی
من اصحاب الشافعی وھو فی المذھب بمنزلۃ المجتھدین المطلق فی الشرع واما الذین یفتون
بما حفظوہ او وجدوہ فی کتب الاصحاب فھم بمنزلۃ النقلۃ والرواۃ اہل نظر سے وہ بعض
اصحاب مذہب مراد ہین جن کو اصول ممہدہ سے استنباط پر قدرت کا ملکہ حاصل ہو یہی لوگ مجتہد
فی المذہب کہلاتے ہین جیسے غزالی اور نووی رحمہما اللہ جو اصحاب شافعی مین سے ہین یہ لوگ
مذہب مین بمنزلۂ مجتہدین ہین مگر وہ لوگ جو کتابون سے یا اپنی یاد پر فتوے دیتے ہین وہ

بمنزلۂ ناقل اور راوی کے ہین۔ اور علامہ عمر حنفی رحمہ اللہ جواہر نفیسہ مین لکھتے ہین اعلم ان الفقہاء والعلماء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین فی الشرع کالائمۃ الاربع الثانیۃ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد والاساتذۃ من اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی مہدہا اساتذتہم فانہم وان خالفوہم فی بعض الفروع لکنہم موافقون لہم فی الاصول الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف والطحاوی والکرخی والحلوائی والسرخسی والبزدوی وقاضی خان الرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین کالرازی واحزابہ فانہم لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا لکنہم باحاطتہم بالاصول وضبطہم بالمذہب یخرجون الاقوال الخامسۃ طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کالقدوری وصاحب الہدایۃ وشانہم تفضیل بعض الروایات علی بعض یقولون ہذا اولی وہذا اصح درایۃ وہذا اوضح روایۃ وہذا اوفق بالقیاس وہذا ارفق بالناس السادسۃ طبقۃ المقلدین القادرین علی التمییز علی الاقوی والقوی والضعیف وظاہر المذہب وظاہر الروایۃ والروایۃ النادرۃ کاصحاب المتون المعتبرۃ عند المتاخرین کصاحب الکنز والمختار والوقایۃ والمجمع وشان کل منہم ان لا ینقل فی کتابہ الاقوال الضعیفۃ والمردودۃ والروایات الضعیفۃ السابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ماذکر ولا یعرفون الغث والسمین ولا یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون مایجدون کحاطب لیل وہذا مذکور فی طبقات الفقہاء مع تطویل لا یسعہ ہذا المختصر

فقہا اور علما کے سات طبقے ہین (۱) مجتہدین فی الشرع جیسے ایمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم (۲) مجتہدین فی المذہب جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ اور اصحاب امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ مین سے وہ لوگ جو قواعد ممہدہ کے مطابق ادلہ سے استخراج احکام پر قدرت رکھتے ہون یہ لوگ گو کہ مجتہدین فی الشرع سے بعض فروع مین مخالفت رکھتے ہین لیکن اصول مین اُنکے موافق ہین (۳) وہ لوگ جو اُن مسائل مین اجتہاد کرتے ہین جن مین صاحب مذہب سے کوئی روایت نہین ہی مثلاً خصاف طحاوی کرخی حلوائی سرخسی بزدوی قاضی خان رحمہم اللہ (۴) اصحاب تخریج مثلاً رازی رحمہ اللہ اور اُن کے گروہ کے لوگ جو اجتہاد پر تو قدرت نہین رکھتے ہین لیکن اصول کے احاطے اور مذہب کے ضبط کی وجہ سے یہ لوگ تخریج اقوال کر لیتے ہین (۵) اصحاب ترجیح یہ لوگ مقلد ہوتے ہین مثلاً قدوری اور صاحب ہدایہ ان لوگون کا مرتبہ یہ ہی کہ بعض روایات کو بعض پر فضیلت دین

پس یہ لوگ کہتے ہین یہ روایت اولی ہے یا درایۃً اصح ہے یا روایۃً اوضح ہے یا زمانہ کے موافق قیاس ہے یا لوگون کے حق مین زائد نرم ہے (۶) مقلدین کا وہ طبقہ جو اقوی ۔ قوی ۔ ضعیف ۔ ظاہر مذہب ۔ ظاہر روایت ۔ اور روایات نادرہ کو پہچان سکتے ہین جیسے ان متون کے مصنفین جو متاخرین کے نزدیک معتبر ہین مثلاً مصنف کنز مصنف مختار مصنف وقایہ مصنف مجمع یہ لوگ اپنی کتابون مین کمزور اور مردود اقوال اور روایات ضعیفہ کو نقل نہین کرتے ہین (۷) وہ مقلدین جو اس پر بھی قدرت نہین رکھتے ہین اور صحیح غلط کو نہین پہچان سکتے نہ ضعیف و قوی مین تمیز کر سکتے ہین لکڑ ہارے کی طرح جو پاتے ہین اُسے جمع کر لیتے ہین اور یہ تحقیقات فقہا مین طول کیسا تھ مذکور ہے یہ مختصر کتاب اسکی متحمل نہین ہوسکتی ان مقدمات کی تمہید کے بعد مین کہتا ہون کہ نفس ذکر میلاد دو وجہون سے بدعت ضلالت نہین ہے (۱) ذکر میلاد اسے کہتے ہین کہ ذاکر کوئی آیت یا حدیث پڑھ کے اُسکی شرح مین کچھ فضائل نبویہ اور معجزات احمدیہ اور آپ کی ولادت اور نسب کا تھوڑا حال اور خوارق جو ولادت کے وقت ظاہر ہوے بیان کرے جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے نعمۃ الکبرے علی العالم بمولد سید ولد آدم مین لکھا ہے اور اس کا وجود زمانۂ نبوی اور زمانۂ صحابہ مین بھی تھا اگرچہ اس نام سے نہ تھا ماہرین فن حدیث پر مخفی نہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم مین فضائل نبویہ اور ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے اور صحاح مین مروی ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد مین منبر پر بٹھاتے اور وہ قصائد مدح نبوی کہ اُنھون نے کہے ہوتے پڑھتے اور آپ اُنکو دعاے خیر دیتے اور فرماتے اللّٰھم ایدہ بروح القدس ای اللہ ان کی مدد کر بذریعۂ جبرئیل ۔ اور دیوان حسان رضی اللہ عنہ کے دیکھنے والون پر پوشیدہ نہوگا کہ اُن کے قصائد مین معجزات اور حالات ولادت اور نسب شریف وغیرہ موجود ہے پس محفل مین ایسے اشعار پڑھنا عین ذکر میلاد ہے اور حسان رضی اللہ عنہ کے مسجد مین اشعار پڑھنے کا قصہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہے پس درحقیقت ذکر میلاد مین اور اس قصہ مین کوئی معتد بہ فرق نہین معلوم ہوتا ہے امر دیگر ہے کہ اس ذکر کا نام مجلس میلاد قرار نہین پایا تھا دوسرے اگر یہ خلجان ہو کہ اگرچہ فی نفسہ نفس ذکر مولد و فضائل وغیرہ کا وجود ثابت ہو امگر ذکر میلاد مین لوگون کو بلانا ثابت نہین ہوتا تو یون دفع ہو جائے گا کہ نشر علم کے لیے لوگون کو جمع کرنا اور بلانا حدیث سے ثابت ہے ۔ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ

تنبیہ الغافلین میں لکھتے ہیں حدثنا ابی قال حدثنا ابوبکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داود حدثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب قال نزلت اذا جاء نصر اللہ فی مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فما لبث ان خرج یوم الخمیس فرقی المنبر وجلس علیہ ثم دعا بلالا وقال ناد فی المدینۃ ان اجتمعوا الوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرھم وکبیرھم وترکوا ابواب بیوتھم مفتحۃ حتی خرجت العذاری من خدورھن حتی غص المسجد باھلہ والنبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم یقول وسعوا لمن وراءکم وسعوا لمن وراءکم ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی الحدیث مجھے میرے باپ نے بیان کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے محمد بن احمد رضی نے اُن سے ابو عمران رضی نے اُن سے عبد الرحمن رضی نے اُن سے داؤد رضی نے اُن سے عباس رح بن کثیر نے اُن سے عبد خیر رضی نے اُن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مرض موت میں اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی جس کے بعد ہی پنجشنبہ کو آپ باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کے بلال کو پکارا اور کہا کہ مدینہ میں منادی کر دیں کہ سب لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو حاضر ہوں پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پکار دیا جس کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب گھروں کے دروازوں کو کھلا چھوڑ کر چلے آئے یہاں تک کہ پردہ دار عورتیں بھی مکانات چھوڑ کر آئیں اور مسجد لوگوں پر تنگ ہوگئی حالانکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم برابر یہ فرماتے جاتے تھے کہ آنے والوں کے لیے جگہ باقی رکھو پھر آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا اور انبیا پر صلوۃ کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن ہاشم عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے آخر حدیث تک۔ اسکے علاوہ کلام نفس ذکر میلاد میں ہی اور تخصیصات عرفیہ اگر بالفرض اس اجماع سے ثابت ہوں تو نفس ذکر میلاد کا عدم جواز لازم نہیں آتا (۲) اگر ہم مان بھی لیں کہ ذکر مولد کا وجود ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی میں نتھا تو بھی ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ ثابت ہے کل فرد من افراد نشر العلم فھو مندوب علم کے پھیلانے کا ہر طریقہ مندوب ہے۔ ابن ماجہ رضی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مما یلحق المومن من حسناتہ بعد

موتہ علما نشرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہو کہ مسلمانون کی اُن نیکیون مین سے جو موت کے بعد بھی اُن سے ملحق رہتی ہین علم کا پھیلانا ہے۔
اور بخاری نے کتاب العلم مین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو ولیفشوا العلم و
لیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یھلک حتی یکون سرًا علم کو شائع کرنا چاہیے اور اس
غرض سے بیٹھنا چاہیے کہ جو جانتا ہے وہ اُسے تعلیم دے جو نہین جانتا ہے کیونکہ علم جب تک
پوشیدہ نہین رہتا ہے ضائع نہین ہوتا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے بعض رسائل مین حدیث
اذا مات ابن آدم کی شرح مین لکھا ہو حمل العلماء الصدقۃ الجاریۃ علی الوقف و العلم المنتفع بہ
علی التصنیف والتعلیم علما نے صدقۂ جاریہ کو وقف پر محمول کیا ہے اور علم منتفع بہ سے تصنیف
وتعلیم مراد لی ہے۔ اور یہ ظاہر ہو کہ ذکر مولد تحقیقی جو اوپر گذرا افراد نشر علم کا ایک فرد ہو پس یہان
دو مقدمے حاصل ہوے ایک یہ کہ ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم میلاد کا ذکر کرنا افراد
نشر علم کا ایک فرد ہو۔ دوسرے یہ کہ کل فرد من افراد نشر العلم مندوب افراد نشر علم کا
ہر فرد مندوب ہو۔ پس نتیجہ نکلا ذکر المولد مندوب ذکر میلاد مندوب ہو۔ اور بخاری نے ابی وائل
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو قال کان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یذکر الناس فی خمیس فقال لہ
رجل یا ابا عبدالرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی
اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یتخولنا بھا
مخافۃ السامۃ علینا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پنجشنبہ کے دن وعظ کہا کرتے تھے
تو ایک شخص نے اُنسے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن کیا اچھا ہوتا اگر آپ ہر دن وعظ کہتے اُنھون نے
جواب دیا مین یہ اسلیے نہین کرتا کہ مجھے خوف ہو کہ مبادا تم لوگ پھر رنجیدہ ہو اور مین تمکو ویسا ہی
وعظ دیتا ہون جیسا کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ہم لوگون کو وعظ دیتے تھے اس خوف
سے کہ ہمین رنج نہو اور یہ وہم نکرو کہ جب ذکر مولد ازمنۂ ثلثہ مین نہ تھا اور نہ مجتہدین کے زمانے مین
اسکا اثر پایا گیا تو اس سے جواز کا فتوے دینا کیونکر جائز ہو اوپر اسکا ذکر ہو چکا ہو کہ مفتی کو فتوی
کیونکر دینا چاہیے پس اگر ہم یہ مان بھی لین کہ ازمنۂ ثلثہ مین ذکر مولد نہ تھا اور نہ مجتہدین سے اُسکا
حکم منقول ہو لیکن چونکہ شرع مین یہ قاعدہ ممہد ہو کل فرد من افراد نشر العلم فھو مندوب

افرادِ نشرِ علم مین سے ہر فرد مندوب ہی اور ذکر مولد بھی اُسکے تحت مین ہی پس اُسکے مندوب ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اسی لیے فقہائے متبحرین اور اہل افتائے مستنبطین جیسے ابوشامہ اور حافظ ابن حجر اور سیوطی اور شامی رحمہم اللہ وغیرہ نے ذکر میلاد کے مندوب ہونے کا حکم دیا ہے اب جو مقدمات سائل نے ذکر کیے ہین اُنکے متعلق سننا چاہیے کہ مقدمۂ اولی غلط ہی کیونکہ بہت سے امور ایسے ہین کہ مامور بصراحت نہین ہین مگر فقہائے متبحرین نے قواعد سے اُسکا استنباط کر کے اُسکے مندوب ہونے کا حکم دیا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جو اصلاً مامور بہ نہین ہی نہ صراحۃً نہ اندراجاً پس صحیح ہی لیکن مضر مقام نہین ہے کیونکہ ذکر میلاد بر تقدیر تسلیم عدم وجود ازمنۂ ثلثہ مین قاعدے مین مندرج ہی پس مامور بہ ضروری ہوگا اور اُسکا استحسان ظاہر ہوگا جیسا کہ مین نے مقدمۂ ثانیہ مین اسکی تفصیل کی ہی لیکن مقدمۂ ثانیہ پس وہ بھی ضرر رسان نہین ہی کیونکہ بااحدث اور محدث سے وہ امر مراد ہی جسکی سند ادلۂ اربعہ سے نہ پائی جائے جسکی تفصیل مین نے مقدمۂ اولی مین کی ہی اور ذکر مولد ایسا نہین ہی لیکن مقدمۂ ثالثہ پس اگرچہ فرد فرد کی جزئیت سے مجموع کی جزئیت لازم نہین آتی مگر جبکہ مجموع کی جزئیت قاعدۂ شرعیہ کے تحت مین اُسکے اندراج کی وجہ سے معلوم ہوئی تو چون وچرا کا محل باقی نہین رہا۔ لیکن مقدمۂ رابعہ پس غلط محض ہے جیسا کہ مین نے مقدمۂ ثالثہ مین اسکی وضاحت کی ہی حاصل کلام کا یہ ہی کہ ذکر مولد فی نفسہ مندوب ہی چاہے خیر الازمنہ مین وجود کی وجہ سے ہو یا سند شرعی کے تحت مین اندراج کی وجہ سے ہو اور کسی نے اسکے مندوب ہونے سے انکار نہین کیا ہی مگر ایک چھوٹے گروہ نے جسکا سرغنا تاج الدین فاکہانی مالکی ہی اور اُسکو علمائے مستنبطین کے مقابلہ کی طاقت نہین ہی جنھون نے ذکر میلاد کے مندوب ہونے کا فتوے دیا ہی پس اسکا قول ماننے کے لائق نہین ہی البتہ اگر ذکر مولد کے ساتھ غیر مشروع تخصیصات اور غیر مامورہ تشریعات ملادیے جائین تو اُسکے مندوب ہونے کا حکم باقی نہ رہے گا مگر یہ ایک دوسری چیز ہوگی جسکی وجہ سے نفس جواز میلاد مین کوئی شک نہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابوالحسنات محمد عبدالحی

اصاب المجیب جزاہ اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد۔ واقعی زید کا یہ فعل بدلالت ادلۂ شرعیہ مستحسن اور مندوب ہی سجلات اور فتاوے

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ مین لکھا ہی الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرہا تشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضہا الیس فیہا شر فلا شک ان النوع الثانی سنۃ ویشتملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ وذکرھم اللہ تعالی فیمن عندہ رواہ مسلم وروی ایضا انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمد ونہ علی ان ھداھم الاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباھی بکم الملائکۃ وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباھی اللہ بہم الملائکۃ وتنزل علیہم السکینۃ وتغشاھم الرحمۃ ویذکرھم اللہ تعالی بالثناء علیہم بین الملائکۃ مولود اور اذکار جو ہماری زمانے مین ہوتے ہین ان مین سے اکثر مین خوبیان پائی جاتی ہین مثلا صدقہ ذکر۔ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا پر صلوۃ وسلام اور انکی مدح اور بعض کی شر سو اسمین کوئی شر نہین ہوتا اور اسمین کوئی شک نہین کہ دوسری قسم سنت ہی جسے اذکار مخصوصہ وعامہ مین جو حدیثین واقع ہوئی ہین وہ شامل ہین مثلا جناب سرورکائنات علیہ السلام والصلوۃ کا یہ ارشاد کوئی گروہ جو خدا کا ذکر کرنے کو جمع ہوتا ہی اُسے ملائکہ گھیر لیتے ہین اور رحمت ڈھانپ لیتی ہی اور خدا اُسکا ذکر ملائکہ مقربین سے کرتا ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور بھی مروی ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک قوم سے فرمایا۔ جو خدا کا ذکر اور اسلام کی راہ دکھانے پر اُسکی حمد کر رہی تھی کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ اللہ تم لوگون پر ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہی ان دونون حدیثون مین نیکی کے لیے جمع ہونے اور بیٹھنے کے فضل پر دلیل ہی اور یہ کہ نیکی کے لیے جمع ہونے والون پر خدا ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور اُن پر امن وسکون نازل کرتا ہی اور اُنکو رحمت ڈھانپ لیتی ہی اور خدا ملائکہ مین اُنکا ذکر کرتا ہی۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا فضائل ہو سکتے ہین رہا سائل کا یہ قول کہ یہ اجتماع جائز ہی یا نہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ جائز ہی۔ واللہ علیم حررہ ابوالاحیا محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم

سوال سحر کی حقیقت کیا ہی آیا بعض اشیا اور ادویہ کے امتزاج سے جو عجیب امر پیدا ہو وہ سحر ہی یا کلمات خبیثہ شیطانیہ کے تاثیرات کا نام سحر ہی کہ اُن کلمات کے ذریعہ سے خبائث اور شیاطین سے استغاثہ کرتی ہین اور تعجب خیز امر ظاہر ہوتا ہی اور سحر طلسم شعبدہ مین کیا فرق ہے اور ان مین سے کون حرام اور کفر ہی

اور سحر و معجزہ و کرامت مین ممیز کون ہے اور کیا ہر سحر حدوث ایذا و ورمرض کا جسم انسان مین سبب ہوتا ہے اور ضرر پہونچاتا ہے اور قتل کرتا ہے **جواب** سحر کی بہت سی قسمین ہین اور اکثر سحر کا اطلاق اُن امور عجیبہ پر ہوتا ہے جو تقرب الی الشیاطین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین یعلمون الناس السحر کی تفسیر مین بیضاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان مما لا یستقل به الانسان وذلک لا یستتب الا لمن یناسبه فی الشرارة وخبث الباطن فان التناسب شرط فی التضام والتعاون سحر سے وہ امور مراد ہین جن کے حاصل کرنے مین شیطان سے مدد لینا پڑے اور انسان جنکے کرنے پر قدرت نہ رکھے اور یہ اُسکو حاصل ہوتا ہے جسے شرارت اور خبث باطن سے خاص مناسبت ہو کیونکہ مدد کے لیے تناسب شرط ہے۔ اور علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ زواجر فی اقتراف الکبائر مین لکھتے ہین السحر علی اقسام اولها سحر الکلدانیین الذین کانوا فی قدیم الدهر یعبدون الکواکب ویزعمون انها المدبرة للعالم ومنها یصدر کل مظهر خیر وشر وهم الذین بعث الیهم ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوۃ والسلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوهام والنفوس القویة الثالث الاستعانة بالارواح الارضیة والقول بالجن مما انکره بعض متاخری الفلاسفة والمعتزلة واما اکابر الفلاسفة فلم ینکروه الا انهم سموها الارواح الارضیة الرابع التخیلات والاخذ بالعیون الخامس الاعمال العجیبة التی تظهر من ترکیب الالات علی النسب الهندسیة مثل صورة فرس فی یده بوق فاذا مضت ساعة من النهار صوت البوق من غیر ان یمسه احد وکان سحر سحرة فرعون من هذا القبیل السادس تعلیق الاستعانة بخواص الادویة المزیلة للعقل ونحوها السابع تعلیق القلب وهو ان یدعی انسان انه یعرف الاسم الاعظم مثلا فاذا کان السامع ضعیف القلب اعتقد انه حق وحصل فی نفسه نوع من الرعب فحینئذ یتمکن الساحر فیه من ان یفعل ما یشاء سحر کی کئی قسمین ہین (۱) سحر کلدانیین جو پہلے زمانے مین ستارون کو پوجا کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ یہی عالم کا انتظام کرتے ہین اور انھین سے تمام اچھائیان اور برائیان صادر ہوتی ہین انھین لوگون کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام بھیجے گئے تھے (۲) واہمی اور قوی النفس لوگون کا سحر (۳) ارواح ارضیہ سے مدد لینا اور جنون کا قائل ہونا جن کا بعض متاخرین

فلاسفہ اور معتزلہ نے انکار کیا ہی اور اکابر فلاسفہ قائل ہین اور اُنکا نام ارواح ارضیہ کہتے ہین (۴) تخیلات اور آنکھون سے اثر ڈالنا (۵) عجیب کام جو ہندسہ کے مطابق آلات کی ترکیب وغیرہ سے ظاہر ہون مثلاً گھوڑے کی شکل جس کے ہاتھ مین قرنا ہو پس جب ایک پہر دن گذرے اُس قرنے سے بلا کسی کے ہاتھ لگائے آواز نکلے فرعون کے ساحرون کا سحر اسی قسم کا تھا (۶) عقل کی زائل کرنے والی دواؤن کے خواص سے مدد لینا (۷) قلب پر اثر ڈالنا مثلاً کوئی اس کا دعوے کرے کہ وہ اسم اعظم جانتا ہی تو اگر سامع ضعیف القلب ہو تو وہ اسے سچ سمجھے گا اور اسوجہ سے اُس پر رعب طاری ہو جائے گا اور ساحر اُس سے جو چاہے گا کرائے گا۔ ہر نفس انسانی کو اللہ کی طرف سے ایک تاثیر عنایت ہوئی ہے کہ وہ تاثیر دوسرے نفس مین نہین ہی اور ہر نفس کے لیے ایک خاصیت ہی بسبب استعداد کہ دوسرے مین نہین ہی اور ہر ایک سحر اور طلسمات اور شعبدہ بھی من قبیل تاثیرات نفوس ہین اور ان مین فرق یہ ہی کہ اگر نفوس کی تاثیر دوسرے مین باستعانت ارواح خبیثہ وغیرہ ہو بے استعانت تاثیرات کواکب وخواص اعداد وغیرہ اسی کو سحر کہتے ہین اور جو تاثیران چیزون کی مثل چیزون کے استعانت سے ہو اسکو طلسمات کہتے ہین اور جو تاثیر دوسرے شخص کی قوت متخیلہ مین ہو اُسکو شعبدہ کہتے ہین علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ اپنے تاریخ کے مقدمے مین لکھتے ہین علوم السحر والطلسمات علوم بکیفیۃ استعدادات تقتدر النفوس البشریۃ بھا علے التاثیرات فی عالم العناصر اما بغیر معین او بمعین من الامور السماویۃ الاول ھو السحر والثانی الطلسمات وذلک لان النفوس البشریۃ وان کانت واحدۃ بالنوع فھی مختلفۃ بالخواص فنفوس الانبیاء علیھم خاصیۃ تستعد بھا للمعرفۃ الربانیۃ ونفوس الکھنۃ لھا خاصیۃ الاطلاع علی المغیبات بقوی شیطانیۃ والنفوس الساحرۃ علی ثلث مراتب اولھا المؤثرۃ بالھمۃ فقط من غیر آلۃ ومعین وھذا ھو الذی تسمیہ الفلاسفۃ السحر والثانی بمعین من مزاج الافلاک او العناصر او خواص الاعداد ویسمونہ الطلسمات والثالث تاثیر فی القوی المتخیلۃ یعمد صاحب ھذا التاثیر الی ھذہ القوۃ المتخیلۃ فیتصرف فیھا بنوع من التصرف ویلقی فیھا انواعا من الخیالات ثم ینزلھا الی الحس من الرائین بقوۃ نفسہ المؤثرۃ فیہ فینظر الراؤن کانھا فی الخارج ولیس ھناک شیء ویسمونہ الشعوذۃ او الشعبدۃ واختلف العلماء فی السحر ھل ھو حقیقۃ او انما ھو تخییل فالقائلون بالاول نظروا الی المرتبتین

الاولیین والقائلون بانہ لاحقیقۃ لہ نظروا الی الاخرۃ وفی مصباح اللغۃ شعوذ الرجل شعوذۃ ومنہم من قال شعبذۃ اللعب یری الانسان منہا ما لیس لہ حقیقۃ وقال العلامۃ ابراہیم فی شرح جوہرۃ التوحید الطلسمات نقش اسماء خاصۃ لہا تعلق بالافلاک والکواکب علی زعم اہل ہذا العلم فی اجسام من المعادن او غیرہا تحدث لہا خاصیۃ ربطت بہا فی مجاری العادات علوم سحر وطلسمات اُن استعدادات کی کیفیت کو جاننا ہے جن کے ذریعہ سے عالم عناصر مین نفوس بشریہ تاثیر کرسکین خواہ بلا کسی کی مدد کے یا امور سماویہ مین سے کسی کی مدد سے اول سحر ہی دوسرا طلسمات یہ اسلیے کہ نفوس بشریہ اگرچہ نوعاً ایک ہی ہین لیکن خواص کے اعتبار سے مختلف ہین نفوس انبیا مین ایسی خاصیت ہی جس کی بدولت وہ معرفت ربانیہ کے لیے مستعد ہوتے ہین اور کاہنون کے نفسون مین ایسی خاصیت ہی جسکی بدولت وہ بذریعۂ قواے شیطانیہ غائب اشیا کو جان لیتے ہین اور نفوس ساحرہ کے تین مرتبے ہین (۱) وہ جو خود اپنے زور سے اثر کرتے ہین بے کسی آلہ اور مددگار کے اسی کو فلاسفہ سحر کہتے ہین (۲) وہ جو مزاج عناصر وافلاک یا خواص اعداد کی مدد سے ہو اسے فلاسفہ طلسمات کہتے ہین (۳) جو قواے متخیلہ مین تاثیر کے ذریعہ سے ہو کہ صاحب تاثیر صاحب قوت متخیلہ مین جب تصرف کرنا چاہے تو کسی قسم کا تصرف کرے اور اُس مین کسی قسم کے خیالات ڈالدے پھر اُسی ذریعہ سے دیکھنے والون کی حس مین خود اپنی قوت مؤثرہ سے نازل کرے کہ دیکھنے والے اُسے خارج مین موجود دیکھین حالانکہ وہان کچھ بھی موجود نہو اسے شعوذہ یا شعبدہ کہتے ہین علمانے سحر مین اختلاف کیا ہی کہ یہ حقیقۃً کوئی چیز ہی یا محض تخییل ہے تو جو لوگ اول کے قائل ہین وہ پہلے دونون مرتبون کا خیال کرتے ہین اور جو اُسکی حقیقت نہین مانتے وہ آخر کے مرتبے کے قائل ہین اور مصباح اللغۃ مین ہی انسان کا شعبدہ یا شعوذہ ایک کھیل ہی جس سے انسان اُس چیز کو دیکھتا ہے جو حقیقت مین نہین ہوتی اور علامۂ ابراہیم رحمہ اللہ نے شرح جوہرۃ التوحید مین لکھا ہی طلسمات اجسام مین چند مخصوص اسما کا نقش بنانا ہی جنھین اس علم کے لوگون کے نزدیک افلاک وکواکب سے تعلق ہے ان سے وہ خاصیتین پیدا ہوتی ہین جو عادۃً ان سے متعلق ہین ــ اس بات پر اتفاق ہی کہ سحر حرام اور کبیرہ ہی اور بعض ایمۂ فقہ نے اس پر کفر کا بھی اطلاق کیا ہی یہانتک کہ تفتازانی رحمہ اللہ حواشی کشاف مین اجماع نقل کرتے ہین السحر مزاولۃ النفوس الخبیثۃ لافعال واقوال تترتب علیہا امور خارقۃ للعادۃ ولا یری خلاف فی کون العمل بہ کفرًا سحر نفوس خبیثہ کو اس غرض سے کام مین لانا

کہ خلاف عادت اقوال وامور جو اُس سے مترتب ہوتے ہین حاصل ہون اس مین کوئی اختلاف نہین ہی کہ اس پر عمل کرنا کفر ہی۔ اور ارباب تحقیق کے نزدیک اصح یہ ہی کہ جو سحر امور کفریہ پر مشتمل ہو کفر ہی اور جو ایسا نہو اُس کا سیکھنا اور کرنا کفر نہین ہے البتہ اُسکے استقلال کا اعتقاد کفر ہی تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح عقائد مین لکھا ہی کہ لاکفر فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتب الاثر علیہ سحر سیکھنا کفر نہین ہی لیکن یہ خیال کر لینا کہ اس سے اثر مترتب ہوتا ہی کفر ہے۔ اور علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین اتفق کلمھم علی ان ماکان من جنس دعوۃ الکواکب السبعۃ او السجود لھا او التقرب الیھا بما یناسبھا کفر وھو من اعظم ابواب الشرک تمام فقہا اس پر متفق ہین کہ جو کواکب کے پکارنے یا سجدہ کرنے یا اسی طرح کے دوسرے امور (جن سے اُنکا تقرب مقصود ہو) کی جنس سے ہون وہ کفر اور اعظم ابواب شرک سے ہین۔ اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ زواجر مین لکھتے ہین اختلف الناس فی کفر الساحر ولیس محل الخلاف النوع الاول لانزاع فی کفر من اعتقد ان الکواکب موثرۃ لھذا العالم او ان الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ موثرۃ فی ایجاد جسم واما ان یعتقد الساحر انہ بلغ فی التصفیۃ الی ان تصیر نفسہ بحیث یطیعہ الجنۃ فالمعتزلۃ یکفرونہ دون غیرھم واما بقیۃ انواعہ فقال جماعۃ انھا کفر مطلقا واما النوع الثالث ومابعدہ فان اعتقد ان فعلہ مباح قتل لکفرہ لان تحلیل الحرام کفر فقہا ساحر کے کفر مین اختلاف کرتے ہین نوع اول محل اختلاف نہین ہی کیونکہ اُس شخص کے کفر مین کچھ اختلاف نہین ہی جو اس امر کا اعتقاد رکھتا ہی کہ کواکب اس عالم مین اثر کرتے ہین یا یہ کہ انسان تصفیہ سے ایسا ہو سکتا ہی کہ اُسکا نفس خود دوسرے جسم کے بنانے مین اثر رکھے لیکن اگر اس امر کا اعتقاد رکھے کہ اُسکا نفس اس قدر صاف ہو گیا ہی کہ جنت اُسکی مطیع ہی تو صرف معتزلہ اُسکی تکفیر کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے رہین سحر کی باقی قسمین تو ایک گروہ اُن سب کو مطلقا کفر کہتا ہی اور اگر کوئی تیسری قسم اور اُسکے بعد کے اقسام کو جائز سمجھے تو وہ کفر کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ حرام کو حلال کرنا کفر ہی۔ اور علامہ اردبیلی رحمہ اللہ فتاوے انوار مین لکھتے ہین اطلق المالکیۃ وجماعۃ الکفر علی الساحر ولاشک ان ھذا قریب من حیث الاجمال غیر انہ عند الفتاوی فی جزئیات الوقائع یقع غلط عظیم والتحقیق فی ذلک انہ اذا قیل للفقیہ ما السحر وما حقیقتہ حتی یقضی علیہ بالکفر بعسر جدا وانا مع طول

عمری ما رایت من یفرق بین ھذہ الامور مالکیہ اور ایک گروہ نے ساحر کو مطلقا کافر کہا ہی اور
یہ بالاجمال قریب بصحت ہی لیکن جزئیات مین فتوے دینے کے وقت اس مین ایک بڑی غلطی
واقع ہو جائے گی کیونکہ جب فقیہ سے یہ کہا جائے کہ سحر کیا ہی اور اُسکی حقیقت کیا ہی جو آپ اُسکے
کفر کا فتوے دیتے ہین تو ہمین اُسکے جواب مین بڑی دشواری ہوگی مین نے تمام عمر مین کوئی ایسا نہین
پایا جو ان امور مین باہم تفریق کر سکے۔ اور ابن ہمام رحمہ اللہ فتح القدیر مین لکھتے ہین السحر حرام بلا خلاف
واعتقاد اباحتہ کفر وعن اصحابنا ومالک واحمد یکفر الساحر بتعلمہ وتعلیمہ ویقتل وعند
الشافعی لا یجب قتلہ ولا یکفر الا اذا اعتقد اباحتہ ویجب ان لا یعدل عن مذھب الشافعی
فی کفر الساحر واما قتلہ فیجب اذا عرفت مزاولتہ علی السحر لسعیہ بالفساد فی الارض
سحر بلا اختلاف حرام ہی اور اُسکی اباحت کا اعتقاد کفر ہی امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ اور ہمارے اصحاب
سے مروی ہی کہ ساحر کافر ہی اسوجہ سے کہ اُس نے سحر سیکھا اور سکھایا اور اسی وجہ سے وہ قتل کیا
جائے گا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اُسکا قتل واجب نہین ہی اور وہ کافر نہ کہا جائے گا تاوقتیکہ
سحر کو مباح نہ جانے اور ساحر کی تکفیر مین امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے عدول نہ کرنا چاہیے البتہ جب
سحر کرتے رہنے کا علم ہو تو اُسے قتل کر دینا چاہیے کیونکہ وہ فساد ارض کی کوشش کر رہا ہی۔ باقی رہا طلسمات
اور شعبدہ کا حال تو صاحب درمختار نے علم طلسمات اور علم شعبدہ کو مثل علم سحر کے مذموم اور حرام لکھا ہے۔
ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہین الشریعۃ لم تفرق بین السحر والطلسمات وجعلتہ کلہ بابا
واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منہا ما یھمنا فی دیننا ودنیانا فان کان فیہ نوع
ضرر کالسحر ویلحق بہ الطلسمات یکون حظرہ محظورا فجعلت الشریعۃ باب السحر والطلسمات
والشعوذۃ واحدا شریعت نے سحر اور طلسمات مین کچھ فرق نہین کیا ہی بلکہ سب کو ایک ہی باب مین
رکھا ہی کیونکہ ہمارے لیے شرع نے وہی افعال حلال کیے ہین جو دین یا دنیا مین کام آئین پس اگر کسی
کام مین کچھ ضرر ہو تو وہ ممنوع ہی مثلا سحر اور طلسمات بھی اسی کے ساتھ ملحق ہی پس شریعت نے سحر
طلسمات شعبدہ سب کو ایک ہی باب مین کر دیا۔ اور معجزہ عبارت ہی امر خارق عادت سے جو مدعی نبوت
سے منکرین کے مقابلہ مین صادر ہو اور مثل اُسکے کوئی دوسرا نہ کر سکے اور کرامت عبارت ہے امر
خارق عادت سے کہ ولی سے صادر ہو بغیر کسی دعوے کے لیکن سحر وہ ہی جو نفوس خبیثہ سے جو نفوس

شیطانیہ سے مناسبت رکھتے ہین صادر ہوا اور اُسکے مثل جو شخص پیدا کرسکتا ہی تفتازانی رحمہ اللہ شرح مقاصد مین لکھتے ہین المعجزۃ امر خارق للعادۃ مقرون للتحدی مع عدم المعارضۃ واحترز بقید المقارنۃ للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضۃ عن السحر و الشعبدۃ معجزہ امر خلاف عادت ہی جو انکار کی وجہ سے کیا گیا ہو اور جسکا معارضہ نہو انکار کی قید سے کرامات اولیا اور عدم معارضہ کی قید سے سحر اور شعبدہ خارج ہوگئے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ سحر تاثیر کرتا ہی نہ باستقلال ساحر بلکہ حسب جریان عادت اللہ ابن حجر رحمہ اللہ نے قرطبی سے نقل کیا ہی قال العلماء لاینکر ان یظھر علی ید الساحر خرق العادات بمالیس فی مقدور البشر من مرض و زوال عقل وتعویج عضو ولا یکون السحر علۃ لذلک ولا موجبا بل یخلق اللہ ھذہ الاشیاء عند وجود السحر علما کہتے ہین کہ اسکا انکار نہ کیا جائے کہ ساحر سے خلاف عادت امور ظاہر ہوسکتے ہین جو آدمی کی قدرت مین نہین ہین مثلا بیمار یا دیوانہ بنا دینا شانے کو ٹیڑھا کر دینا لیکن سحر اسکی علت نہین ہوا کرتا اور نہ اسکا موجب ہوتا ہی بلکہ خدا سحر کے وجود کے وقت ان اشیا کو پیدا کر دیتا ہی۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین الاکثرون یقولون ان السحر قد یوثر فی موت المسحور ومرضہ من غیر وصول شئ ظاھر الیہ اکثر لوگ کہتے ہین کہ بعض اوقات سحر مسحور کو مار ڈالتا ہی یا بیمار کر دیتا ہی بے کسی ظاہری چیز کے اُس تک پہونچے ہوئے۔ واللہ اعلم **سوال** مسجد مین پلنگ پر سونا جائز ہی یا ممنوع **جواب** جائز ہی کیونکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد مین تخت رکھا جاتا تھا اور آپ اعتکاف مین اُسپر آرام فرماتے تھے جیساکہ سفر السعادت مین ہی۔ اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ جب اعتکاف کرتے تو آپکا بچھونا وہان لایا جاتا یا آپکا تخت وہان بچھایا جاتا اسطوانۂ توبہ کے پیچھے **سوال** مردار جانور کے سینگ یا ہاتھی دانت کی کنگھی کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** جائز ہی۔ ہدایہ مین ہی لاباس ببیع عظام المیتۃ و صوفھا وقرنھا وشعرھا ووبرھا والانتفاع بھا لانھا طاھرۃ لا یحلھا الموت لعدم الحیوۃ والفیل کالخنزیر نجس العین عند محمدؒ وعندھما بمنزلۃ السباع حتی یباع عظمہ وینتفع بہ مردے کی ہڈیان اور سینگ بال صوف کے بیچنے اور اُس سے نفع اُٹھانے مین کچھ حرج نہین ہی کیونکہ وہ طاہر ہی اور موت

عدم حیات کی وجہ سے کسی چیز کو حلال نہین کرسکتی اور ہاتھی کا حال سور کا ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نجس العین ہی اور شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک وہ درندون کا ایسا ہی کہ اُسکی ہڈیان بیچی جاسکتی ہین اور اُن سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہی۔ اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ شرح مشکوۃ مین اُس حدیث کی تفسیر مین جو سنن ابو داؤد مین ہی لکھتے ہین وہ حدیث یہ ہی یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج ای ثوبان فاطمہ کے لیے ایک قلادہ اور عاج کے دو کنگن خریدو۔ اور محدث مذکور کی تفسیر یہ ہی المعروف بین العامۃ ان العاج من الفیل وقیل ھو عظم ظہر السلحفاۃ البحریۃ او عظم دابۃ بحریۃ غیرہا اسمہا الذبل یتخذ منہ السوار والمشط وفی القاموس العاج الذبل وعظم الفیل وقال التورپشتی ذکر الخطابی فی تفسیرہ انہ الذبل ونقل ذلک عن الاصمعی والعجب العجاب العدول عن اللغۃ المشہورۃ الی ما یشتہر بین اہل اللسان عام طور سے یہ مشہور ہی کہ عاج ہاتھی کے دانتون کو کہتے ہین اور بعض کے خیال مین کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہین یا اسکے علاوہ کسی اور بحری چوپایہ کی ہڈی کو کہتے جسکا نام ذبل ہی اس سے کنگن اور کنگھیان بنتی ہین قاموس مین ہی عاج ذبل اور ہاتھی کی ہڈی کو کہتے ہین اور تورپشتی نے کہا ہی کہ خطابی نے اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ عاج ذبل کو کہتے ہین یہی اصمعی رحمہ اللہ سے منقول ہی اور تعجب یہ ہی کہ لغت مشہور سے عدول کیا جاتا ہی اور اسکے معنے وہ بیان کیے جاتے ہین جو اہل زبان مین مشہور ہین۔ اور فتح القدیر مین ہی قیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم انہ اشتری لفاطمۃ سوارین من عاج وظہر استعمال الناس لہ من غیر نکیر ومنہم من حکی اجماع العلماء علی جواز بیعہ وفی صحیح البخاری قال الزہری ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بعظام المیتۃ نحو الفیل ونحوہ ویدہنون فیہا ولا یرون بہ باسا وقال ابن سیرین وابراہیم لا باس بتجارۃ العاج کہا گیا ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت ہی کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلیے عاج کے دو کنگن خریدے اس سے ظاہر ہوا کہ انکا استعمال لوگون کے لیے بلا کسی انکار کے جائز ہی اور بعض لوگ عاج کی بیع کے جائز ہونے کے متعلق علما کا اجماع نقل کرتے ہین صحیح بخاری مین ہے کہ زہری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مین نے علمائے سلف مین سے بہت سے علما کو مردے کی ہڈی سے کنگھا کرتے ہوے دیکھا ہی مثلاً ہاتھی وغیرہ کی ہڈیان اور اُس مین تیل استعمال کرتے اور کچھ حرج نہ سمجھتے ابن سیرین اور ابراہیم رحمہما اللہ کہتے ہین کہ عاج کی تجارت مین کچھ حرج نہین ہی **سوال** رام چندر اور کرشن وغیرہ جو

ہندون کے اوتار ہین اور اُنکے نزدیک اوتار کے معنی رسول کے ہین اور انکے افعال وکردار اچھے تھے اور یہ اپنے کو خدا کا بندہ جانتے تھے اور خلق کو ہدایت کرتے تھے تو انپر لعنت کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** بشرط صدق مستفتی انپر لعنت کرنا جائز نہین ہی **سوال** زید عالم خالد عالم کی محفل مین آیا خالد اور جملہ حاضرین محفل زید کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے اور زید کے جاتے وقت بھی اُسی طرح قیام تعظیمی کیا پس ایسا قیام شرعًا درست ہی یا نہین اگر درست ہی تو کس دلیل سے **جواب** علما اور رئیس قوم اور سادات کے لیے قیام تعظیمی درست ہی۔ اس دلیل سے کہ بخاری اور مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی ان اناسًا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما بلغ قریبًا من المسجد قال قوموا الی خیرکم او سیدکم کچھ لوگ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے آئے تھے جنکے پاس اُنھون نے نبی کو بھیجا جو گدھے پر سوار تھے جب وہ مسجد کے قریب پہونچے تو اُنھون نے کہا کہ اپنے بہترین یا اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو۔ اسی واسطے امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم کی کتاب آداب السماع مین لکھتے ہین القیام عند الدخول للداخل لم یکن من عادۃ العرب بل کان الصحابۃ لا یقومون لرسول اللہ فی بعض الاحوال کما رواہ انس ولکن لم یثبت فیہ نھی عام ولا نری بہ باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہا باکرام الداخل بالقیام فان المقصود منہ الاحترام والاکرام وتطییب القلب وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بھا تطییب القلب واصطلح علیھا جماعۃ فلا باس بمساعدتھم علیھا بل الاحسن المساعدۃ الا فیما ورد فیہ نھی لا یقبل التاویل کسی آنے والے کی تعظیم کے لیے اُسکے آتے وقت قیام کرنا عربون کی عادت نہ تھی بلکہ بعض اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے لیے بھی نہین کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی لیکن اسکے متعلق کوئی عام ممانعت بھی نہین ہی کیونکہ اس سے اکرام اور احترام مقصود ہوتا ہی اور اس سے قلب پاک ہوتا ہی اسی طرح تعظیم کے تمام طریقون کی بھی عام ممانعت نہین ہی باستثنا اُن طریقون کے جن سے ممانعت کیگئی ہی جو تاویل کو قبول نہین کرتے۔ ہان قیام سے محبت رکھنا اور اس امر کو چاہنا کہ لوگ ہماری تعظیم کے لیے کھڑے ہوجائین البتہ مکروہ ہی ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ حضور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص یہ چاہتا ہی کہ لوگ اُسکی تعظیم

کھڑے ہوکر رہیں پس اُسکو چاہیے جہنم میں اپنا گھر بنائے اور امام نووی رحمہ اللہ رسالہ قیام میں لکھتے ہیں معناہ الصریح الظاھر الزجر والوعید الشدید للانسان یحب قیام الناس لہ ولیس فیہ تعریض القیام ونھی ولا یکرہ اسکے صریح اور ظاہر معنی زجر اور سخت وعید کے ہیں اُس شخص کے حق میں جو یہ چاہے کہ لوگ اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوں اور اس میں قیام کی نہی یا اُس پر کوئی تعریض نہیں ہے اور قیام مکروہ نہیں ہے۔ اور قنیہ میں مشکل الآثار سے منقول ہے القیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہ انما المکروہ محبۃ القیام من الذی یقام لہ فان لم یحب القیام فقاموا لا یکرہ لھم کسی دوسرے کے لیے قیام مکروہ لعینہ نہیں ہے بلکہ جس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اگر وہ کھڑے ہونے کو دوست رکھے تو یہ مکروہ ہے اور اگر وہ اُسے پسند نہ کرتا ہو اور پھر لوگ اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوں تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اگر کسی کو یہ شک ہو کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ و الثنا ہم لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے ایک ڈنڈے پر ٹیک دیے ہوئے تو ہم تعظیم کو اُٹھے پس آپ نے فرمایا تم لوگ اُس طرح تعظیم کو نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی باہم ایک دوسرے کی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ قیام تعظیمی ممنوع ہے تو اُسکو یوں دفع کرے کہ اس حدیث میں مطلق قیام کی نہی نہیں ہے بلکہ اُس قیام کی نہی ہے جو عجمی کیا کرتے تھے اور اُنکا قیام بطور التزام کے تھا یعنے وہ لوگ قیام تعظیمی کو ضروری جانتے تھے اور محبت رکھتے تھے پس آپ نے ایسے قیام سے منع فرمایا جو بالتزام ومحبت قیام کی وجہ سے ہو۔ کیونکہ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا یحدثنا فاذا قام قمنا حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام ہماری پاس بیٹھتے اور ہمسے حدیث بیان فرماتے پس جب آپ کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہوجاتے یہانتک کہ آپ کو ازواج مطہرات کے گھروں میں سے کسی گھر میں تشریف لیجاتے ہوئے دیکھ لیتے۔ پس اگر مطلقا قیام تعظیمی ممنوع ہوتا تو ہرگز صحابہ ایسا نہ کرتے اسکے علاوہ یہ ہے کہ عجمیوں کا قیام بنظر تعظیم ہوتا تھا۔ جیسا کہ اُنمیں سلاطین کے لیے تعظیما سجدے کا رواج تھا پس حضور روحی فداہ نے ایسے قیام تعظیمی سے

منع کیا ہے۔ خلاصہ حاشیۂ طیبی مین ہے قال النووی القیام للقادم من اهل الفضل مستحب وقال الغزالی المنهی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اہل فضل مین سے کسی آنیوالے کی تعظیم کو کھڑا ہونا مستحب ہے اور غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قیام تعظیم کے لیے مکروہ ہے نہ کہ قیام بطریق اکرام۔ اس پر اور یہ زیادتی ہے کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قیام ثابت ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے قالت ما رأیت احدا ایشبه سمتا ولا هدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمة فی قیامها وقعودها وکانت اذا دخلت علیه قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زائد کسی کو روش اور چال اور نشست و برخاست مین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہین پایا جب وہ آپ کے پاس تشریف لاتین تو آپ اُنکے لیے کھڑے ہوجاتے اور اُنکا بوسہ لیتے اور اُنکو اپنی بیٹھنے کی جگہ مین بٹھلاتے۔ الحاصل قیام سے محبت رکھنا یا اُسکا التزام کرنا مثل التزام امور ضروریہ کے یا بنظر تعظیم اعاجم قیام کرنا شرعاً ممنوع ہے لیکن آنے والے کے اکرام کے لیے قیام کرنا مطلقاً ممنوع نہین ہے اور اُسکی ممانعت مین کوئی حدیث وارد نہین بلکہ احادیث اُسکے ثبوت پر دلالت کرتی ہین اور یہی علماے محققین اور فقہا اور محدثین کا مذہب ہے **سوال** داڑھی چڑھانا جائز ہے یا نہین **جواب** جائز نہین ہے۔ ابوداؤد اور نسائی مین رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول یا رویفع لعل الحیوة ستطول بک بعدی فاخبر الناس ان من عقد لحیته او تقلد به وترا او استنجی برجیع دابة او عظم فان محمدا بریٔ منه رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہا کہتے ہین مین نے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا کہ وہ فرماتے تھے اے رویفع شاید تم میرے بعد زندہ رہو پس لوگون سے کہدینا کہ جس نے داڑھی کو باندھا یا اُسے کان کی طرح بنایا یا جانور کے غلیظ سے یا ہڈی سے استنجا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس سے بری ہین اور ابن اثیر رحمہ اللہ نہایہ مین لفظ عقد کی شرح مین لکھتے ہین قیل کانوا یعقدونها فی الحرب فامرهم بارسالها کانوا یفعلون ذلک تکبرا وتعجبا کہتے ہین کہ لوگ لڑائی مین داڑھی مین گرہ دے لیا کرتے تھے تو آپنے اُنکو داڑھی چھوڑ دینے کا حکم دیا وہ لوگ یہ تکبر اور غرور کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔ اور مطالب المومنین وغیرہ مین ہے زاد الشیخ محی الدین النووی فی مکروهات اللحیة عقدها وتصفیفها طاقة

فوق طاقتہ شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ نے مکروہات لحیہ مین داڑھی کے باندھنے اور داڑھی کے نیچے اوپر لٹین بنا لینے کو بھی زیادہ کیا ہی **سوال** چرٹ پینا درست ہی یا نہین اگر کسی صورت مین درست ہی تو مصداق حدیث شریف من تشبہ بقوم فھو منھم جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ اُنھین مین سے ہی۔ اسپر صادق آئیگا یا نہین اور صادق آنے کی صورت مین اگر حاکم شرع ہو تو سزا دے سکتا ہی یا نہین **جواب** چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے مکروہ تحریمی ہی بلکہ چرٹ مین تشبہ نصاری کی وجہ سے زیادہ کراہت ہی **سوال** جو فاتحہ مشایخ صوفیہ مین مروج ہی اور آداب الطالبین وغیرہ مین مذکور ہی جائز ہی یا نہین اور اُسکا طریقہ یہ ہی کہ شیرینی یا طعام وغیرہ سامنے رکھکے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکے میت کو ثواب بخشتے ہین اور یہ ثواب میت کو پہونچتا ہی یا نہین **جواب** اہل سنت کے مذہب مین اموات کو ثواب پہونچتا ہی اور سورۂ فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا اور مردے کو ثواب بخشنا موجب رفعت درجات ہی لیکن جو طریقہ فاتحہ کا مروج ہی اُسکی اصل شرع مین نہین ہی **سوال** کافر سے دار الحرب مین سود لینا درست ہی یا نہین۔ ہدایہ مین ہی لا ربوا بین المسلم والکافر فی دار الحرب دار الحرب مین مسلمان اور کافر کے درمیان ربوا نہین ہی۔ اور دار الحرب کا اطلاق کس شہر پر کیا جا سکتا ہے جہان کافر سے سود لینا جائز ہی **جواب** دار الحرب مین کفار سے سود لینا امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہی جیسا کہ فتح القدیر مین ہے اور دار الحرب وہ شہر ہی جو کفار کی ولایت مین ہو اور اُس مین اسلام کے حکمون مین سے کوئی حکم جاری نہو اور اجراے احکام شرع سے کفار مانع ہون بلکہ احکام کفر کو کفار باعلان جاری کرین اور کوئی مسلمان بے اجازت وامان کفار کے وہان نہ رہ سکے جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات مین لکھا ہی **سوال** عاشورے کے دن عید دن کی طرح تزئین وغیرہ کرنا درست ہی یا نہین **جواب** صواعق محرقہ مین ہی وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الناصبۃ المتعصبین علی اہل البیت والجہال المقابلین للفاسد بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشر بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور واتخاذہ عیدا واظہار الزینۃ فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع النفقات وطبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات واعتقادہم ان ذلک من السنۃ والمعتاد والسنۃ ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شیء یعتمد علیہ ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض ائمۃ الحدیث

والفقہ عن الکحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشوراء فقال لم یرد فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من اصحابہ ولا استحبہ احد من ائمۃ المسلمین لا من الاربعۃ ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدۃ فی ذلک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذلک العام ومن اغتسل لم یمرض کذلک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ سائر سنتہ علیہ امثال ذلک فکل ذلک موضوع الاحادیث التوسعۃ علی العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ فصار ہؤلاء لجہلہم یتخذونہ موسماً کذا ذکر ذلک جمیع بعض الحفاظ وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومہ بدعۃ مع روایۃ خبران من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینہ ابداً الکتۃ قال انہ منکر ومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم وقال بعض الحفاظ ومن غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر الاحادیث فی فضیلۃ غیر الصوم وفضل الصلوۃ فیہ والانفاق والخضاب والادہان والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذلک کلہ موضوع ومفتری وبذلک صرح ابن القیم ایضاً فقال حدیث الاکتحال والادہان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین

اُن لوگوں کی بدعتوں سے بھی بچنا چاہیے جو اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں یا فاسد کا فساد اور بدعت کا بدعت اور شر کا شر سے مقابلہ کرتے ہیں کہ عاشورے کے دن فرحت و سرور ظاہر کرتے ہیں اور اُسے عید بنا لیتے ہیں اور اس دن خضاب سرمہ لگا کر نئے کپڑے پہنکر اور خرچوں کو بڑھا کر اور خلاف عادت کھانوں اور غلوں کو پکا کر زینت ظاہر کرتے ہیں اور اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ سنت اور عادت ہی حالانکہ سنت ان تمام امور کا ترک کرنا ہے کیونکہ اسکے متعلق کوئی ایسی حدیث مروی نہین ہے جس پر اعتماد کیا جائے اور نہ کوئی صحیح اثر ہی جس کی جانب رجوع کیا جائے بعض ایمہ حدیث وفقہ سے پوچھا گیا کہ عاشورے کے دن سرمہ لگانا غسل کرنا مہندی لگانا غلہ کا پکانا اور نئے کپڑے پہننا اور خوشی ظاہر کرنا ایسا ہی تو اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہین ہے اور نہ اُنکے صحابہ سے اور ایمہ مسلمین اور ایمہ اربعہ وغیرہ مین سے کسی نے اسے مستحب نہین لکھا ہی اور اسکے متعلق کتب معتمدہ مین صحیح وضعیف کوئی روایت مروی نہین ہی اور یہ جو کہا جاتا ہی کہ جس نے اس دن سرمہ لگایا سال بھر اُسکی آنکھین نہ دکھین گی اور جس نے غسل کیا وہ سال بھر مریض نہو گا اور جس نے اس دن اپنے عیال پر توسیع کی خدا اُس پر

تمام سال توسیع کریگا اور اسی طرح کی اور باتین تو ان مین توسیع علی العیال کے سوا سب حدیثین موضوع ہین لیکن اس کی سند مین بھی ایسے لوگ ہین جن مین کلام کیا گیا ہو بس لوگون نے اپنے جہل کی وجہ سے اسے میلا بنالیا ان سب امور کو اسی طرح بعض حفاظ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکی تصریح کی ہو کہ عاشورار کے دن سرمہ لگانا بدعت ہو باوجودیکہ اُنھون نے یہ روایت بھی کی ہو کہ جس نے عاشورار کے دن اثمد کا سرمہ لگایا اُس کی آنکھین کبھی نہ دکھین گی لیکن اُنھون نے یہ بھی کہدیا ہو کہ یہ حدیث منکر ہو اسی وجہ سے اسے ابن جوزی رحمہ اللہ نے بطریق حاکم موضوعات مین روایت کیا ہے اور بعض حفاظ نے کہا ہو کہ اور دوسرے طریقون سے بھی یہ حدیث ہو اور مجد لغوی رحمہ اللہ نے حاکم سے نقل کیا ہو کہ عاشورار کے دن روزے کی فضیلت کے سوا اور تمام باتین مثلاً اُس دن کی نماز اور خرچ اور خضاب اور تیل اور سرمہ لگانے اور دانہ پکانے وغیرہ کی فضیلتین سب کی سب موضوع اور افترا ہین اسکی تصریح ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی کی ہو بس اُنھون نے کہا ہو کہ سرمہ اور تیل اور خوشبو لگانا عاشورار کے دن جھوٹون کی وضع کی ہوئی باتین ہین واللہ علیم حررہ ابوالاحیار محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۔ واقعی زینت لباس وغیرہ عاشورار کے دن بدعت قبیحہ ہو اور جو حدیثین بعض ارباب سلوک اس باب مین لائے ہین سب کی سب موضوع ہین ۔ احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ نے منہاج السنہ مین لکھا ہو ماید کرون فی فضائل عاشوراء وما ورد من التوسعۃ علی العیال وفضائل المصافحۃ والحناء والخضاب والاغتسال ونحو ذلک ویذکرون فیہا صلوۃ کل ہذا کذب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یصح فی عاشوراء الا فضل صیامہ وایضا فیہ قد یروج علی کثیر ممن ینتسب الی السنۃ احادیث یظنونہا من السنۃ وہی کذب باتفاق اہل المعرفۃ کالاحادیث المرویۃ فی فضائل عاشوراء وفضل الکحل فیہ والاغتسال والخضاب والمصافحۃ ونحو ذلک ۔ جو فضائل عاشورار مین مروی ہین اور جو یہ کہا جاتا ہو کہ اُس مین توسیع کرنے سے عیال پر توسیع ہوتی ہو اور جو مصافحہ اور مہندی اور خضاب اور غسل وغیرہ کے فضائل بیان کیے جاتے ہین اور جو اس مین ایک نماز بیان کی جاتی ہو یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب ہو عاشورار مین بجز روزے کی فضیلت کے اور کوئی بات صحیح نہین معلوم ہوتی ہو اور اسی کتاب مین دوسری جگہ لکھا ہو کبھی اہل سنت کے نام سے بہت سے احادیث رواج

پائی جاتی ہین جنکی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل نہین ہوتی مثلاً وہ حدیثین جو فضائل عاشورار
اور اُس دن سرمہ لگانے اور غسل کرنے اور خضاب لگانے اور مصافحہ کرنے وغیرہ کی فضائل
مین آئی ہین۔ اور علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمہ اللہ نے مقاصد حسنہ مین حدیث
کحل کو موضوع لکھا ہی چنانچہ حرف المیم مین لکھتے ہین من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد
عینیہ ابداً الحاکم والدیلمی من حدیث جویبر عن الضحاک عن ابن عباس بہ مرفوعا قال
الحاکم انہ منکر قلت بل موضوع اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من ھذا الوجہ من حدیث
ابی ھریرۃ جس نے عاشورار کے دن سرمہ لگایا اُس کی آنکھین کبھی نہ دکھین گی اسے حاکم
اور دیلمی نے جویبرؒ سے اُنھون نے ضحاکؒ سے اُنھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت
کی ہی حاکم نے کہا ہی کہ یہ منکر ہے مین کہتا ہون بلکہ موضوع ہے اسے ابن جوزی رحمہ اللہ نے
اسی طریقہ سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موضوعات مین لکھا ہی۔ اور حدیث توسیع علی العیال کو
حسن لکھکے لکھا ہی من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا الطبرانی و
البیھقی فی الشعب وفضائل الاوقات وابو الشیخ عن ابن مسعود الاول فقط عن ابی سعید
والثانی فقط عن ابی ھریرۃ وجابر قال العراقی فی امالیہ لحدیث ابی ھریرۃ لہ طرق
صحیح بعضھا ابن ناصر الحافظ جس نے عاشورار کے دن اپنے عیال پر توسیع کی اللہ اُس پر
پورے سال توسیع کرے گا اسے طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان اور فضائل اوقات مین روایت
کیا ہے ابوالشیخ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اول کی دونون حدیثون کو صرف ابوسعید رضی اللہ
عنہ سے اور دوسری کو ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی عراقی نے اپنی امالی مین
روایت کی ہی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کئی صحیح طریقے ہین بعض مین حافظ ابن ناصرؒ
بھی ہین۔ الحاصل عاشورار کے دن روزے اور عیال واحباب پر توسیع طعام کے علاوہ کہ یہ
دونون احادیث سے ثابت ہین اور کچھ نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات
محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابوالحسنات محمد عبدالحی | مترجم کہتا ہی عاشورار کی متعلق
حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ماثبت من السنہ مین بہت طویل بحث کی ہی اور مین نے اُسکا
ترجمہ کیا ہی جس کا نام الاقوال المرضیہ ہی اور اصل کتاب پر حاشیہ بھی لکھا ہی جس کا نام للناظرین ہی

جسکو یہ بحث اچھی طرح دیکھنا ہو وہ ماثبت من السنہ اور اُسکا ترجمہ اور حاشیہ دیکھے۔ اسکے علاوہ واقعات
یوم عاشورا رکو مین نے نہایت بسط سے جلیس الناصحین ترجمۂ انیس الواعظین مین اصل کتاب پر
اضافہ کرکے لکھا ہی اُس کے مطالعہ سے شہداے معرکۂ کربلا کے اسما بھی معلوم ہو جائین گے
انتہی۔ **سوال** حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین او رتبع تابعین اور ایمۂ اربعہ
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے مصافحہ کرنا رخصت کے وقت مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر
سے ثابت ہی یا نہین اور ثبوت کی صورت مین سنت مؤکدہ ہی یا کیا **جواب** مصافحہ ملاقات
کے وقت سنت ہی خود حضور روحی فداہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ملاقات کے وقت
مصافحہ کرتے تھے اور اُس پر ترغیب دیتے تھے۔ ابوداؤد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہی مالقیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قط الا صافحنی مین جب نبی کریم علیہ التحیۃ
والتسلیم سے ملا تو آپ نے مصافحہ ضرور کیا۔ اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین شعبی رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہی ان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کانوا اذا التقوا تصافحوا
واذا قدموا من سفر تعانقوا حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے اصحاب رضی اللہ عنہم جب
ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب کسی سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے۔ اور ترمذی نے براابن عازب
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا التقا المسلمان
فتصافحا وحمدا اللہ واستغفرا غفر لھما براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضور سرور
کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہی کہ جب دو مسلمان ملتے ہین اور مصافحہ ومعانقہ واستغفار
کرتے ہین تو اللہ تعالی اُنکو بخشدیتا ہی۔ اور اسی طرح احمد اور طبرانی اور بزار رضی اللہ عنہم وغیرہ نے
روایت کی ہی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہی اور کسی حدیث
سے حضور کا یا حضور کے اصحاب کا رخصت کے وقت مصافحہ کرنا ثابت نہین ہی۔ ملا علی قاری
رحمہ اللہ شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات مصافحۂ مشروعہ کا
محل اول ملاقات ہی اس سے رخصت کے وقت مصافحہ کا سنت نہونا ثابت ہی۔ واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابوالحسنات محمد عبدالحی] صحابۂ
کرام رضی اللہ عنہم کا رخصت کے وقت مصافحہ کرنا مسافر سے ہو یا غیر مسافر سے کتاب شرعۃ الاسلام مین

مذکور ہی جس کا خلاصہ یہ ہی وکان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا و
اذا تفرقوا انصا تحوا وحمدوا اللہ واستغفروا وھند ذلک فان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا گ
صحابہ جب ملتے معانقہ کرتے اور جب علیحدہ ہوتے مصافحہ اور اللہ کی حمد اور استغفار کرتے اگرچہ وہ
ایک دن مین کئی مرتبہ ملتے اور علیحدہ ہوتے۔ البتہ خود جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا اور تابعین
اور تبع تابعین اور ائمۂ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رخصت کے وقت مصافحہ کرنا اب تک
میری نظر سے نہین گذرا اور صحابہ سے بھی اور کسی کتاب مین دیکھا نہین گیا اور درصورت ثبوت سنت
مؤکدہ نہین ہی۔ واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم۔ اصاب المجیب کتبہ محمد امان الحق
عفی عنہ **سوال** ایک شخص چمار کی قوم مین سے ہی اور وہ ابتک اپنے باپ دادا کے دین پر ہے
لیکن مالدار ہی اُس نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور تمام رسوم مثلا شراب خواری ناچ پوجا آتشبازی
کے ادا کیے چنانچہ صرف شراب دو ہزار روپیہ کی آئی تھی وقس علی ہذا اور چند مسلمانون کی بھی دعوت
کی اور جب مسلمانون نے انکار کیا تو اُس نے ایک مولوی صاحب کو کچھ نذر دیکر یہ کہلا دیا کہ ایسی
دعوت کا قبول کرنا درست ہی اور ان مولوی صاحب کے ساتھ چند اور مسلمانون نے بھی دعوت
قبول کی اور اُسکے یہان جاکر کھانا کھایا باوجودیکہ اشیاے مذکورہ موجود تھے اب عوام الناس
مین بڑا فساد برپا ہی بعض کہتے ہین کہ ایسی دعوت کا قبول کرنا درست ہی ورنہ فلان مولوی
صاحب کیون قبول کرتے اور بعض کہتے ہین کہ نادرست ہی کیونکہ ایک تو وہ چمار ہی دوسرے وہان
پوجا وغیرہ ہوا لہذا مطلع فرمائیے کہ مولوی صاحب کا کہنا حق تھا یا ناحق اگر حق تھا تو حقیت کی دلیل کیا
ہی اور اگر ناحق تھا تو اُنکو کیا لازم ہی اور مسلمانون کو چمار کی دعوت قبول کرنا درست ہی یا نہین
اور جو شخص ایسی محفل مین جائے اور کھائے اور محفل کی زینت بڑھائے وہ فاسق ہوتا ہی یا نہین
جواب جس محفل مین ان امور کا ہونا پہلے سے معلوم ہو اُس مین کسی مسلمان کو جانا اور شرکت
کرنا درست نہین ہی بلکہ برضا ورغبت ایسے امور مین شرکت کرنا فسق ہی اور اگر ان امور کا ہونا پہلے
سے معلوم نہ تھا بلکہ صاحب دعوت کے یہان پہونچنے کے بعد معلوم ہوا تو اگر یہ محرمات اُسی مقام
میں ہون جہان کھانا کھلایا جاتا ہی تو وہان سے بے کھانا کھائے واپس آنا لازم ہی اور اگر دوسرے
مقام میں ہون تو اگر یہ شخص جس کی دعوت کی گئی ہی مقتدا ہے مثلا عالم یا مفتی ہی تو اُسکو دعوت

کھانا درست نہین اور اگر مقتدا نہین ہی تو اُسے شریک ہونا درست ہی مگر بشرط قدرت منکرات سے منع کرنا لازم ہے۔ درمختار مین ہی دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب اوغناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا فان قدر علی المنع فعل والا صبران لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ اولا لان حق الدعوۃ انما یلزمہ بعد الحضور لا قبلہ اگر کسی نے ولیمہ مین بلایا اور وہان کھیل یا گانا تھا تو بیٹھے اور کھائے اگر بری بات مکان مین ہو رہی ہو اور اگر دسترخوان پر ہو تو اُسے ایسا نہ کرنا چاہیے بلکہ انکار کرکے واپس چلا آنا چاہیے اور اگر منع کر سکتا ہو تو منع ورنہ صبر کرنا چاہیے اگر مقتدا اون مین سے نہو اور اگر مقتدا ہو اور روک نہ سکتا ہو تو چلا آئے اور نہ بیٹھے کیونکہ اس مین دین کی ہتک ہی اور اگر پہلے سے اسکا علم ہو تو نہ آنا چاہیے مقتدا ہو یا نہو کیونکہ حق دعوت حاضر ہو جانے کے بعد ہی نہ کہ پہلے

سوال رمضان کے اخر جمعہ کے خطبے مین الوداع یا الفراق پڑھنا درست ہی یا نہین

جواب الوداع یا الفراق کا پڑھنا اور رخصت رمضان پر حسرت ظاہر کرنے کے کلمات کا اداکرنا فی نفسہ مباح ہی بلکہ اگر یہ کلمات سامعین کی ندامت اور توبہ کا سبب ہوسے تو امید ثواب ہی مگر اس طریقے کا ثبوت قرون ثلثہ مین نہین ہی البتہ آخر شعبان مین خطبہ استقبال رمضان احادیث مین وارد ہی۔ جیساکہ درمنثور مین ہی اخرج العقیلی وضعفہ ابن خزیمۃ والبیھقی والخطیب والاصبھانی عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخر یوم من شعبان فقال الحدیث بطولہ اسے عقیلی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہی اور ابن خزیمہ بیہقی خطیب۔ اور اصبہانی رضی اللہ عنہم نے اس کی تضعیف کی ہی کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ہمین نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خطبہ دیا شعبان کے آخری دن پس فرمایا آخر حدیث تک۔ اور شاید جس نے اس طریقے کو ایجاد کیا ہی اُس نے خطبۂ آخر رمضان کو خطبۂ استقبال پر قیاس کیا ہی لیکن خطبۂ وداع کا اہتمام کرنا جیساکہ اس زمانے مین مروج ہے اور اُس کو حد التزام تک پہونچانا ابتداع سے خالی نہین علماے مقتدین کو لازم ہے اس طریقے کے التزام کو چھوڑین تاکہ عوام اسکے مستحب اور سنت بلکہ ضروری ہونے کے

اعتقاد سے نجات پائیں **سوال** مردے کو قبر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک دکھایا جاتا ہے یا نہیں **جواب** مردے کو قبر میں جمال مبارک کا دیکھنا ثابت نہیں ہے جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے رسالہ شرح الصدور میں ہے سئل الحافظ ابن حجر هل يكشف للميت حتى يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجاب بانه لم يرد هذا في حديث وانما ادعاه بعض من لا يحتج به بغير مستند سوى قوله في هذا الرجل ولا حجة فيه لان الاشارة الى الحاضر في الذهن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا میت پر کشف ہو سکتا ہے کہ وہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہو تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ کسی حدیث میں وارد نہیں ہے البتہ اس کا دعوی چند ایسے لوگوں نے کیا ہے جو قابل احتجاج نہیں ہیں اور ان کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں ہے بجز لفظ ہذا الرجل کے لیکن اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہذا کا اشارہ حاضر فی الذہن کی طرف ہے **سوال** بعض کہتے ہیں کہ حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے جو تم سے احتراز کرے تم اُس سے احتراز کرو آیا یہ احتراز صرف اکل وشرب میں ہے یا تمام امور مشاورت ومواسنت وغیرہ میں بھی **جواب** جملہ امور موانست اور محبت میں کفار سے احتراز اولی ہے **سوال** کتا جو نجس العین ہے اُس کا پالنا جائز ہے یا نہیں اور کتے کا گھر میں ہونا نزول ملائکہ کے لیے سد راہ ہے یا نہیں **جواب** شکار کے لیے اور کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا پالنا جائز ہے اور بے ضرورت پالنا ناجائز اور باعث حرمان ثواب اعمال صالحہ ہے۔ موطا میں امام محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں اخبرنا مالك اخبرنا يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد انه سمع سفيان بن ابی زهير يحدث دانا سامعه وهو عند باب المسجد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اقتنى كلبا لا يغني به زرعا ولا ضرعا نقص من عمله كل يوم قيراط قال محمد يكره اقتناء الكلب بغير منفعة فاما كلب الزرع او الضرع او الصيد او الحرس فلا باس اخبرنا مالك عن عبد الملك بن ميسرة عن ابراهيم النخعي قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم لاهل البيت القاصي في الكلب يتخذونه قال محمد فهذا للحرس اخبرنا مالك اخبرنا عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال من اقتنى كلبا الا كلبا ماشية او ضاريا نقص من عمله كل يوم قيراطان ہمیں مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہمیں یزید بن خصیفہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے انھیں خبر دی کہ اُنھوں نے سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا ہے وہ مسجد کے

دروازے پر حدیث بیان کر رہے تھے اور مین سن رہا تھا اُنھون نے کہا کہ مین نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا ہو کہ جس نے کتا پالا بلا نفع حفاظت زراعت یا دودھ والے جانورون کے اسکے اعمال سے ہر دن ایک قیراط کم کر دیا جاتا ہو امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہین کہ بلا کسی نفع کے کتا پالنا مکروہ ہو البتہ زراعت۔ دودھ والے جانورون ۔ اور شکار کے لیے کتے کے پالنے مین کچھ حرج نہین ہے ہمسے مالک رضی اللہ عنہ نے اُنسے عبد الملک ابن میسرہ رضی اللہ عنہ نے اُنسے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جن لوگون کے گھر آبادی سے دور ہون اُنھین کتا پالنے کی اجازت ہو امام محمد رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ یہ حفاظت بیوت کی غرض سے ہے ہمسے مالک نے اُنسے عبد اللہ بن دینار نے اُنسے ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہو کہ جس نے محافظ یا شکاری کتے کے سوا کسی اور کتے کو پالا اُسکے عمل سے ہر دن دو قیراط کاٹ لیے جائین گے اور احادیث صحیحہ مین وارد ہو کہ کتا پالنا اور کتے کا گھر مین ہونا نزول ملائکہ رحمت کے لیے سد راہ ہو سیوطی رحمہ اللہ الحبائک فی اخبار الملائک مین لکھتے ہین اخرجہ ابن ماجۃ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ واخرجہ احمد ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیھا کلب ولا جرس واخرجہ ابوداؤد والنسائی والحاکم عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب ابن ماجہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ فرماتے تھے کہ ملائکہ اُس گھر مین نہین جاتے جس مین کتا یا تصویرین ہوتی ہین احمد مسلم ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ ملائکہ اُن رفیقون کے ساتھ نہین ہوتے جن مین کتا یا گھنٹا ہوتا ہے ابوداؤد نسائی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہو کہ ملائکہ اُس گھر مین نہین جاتے جسمین تصویرین کتے یا ناپاک لوگ ہوتے ہین **سوال** اگر زوجہ زوج کی تابعداری نکرے اور اسکی بات نہ سنے باوجودیکہ بقدر وسعت اُسے فہمائش بھی کی گئی ہو تو شوہر کو کیا لازم ہوگا اور زوجہ کو والدین کی تابعداری زوج کی تابعداری سے مقدم رکھنا کیسا ہے

جواب زوجہ پر والدین کی تابعداری سے زوج کی تابعداری مقدم ہے اور جو زوجہ زوج کی مخالفت پر مستعد رہے تو زوج کو چاہیے کہ پہلے زبانی فہمائش کرے اگر نہ مانے تو اُس سے کلام در مجامعت کرنا ترک کرے تاکہ اُسکو تنبیہ ہو جائے اگر اس پر بھی تنبیہ نہو تو اُسکو مارے نہ ایسی مار جو زائد تکلیف دہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللاتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا جن عورتوں سے شوہرون کو نافرمانی کا خوف ہو اُنھین نصیحت کرین اور خوابگاہون مین اُنھین تنہا چھوڑ دین اور اُنھین مارین پس اگر وہ اطاعت کرین تو اُنھین نقصان پہونچانے کی راہ نہ تلاش کرو۔ اور حکیم ترمذی نوادر الاصول مین لکھتے ہین عن انس ان رجلا انطلق غازیا واوصی امرأتہ ان لا تنزل من فوق البیت وکان والدھا فی اسفل البیت فاشتکی ابوھا فارسلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخبرہ وتستامرہ فارسل الیھا اتقی اللہ واطیعی زوجک ثم ان والدھا توفی فارسلت الیہ تستامرہ فارسل الیھا بمثل ذلک واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط عن عائشۃ سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت ای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیھقی فی سننہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی واللاتی تخافون نشوزھن قال تلک المرأۃ تنشز وتستخف بحق زوجھا ولا تطیع امرہ فامرہ اللہ ان یعظھا ویذکرھا اللہ فان قبلت والا ھجرھا فی المضاجع ولا یکلمھا من غیر ان یذر نکاحھا فان رجعت والا ضربھا ضربا غیر مبرح ولا یکسر لھا عظما ولا یجرح جرحا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جنگ پر گیا اور اپنی بی بی کو حکم دے گیا کہ گھر کے کوٹھے سے نہ اترے اور اسکا باپ گھر کے نیچے کے حصے مین رہتا تھا اُس کے باپ نے شکایت کی اور اُس نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کو بھیجا کہ آپ سے واقعہ بیان کرے اور حکم طلب کرے پس آپ نے اُسے جواب کہلا بھیجا کہ خدا سے ڈر اور اپنے شوہر کی اطاعت کر پھر اُسکے باپ نے انتقال کیا پس اُس نے آپ سے دریافت کرایا کہ اب آپ کیا حکم دیتے ہین پھر آپ نے وہی جواب دیا بزار اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے دریافت کیا کہ عورت پر سب سے زائد کس کا حق ہے آپنے فرمایا شوہر کا مین نے عرض کیا کہ مرد پر سب سے زائد کس کا

حق ہی فرمایا مان کا ابن جریر ابن منذر - ابن ابی حاتم اور بیہقی رضی اللہ عنہم نے اپنی سنن مین آیۂ واللاتی تخافون نشوزھن کی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی تلک المرأۃ تنشز وتستخف بحق زوجھا یعنے یہ عورت اپنے شوہر کی اطاعت نہین کرتی ہے اور اُس کے حکم کو نہین مانتی ہی خدا نے اُس کے متعلق نصیحت کی ہدایت فرمائی ہی اگر وہ اس سے اثر لے تو خیر ورنہ اُسکے پاس نہونا اور اُس سے بات کرنا ترک کردے بلا نکاح سے خارج کیے ہوے اگر اس سے بھی وہ نہ مانے تو اُسے مارے مگر نہ ایسا کہ اُسکے سخت چوٹ آئے یا ہڈی ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے **سوال** سیاہ خضاب لگانا حرام محض ہی اسکا مرتکب صرف خاطی ہی یا مرتکب گناہ **جواب** خالص سیاہ رنگ کا خضاب لگانا ممنوع اور گناہ کبیرہ ہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے روایت مین اسکو کبائر مین شمار کیا ہی کیونکہ حدیث مین وارد ہی یکون فی اٰخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لایجدون رائحۃ الجنۃ یعنی آخر زمانے مین ایسے لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کرین گے کبوترون کے دانہ دان کے رنگ کے موافق وہ جنت کی بو نہ پائین گے اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہی - اور طبرانی نے روایت کی ہی من خضب بالسواد سوّد اللہ وجھہ یوم القیامۃ جس نے کالا خضاب کیا قیامت کے دن اللہ اُسکا منھ کالا کریگا اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح شمائل مین لکھتے ہین ذھب اکثر العلماء الی کراھۃ الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انھا کراھۃ تحریم وان من العلماء من رخص فیہ للجھاد ولم یرخص فیہ لغیرہ اکثر علما سیاہ خضاب کے کراہت کے قائل ہین ثوری رحمہ اللہ اُسکے مکروہ تحریمی ہونے کی طرف مائل ہین اور بعض علما نے بغرض جہاد ایسا کرنے کی اجازت دی ہی لیکن کسی اور غرض سے ایسا کرنے کو مکروہ کہا ہی - اور اگر خالص سیاہ نہو تو درست ہی جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ موطا مین لکھتے ہین لانری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسًا وسمہ حنا اور زردی کے خضاب مین ہمارے نزدیک کچھ حرج نہین ہی **سوال** سانڈ کا کھانا درست ہی یا نہین جب وہ کسی خاص شخص کی ملک نہین ہی تو خدا کے نام سے ذبح کرکے کھانا جائز ہوگا یا نہین **جواب** جائز نہوگا جب تک اُس کا مالک اجازت نہ دے اس وجہ سے کہ چھوڑ دیے ہوے جانور مالک کی ملک سے نہین نکلتے اور نہ پانے والا اُن کو مالک کی ملک سے نکال سکتا ہی - رد المحتار مین ہی المختار فی الصید انہ لایملکہ

اذا لم یجد ولکن اخی للدابتہ اذا سیبہا کما بسطہ الشرنبلالی شکار کے متعلق مختار یہ ہی کہ جب تک اُسے مباح نہ کر لے (یعنی ذبح کر کے) اُسکا مالک نہوگا اور یہی حال چوپایہ کا ہی جبکہ اُسے پکڑ کے لاوٗ جیساکہ شرنبلالی رحمہ اللہ نے اسکی وضاحت کی ہی۔ اور درمختار مین ہی ان کان مرسلا فھو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ اگر کوئی جانور چھوڑ دیا گیا ہو تو وہ دوسرے کا مال ہی بلا اجازت اُسکے مالک کے اُسکا کھانا درست نہین ہی **سوال** شیر کی چربی کا دوائے مالش کرنا جائز ہے یا نہین اور بغیر اُسکے دھوئے ہوے نماز درست ہی یا نہین **جواب** شیر کی چربی حرام اور نجس ہی اور تداوی بالمحرم مین فقہا کا اختلاف ہی بعض مطلقا ممنوع کہتے ہین اور بعض بشرط ضرورت اس طرح پر کہ باخبار طبیب حاذق مسلم یہ معلوم ہو کہ اُس مرض کی کوئی اور دوا نہین ہی اور اس مین شفا مظنون ہی جائز رکھتے ہین۔ جیساکہ درمختار مین ہی اختلف فی التداوی بالمحرم فظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف عن الحاوی قیل ترخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی حرام چیز سے دوا کرنے مین اختلاف ہی ظاہر مذہب یہ ہی کہ ممنوع ہی جیساکہ بحر کے باب رضاع مین ہی لیکن مصنف رحمہ اللہ نے حاوی سے نقل کیا ہی کہ اسکی اجازت ہی جب یہ معلوم ہو کہ اُس سے شفا ہو جائے گی اور اُسکے سوا دوسری دوا نہ معلوم ہو جیساکہ پیاسے کے لیے شراب حلال ہی اسی پر فتوی ہی۔ اور بر تقدیر استعمال بغیر دھوئے ہوے کوئی نماز جائز نہین ہی **سوال** کس چیز کا خضاب کرنا مسنون ہے اور کس حدیث سے ثابت ہی جس چیز کا مسنون ہی اُسکے سوا دوسری چیز کا خضاب جیسے وسمہ نیل کا یا دوسرا نسخہ ہو تو کیا حکم ہے اگر ممانعت ہی تو کس حدیث سے اور جائز ہی تو کس حال مین یعنے روزگار پیشہ کو یا ہر شخص کو اور اگر ممانعت ہی تو کس طرح سے اور اُسکی خلاف روی مین کس طرح کا عذاب ہوگا یا کس نعیم جنت سے محروم رہے گا اور اس کا جواز یا حرمت متفق علیہ ہے یا مختلف فیہ **جواب** خضاب کرنا سرخ یا زرد یا اور کسی رنگ کا سوائے خالص سیاہی کے مستحب ہے اور خضاب نہ کرنا اور سپیدی قائم رکھنا بھی جائز ہے اور سیاہ خضاب ممنوع اور گناہ کبیرہ ہی۔ فتاوے قاضی خان مین ہے الخضاب بالحناء حسن مہندی کا خضاب کرنا اچھا ہی۔ اور صحیح مسلم مین حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے مروی ہی غیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد سفیدی کو تغیر کرو اور سیاہی سے بچو۔ اور

سنن ابو داؤد مین حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یکون فی اٰخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ آخر زمانے مین ایسے لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کرین گے مثل کبوتر کے سینے کے رنگ کے وہ لوگ جنت کی بو نہ پائین گے۔ اور معجم طبرانی مین نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے مروی ہے من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ جو شخص سیاہ خضاب کرے گا قیامت مین روسیاہ ہوگا۔ اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ شرح مشکوۃ مین بزبان فارسی لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے مہندی کا خضاب باتفاق جائز ہے اور سیاہ خضاب مین مختار حرمت ہے۔ اور نیل کا خضاب بغیر اشتراک کے جس سے خالص سیاہی حاصل نہین ہوتی بلکہ سبزی مائل سیاہی حاصل ہوتی ہے درست ہے امام محمد رحمہ اللہ موطا مین لکھتے ہین لا نری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسا وان ترکہ ابیض فلا باس بذلک کل ذلک حسن نیل۔ حنا اور زردی کے خضاب مین ہمارے نزدیک کچھ حرج نہین ہے اور اگر داڑھی کو سفید چھوڑ دیا تو اسمین کچھ حرج نہین ہے یہ سب امور حسن ہین۔ اگر مہندی کی شرکت سے ہو یا کوئی اور نسخہ ہو جس سے بالکل سیاہ رنگ ہو تو وہ حرام ہے **سوال** ایک شخص ذی علم ہے جسکو فی الجملہ کتاب وسنت کی تمیز ہے اور اس زمانے کے علما کی طرح فقہ سے بھی واقف ہے وہ ایک سخت مرض مین مبتلا ہے اور بقدر امکان علاج بھی کر چکا ہے مگر اطبا کی پوری کوشش کے بعد بھی کچھ فائدہ نہین ہوا اب اُسکی دوا بعض حشرات الارض کو تجویز کرتے ہین جو تجربہ اور قواعد طبیہ کے رو سے اس مرض کیلیے مجرب ہین پس بنظر اختلاف فقہا بمسئلہ تداوی بالحرام و بنظر عبارت مرقاۃ الصعود شرح سنن ابو داؤد و بنظر اختیار صاحب ہدایہ جو تجنیس مین لکھا ہے وہ شخص دوا سے مذکور کو حالت موجودہ مصرحہ بالا مین اگلا استعمال کر سکتا ہے یا نہین حکم اس مسئلہ کا بلاحظہ درمختار ورد المحتار وہدایہ وشروح ہدایہ وصحاح خصوصًا حدیث عرنیین بادۂ استعمال بول شتر ملاحظہ فرما کر بسند ارقام فرمائیے۔ مرقاۃ الصعود کی عبارت یہ ہے قولہ ولا تداووا بالحرام قال البیہقی فی سننہ ھذا الحدیث وحدیث النہی عن الدواء الخبیث ان صحا محمولان علی النہی عن التداوی بالمسکر وعن التداوی بکل حرام فی غیر حال الضرورۃ لیکون جمعا بینہما وبین الحدیث العرنیین بیہقی نے اپنے سنن مین لکھا ہے کہ یہ حدیث اور دوا سے خبیث سے نہی کی حدیث اگرچہ صحیح ہین لیکن تداوی بالمسکر سے نہی پر محمول ہین اور بلاضرورت سب سے تداوی حرام ہے تاکہ حدیث عرنیین مین اور ان دونون حدیثون مین جمع ہو جائے **جواب** ہر چند کہ اس باب مین فقہا کا بڑا اختلاف ہے

اور فتوی بھی مختلف ہی فقہا کی ایک جماعت مطلقا عدم جواز تداوی کا فتوی دیتی ہی اور ایک جماعت بضرورت تداوی بالمحرم کو جائز رکھتی ہی لیکن بظاہر اگر کوئی شخص جم غفیر علما کے فتوے کے موافق بضرورت اشیای محرمہ کا استعمال کرے گا تو مواخذہ نہو گا۔ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین

اجابوا عن حدیث العرنیین بانہ قد کان للضرورۃ فلیس فیہ دلیل علی انہ مباح فی غیر حال الضرورۃ لانہ ثمہ اشیاء اُبیحت فی الضرورات ولم تبح فی غیرھا کما فی لبس الحریر فانہ حرام للرجال وقد ابیح لبسہ فی الحرب اوللحکۃ اولشدۃ البرد اذا لم یجد غیرہ ولہ امثال کثیرۃ فی الشرع وقال ابن حزم صح یقینا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما امرھم بذلک علی سبیل التداوی من السقم الذی کان اصابھم والتداوی منزلۃ ضرورۃ وقد قال اللہ الا ما اضطررتم الیہ فما اضطر الیہ فھو غیر محرم علیہ من الاکل والشرب حدیث عرنیین کا یہ جواب دیا جاتا ہی کہ وہ بوجہ ضرورت تھا اس مین بلاضرورت مباح ہونے پر دلیل نہین ہی کیونکہ بہت سی چیزین ضرورت کے وقت جائز کر دی گئی ہین لیکن بلاضرورت وہ مباح نہین ہین جیسا کہ ریشم کا پہننا کیونکہ وہ مردون کے لیے حرام ہی لیکن جنگ مین اور خارش کی وجہ سے اور شدت سرما مین جب کہ اُسکے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو اُسکا پہننا جائز ہو جاتا ہی شرع مین اسکی بہت سی مثالین ملسکتی ہین اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ یہ بات یقینا صحیح ہی کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اس کا حکم اس غرض سے دیا تھا کہ جو مرض اُنکو ہو گیا تھا اُسکا علاج ہو جائے اور علاج بمنزلہ ضرورت کے ہی اللہ تعالی فرماتا ہی مگر وہ چیزین جنکی طرف تم مجبور ہو جاؤ پس وہ حرام نہین ہین کھانے کی ہون یا پینے کی

سوال سوانح اور وقائع شہادت امام حسین علیہ السلام وغیرہ مین سامان کرنا اور اُس پر رونا اور رلانا اور اُسکے واسطے مجلس تعزیت کا انعقاد کرنا موجب ثواب ہی یا باعث عقاب اور نوحہ ومرثیہ خوانی جس پر وعید نازل ہوئی ہی اُسکی یہی حقیقت ہی کہ موتی کے مصائب وتکالیف بیان کیے جائین یا کچھ اور

جواب نفس ذکر محاسن موتی اور اُس پر افسوس کرنا ممنوع نہین ہی بلکہ بلند آواز سے رونا یا قصدًا آواز کو بلند کرنا یا مصائب ومناقب بیان کرنا ممنوع اور نوحہ مین داخل ہی شیخ الاسلام محمدی رحمہ اللہ بزبان فارسی لکھتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی بلند آواز سے رونا جس کو حدیث مین شیطان کی آواز کہتے ہین حرام ہے خصوصًا جب اُسکے ساتھ مردے کے مناقب جمع کیے جائین جیسے جاہلون کی عادت ہی البتہ اصل ثنا اور ذکر محاسن مردہ بر وجہ ندبہ جائز ہی بلا کراہت اسی طرح اصل رونا جو رقت قلب کی وجہ سے ہو

بے جزع واضطراب کے جائز ہی بلکہ احادیث مین اُسکو رحمت لکھا ہی اور الیسا رونا حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی بار ثابت ہی انتہی۔ اور نفس بیان وقائع شہادت اور اُسپر رونا بشرطیکہ نوحہ وغیرہ سے خالی ہو درست ہی اور تشبہ روافض کی وجہ سے مجلس نہ کرنا چاہیے۔ جامع الرموز مین ہی اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل سائر الصحابۃ لئلا یشابہ الروافض کما فی العون جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کرے تو اُسکے پہلے تمام صحابہ کے شہادتون کے واقعے ضرور بیان کرنا چاہیے تاکہ روافض کی مشابہت نہو جیساکہ عون مین ہی۔ اور صراط مستقیم مین بزبان فارسی لکھا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی مجلس منعقد کرکے شہادت امام کا ذکر کرنا تاکہ لوگ سُنین اور افسوس کرکے روئین گو بظاہر کوئی نقصان نہین رکھتا مگر دراصل یہ بھی برا اور مکروہ ہی۔ اور مجالس الابرار مین ہی قد روی احمد وابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ فیذکرھا وان قدم عہدھا فیحدث لہا الاسترجاع الا کتب لہ اجر مثلہا یوم اصیب و ہذہ الحدیث رواہ الحسین وعنہ ابنتہ التی شہد مصرعہ وقد ثبت فی علم اللہ ان مصیبۃ الحسین یذکر مع تقادم العہد وکان من سنۃ الاسلام ان تجری ہذہ السنۃ کلما ذکر تلک المصیبۃ بان یسترجع لہا فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بہا احمد اور ابن ماجہ نے فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے اُنہون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہونچتی ہی اور وہ اُسے یاد کرتا ہی اور اُس کی وجہ سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہی تو اُسے اُتنا ہی ثواب ملتا ہی جتناکہ اُس مصیبت کے دن ملا تھا اگرچہ وہ مصیبت بہت پرانی ہوگئی ہو یہ حدیث امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور اُنکی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو اُنکے ساتھ کربلا مین گئین تھین روایت کی ہی خدا اس بات کو جانتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت باوجود زمانہ گذر جانیکے بھی یاد کی جائیگی اور اسلام کی سنت یہ ہی کہ سنت جاری رہے یعنی جب کبھی اس مصیبت کا ذکر کیا جائے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے پس انسان کو اُتنا ہی اجر ملے گا جتنا اُس شخص کو ملا تھا جس نے اُس مصیبت کے دن انا للہ وانا الیہ راجعون کو پڑھا تھا سوال شافعی گفت کہ شطرنج مباح است مدام * بکج مباز ید کہ جز راست نفرمود امام * حنبلی گفت کہ گر زانکہ بغم در یابی * بلستہ بنگ تناول کن و سرخوش بخرام * بوحنیفہ بہ اذان گوید در باب شراب * کہ نجوشیدہ بجوز تا نہ بود

بر تو حرام + گر کنی پیروی مفتی چار م مالک + او ہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام + بنگ وہی مینجور د کون میکن
وہی باز قمار + کہ مسلمانی براین چار امام است تمام + ان اشعار کا کیا مطلب ہی **جواب** یہ اشعار
مشتمل ہین ایمۂ اربعہ کے افترا پر اور متضمن ہین اقوال مردودہ پر اُس کا بیان یہ ہی کہ شافعیہ کے
نزدیک اگرچہ شطرنج فی نفسہ حرام نہین ہی لیکن خالی از کراہت نہین ہی اور اُس پر ہمیشگی کرنا گناہ
صغیرہ ہی اور اگر اخذ مال اور قمار کو شامل ہو تو حرام ہے پس مطلقاً شطرنج کے حلال ہونیکی نسبت
خصوصاً جبکہ قمار کو شامل ہو امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف کرنا بہتان ہی۔ علامۂ کمال الدین موسی دمیری
شافعی رحمہ اللہ نے حیات الحیوان مین عقرب کی بحث مین لکھا ہی لعب الشطرنج مکروہ کراھۃ
تنزیہ وقیل حرام وقیل مباح والاول اصح واما اذا انضم الیہ اشتغال عن صلوۃ او غیرھا
فالتحریم اذ ذاک لیس للشطرنج نفسہ وھو مکروہ اذا لم یواظب علیہ فان واظب علیہ
فانہ یصیر صغیرۃ کما ذکرہ الغزالی فی کتاب التوبۃ من الاحیاء شطرنج کھیلنا مکروہ ہی بکراہت
تنزیہی اور بعضون کے نزدیک حرام ہی اور بعضون کے نزدیک مباح ہی لیکن اصح اول ہی مگر جب کہ
اُسکی بدولت نماز وغیرہ چھوٹ جائے پس اس صورت مین تحریم نفس شطرنج کی نہین ہی بلکہ وہ
مکروہ ہی جبتک کہ اُس پر دوام نہو اور اگر دوام ہو تو گناہ صغیرہ ہی جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالی نے
احیاء العلوم کی کتاب التوبہ مین لکھا ہی۔ اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ ہیتمی شافعی زواجر عن اقتراف الکبائر
مین لکھتے ہین فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء وکذا عندنا ان فوت بہ
صلوۃ او لعب بہ علی عوض فان انتفی ذلک کرہ عند الشافعی وحرم عند غیرہ فتاوے
نووی مین ہی اکثر علما کے نزدیک شطرنج حرام ہی اور ہمارے نزدیک بھی اسکا یہی حکم ہی اگر اسکی بدولت
نماز جائے یا اگر بازی بد کے کھیلی جائے پس اگر یہ باتین نہون تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ
اور دوسرون کے نزدیک حرام ہی۔ اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ کی طرف بھنگ کے حلت کی نسبت کرنا
بھی درست نہین ہی بھنگ جسکو عربی مین حشیشہ اور ورق القنب کہتے ہین ایمۂ اربعہ کے زمانے
مین نتھی بلکہ ایک مدت کے بعد شائع ہوئی ہی اور بالاتفاق فقہاے مذاہب اربعہ نے اسکی حرمت کا
فتوی دیا ہی۔ زواجر مین ہی وحکی القرافی وابن تیمیۃ الاجماع علی تحریم الحشیشۃ قال ومن
استحلھا فقد کفر وانما لم یتکلم فیھا الایمۃ الاربعۃ لانھا لم تکن فی زمنھم وانما ظھرت فی

اٰخر المائة السادسة واول المائة السابعة حين ظهرت دولة التتار فراني اور ابن تیمیہ
رحمہما اللہ نے بھنگ کی حرمت پر اجماع لکھا ہی اور کہا ہی کہ جو اسے حلال کہے وہ کافر ہی اور ایمۂ اربعہ
نے اس مین اس وجہ سے کچھ نہین فرمایا ہی کہ اُنکے زمانے مین یہ پائی نہین جاتی تھی بلکہ چھٹی
صدی کے آخر اور ساتوین صدی کے شروع مین تاتاریون کی سلطنت کے زمانے مین ظاہر ہوئی ہے
اور شراب جوشیدہ کی حلت اگرچہ بعض کتب حنفیہ مین واقع ہی مگر وہ قول مردود ہی اور امام ابوحنیفہ
رحمہ اللہ کی جانب اُسکی نسبت کرنا افترا ہی۔ منح الغفار شرح تنویر الابصار مین ہی الطبخ لا یؤثر فیها
لان الطبخ من ثبوت الحرمة لا لرفعها بعد ثبوتها الا انه لا يحد فيما لم يسكر منه على ما
قالوا لان الحد في التي خاصة لما ذكرنا فلا يتعدى الى المطبوخ ذكره في تبيين الكنز من غير
ذكر خلاف وهذا هو الظاهر الذي يجب ان يعول عليه وبه يظهر لك ضعف ما في القنية من قوله
خمر طبخت فزالت مرارتها حلت شراب کے پکانے سے کچھ اثر نہین آتا کیونکہ پکانا ثبوت حرمت سے مانع
ہی لیکن ثابت ہوجانے کے بعد اُس سے حرمت مرتفع نہین ہوسکتی مگر پکی ہوئی شراب کے پینے والے
پر حد اُس وقت تک جاری نہوگی جبتک کہ اُسے نشہ نہ چڑھے کیونکہ حد خاص شراب ہی مین ہی پس
مطبوخ تک اُس کا اثر نہ پہونچے گا اسے تبیین الکنز مین بلا خلاف ذکر کیا ہی اور یہی ظاہر ہی اسی پر اعتماد
کرنا چاہیے اور اسی سے تم کو قنیہ کے اس کلام کا ضعف معلوم ہوجائے گا کہ شراب جب پکائی گئی
اور اسوجہ سے اُسکی تیزی جاتی رہی وہ حلال ہی۔ اور ایسا ہی درمختار وغیرہ مین ہی۔ اور رد المحتار مین
ہی لعل هذا الفرع متفرع على ما قدمناه عن بعض المعتزلة من ان الحرام من الخمر هو
المسكر ويدل عليه انه في القنية نقله عن القاضي عبد الجبار احد مشائخ المعتزلة شاید یہ
اُس پر متفرع ہو جو ہمنے بعض معتزلہ سے پہلے نقل کیا ہی کہ حرام شراب وہی ہی جو مسکر ہو اس پر یہ بات
دلالت کرتی ہی کہ قنیہ مین اسے قاضی عبد الجبار نے جو معتزلہ کے مشایخ مین سے ہے نقل کیا ہی۔ اور
امام مالک رحمہ اللہ کی جانب حلت لواطت کی نسبت کرنا بہتان ہی۔ رحمة الامة في اختلاف الائمة
مین لکھا ہی اتفق الائمة الاربعة على تحريم اللواطة وانه من الفواحش العظام وهل يوجب
الحد قال الثلاثة يوجب الحد وقال ابو حنيفة يعزر في اول مرة فان تكرر منه قتل
ایمۂ اربعہ نے حرمت لواطت اور اُسکے برے ہونے پر اتفاق کر لیا ہی اور ایمۂ ثلثہ کے نزدیک اس پر حد

واجب ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی مرتبہ تعزیر کیجائے گی اور پھر اگر کرے تو قتل کر دیا جائے گا سوال جو شخص علما کو عداوۃً بہن کی گالی دے یا لچا کہے تو کیسا ہے جواب اگر گالی دینے سے استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم مقصود ہے تو فقہا نے اسکے کفر کا حکم دیا ہے ورنہ اسکے فاسق اور فاجر ہونے کا حکم دیا ہے اور ایسا شخص دنیوی اور اخروی عذاب مین مبتلا ہو گا۔ فتاوی بزازیہ مین ہے الاستخفاف بالعلماء لکونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله منحه فضلا على خيار عباده ليدلوا خلقه على شرعه نيابة عن رسله فاستخفافه بهذا العلم انه الى من يعود عالم ہونے کی وجہ سے کسی عالم کی ہتک کرنا علم کی ہتک ہے اور علم اللہ کی صفت ہے جسے اُسنے اپنے فضل وکرم سے بہترین بندون کو عطا کیا ہے تاکہ اُسکی مخلوق کو رسولون کی نیابت مین ہدایت شروع کرین اس سے معلوم ہوا کہ اسکی یہ ہتک کس جانب راجع ہوتی ہے۔ اور نور الدین علی سمہودی رحمہ اللہ اپنے رسالہ جواہر العقدین فی فضل الشرفین مین لکھتے ہین قد ترجم الامام النووی فی مقدمة شرحه للمهذب باب النهى الاكيد والوعيد الشديد لمن يؤذى او ينقص الفقهاء والحث على اكرامهم وتعظيم حرماتهم ثم اورد قوله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب وقوله تعالى ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه وقوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا قلت وجه الدلالة فى الآيتين الاولين ظاهر لان علماء الدين من اعظم شعائر الله اذ المراد من شعائر الله اعلام دينه وهم من اعظم حرماته واما وجه الدلالة من الآية الثالثة فهو ان هذا الوعيد اذا ثبت لفاعل ذلك بالنسبة الى عامة المؤمنين فلاهل خاصتهم وعن ابى امامة مرفوعا ثلاثة لا يستخفهم الا المنافق ذو الشيبة فى الاسلام وذو العلم وامام مقسط رواه الطبرانى فى الكبير وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا ومن لم يعرف لعالمنا حقه رواه الترمذى وعن ابى بكرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تكن خامسة فتهلك قال عطاء قال لى مسعر زدتنا خامسة لم يكن عندنا والخامسة ان يبغض العلم واهله رواه الطبرانى فى الثلاثة والبزار ورجاله موثقون وقال النووى فى التبيان وشرح المهذب قال الحافظ ابو القاسم ابن عساكر اعلم يا اخى ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله فى هتك استار منتقصيهم معلومة وان من اطلق لسانه فى العلماء ابتلاه الله قبل موته بموت القلب

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی شرح مہذب مین سخت نہی اور شدید وعید اُن لوگون کے حق مین بیان کی ہی جو فقہا کی ہتک کرتے ہین یا اُنکو ایذا پہونچاتے ہین اور علما کی بزرگی اور اُنکی حرمتون کی تعظیم پر آمادہ کیا ہی اُسکے بعد خدا کا یہ قول ذکر کیا ہی جو شخص خدا کی علامات کی تعظیم کرتا ہی پس وہ دل کی پرہیزگاریون کی وجہ سے ہی اور یہ قول کہ جو خدا کی حرمات کی تعظیم کرتا ہی یہ اُسکے لیے اچھا ہی اُسکے پروردگار کے نزدیک اور یہ قول کہ جو لوگ مسلمان عورتون اور مردون کو ایذا دیتے ہین بغیر اُن کے کسی جرم کے پس اُنھون نے سخت گناہ کیا مین کہتا ہون کہ شروع کی دونون آیتون کا دعوی پر دلالت کرنا تو ظاہر ہی کیونکہ علماے دین اعظم شعائر اللہ سے ہین اس لیے کہ شعائر اللہ سے مراد اُس کے دین کی علامتین ہین اور یہ لوگ خدا کی اعظم حرمات سے ہین تیسری آیت کی دلالت کرنے کی وجہ یہ ہی کہ یہ وعید جب عامہ مسلمین کو ایذا دینے والے کی شان مین ہی تو جو خواص مسلمین کو ایذا پہونچائے اُس کا کیا حال ہوگا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہی کہ تین چیزین ہین جن کی ہتک منافق کے سوا کوئی نہین کرتا مسلمان بوڑھا اور عالم اور عادل امام اسے طبرانی رضی اللہ عنہ نے کبیر مین روایت کیا ہی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم مین سے نہین ہے جو بڑون کی تعظیم اور چھوٹون پر رحم نکرے اور عالم کا حق نجانے اسے ترمذی نے روایت کیا ہی اور ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مین نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا ہی وہ فرماتے تھے کہ تو عالم ہو یا طالب علم ہو یا علم سننے والا یا علم کو دوست رکھنے والا ہو اور ان کا پانچوان نہو یہ عطا رحمہ اللہ نے کہا ہی مجھسے مسعر کہتے تھے کہ اُن سے خامسہ کی روایت نہ تھی اور پانچوان وہ ہی جو علم سے بغض رکھے اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا ہی اور اس کے رجال ثقہ ہین نووی رح نے تبیان اور شرح مہذب مین نقل کیا ہی حافظ ابو القاسم بن عساکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اے میرے بھائی جان تو کہ علما کی مذمت زہریلی ہی اور خدا کی عادت ہے کہ علما کی ہتک کرنے والون کی پردہ پوشی نہین کرتا اور جس نے علما کے معاملے مین اپنی زبان کو آزاد کر دیا خدا اُسے موت کے قبل موت قلب مین مبتلا کر دے گا **سوال** ایک شخص اپنے مریدون کو تعلیم کرتا ہے کہ یا شیخ عبد القادر شیئا للہ بطور دعا ورد پڑھا کرو یہ قضاے حاجات کے لیے مفید ہی اور بعض کو تعلیم کرتا ہی کہ یون کہا کرو۔ یا شیخ میرے حصول مدعا کے لیے آپ خدا کی درگاہ مین دعا فرمائین۔ پس ایسی تعلیم کرنے والے

کے لیے کیا حکم ہی اور یہ کلمات شرک ہین یا نہین اور کیا حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ اتنی قدرت رکھتے ہین کہ ہر شخص کی فریاد سنکر اُسکے فریادرس ہون یا اُسکے لیے دعا کرین جواب ایسے وظیفون سے احتراز لازم اور واجب ہی اولاً اس وجہ سے کہ یہ وظیفہ متضمن شیئاً للہ ہی اور بعض فقہا ایسے الفاظ کو کفر لکھتے ہین جیساکہ درمختار مین ہی کذا قول شئ للہ قیل یکفر اسی طرح شئ للہ کہنا بعضون کے نزدیک کفر ہی۔ اور ردالمحتار مین ہی لعل وجھہ انہ طلب شیئاللہ واللہ غنی عن کل شئ والکل مفتقر محتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت طلب شئ اکراما للہ + شرح الرھبانیۃ + قلت فینبغی او یجب التباعد عن ھذہ العبارۃ وقد مران مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح شاید اسکی وجہ یہ ہی کہ خدا کے لیے کسی چیز کا طلب کرنا کس طرح درست ہی جبکہ خدا ہر چیز سے بے پرواہ ہی اور سب اُسکے محتاج ہین اور عدم تکفیر کو ترجیح ہی کیونکہ یہ ممکن ہی کہ کہنے والا یہ مطلب لے کہ مین نے کسی چیز کے طلب کرنے کا ارادہ کیا خدا کی بزرگی کی نیت سے + شرح رہبانیہ + مین کہتا ہون پس واجب ہی یا چاہیے کہ اس عبارت کے بعید معنے لیے جائین اور یہ معلوم ہو چکا ہی کہ جن امور مین خلاف ہو اُن سے توبہ اور استغفار کرنے اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا ثانیاً اس وجہ سے کہ یہ وظیفہ ندائے اموات کو امکنۂ بعیدہ سے متضمن ہے اور شرعاً ثابت نہین کہ اولیا کو امکنۂ بعیدہ سے ندا سننے کی قدرت حاصل ہی البتہ زائر قبر کے سلام کو صاحب قبر کا سننا ثابت ہی بلکہ خدا کے سوا کسی کو ہر وقت حاضر ناظر عالم خفی وجلی سمجھنا شرک ہی۔ فتاوی بزاریہ مین ہی تزوج بلاشھود وقال خدا ورسول خدا وفرشتگان را گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب وقال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر کسی نے بے گواہون کے نکاح کیا اور کہا خدا اور رسول خدا اور اُسکے فرشتون کو مین نے گواہ کیا وہ کافر ہو گیا کیونکہ اُسنے رسول اور فرشتون کے عالم الغیب ہونے کا دعوی کیا ہمارے علما کہتے ہین کہ جو ارواح مشایخ کو حاضر وعالم جانے وہ کافر ہی۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ اگرچہ امت محمدیہ کے اجلۂ اولیا مین ہین اور آپ کے مناقب وفضائل لاتعد ولاتحصٰے ہین مگر آپ کے لیے بھی امکنۂ بعیدہ سے ہر ایک کی فریاد کا سننا ثابت نہین ہی اور یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ ہر وقت اپنے مریدون کا حال جانتے ہین اور اُنکی ندا

سنتے ہیں شرک ہی **سوال** زید نے دوسرے کے اخبار سے ایک عبارت اپنے اخبار مین بغرض اعلان و اشاعت نقل کرکے چھاپی اور وہ یہ ہی عبارت لفافہ خط کی مختصر ہونی چاہیے نہ طول تو ایل مثل شیطان کی آنت کے انشاء اللہ تعالیٰ بمنہ وکرمہ لفافہ ہذا در خاص شہر فلان و محلہ فلان ٹکٹ لگایا گیا وغیرہ۔ اسکو دیکھ کے عمرو نے کہا آپ ایسے ثقہ اور دیندار کے اخبار مین نسبت الفاظ معظمہ انشاء اللہ تعالیٰ بمنہ وکرمہ کے شیطان کی آنت لکھنا سوء ادبی بلکہ منجر بکفر ہو کہ اس سے استعانت باری تعالیٰ کی توہین ثابت ہوتی ہی ایسے امور کا لحاظ رکھیے زید نے جواب مین کہا کہ ہرگز اس مین سوء ادبی اور انجرار بکفر لازم نہین آتا کیونکہ ہم نے حکم طول طویل شیطان کی آنت کا پوری عبارت مذکور کے نسبت دیا ہی اور یہ ضروری نہین کہ جو حکم کل کا ہو وہی اُسکے اجزا کا ہو اور اگر بالفرض اُس فقرے کے تحریر منجر بکفر او بے ادبی کے ہو تو ناقل اس کا بری ہی کیونکہ کفر کی نقل کفر نہین ہی بس تاویل اور توجیہ کرنے والا کیسا ہی **جواب** اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین مقصود ہوتی تو اس قسم کی عبارت موجب کفر ہو جاتی اور جب توہین مقصود نہین اور مجموعہ عبارت پر حکم لگایا ہی تو کفر نہوگا مگر چونکہ ظاہر عبارت سے ایہام خلاف مقصود کا بھی ہوتا ہی اس وجہ سے ایسی عبارت کے ساتھ تکلم منع ہی اور سوء ادبی سے خالی نہین ہی اور توجیہ اور بیانِ مقصود رافعِ سوء ادبی نہین ہو سکتا۔ رد المحتار مین ذکرہ قولہ فی دعائہ بمقعد العز من عرشک (دعا مین یہ کہنا کہ مین تیرے عرش مین عزت کے بیٹھنے کی جگہ سے مدد چاہتا ہون) کے تحت مین لکھا ہی مجرد الایہام کاف فی المنع عن التکلم بھذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولذا اعلل المشائخ بقولھم لانہ یوھم تعلق عزہ بالعرش ونظیرہ ما قالوا فی انا مومن ان شاء اللہ فانھم کرھوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایھام محض ایہام کلمات کے کہنے سے روکنے کے لیے کافی ہی اگرچہ معنی صحیح کا احتمال ہو اسی لیے مشایخ نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس سے وہم اس بات کا ہوتا ہی کہ اُس کی عزت کا تعلق عرش سے ہی اور اسکی نظیر انا مومن ان شاء اللہ ہی کہ اسکو علما مکروہ لکھتے ہین اگرچہ اس سے تبرک مقصود ہو کیونکہ اس مین ایہام ہی۔ اور بھی رد المحتار مین کذا قول شیئ للہ قیل یکفر کے تحت مین لکھا ہی لعل وجھہ انہ طلب شیئا للہ واللہ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ + شرح الرھبانیۃ

قلت فینبغی او یجب التباعد عن هذه العبادة شاید اسکی وجہ یہ ہی کہ خدا کے لیے کسی چیز کا طلب کرنا کس طرح درست ہی جبکہ خدا ہر چیز سے بے پرواہ ہی اور سب اُسکے محتاج ہین اور عدم تکفیر کو ترجیح ہی کیونکہ یہ ممکن ہی کہ کہنے والا یہ مطلب لے کہ مین نے کسی چیز کے طلب کرنے کا ارادہ کیا خدا کی بزرگی کی نیت سے + شرح رہبانیہ + مین کہتا ہون پس واجب ہی یا چاہیے کہ اس عبارت کے بعید معنی لیے جائین - یہان سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی عبارتین جو غیر مشروع معانی کو محتمل ہون اگرچہ اُن سے معانی صحیحہ مراد ہون اُنکے ساتھ تکلم کرنا ناجائز ہی اور نقل کفر اگرچہ کفر نہین لیکن سوادبی سے خالی نہین ہی **سوال** زید نے نہ کسی مفتی کا فتوی آنکھ سے دیکھا اور نہ کان سے سنا اور الزام لگا دیا کہ مسلمان عورت کے جھوٹے پانی کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہی اور اُس پر لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہی **جواب** زید اس حالت مین گنہگار ہوا اُسکو توبہ کرنا لازم ہی بغیر اطلاع الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر سے ہی اور لعن وطعن کرنا اور وہابی کہنا ہر مسلمان کے حق مین کبیرہ ہی چہ جائیکہ کسی عالم کے حق مین تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالامال ہین **سوال** زید کے پاس ایک ہندو عورت نے آکر کہا کہ مین مسلمان ہون یعنے اپنے خاوند کو چھوڑ کے مسلمان کے ساتھ رہتی ہون مجھے دین محمدی مین آنا منظور ہی مجھے اچھی طرح سے کلمہ پڑھا دو زید نے محض انکار کر کے جواب دیدیا کہ بخوف عدالت ہم ایسا نہ کرینگے اُس عورت نے کہا کہ مین ایک سال سے مسلمان کے پاس ہون جسکو زید جانتا تھا اگر میرے ہندو خاوند کو دعوی ہی تو زیور کا ہی نہ میرا کیونکہ مین اُسکے کام کی نہین ہون اس لیے کہ دوسرے مذہب مین آگئی ہون مگر زید نے پھر یہی جواب دیدیا اور کلمہ نہ پڑھایا واقعی جب وہ مسلمان کے پاس ہی اور اُسکے خاوند کو عورت کا دعوی بھی نہین ہی بلکہ زیور کا دعوی ہو اور اُسکا علم ہی تو اُسکو جواب دے دینا اور باقاعدہ کلمہ نہ پڑھانا کیسا ہوا **جواب** ایسی صورت مین کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نہ کرنا حرام ہی **سوال** زید نے بکر سے پچاس روپیہ قرض لیکر سودی ایک روپیہ ماہواری پر تمسک لکھدیا چند سال تک تمسک کو بدلتا رہا اسکے بعد بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا زید نے بکر سے حج کو جانے کا ارادہ بیان کیا اور ادائے قرضۂ مذکورہ سے اپنی تہیدستی اور مجبوری بیان کی بکر نے وہ قرضہ مع سود معاف کردیا زید حج کرنے روانہ ہوا اور فقط حج کر کے مکان پر واپس آیا زید جہاز پر سوار ہوا ایک شخص مسافر اُسطرف کا جانیوالا

جس مقام پر مکان زید کا تھا جہاز پر ساتھی ہوا وہ علیل ہوا اُس نے دو اشرفیاں دین کہ میرے مکان پر جا کے میرے لڑکے کو دے دینا پھر وہ مسافر مر گیا زید مکان پر پہونچا جب مسافر کے لڑکے کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ متقاضی ہوا بمشکل زید نے ایک اشرفی ادا کی باقی کا عذر کرتا ہی اور آجکل پر ٹالتا ہی مجبور ہو کر مسافر کے لڑکے نے تقاضہ موقوف کرکے محول بہ قیامت کر دیا اور اب بھی زید سودی روپیہ لیکر اپنے صرف مین لاتا ہی پس از روے شرع کیا حکم ہی **جواب** صورت مسئولہ مین زید ان امور کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہی اُسپر توبہ کرنا لازم ہی ایک تو خیانت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اللہ تعالیٰ نے تمکو اس بات کا حکم دیا ہی کہ تم امانت اہل امانت کے حوالے کردو۔ اور حدیث صحیح مین وارد ہی لا ایمان لمن لا امانۃ لہ جس مین امانت نہو اُس مین ایمان نہین ہی۔ دوسرے سودی قرضہ لینے اور سود دینے کی وجہ سے حدیث صحیح مین ہی لعن اللہ آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے اور اُسکے موکل اور اُسکے کاتب اور اُسکے شاہد پر لعنت کی ہی۔ اور قرآن شریف مین ہی احل اللہ البیع وحرم الربوا اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہی **سوال** زید عمرو سے رخصت ہوا اور ان دونون مین سے کوئی ایک بھی مسافر نہین ہی اور رخصت ہوتے وقت دونون نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا تو جائز ہی یا نہین مع سند کتاب بیان فرمایئے **جواب** ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مسنون ہی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات اول ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مشروع ہے۔ اور رخصت کے وقت مسنون نہین ہی البتہ شرعۃ الاسلام مین مذکور ہی کہ صحابہ رخصت کے وقت مصافحہ کرتے تھے اُسکی عبارت یہ ہی کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم جب ملتے معانقہ کرتے اور جب علحدہ ہوتے مصافحہ کرتے اور خدا کی حمد کرتے اور استغفار کرتے اگرچہ دن مین کئی کئی بار بھی ملتے **سوال** (۱) ایک عورت نے زنا اور رقص کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا اُسمین سے خیرات کرکے اگر امیدوار ثواب کی ہو تو کافر ہو جائے گی یا مسلمان رہے گی (۲) ایسی عورت کے ہاتھ کوئی چیز بیچکر اُسکے روپیہ مین سے

قیمت لینا حلال ہی یا حرام (۳) کوئی ڈاکٹر یا طبیب عورت مذکورہ کا علاج کرے تو حق العلاج اُسکے روپیہ مین سے لینا درست یا نہین (۴) عورت مذکورہ کو اپنے مکان مین کرایہ پر رکھکر اُسکے روپیہ مین سے کرایہ لینا کیسا ہی (۵) وہ عورت اگر بعد کسی کو روپیہ نذر دے تو اُسکی نذر لینا حلال ہے یا حرام (۶) جو روپیہ اُسنے زنا کے ذریعہ سے پیدا کیا اور جو روپیہ ناچ گا کے پیدا کیا ان دونون مین کچھ فرق ہی یا حرمت مین اُسکے واسطے اور نذر لینے والے کے واسطے دونون برابر ہین (۷) وہ عورت اگر دعوت کرے یا تحفہ بھیجے تو دعوت یا تحفہ کو قبول کرنا درست ہی یا نہین (۸) وہ عورت جس کے پاس حلال مال بالکل نہین ہی فقط زنا اور رقص کا روپیہ ہی اگر وہ خیرات کرنا چاہے تو کیونکر کرے (۹) اگر وہ عورت قرض لیکر خیرات کرے اور پھر اپنے روپیہ سے قرض ادا کرے تو خیرات کا ثواب پائیگی یا نہین (۱۰) اگر قرض لیکر وہ عورت کسی کو نذر دے تو وہ نذر قبول کرنا جائز ہی یا نہین (۱۱) زنا اور رقص کے صلے مین اُسکی ایک رقم تنخواہ مقرر ہی اُسکے سوا بھی اور روپیہ وہ اپنی خوشی سے دیتا ہی جسکی وہ نوکر ہی یہ دونون رقمین حرمت مین برابر ہین یا نہین **جواب** زنا اور رقص اور غنا کے ذریعہ سے جو مال پیدا کیا ہو وہ خبیث اور حرام ہی اور اس باب مین زنا اور ناچ گانا سب برابر ہین اور اسی طرح جو مال کسی معصیت کی اجرت مین حاصل ہو وہ بھی خبیث ہی ہان وہ مال جو مغنیہ یا زانیہ کو کسی نے بغیر اجرت اور بغیر شرط کے ابتداءً تبرع کیا وہ خبیث نہین ہی اور خبیث مال کا یہ حکم ہی کہ اگر مالک معلوم ہو تو کل مال اُسے واپس کر دینا واجب ہی اور اگر نہ معلوم ہو تو کل مال کو تصدق کر دینا واجب ہی لیکن نہ بہ نیت طلب ثواب بلکہ بہ نیت فراغ عن الذمہ اور اگر ایسے مال کے تصدق مین طلب ثواب کی نیت کی جائے گی تو اگر اُس مال کی حرمت قطعی ہی جیسے غصب وغیرہ کا مال تو وہ شخص کافر ہو جائے گا اور اگر اُس مال کی حرمت قطعی نہین ہی تو کافر نہوگا جیسے زنا اور رقص کے ذریعہ سے حاصل کیا ہوا مال کہ اُسکی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہی نہ دلائل قطعیہ سے۔ مگر اس نیت سے وہ شخص قابل مواخذہ ہوگا اور اُسکا صدقہ مقبول نہوگا فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب اللہ پاک ہی اور وہ پاک کے علاوہ کسی کو قبول نہین کرتا۔ ردالمحتار حاشیۂ درمختار کے کتاب الاجارہ باب الاجارۃ الفاسدہ مین ہی فی المنتقی امرأۃ نائحۃ او صاحبۃ طبل او زمر اکتسبت مالا ردتہ علی اربابہ ان علموا والا تتصدق بہ وان من غیر شرط فھو لھا وقال الامام

الاستاذ لا یطیب والمعروف کالمشروط انتھی قلت وھذا مما یتعین الاخذ بہ فی زماننا لعلمھم
انھم لا یذھبون الا باجر البتۃ منتقی مین ہی نوحہ کرنے والی یا طبل یا جھانجھ والی عورت
نے جو کچھ کمایا ہی وہ جن لوگون کا روپیہ ہی اُن کو واپس کردینا چاہیے اگر وہ لوگ معلوم ہون ورنہ
اُسے تصدق کردینا چاہیے اور اگر روپیہ بلاکسی شرط کے دیا گیا ہو تو وہ اُسکا ہی اور امام استاذ رح
فرماتے ہین کہ یہ اچھا نہین ہی اور معروف مثل مشروط کے ہی انتہی مین کہتا ہون ہمارے زمانے
مین اسی سے اخذ کرنا چاہیے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ وہ بلا کسی معاوضہ کے نہین جاتی ہین۔ اور
درمختار کے کتاب الاجارہ باب الاجارۃ الفاسدہ مین ہی ولا تصح الاجارۃ لعسب التیس و
ھو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاھی ولو اخذ بلا شرط یباح
جانور کے جفتی کھانے کا اور کسی چیز کو معاصی کے لیے دینے کا کرایہ لینا درست نہین ہی مثلا گانا نوحہ
کھیل کود اور اگر بلا کسی شرط کے لے تو مباح ہی۔ اور اسی کتاب کے کتاب الزکوۃ مین ہی فی شرح
الوھبانیۃ عن البزازیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی شرح رہبانیہ مین بزازیہ سے
نقل کرکے لکھا ہی کہ کافر اُس وقت ہوگا جب حرام قطعی کا صدقہ کرے۔ اور ردالمحتار مین ہی قولہ
اذا تصدق بالحرام القطعی ای مع رجاء الثواب الناشی عن استحلالہ یعنے جب
کہ حرام قطعی کو تصدق کرے یعنی ثواب کی امید کرکے جس سے اُسکے حلال جاننے کا خیال ہوتا ہی۔ اور
شرنبلالی رحمہ اللہ کے رسالہ حفظ الاصغرین عن اعتقاد ان الحرام لا یتعدی الی ذمتین مین ہی لا یقصد بہ
ای بالتصدق من المال الخبیث تحصیل الثواب بل تفریغ الذمۃ مال خبیث کے تصدق
سے تحصیل ثواب مقصود نہین ہوتا ہی بلکہ اپنے ذمے سے اُسے علحدہ کرنا مقصود ہوتا ہی اور ایسی
عورت جس کے پاس حرام مال ہی اگر اور حلال مال بھی اُسکے پاس ہی اور وہ بہ نسبت حرام کے زائد
ہی تو اُسکی نذر قبول کرنا اور اُسکی دعوت کھانا اور اُس کا صدقہ اور ہدیہ لینا اور کرایۂ مکان یا
علاج کی اجرت لینا درست ہی بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ جو اُس نے دیا ہی عین مال حرام سے ہی اور
اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ نہین درست ہی۔ اشباہ والنظائر مین ہی اذا کان غالب
مال المھدی حلالا فلا باس بقبول ھدیتہ واکل مالہ ما لم یتبین انہ من حرام وان
کان غالب مالہ الحرام لا یقبلھا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال ورثہ او استقرضہ

ہدیہ کرنے والے کا اگر اکثر مال حلال ہو تو اُس سے ہدیہ قبول کرنے مین کچھ حرج نہین ہی اور نہ اُسکے مال کے کھانے مین جبتک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام ہی اور اگر اکثر مال حرام ہو تو قبول نہ کرے اور نہ کھائے مگر جبکہ یہ کہدے کہ یہ حلال ہی اُسے ورثہ مین ملا ہی یا قرض لیا ہی۔ اور حفظ الاصغرین مین ہی فان قلت کیف ساغ للفقیر تناول ما فیہ خبث قلت محلہ عدم علمہ بحقیقۃ الحال و ان علم بہ فھو کغیرہ لا یحل لہ اگر تم پوچھو کہ فقیر اُسے کھائے یا نہ کھائے جو مال حرام سے ہو تو مین جواب دونگا کہ اُسکا حکم حقیقت حال کے عدم علم کا ہی اور اگر اُسے اصل حال معلوم ہو تو دوسرون کی طرح اُس پر بھی حلال نہین ہی۔ اور خزانۃ الروایات مین ہی فی ملتقط الناصری آکل الربوا و کاسب حرام اھدی الیہ او اضافہ و غالب مالہ حرام لا یقبل و لا یاکل ما لم یخبرہ ان ذلک المال حلال ورثہ او استقرضہ و ان کان غالب مالہ حلالا لا باس بقبول ھدیتہ و الاکل منہ ملتقط ناصری مین ہی سود کھانے والا یا حرام کسب کرنے والا اگر کسی کو ہدیہ بھیجے یا ضیافت کرے اور اُسکا اکثر مال حرام ہو تو اُسے قبول نہ کرنا چاہیے اور کھانا نہ چاہیے جبتک کہ یہ معلوم نہو کہ یہ مال حلال ہے جو اُسے ورثہ مین ملا ہی یا اُس نے قرض لیا ہی اور اگر اکثر مال حلال ہو تو ہدیہ کے قبول کرنے مین کچھ حرج نہین ہی اور نہ اُسکے کھانے مین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر وہ شخص جسکا کل مال حرام ہی خیرات کرنا چاہے تو قرض لے کے کرے اور اپنے مال خبیث سے اُس قرض کو ادا کرے اور قرض لیکے جو وہ دیگا اُس کا اُسکو ثواب ملے گا اور نذر و تحفہ وغیرہ بھی اُس سے لینا درست ہوگا حفظ الاصغرین مین ہی فی الخلاصۃ قال فی شرح حیل الخصاف لشمس الائمۃ ان الشیخ ابا القاسم کان ممن یاخذ جائزۃ السلطان و کان یستقرض جمیع حوائجہ و یقضی دینہ بما یاخذہ من الجائزۃ خلاصہ مین ہی کہ شمس الائمہ رحمہ اللہ کی شرح حیل الخصاف مین ہی کہ شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ اُن لوگون مین تھے جو سلطان کے یہان سے وظیفہ پاتے تھے تو تمام حوائج کو قرض لیکر پورا کرتے تھے اور اُس وظیفے سے قرض ادا کرتے تھے **سوال** اُن لوگون کے متعلق علما کیا فرماتے ہین جو حقیقت تک پہونچنے کی غرض سے کھڑے ہو کے اور بیٹھ کے ذکر کرتے ہین اور وجد مین آتے ہین اور ہلتے اور ناچتے ہین اور ایک آدمی اشارے کے لیے یا ذکر پر آمادہ کرنے کے لیے تالیان بجاتا ہی اور یہ امور جائز ہین یا نہین **جواب** خدا کا ذکر ہر حال مین اچھا ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات مین خدا ہی کا

ذکر کیا کرتے تھے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین عقلمندون اور زمین وآسمان کی پیدائش مین غور کرنے والون کی صفت مین فرماتا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم وہ لوگ جو اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ کا ذکر کرتے ہین۔ لیکن وجد مین آنا ہلنا ناچنا اور تالیان بجانا اور اسی قسم کی باتین اگر ذکر کی بدولت حالت طرب مین صادر ہوجا مین اور اپنے اختیار سے باہر ہون کہ غلبۂ شوق نے ان امور کو واقع کرا دیا ہو تو وہ شخص اس امر مین معذور اور قابل گرفت نہین ہے مگر جو بقصد ایسا کرے اُسکے لیے شرع اسکو جائز نہین سمجھتی۔ سنامی حنفی کی کتاب الاحتساب مین ہے لا یجوز الرقص فی السماع ومن اباحہ من المشائخ فذلک للذین صار حرکاتہ حرکات الارتعاش وانہ لیس لہ ایضا فی الشرع رخصۃ وذکر فی العوارف انہ لا یلیق بمنصب المشائخ الذین یقتدی بھم لانہ یشبہ اللھو گانا اور ناچنا جائز نہین ہے اور جن مشائخ نے اسے جائز لکھا ہے وہ اُنکے متعلق ہے جنکی حرکتین رعشہ والے کی حرکتون کی ایسی ہو گئی ہون اور شرعا اُن کے لیے بھی رخصت نہین ہے اور عوارف مین ہے ایسا اُن مشائخ کو نہ کرنا چاہیے جنکی اقتدا کی جاتی ہے کیونکہ یہ کھیل کود کے مشابہ ہے۔ اور امتاع نے احکام السماع مین جعفر بن تغلب ادموی شافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ذھبت طائفۃ الی التفرقۃ بین ارباب الاحوال الذین یقومون بوجد فیجوز لھم الرقص ویکرہ لغیرھم وھذا ما اوردہ الاستاذ ابو منصور واشار الیہ القاضی حسین فی تعلیقہ والغزالی فی الاحیاء ایک گروہ کے خیال مین اُن حال والون مین جو وجد مین کھڑے ہو جاتے ہین اور دوسرون مین فرق ہے کہ اُنکے لیے ناچنا جائز ہے اور دوسرون کے لیے مکروہ اسے استاد ابو منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور قاضی حسین رحمہ اللہ نے اپنے تعلیق اور غزالی رحمہ اللہ نے احیا مین اسکے جانب اشارہ کیا ہے اور ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ کی کتاب اغاثۃ اللھفان عن مصاعد الشیطان کے خلاصہ تبعید الشیطان مین ہے قال ابن عباس کانت قریش یطوفون بالبیت عراۃ ویصفرون ویصفقون وقال مجاھد کانوا یعارضون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الطواف ویصفرون ویصفقون یخلطون علیہ طوافہ وصلاتہ فالمتقربون الی اللہ بالصفیر والتصفیق اشباہ النوع الاول والمخلطون بہ علی اھل الصلوۃ والذکر والقراءۃ اشباہ النوع الثانی وفی ایضا لم یشرع اللہ التصفیق للرجال عند الحاجۃ فی الصلوۃ بل امروا بالعدول الی التسبیح فکیف اذا فعلوہ لا لحاجۃ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ قریش کعبہ کا طواف برہنہ ہوکر کرتے تھے اور سیٹیان اور تالیان بجاتے تھے اور مجاہد کہتے ہین کہ طواف مین حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے اور سیٹیان اور تالیان بجاتے اور آپ کے طواف اور نماز مین خلل ڈالتے پس وہ لوگ جو سیٹی کے اور تالیان بجاکے خدا کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہین اول کے مشابہ ہین اور جو ان امور کے بدولت نمازیون اور ذکر کرنے والون اور پڑھنے والون کے اشتغال مین خلل ڈالتے ہین وہ نوع ثانی کے مشابہ ہین اور اسی کتاب مین ہی خدا نے مردون کے لیے نماز مین ضرورت کے وقت تالی بجانے کو مشروع نہین کیا ہی بلکہ اُنکو تسبیح سے عدول کرنے کا حکم دیا گیا ہی پس جبکہ وہ بلا حاجت ایسا کرین تو اُسکا کیا حکم ہوگا۔ اور درۃ المنیفہ شرح جواہر منیفہ اور بزازیہ مین اور ردالمحتار وغیرہ مین ہے الرقص والغناء الذی یفعلہ متصوفۃ زماننا عند الذکر حرام ناچنا اور گانا جسے ہمارے زمانے کے صوفی ذکر کے وقت کرتے ہین حرام ہی اس مین بہت کچھ بحث ہی جس کی تشریح فقہ اور حدیث کی کتابون مین مذکور ہی ہمنے جو یہان بیان کیا ہی وہی ارباب بصیرت کے لیے کافی ہی **سوال** اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین آپکو ہر خیر و شر کا معلم لکھے تو اصطلاحی معنے کیا ہونگے اور اگر لغوی معنی لیے جائین تو لفظ معلم شر فعل شر پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور ان دونون صورتون مین ایسی نعت کرنے والا کسی گناہ کا مرتکب ہوگا یا نہین **جواب** اس لفظ کے یہ معنی ہوسکتے ہین کہ حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا اور اس معنے پر اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر اس مین دوسرے معنی قبیح کا بھی احتمال ہی کہ آپ نے (معاذ اللہ) ارتکاب شر کی تعلیم کی پس ایسے لفظ کا اطلاق سوء ادبی سے خالی نہین ہی **سوال** شیعہ کو کافر کہنا چاہیے یا نہین **جواب** جو شیعہ ضروریات دین کے منکر ہین وہ کافر ہین اور صرف تبرائی شیعہ کافر نہین ہین **سوال** حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا چاہیے یا نہین **جواب** حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کو باین معنی دافع البلاء کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہی درست ہی اور باین معنی کہ آپ خود استقلالاً بلا کو دفع کرتے ہین درست نہین ہی ایسے الفاظ سے جو موہم معنے غیر مشروع کو ہون اجتناب اولی ہی الفاظ تعریفات صحیحہ شرعیہ منقولہ کچھ کم نہین ہین **سوال** جو شخص لا تقربوا الزنا اور

لاتاکلوا الربوا کے خلاف کرے اُسکو کافر کہنا چاہیے یا نہین **جواب** وہ کافر نہین ہی بلکہ فاسق ہی

سوال ایک شخص کا نام ہدایت علی تھا اُس نے ایہام اسماے شرکیہ کی وجہ سے اپنا نام بدل کے ہدایت العلی رکھا ہی تو ایک شخص اعتراض کرتا ہی کہ لفظ ہدایت دو معنون کو شامل ہے ایک ارادۃ الطریق دوسرے ایصال الی المطلوب کو اور اسی طرح لفظ علی بغیر الف لام کے اسماے الٓہیہ اور اسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شامل ہی جواب دینے والا کہتا ہی کہ اس صورت مین میرے مدعا کے اثبات کی تائید ہی کیونکہ جب لفظ ہدایت اور علی دونون معنون مین مشترک ہوے تو اس صورت مین چار احتمال متحقق ہوتے ہین (۱) ہدایت سے معنی اول اور علی سے اللہ کا نام (۲) ہدایت سے معنی ثانی اور علی سے اللہ تعالی کا نام (۳) ہدایت سے معنی اول اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام (۴) ہدایت سے معنی ثانی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام پس تین احتمال اول دوم سوم ممانعت شرعیہ سے خالی ہین البتہ احتمال چہارم ممنوعیت سے خالی نہین ہی کیونکہ جملہ اسماے شرکیہ مین مفہوم ہوتا ہی پس جو اسم اسماے شرکیہ اور غیر شرکیہ مین دائر ہو اُس سے احتراز ضروری ہی اور اگر کوئی شخص اسم متنازع فیہ پر قیاس کر کے عبد اللہ پر شرک ثابت کرے یا یاعلی کہنے کی ممانعت کرے تو معترض کا اعتراض اور اُس کا قیاس صحیح ہی یا نہین اور صحت اعتراض کی حالت مین مجیب کے کلام کی تائید ہوگی یا جیساکہ معترض خیال کرتا ہی **جواب** لفظ علی جو اسماے الٓہیہ مین سے ہی اُس پر الف لام یا زائد ہو یا تعظیمی جیسا کہ رضی نے شرح کافیہ مین الفضل اور النعمان کی بحث مین لکھا ہی وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللہ وفی الاعلام ولا یعرفہا البصریون علم پر کبھی الف لام زائد کیا جاتا ہی اور کوفیین کہتے ہین کہ بعض اوقات الف لام تعظیم کے لیے آتا ہی جیسے اللہ مین اور دوسرے نامون مین اور بصریین اسکے قائل نہین ہین اور ابن مالک نے الفیہ مین اور شراح الفیہ نے اعلام مین الف لام زائدہ کا ذکر کر کے الفضل وغیرہ کو مثال مین پیش کیا ہی اور ہر حالت مین لام اسماے الٓہیہ پر سواے لفظ اللہ کے علم کا جز نہین ہی اور لفظ علی پر جو اسماے حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ سے ہی لام داخل نہین ہوتا بحر العلوم رحمہ اللہ حواشی میر زاہد ملا جلال مین لکھتے ہین دخول اللام علی الاعلام فیصح سوی لفظ محمد علی مسماہ الصلوۃ والسلام وسوی لفظ علی رضی اللہ عن مسماہ سواے لفظ محمد کے دجن کا نام ہی اُنپر

صلوۃ اور سلام ہو) اور تمام اسماء پر الف لام کا داخل ہونا جائز ہے اور سوا ئے لفظ علی کے (جنکا یہ نام ہے خدا اُن سے راضی ہو) پس ہدایت علی سے ہدایت العلی نام رکھنا اولی ہے کیونکہ ہدایت العلی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب اضافت کا اشتباہ نہیں ہے اور ہدایت علی مین اشتباہ ہے اور عبد اللہ مین امر غیر مشروع کا ایہام نہیں ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ تمام نامون مین عبد اللہ خدا کو زیادہ پسند ہے اسی طرح یا علی کہنے مین جب مقصود ندا کا خدا ہو کوئی نزاع نہیں ہے **سوال** اس دیار مین دو مہینے سے لوگون نے ایک عجیب نئی صورت ذکر کی جاری کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز فرض کے سلام کے بعد زور سے تین چار بار سب مقتدی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین اور سر بھی دہنتے ہین جب اللہ اکبر کہتے ہین کیا اس طرح سے سر دہن دہن کر لوگ فرض نماز کے بعد اللہ اکبر زمانہ نبوی مین یا صحابہ کے زمانہ مین بھی کہا کرتے تھے یا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے سے یا اُنکے تلامذہ کے زمانے سے یہ ہیئت ذکر کی رائج ہوئی ہے اگر اس طرح ذکر کرنا ان حضرات مین کسی سے کسی معتبر کتاب مین منقول ہو تو ہم لوگ بھی ذکر خیر جان کر اسی طرح ذکر کو رواج دین اور اگر ان حضرات سے اس طرح کا ذکر منقول نہین ہے تو پھر اس ذکر محدث کو کیا کہین گے اور بصورت اختیار ایسے ذکر سے لوگون کو روکین یا کرنے دین اور حنفیہ کے نزدیک اس محل خاص کے علاوہ جہان کہین ذکر ثابت ہے وہ بجہر افضل ہے یا باخفا **جواب** اس قسم کا ذکر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یا ایمہ اربعہ رحمہم اللہ سے منقول نہین ہے اور علماے حنفیہ وغیر حنفیہ کی تصریح کے موافق بعد نماز کے ذکر سرًا مستحب ہے نہ جہرًا البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین صحابہ بعد نماز کے جہرًا تکبیر کہتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر مین یہ جانتا ہون کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی نماز تکبیر پر ختم ہوتی تھی۔ اور فتح الباری مین ہے الظاہر انہ لم یکن یحضر الجماعۃ لانہ کان صغیرا لا یواظب علی ذلک فکان یعرف انقضاء الصلوۃ بما ذکر وقال غیرہ یحتمل ان یکون حاضرا فی اٰخر الصفوف فکان لا یعرف انقضاءھا بالتسلیم انما کان یعرفھا بالتکبیر ظاہر یہ ہے کہ وہ جماعت مین شریک نہوتے تھے کیونکہ چھوٹے تھے اور وہ سمجھتے

تھے کہ نماز کا خاتمہ تکبیر ہی پر ہوتا ہو حالانکہ ایسا واقعہ نہ تھا اور یہ بھی ممکن ہو کہ وہ آخری صفوں میں
اگر شریک ہوتے ہوں اور اس وجہ سے اُنکو یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ نماز کا خاتمہ سلام پر ہوتا
ہو بلکہ وہ سمجھتے ہوں کہ نماز کا خاتمہ تکبیر پر ہوتا ہو۔ لیکن شراح حدیث نے اسکو حالت جہاد وغیرہ پر
محمول کیا اور سر کو جہر سے افضل قرار دیا اور بعضوں نے اسکو بعض اوقات پر محمول کیا اور اس
کے التزام کو منع کیا۔ ابن حاج مکی رحمہ اللہ کی کتاب المدخل میں ہو اما ما رواہ ابن الزبیرؓ کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل
ولہ الثناء الحسن الجمیل لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون وما روی البخاری عن
ابن عباسؓ ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عھد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فالجواب من وجہین احدھما ما ذکرہ الامام الشافعیؒ فی الام حیث قال واختار الامام
والماموم ان یذکر ان اللہ بعد الانصراف من الصلوۃ ویخفیان الذکر الا ان یکون اماما یجب ان
یتعلم منہ فیجھر حتی یری انہ قد تعلم منہ ثم یسر فان اللہ یقول ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا یعنی
بالدعاء لا تجھر ترفع ولا تخافت حتی لا تسمع نفسک واحسب ما روی ابن الزبیرؓ من تھلیل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وما روی ابن عباسؓ من تکبیرہ کما رویناہ انما جھر قلیلا لیتعلم الناس منہ وذلک لان
عامۃ الروایات التی کتبناھا لیس یذکر فیھا بعد التسلیم ولا تکبیر انتھی کلامہ بلفظہ فھذا الامام
الشافعیؒ حمل ذلک علی سبیل التعلیم فان حصل التعلیم امسک وھذا بخلاف ما یعھد الیوم
من القراءۃ والذکر جھرا وجماعۃ فانھم لا یریدون التعلیم بل الثواب والجواب الثانی ما
ذکرہ ابو الحسنؒ بن بطالؒ فی شرح صحیح البخاری لما ان تکلم علی حدیث ابن عباسؓ قال یحتمل
ان یکون ارادبہ المجاھدین فان کان کذلک فھو الی الآن وعلیہ العمل وھو ان المجاھدین اذا
صلوا الخمس فیستحب لھم ان یکبروا ویجھروا یرفعون اصواتھم لیرھبوا العدو فان لم یحمل
علی ذلک فیکون منسوخا بالاجماع لانہ لا یعلم احد من العلماء یقول بہ انتھی وفیہ ایضا ولیحذروا جمیعا
من الجھر بالذکر والدعاء عند الفراغ من الصلوۃ ان کان فی جماعۃ فان ذلک من البدع انتھی وقال العلامۃ
بدر الدین العینی الحنفیؒ فی البنایۃ شرح الھدایۃ قال ابوبکر الرازی قال مشایخنا التکبیر جھرا فی غیر ایام

التشريق الاضحے لایسن الا بازاء العدو واللصوص وقیل وکذا فی الحریق والمخاوف کلها التهی
وفی نصاب الاحتساب اذا کبر واعلی اثر الصلوٰۃ جہرا یکرہ وانہ بدعۃ یعنی سوی ایام النحر والتشریق
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند
آواز سے فرماتے لا الٰہ الا اللہ وحدہ الخ یعنے خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہی وہ یکتا ہی اُس کا
کوئی شریک نہین ہے اُسی کا ملک ہی اور اُسی کے لیے حمد ہی وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہی
اُسکے سوا کسی سے قوت نہین حاصل ہوتی ہم اُسکی عبادت کرتے ہین نعمت وفضل اُسی کے
ہین اُسی کے لیے بہتر ثنا ہی خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہی ہم خالص اُسی کے لیے دین رکھتے ہین
اگرچہ کافرون کو برا معلوم ہو اور بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے زمانے مین جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے ذکر بالجہر کرتے ان
دونون روایتون کے جواب دو طریقے سے دیے گئے ہین (۱) امام شافعی رحمہ اللہ نے ام مین لکھا
ہی امام اور مقتدی نماز سے فراغت پاکر دونون ذکر مین مشغول ہوجا ئین اور ذکر کو آہستہ کہین
مگر وہ امام جو مقتدیون کو تعلیم دینا چاہتا ہو جہر کرسکتا ہی تاکہ مقتدیون کو اسکا علم ہوجائے اور جب
مقتدیون کو معلوم ہوجائے تب اُسے بھی آہستہ ذکر کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے
کہ اپنی دعا کو زور سے نہ کہو اور نہ اس قدر آہستہ کہو کہ تم خود بھی نہ سن سکو اور میرے خیال مین جو ابن
زبیر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لا الٰہ کہنے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تکبیر کہنے
کی روایت کی ہی وہ اس وجہ سے ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم معمولی جہر فرمایا
ہوگا اس لیے کہ عام روایتون مین جن کو ہمنے لکھا ہی تسلیم کی بعد عدم تکبیر کا ذکر نہین ہے انتہی
کلامہ پس امام شافعی رحمہ اللہ نے اس جہر کو تعلیم پر محمول کیا ہی پس جب تعلیم حاصل ہوجائے تو جہر
نکرنا چاہیے اور جو آجکل قرأۃ اور ذکر جہر اور جماعت رائج ہی وہ بغرض تعلیم نہین ہی بلکہ بغرض ثواب
ہی (۲) ابو الحسن بن بطال رحمہ اللہ نے شرح صحیح بخاری مین (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث
مین لوگون نے کلام کیا ہی اس وجہ سے) کہا ہی کہ احتمال ہی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اس سے مجاہدین کو مراد لیا ہو اور اگر ایسا ہی تو اب تک ہوتا ہے کیونکہ مجاہدین جب نیچگانہ نماز
سے فارغ ہون تو اُنکے لیے زور سے تکبیر کہنا اور چلانا مستحب ہی تاکہ دشمن ڈر جا ئین اور اگر امیر

محول نہ کیا جائے تو یہ حدیث بالاجماع منسوخ ہی کیونکہ علما مین سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور اسی کتاب مین ہی زور سے ذکر کرنے سے اور نماز سے فراغت پاکر جماعت کی جماعت کے دعا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ بدعت ہی اور علامۂ شیخ الاسلام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ نے بنایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہے ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ہمارے مشائخ عیدالضحی کے ایام تشریق کے علاوہ دوسرے دنون مین تکبیر بالجہر کو سنت نہین لکھتے ہین مگر دشمن یا چور کے مقابلے مین اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ یہی حکم آتش زدگی اور تمام خوفناک امور مین ہی اور نصاب الاحتساب مین ہی نماز کے بعد تکبیر بالجہر مکروہ اور بدعت ہی یعنے ایام نحر و تشریق کے علاوہ اور ایام مین۔ اور عبارات حنفیہ اس قسم کے بہت ہین جس سے کراہت ذکر جہری بجز چند مواضع مستثناۃ کے ثابت ہوتی ہی اس کی تفصیل میرے رسالہ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین موجود ہی الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوائے ایام تشریق وغیرہ کے اگر احیانا ہو تو کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ جہر مفرط نہو اور اسی طرح اگر جہر سے تعلیم مقصود ہو اور بدون ان اغراض کے اُس کا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال مین مذکور ہی طریقۂ نبو یہ اور طریقۂ سلف صالح کے خلاف ہی **سوال** شوق کے طریقے سے اگر کوئی جانور چرند یا پرند پالا گیا ہو تو اُس مین کوئی گناہ ہی یا نہین اگر ہے تو اُسکا کفارہ کیا ہی اور شکار کے بارے مین کیا حکم ہی **جواب** شوق کے طریقے سے جانور پالنا درست ہی بشرطیکہ اُنکو تکلیف نہ دے۔ مجتبی شرح مختصر قدوری مین ہی لاباس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا مرغی اور چڑیون کے پالنے مین کچھ حرج نہین ہی لیکن اُنکو خوراک دیتے رہنا چاہیے ردالمحتار مین فتاوی قاری الہدایہ سے منقول ہی یجوز حبسہما للاستیناس اُن دونون یعنے مرغی اور چڑیون کو دلبستگی کرنے کے لیے پالنا جائز ہی۔ اور جامع الرموز مین ہی لاباس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا وھو خیر من ارسالہا فی السکک چڑیون اور مرغیون کو گھر مین پالنا جائز ہی لیکن اُنکو خوراک دیتا رہے اور یہ اس سے اچھا ہی کہ وہ گلیون مین چھوڑ دی جائین۔ اور شکار کرنا جائز ہی بشرطیکہ محض کھیل ... اور ایذا دینا مقصود نہو اور بعضون نے پیشہ بنا لینے کو مکروہ لکھا ہی مگر صحیح یہ ہی کہ مکروہ نہین ہی۔ بزازیہ مین ہی الصید مباح الا للتلہی او حرفۃ شکار جائز ہی مگر نہ بغرض کھیل اور پیشہ کے۔ اور حموی نے شرح اشباہ مین لکھا ہی فیہ نظر لانہ نوع الکساب

بما ھو مخلوق لذلک والاکتساب مباح فصار کالاحتطاب اس مین نظر ہے کیونکہ اس مین ایسی چیز سے نفع حاصل کرنا ہی جو اسکے لیے پیدا کی گئی اور اس قسم کا نفع حاصل کرنا مباح ہی پس شکار کا بھی وہی حال ہوگا جو لکڑی چننے اور فروخت کرنے کا ہی **سوال** عیدین کے خطبہ کے بعد جو مصافحہ اور معانقہ لوگون مین مروج ہے وہ مسنون ہی یا بدعت **جواب** مصافحہ اور معانقہ کا وقت ابتداے ملاقات ہی پس عید کی نماز کے بعد مصافحہ اور معانقہ مسنون نہین ہے اور علما اس باب مین مختلف ہین بعض بدعت مباحہ کہتے ہین اور بعض ہر حال مین بدعت مکروہہ کہتے ہین اسکا ترک اولے ہی۔ نووی رحمہ اللہ کتاب الاذکار مین لکھتے ہین اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلوتی الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونھم حافظوا علیھا فی بعض الاحوال وفرطوا فی کثیر من الاحوال واکثرھا لا یخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہی اور لوگ جو بعد نماز فجر اور عصر کے مصافحہ کے عادی ہین اسکی کوئی اصل نہین ہی لیکن اس مین کچھ حرج بھی نہین ہی کیونکہ اصل مصافحہ سنت ہی اور بعض حالتون مین اُس کے خیال رکھنے اور بعض حالتون مین اُسپر خاص توجہ کرنے سے یہ بعض مصافحہ سے خارج نہین ہوسکتے جس کی اصل شرع سے ثابت ہی۔ اور درمختار مین ہی واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والجمع والملتقی یفید جوازھا مطلقا ولو بعد العصر وقولھم بدعۃ ای مباحۃ مصنف کا اسکو درر اور کنز اور وقایہ اور نقایہ اور جمع اور ملتقی کی اتباع مین مطلق رکھنا اس پر دلالت کرتا ہی کہ یہ مطلقا جائز ہی اگرچہ بعد عصر کے ہو اور فقہا نے بدعت سے مراد مباح لیا ہے۔ اور ردالمحتار مین ہے قد یقال ان المواظبۃ علیھا بعد الصلوۃ خاصۃ یؤدی الجھلۃ الی اعتقاد سنتھا فی خصوص ھذہ المواضع مع ان ظاھر کلامھم لم یفعلھا احد من السلف ونقل عن الشرنبلالی عن ابن حجر انھا بدعۃ مکروھۃ لا اصل لھا فی الشرع بعض وقت یہ کہا جاتا ہی کہ اس پر دوام سے جہلا اسکے ان خاص مواقع مین سنت ہونے کے معتقد ہوجاوینگے حالانکہ فقہا کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ سلف مین سے کسی نے اسکو نہین کیا ہی اور شرنبلالی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے اسے بدعت کہا ہی اور کہا ہی کہ یہ مکروہ ہی شرع مین اسکی کچھ اصل نہین ہے۔ اور

ابن حاج رحمہ اللہ نے مدخل مین لکھا ہی اجاز المعانقۃ ابن عیینۃ عند اللقاء من غیبۃ کانت واما فی العید لمن ہو حاضر معک فلا واما المصافحۃ فانہا وضعت فی الشرع عند لقاء المومن لاخیہ واما فی العید علی ما اعتادہ بعضہم عند الفراغ من الصلوۃ یتصافحون فلا اعرفہ لکن قال الشیخ ابو عبد اللہ بن نعمان انہ ادرک بمدینۃ فاس و العلماء العاملون بعلمہم متوافرون انہم کانوا اذا فرغوا من صلوۃ العید صافح بعضہم بعضا فانکان یساعدہ فی النقل عن السلف فیا حبذا وان لم ینقل فترکہ اولی ابن عیینہ رحمہ اللہ نے عرصہ کے بعد ملاقات کے وقت معانقہ کو جائز لکھا ہی لیکن عید مین جو ساتھ رہتا ہو اُس سے ناجائز لکھا ہی لیکن مصافحہ تو اُسکی وضع اس لیے ہی کہ جب مسلمان مسلمان سے ملے تو یہ کرے لیکن عید مین جو بعض لوگ نماز سے فارغ ہوکر مصافحہ عادۃً کرتے ہین مجھے اسکی اصل نہین معلوم لیکن شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان رحمہما اللہ کہتے ہین کہ اُنھون نے شہر فاس کے باعمل علما کو دیکھا کہ عید کی نماز سے فراغت پاکر باہم مصافحہ کرتے تھے تو اگر نقل سلف اسکے مطابق ہو تو بہت ہی اچھا ہی ورنہ اسکا ترک ہی بہتر ہے **سوال** نانا کی زوجہ جسے اُس کی مان اور نانی سے کچھ قرابت نہین حرام ہی یا حلال **جواب** حنفیہ کے نزدیک نانا کی زوجہ حرام ہی۔ خزانۃ الروایات مین خزانۃ الفقہ سے نقل کیا ہی امرأۃ الجد ابی الام حرام نانی حرام ہی۔ اور بھی مرقوم ہی المنکوحۃ للجد و ابی الجد وجد الجد واب جد الجد من قبل الاب والام حرام دادا پردادا نگردادا اسکڑدادا کی بیبیان اور اسی طرح نانا اور نانا کے باپ دادا پردادا کی بیبیان بھی حرام ہین۔ اور اسکی حرمت اسکے سبب سے نہین ہی کہ یہ امہات نساء وامہات کی آیت مین داخل ہین بلکہ اس سبب سے ہی کہ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم (جنکے ساتھ تمھارے آباء نے نکاح کیا ہی اُنکے ساتھ نکاح نہ کرو) انکو شامل ہی۔ ہدایہ مین ہی ولا بامرأۃ ابیہ واجدادہ لقولہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم باپ دادا کی بیبیون کے ساتھ نکاح ناجائز ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی جنکے ساتھ تمھارے آباء نے نکاح کیا ہی اُنکے ساتھ نکاح نہ کرو **سوال** ایک مقام پر چند پرانی قبرین ہین کہ قریب پچیس تیس سال کے ہونگی اُن مین بعض بالکل نیست و نابود ہوگئی ہین اور بعض باقی ہین پس ایسے مقام پر قبر کھود کے زمین برابر کرکے رہنے کے لیے مکان بنانا درست ہی یا نہین **جواب** درست ہی۔ بحر الرائق مین ہی وفی التبیین لو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن

غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء تبیین ہین ہے کہ اگر لاش پرانی اور مٹی ہو جائے تو اُسکی قبر مین دوسرے کو دفن کرنا اور اُس زمین پر زراعت کرنا اور مکان بنانا جائز ہے **سوال** یہان ہر شہر و قصبے مین سلطانی قصاب ہین جو مسلمان کہلاتے ہین اور احکام دین اسلام مین ہم مسلمانون کے ساتھ شریک رہتے ہین یعنی کلمہ شہادتین پڑھتے ہین اور ہمارے ساتھ جمعہ اور عیدین اور پنجگانہ نماز با جماعت پڑھتے ہین اور رمضان کے روزے رکھتے ہین اور ختنہ کراتے ہین اور نکاح پڑھواتے ہین مگر مسلمانون کے آب و طعام سے پرہیز کرتے ہین بلکہ مسجد کے پانی سے وضو تک نہین کرتے ہین مسلمانون نے اُن سے کہا کہ ہم تمہیر شرعی حکم کرتے ہین کہ تم مسجد کے پانی سے وضو کرو تو انھون نے جواب دیا کہ ہماری قدیم عادت نہین ہے اس قول کی وجہ سے اُنپر کفر کا فتوی دینا اور اُن پر کفر کے احکام جاری کرنا جائز ہے یا نہین اور بغیر ہمارے آب و طعام کے تناول کیے ہوے انکی توبہ شرعاً قبول ہوتی ہے یا نہین اور اکثر مسلمان کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے گھرون مین بت رکھتے ہین اور ہمیشہ اُنکی پرستش کیا کرتے ہین اور وہ اس سے انکار کرتے ہین یہ انکار اُن کی توبہ ہے یا نہین اور انکو توبہ سے انکار نہین توبہ کرنا قبول کرتے ہین ایسی حالت مین اُنپر توبہ کا حکم کرنا یا اُنپر کفر کے احکام جاری کرنا کیسا ہے اور تنگی معیشت کی وجہ سے گوشت بیچنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے ان لوگون نے حاکم وقت کے سامنے کہا کہ ہم ہندو ہین پھر وہ اپنے اس کہنے پر نادم ہوے اور توبہ کا ارادہ کیا تو اُنکی توبہ بغیر ہمارے یہان آب و طعام تناول کیے ہوے قبول ہے یا نہین۔ یہ لوگ اپنے جانور ایک مسلمان مسافر شخص سے ذبح کراتے ہین تو یہ کفر کا حکم کرنے والے ذابح مسلم کو ڈھیر کا فر خاکروب اور اُنکے گوشت کو جو پاک اور حلال ہے حرام کہتے ہین یہ کفر کا کلمہ ہے یا نہین اور کافر قصاب کی دوکان کا گوشت جبکہ ذابح بالیقین مسلمان معروف ہے اور مسلمان کے سوا کوئی کافر ذبح نہین کرسکتا اور گوشت کی حلت مین کسی ایک مسلمان کو شبہہ نہین ایسی حالت مین بغیر کسی ایک عادل کی گواہی کے خریدنا اور کھانا حلال ہے یا نہین جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے رسالہ مالابد منہ کے کتاب التقوی مین اس مسئلہ کی تشریح اُسکے حاشیہ پر لکھی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ جو گوشت مسلمان یا اہل کتاب سے مول لیا جائے حلال ہے اور جو بت پرست سے خرید ا جائے وہ حرام ہے انتہی یہ تو اصل کتاب مالابد منہ کی عبارت کا ترجمہ تھا اور لفظ حرام کے حاشیہ مین لکھا ہے

اگر یہ معلوم نہو کہ اس جانور کا ذبح کرنے والا مسلمان ہو انتہی اور اس کتاب کی صحت اور تحشی کرنے والے چار متدین عالم ہین جنکے اسمار رسالۂ مذکور کے خاتمۃ الطبع مین لکھے ہین چونکہ اُنھون نے اس حاشیہ کو جس کتاب سے لکھا ہو اُسکا حوالہ نہین دیا لہذا ناظرین کم علم اس مین شک کرتے ہین **جواب** (۱) جبکہ یہ لوگ عبادات خاصۂ اہل اسلام ادا کرتے ہین اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہین تو اہل اسلام مین شمار کیے جائین گے اور صرف اس وجہ سے کہ وہ مسلمان کے طعام مین شرکت نہین کرتے گو اُنکا یہ فعل بُرا اور شرع کے خلاف ہو کافر نہ سمجھے جائین گے۔ بحرالرائق مین ہے اعلم ان الاسلام یکون بالفعل ایضا کالصلوٰۃ بجماعتہ او الاقرار بھا والاذان فی بعض المساجد او الحج وشھود المناسک اسلام فعل سے بھی ہوتا ہے مثلا باجماعت نماز یا اقرار نماز یا اذان بعض مساجد مین یا حج اور مناسک مین حاضر ہونا۔ (۲) جب وہ کفر سے انکار کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین اور اپنے کو مسلم کہتے ہین تو اُنکا یہ قول مثل رجوع وتوبہ کے سمجھا جائے گا اور اُن پر اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا۔ ردالمحتار مین ہو رأیت فی البیری شرح الاشباہ قال کون مجرد الانکار توبۃ غیر مراد بل ذلک مقید بثلثۃ قیود قال فی الذخیرۃ عن بشر بن الولیدؒ اذا جحد المرتد الردۃ واقر بالتوحید وبمعرفۃ رسول اللہ وبدین الاسلام فھذا منہ توبۃ مین نے بیری شرح اشباہ مین دیکھا ہو کہ محض برا جاننا توبہ نہین ہو بلکہ اُس مین تین قیدین ہین ذخیرہ مین بشر بن ولید رحمہا اللہ سے مروی ہو کہ جب مرتد ارتداد سے انکار کرے اور توحید و معرفت رسول اللہ و دین اسلام کا اقرار کرے تو یہ اُسکی توبہ ہو (۳) جب وہ اقرار سابق سے نادم ہوے اور اسلام کا اقرار کیا تو اُنپر اسلام کے احکام جاری کیے جائین گے اور اُنکی توبہ باقرار دین اسلام مقبول ہو جائے گی گو وہ شرکت طعام سے انکار کرین۔ ردالمحتار مین ہو یصیر الوثنی مسلما بقولہ انا مسلم او علی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم او الحنفیۃ او الاسلام بت پرست ان الفاظ کے کہنے سے مسلمان ہو جاتا ہو ہم مسلمان ہین ہم دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہین ہم دین حنفی پر ہین ہم اسلام پر ہین (۴) جب یہ امر معلوم ہو کہ وہان مسلمان کے سوا کوئی ذبح نہین کرتا تو کافر کی دوکان سے گوشت خریدنا اور اُسکا کھانا حلال ہو

سوال اشباہ وغیرہ مین ہے الیقین لا یزول بالشک یقین شک سے زائل نہین ہوتا آجکل بعض تحریرین طعن آمیز سلف صالحین تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کے نسبت جو ذیل مین درج ہین شائع ہوئی ہین اور لوگ بیباکانہ ان حضرات رحمہم اللہ کی شان مین گستاخی اور بے ادبی کرتے ہین۔ کہ امام اعظم رحمہ اللہ علم حدیث نہین جانتے تھے اور جو لوگ اسکے کہنے سے روکتے ہین اُنکو جواب دیتے ہین کہ اگر مولانا عبدالحی صاحب ان کلمات کو موجب قباحت بہ نسبت امام اعظم رحمہ اللہ کے لکھدینگے تو ہم مان لینگے تمہارے کہنے کو نہ مانینگے اور اپنے ذہن مین وہ خیال کرتے ہین کہ اُنکے مثل آپ بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی شان مین گستاخی اور بے ادبی کرتے ہین اور اسکو اچھا جانتے ہین۔ لہذا اُن کلمات کو ایک جگہ جمع کرکے آپکی خدمت مین پیش کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فضل و کمال علمی سے بھی آگاہ کرین اور یہ بھی تحریر فرمائین کہ ایسے کلمات حضرت امام کی شان مین استعمال کرنا کیسا ہے۔ اور الفاظ یہ ہین (۱) اُن کو یعنے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو سفر کا اتفاق کم ہوا اور اُنکے وقت مین کتب حدیث کے جمع ہونے کا اتفاق نہین ہوا اُن کو کونے مین بیٹھے بیٹھے جو کچھ معلوم ہوا وہ معلوم ہوا اور جو کچھ رہگیا وہ رہگیا (۲) اُنکی فقہ اور اُنکا اجتہاد شہرۂ آفاق ہے اور محدثین کے دفتر مین انکا نام نہین ہے (۳) صحاح ستہ کو جب اول سے آخر تک دیکھوگے تو اُنکی روایت کا نام نہ پاؤگے بجز ایک جگہ کے کتاب علل ترمذی مین تو وہ بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونے کی اُنسے نقل ہے باقی بالخیر (۴) صاحب صحائف اپنے مجدد العلم کی عبارت اتحاف النبلا سے اسی بارے مین ناقل ہے۔ لہذا اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ فن حدیث مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پونجی بہت تھوڑی ہے۔ اسکے علاوہ بھی اُن لوگون نے ہزارہا کلمات اہانت اپنے تصانیف مین درج کیے ہین جن کے لکھنے سے قلم تھراتا ہے **جواب** مضمون اول کے فقرے اگرچہ واقعی کے مطابق ہین مگر اُنکے بیان کا عنوان سوء ادبی سے خالی نہین ہے اور مضامین باقیہ کا عنوان بھی بے ادبی کو شامل ہے اور حدیث کے دفتر مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام نہونا غلط ہے بلکہ صحاح ستہ کے علاوہ بہت سی حدیث کی کتابون مین اُن کی

روایتین موجود ہین اور کثرت سے مورخین اور محدثین نے اُنکو محدثین مین گنا ہی ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ مین اُن کو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہی اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اور ابن عبد البر اور ابن حجر عسقلانی اور سیوطی رحمہم اللہ وغیرہم نے اُنکے مدائح اور اوصاف جمیلہ مین بہت لبسط کیا ہی اور صحاح ستہ مین امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کا نہونا کسی طرح نقص کا باعث نہین ہے صدہا صحابہ ایسے ہین جن سے صحاح ستہ مین کوئی روایت نہین ہی اور اتحاف النبلاء مین اور ایسے تالیفات مؤلف اتحاف مین جو معائب و مطاعن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے منقول ہین وہ سب لغو اور بے اصل ہین **سوال** چار پانچ شخص جو سرکار انگریزی مین باعزت ووقار ہین اور اُنھون نے شرع کے خلاف قانون بنایا ہے اہل اسلام کو ایسے قانون کا قبول کرنا درست ہی یا نہین اور وہ لوگ ایسا قانون بنانے کی وجہ سے کافر ہوگئے یا نہین اور اوقاف اسلام جیسے مساجد و مقابر وغیرہ سے جاتا رہا یا نہین اور اُنکے جنازون کی نماز پڑھی جائے یا نہین **جواب** اللہ تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون جس نے قرآن کے موافق حکم نہ دیا وہ کافر ہی۔ اور فرمایا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون جس نے قرآن کے موافق حکم نہ دیا وہ فاسق ہے۔ اور فرمایا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون جس نے قرآن کے موافق حکم نہ دیا وہ ظالم ہی۔ پس اہل اسلام کو ایسے قانون کا قبول کرنا جو شرع کے خلاف ہو حرام ہی اور جو اُس قانون پر عمل کرے گا اُسکا گناہ قانون بنانے والے کی گردن پر ہوگا۔ حدیث صحیح مین وارد ہی من سنّ سُنّۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا جس نے کوئی بری بات ایجاد کی اُسکو اُس بری بات کے ایجاد کرنے کا اور اُس بری بات پر عمل کرنے والون کا گناہ ہوگا۔ اور قانون بنانے والون نے اگر شرعی قانون کو برا جانا اور شرعی قانون کے ساتھ رضی نہوی اور اُسکو خلاف مصلحت اور غیر کافی تصور کیا تو کافر ہوگئے اُنکے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسجد و مقابر مین اُنکو شریک رکھنا اور اُنکی دعوت کرنا یا اُنکی دعوت مین جانا اور اُنکے یہان شادی وغمی مین شرکت کرنا مسلمانون کو درست نہین ہی اور اگر اُنھون نے قانون شرع کو برا نہ جانا تو اگرچہ کافر نہین ہوے مگر بہت

بڑے فاسق ہوے اہل اسلام کو لازم ہی کہ اُنسے مجالست ترک کرین اور شادی وغمی مین اُنکے یہان شرکت نہ کرین تاکہ وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرین **سوال** اُس شخص کے حق مین کیا حکم ہی جو کہتا ہی کہ کل کا بنا ہوا کپڑا نہ خرید و جبکہ تم کسی کے جانب سے اُسکے خریدنے پر مجبور نہین کیے گئے ہو کیونکہ یہ کل جولاہون اور سوت کاتنے والون کے حق مین فتنہ عظیم ہے کیونکہ ان لوگون کا یہی پیشہ یہی ہی اور اس پیشہ کے علاوہ فی الحال نہ یہ کوئی اور پیشہ کر سکتے ہین نہ کسی دوسرے طریقے سے اپنے لیے کفاف حاصل کر سکتے ہین اسی پیشہ کی بدولت یہ لوگ اپنا پیٹ بھرتے تھے اور ہمارے ساتھ رہتے تھے بس ہمارے نزدیک جو لوگ کل کا بنا ہوا کپڑا باریک ہونے یا سستا ہونے کی وجہ سے خریدتے ہین وہ کل کے بانی سے زائد فتنہ کے باعث ہین اور فتنہ کی مصیبت بلاشبہہ قتل کی مصیبت سے زائد ہی کیونکہ قتل صرف ایک لمحہ کی مصیبت ہی اور یہ وہ مصیبت ہی جسکے بدولت لڑکے بالون کا بھوکون مرنا دیکھنا پڑتا ہی اور روزانہ اپنی جان بھی آمدنی نہونے کیوجہ سے گھل گھل کر نکلتی ہی بھیک بھی مانگنا پڑتی ہی جسکی شرعاً ممانعت ہی اور اسکے علاوہ بھی ہزارون مصیبتین لاحق ہوتی ہین دیکھو اللہ تعالی نے غربا کی بھوک کے دفعیہ کے لیے کسقدر تاکید کی ہی۔ قرآن شریف مین ہی وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ہمنے جو تمھین دیا ہی اُس مین سے صرف کرو اس سے پہلے کہ تم مین سے کسیکی موت آئے اور وہ کہے ای اللہ تو مجھے کچھ دنون اور زندہ رکھ تاکہ مین صدقہ کرون اور نیکون مین شامل ہو جاؤن۔ اور غربا کی حالت کی خبر نہ رکھنے کو اللہ تعالی نے کفر کا جرم ذکر کیا ہی۔ قرآن شریف مین ہی ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین کیا تمنے اُسکو دیکھا ہی جو دین کو جھٹلاتا ہی اور یتیم کو دکھ دیتا ہی اور مسکین کے کھلانے پر آمادہ نہین کرتا۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہی ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعاً فاسلکوہ انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام المسکین پھر اُسکو ایک زنجیر مین جسکی پیمائش ستر گز ہو باندھ دو کیونکہ وہ خدا پر ایمان نہین لایا اور اُسنے مسکین کے کھلانے پر آمادہ نہین کیا۔ مشارق مین ہی قال ابوہریرۃ الساعی علی الارملۃ والمسکین

کالمجاھد فی سبیل اللہ قال ابوھریرۃ واحسبہ قال کالقائم لایفتر وکالصائم لایفطر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی جو شخص بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرے وہ اُسکا ایسا ہی جو خدا کی راہ مین جہاد کرے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہی میرے خیال مین حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایسا شخص اُس قائم کا ایسا ہی جسکے قیام کا سلسلہ نہ ٹوٹے اور اُس صائم کا ایسا ہی جو افطار نہ کرے۔ اور بلا شبہہ جتنا مال خرید اشیا مین صرف ہوتا ہی اُتنا مال خیرات مین صرف نہین ہوتا چنانچہ اسی بنا پر حدیث شریف مین وارد ہی کہ قرض حسنہ سے غیر حسنہ قرض کا دینا زیادہ ثواب رکھتا ہی سود کا حرام ٹھہرانا بھی غربا کی رعایت کیوجہ سے ہی پس کپڑا خریدنے کی وجہ سے تمھین اپنے مسلمان بھائیون کو نقصان پہونچانا کیونکر گوارہ ہوتا ہی۔ تفسیر فتح العزیز مین بزبان فارسی تحریر ہی جسکا ترجمہ یہ ہی اہل تحقیق نے کہا ہی کہ ہر قوم کے لیے ایک گوسالہ ہی جسکی وہ پرستش کرتے ہین گو بظاہر اپنے کو مسلمان اور دیندار کہین چنانچہ حدیث شریف مین بھی اسکے جانب اشارہ کیا ہی بئس عبد اللہ ینار وعبد الدراھم وعبد الخمیصۃ ان اعطے رضی وان لم یعط سخط اُس شخص کا بُرا حال ہی جو اشرفی یا روپیہ یا عمدہ کپڑے کا بندہ ہو اگر اُسکو اسد کیطرف سے یہ چیزین مرضی کے موافق ملتی ہین تو خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہی (اور شکر نہین کرتا) البتہ اگر نہین ملتی ہین تو ناخوش ہوتا ہی اور شکایت کرتا ہی انتہی۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہین ہی کہ سب لوگ موٹا کپڑا پہنا کرین بلکہ مطلب یہ ہی کہ امرا اگر چاہین تو یہان کا بنا ہوا مہین کپڑا زیادہ قیمت خرچ کرکے پہنین اور غربا کو لازم ہی کہ اپنی وسعت کے موافق ایسا کپڑا پہنین جسکی قیمت بے دشواری کے ادا کر سکین اور اپنے تھوڑے سے نفع یا خوشی کے واسطے غربا کا نقصان نہ کرین اسکا لحاظ امرا کو زیادہ کرنا چاہیے ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یھودیۃ بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب ان خل سبیلھا فکتب الیہ احرام ھی یا امیر المؤمنین فکتب الیہ اعزم علیک ان لاتضع کتابی حتی تخلی سبیلھا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء اھل الذمۃ لجمالھن وکفی بذلک فتنۃ نساء المسلمین وقیل لعمر رضی اللہ عنہ ان ھھنا رجل من الانباء نصرانیا لہ بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتبا فقال لقد اتخذت اذا بطانۃ من دون المؤمنین

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حمادؒ سے اُنھون نے ابراہیمؒ سے اُنھون نے حذیفہؓ بن یمان سے روایت کی ہو کہ اُنھون نے مدائن مین ایک یہودیہ سے شادی کی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُنھین لکھ بھیجا کہ اُسے چھوڑ دو اُنھون نے جواب دیا کہ ای امیر المومنین کیا وہ حرام ہے پس آپنے اُنکو پھر لکھا کہ مین تمکو حکم دیتا ہون کہ میرے خط کو اپنے ہاتھ سے علٰحدہ نہ کرو جب تک کہ تم اُس سے علٰحدہ نہو جاؤ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ مسلمان تمھاری اقتدا کرکے ذمیون کی عورتون کو اُن کی خوبصورتی کے بدولت پسند کرلین اور مسلمان عورتون کے لیے یہ بڑا فتنہ ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہان ایک نصرانی ہے جس کو دفتر کے کامون مین خاص ملکہ ہے بہتر ہوتا کہ آپ اُسے اپنا کاتب بنا لیتے آپ نے جواب دیا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین نے مسلمانون کے سوا دوسرے کو اپنا ساتھی بنایا۔ ہند کے مسلمان بھی اگر کل بنائین تاہم خالی از فتنہ نہین ہو کیونکہ کل سے تجارت پیشہ لوگون کو نفع ہوتا ہے نہ اہل حرفہ کو خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غربا کی پرورش کے لیے امرا سے فرماتا ہو کہ تم اپنی جانبازی کے مال مین سے غربا کو دو اگر ہم ایسا حق نہ مقرر کرین تو مال صرف امرا ہی مین رہجائے گا۔ قرآن شریف مین ہو کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم تاکہ دولت تم مین کے امیرون ہی مین نہ رہجائے۔ پس ای لوگو اگر ہمارا کہا نہ مانوگے تو قطعاً بلائے عظیم مین مبتلا ہوگے جیسے اگلی ظالم قومین بلائے عظیم مین مبتلا ہوئین واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ فتنہ سے ڈرو کہین وہ تم مین کے ظالمون کو نہ آلگے۔ یہ ہرگز نہ خیال کرو کہ اب ایسا حال نہو گا اہل سنت وجماعت کی کتابون کو دیکھو تمام اہلسنت اس پر متفق ہین کہ ظہور ائمہ راشدین کے وقت مین بھی حجت اللہ بندون پر قائم ہوتی ہو پس مسلمانون کو چاہیے کہ ہمارا کہنا مانین اور اگر تم نہین مانتے تو ہم یہی کہتے ہین یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ھو کاذب وارتقبوا انی معکم رقیب ای قوم تم اپنا کام کرو مین اپنا کام کرتا ہون عنقریب تمکو معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ذلیل کرنے والا عذاب آتا ہو اور کون جھوٹا ہو انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہون۔ خلاصہ اس استفتا کا یہ ہو کہ آیا قائل کے قول پر ہر کہ مہ کو توجہ کرنا ضروری ہو یا نہین اسکی جواب سے مطلع فرمایئے

جواب حسب قول سائل نمائش قائل بہ ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا اور اپنی طبیعت کو عمدہ کپڑے کے خریدنے سے ناجائز جانکر روکنا شرعاً کسی طور پر جائز نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام مین ہر طرح کی آسانی رکھی ہی جب کل کا بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ٹھہرا تو کیون آدمی اپنی طبیعت کو بلا وجہ ایک عمدہ چیز کے خریدنے سے روکے اور کسی قوم کی روزی کسی حرفہ پر موقوف نہین ہی اللہ تعالےٰ رزاق حقیقی ہی جس طرح اُسکو روزی پہونچانا منظور ہوگا پہونچائے گا البتہ احتیاطاً جس شخص کو یہ منظور ہی کہ ہماری قوم ہم لوگون سے منفعت حاصل کرے اور ہم سب اپنی قوم سے خرید و فروخت کرین مثلاً کوئی رئیس یا بادشاہ اہل اسلام یہ چاہے کہ ہم اپنی ریاست یا سلطنت مین اہل اسلام نوکر رکھین اور اہل اسلام ہی سے اشیا بنواکر استعمال مین لائین تو استحساناً جائز ہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ عبدہ المسکین محمد تقی الدین عفاہ العافی عن اثم الآثمین محمد تقی الدین سمی شیخ الاسلام ابن تیمیہ سنہ ۱۲۹۲ھ۔ الحق لایجاوز عن الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد شمس الدین سمی ہمام ابن القیم الجوزیہ۔ اصاب من اجاب محمد بشیر السہسوانی النقوی **ہو المصوب** قول قائل یہ ہر شخص کو لزوماً توجہ کرنا اور عمدہ کپڑون کے خریدنے سے بالکلیہ باز رہنا شرعاً لازم نہین ہی البتہ مقتضائے تورع واحتیاط یہی ہی جو قائل مذکور کہتا ہی اور جو دلائل قائل نے پیش کیے ہین وہ مثبت لزوم نہین ہین اور اُنسے یہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ عمدہ چیزون کے استعمال مین گناہ ہوگا یا عمدہ کپڑون کا جو کل سے بنائے جاتے ہین خریدنا باعث فساد و فتنۂ شرعیہ کا ہوگا اور یہ خیال کہ اس مین جولاہون وغیرہ کے رزق کا سد باب ہی خیال خام ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** شادی کے پہلے یا نکاح کے وقت اگر لڑکی کا ولی نوشاہ سے روپیہ لیکر برات کو کھانا کھلائے تو درست ہی یا نہین اور ولی پر روپیہ لینے کی وجہ سے کچھ گناہ ہوگا یا نہین **جواب** برات کے لوگون کو کھانا کھلانا دولھن کے لوگون کی طرف سے درست ہی بلکہ یہی طریقۂ ماثورہ حضرات انبیا علی نبینا وعلیہم السلام سے ہی مدارج النبوۃ وغیرہ مین اسکی تصریح موجود ہی اور نوشہ سے روپیہ لینا اگر وہ بطیب خاطر دیتا ہو شرعاً اس مین کچھ حرج نہین ہی **سوال** ختم قرآن اور ختم انبیا اور ختم یونس وغیرہ جو مجتمع ہوکر پڑھتے ہین اور ختم کی اجرت لیتے ہین اسطرح کا پڑھنا اور اجرت لینا درست ہی یا نہین **جواب** متاخرین کے

نزدیک تعلیم قرآن کی اجرت لینا درست ہی اور قدما کے نزدیک درست نہین ہی باقی نفس تلاوت قرآن اور ختم قرآن کہ جس مین صرف طلب ثواب مقصود ہوتا ہی اُسکی اجرت دینا اور لینا درست نہین ہی اتفاقاً۔ تنقیح فتاوی حامدیہ مین خیریہ سے منقول ہی فی التاتارخانیۃ اذا اوصی بان یدفع الی انسان کذا من مالہ لیقرأ القرآن علی قبرہ فالوصیۃ باطلۃ لا یجوز سواء کان القاری معینا اولا لانہ بمنزلۃ الاجرۃ ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ وان کانوا استحسنوا جوازہ علی تعلیم القرآن فذلک للضرورۃ ولا ضرورۃ الی القول بجوازھا علی القراءۃ علی قبور الموتی تاتارخانیہ مین ہی اگر کسی نے وصیت کی کہ اُسکے مال کا اتنا حصہ فلان شخص کو دیدیا جائے کہ وہ اُسکی قبر پر قرآن پڑھے تو یہ وصیت باطل ہی اور ایسا کرنا جائز نہین ہی خواہ پڑھنے والا مقرر ہو یا نہو کیونکہ یہ بمنزلہ اجرت کے ہی اور خدا کی اطاعت پر اجرت جائز نہین ہے اگرچہ تعلیم قرآن کی اجرت کے جواز کو علما مستحسن لکھتے ہین لیکن اسکی وجہ ضرورت ہے اور کوئی وجہ نہین کہ قبرون پر بھی قرآن پڑھنے کی اجرت جائز سمجھی جائے۔ اور بھی اسی کتاب مین حاشیہ بحر الرائق سے منقول ہی المفتی بہ جواز اخذ الاجرۃ استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءۃ المجردۃ مفتی بہ تعلیم قرآن کی اجرت کے لینے کا جواز ہی استحسانا نہ مجرد قراءت کی اجرت کا لینا۔ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین یمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان دنیا کے لیے قرآن کا پڑھنے والا روکا جائے گا اور لینے والا اور دینے والا دونون گناہگار ہونگے **سوال** صرف نوشہ کے لیے عمدہ فرش بچھانا اور اُسکے پیچھے کپڑے کا پردہ کھڑا کرنا جسے عرف مین مسہری کہتے ہین اور خاص نوشہ کا سواری پر جانا گو ہمیشہ پیادہ جاتا ہو اور سر پر چاندنی تاننا اور نوشہ کے اعزہ یعنی باپ بھائی بھتیجا وغیرہ کو کھانا کھلانا یہ امور بدعت ہین یا نہین اور اگر بدعت ہین تو کونسی بدعت اور یہ امور ناچ باجہ اور کھانے کے سامنے ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ پڑھنے کے برابر ہین یا کم **جواب** یہ امور مثل ناچ باجے کے جنکی حرمت منصوص ہی نہین ہین بلکہ ان کا شمار بدعات مباحہ مین ہی لیکن چونکہ ایسے امور مین اکثر ریا سمعہ۔ اور تفاخر منظور ہوتا ہی اس لیے بعض فقہا نے ان امور کو مکروہ لکھا ہی۔ نصاب الاحتساب کی بحث مفاسد مجلس نکاح مین مذکور ہی الاول احضار المغنیین واظہار الغناء فانہ حرام والثانی احضار المعازف والملاہی وانہ حرام

والثالث اظهار لعب اللاعبين وانه حرام والرابع سترحيطان البيت بالثياب الجميلة تزيينا وانه مكروه عندنا والخامس ركوب الخيول الطواف بالبلد من غير حاجة فى جميع الناس (۱) گانے والون کو بلانا اور گوانا یہ حرام ہی (۲) کھیل کود کی چیز نکالانا اور یہ بھی حرام ہی (۳) کھیلنے والون کے کھیل کا اظہار اور یہ بھی حرام ہے (۴) گھر کی دیوارون کو عمدہ کپڑون سے بغرض زینت منڈھنا یہ ہمارے نزدیک مکروہ ہی (۵) گھوڑون پر چڑھنا اور بلا ضرورت شہر مین گھومنا

سوال ہنود ضعی اور بکری وغیرہ کو گنگا پر چڑھاتے ہین اور پانی مین زندہ چھوڑ دیتے ہین اور اُس گھاٹ کے زمیندار ہندوا اور دوسرے لوگ جانورون کو گنگا سے نکال کے بیچتے ہین اور چڑھانے والے کچھ تعرض نہین کرتے پس ان جانورون کو خریدکے یا نکال کے ذبح کرنے کے بعد کھانا حلال ہی یا حرام اور ما اهل به لغير الله کے کیا معنی ہین اور وما جعل الله من بحيرة ولا سائبة آلخ کا کیا مطلب ہی **جواب** ما اهل به لغير الله سے وہ جانور مراد ہی جو اسد کے سوا کسی دوسرے کے تقرب کی غرض سے ذبح کیا جائے۔ اور اراقۃ الدم سے غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو اور خاص غیر کے لحاظ سے جان دینا مقصود ہو ایسا جانور حرام ہے اگرچہ بسم اسد کہکے ذبح کیا جائے۔ در مختار مین ہی ذبح لقدوم الامير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله ولو ذكر اسم الله عليه ولو ذبح للضيف لا يحرم امیر کے آنے کے لیے یا بڑون مین سے کسی کے آنے پر کچھ ذبح کرنا حرام ہی کیونکہ وہ اُن چیزون مین سے ہین جو خدا کے سوا کسی اور کیلیے ذبح کیا گیا ہو اگرچہ اُسپر خدا کا نام لیا جائے اور اگر مہمان کے لیے ذبح کیا تو حرام نہین ہی۔ اور نیشاپوری کی تفسیر مین ہی قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ذبيحة مرتد علما کہتے ہین کہ اگر کسی مسلمان نے ذبیحہ کیا جس سے اُسکا مقصد تقرب الی غیر الله تھا تو وہ مرتد ہو گیا اور اُسکا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔ اور تفسیر در منثور مین ہی اخرج ابن المنذر عن ابن عباس وما اهل قال ذبح واخرج ابن ابى حاتم عن مجاهد وما اهل قال ماذبح لغير الله ابن منذر رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کی ہی کہ اہل کے معنی ذبح کے ہین اور ابن ابی حاتم رحمہ الله نے مجاہد رحمہ الله سے روایت کی ہی کہ ما اُہِلّ کے معنے ماذبح کے ہین۔ پس شیخ سدو

وغیرہ کا بکرا کہ اُس مین خاص غیر خدا کے لیے جان دینا اور غیر اللہ کے لیے خون بہانا مقصود ہوتا ہی حرام ہی نہ ذبیحۂ فاتحۂ بزرگان جس مین خون بہانا اللہ کے لیے ہوتا ہی اور ایصال ثواب مقصود ہوتا ہی۔ اور جو جانور ہنود زندہ چھوڑ دیتے ہین وہ آیت مین داخل نہین ہین اور اس آیت سے اُنکی حرمت ثابت نہین ہوتی کیونکہ وہان ذبح نہین ہوتا بلکہ زندہ چھوڑ دینا ہوتا ہی اور آیت وماجعل اللہ الخ کی تفصیل یہ ہی کہ کفار مکہ نے جانورون مین اپنی راے سے تحلیل وتحریم کردی تھی کبھی مادہ شتر کو کان پھاڑ کے جنون کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اُسکا دودھ کسی کو نہین دیتے تھے اور اُسکے ذبح کو حرام سمجھتے تھے اور اُسکے اکرام مین خوشنودی اصنام تصور کرتے تھے اسی کو بحیرہ کہتے ہین اور سائبہ اُس جانور کو کہتے ہین جو بتون کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور اُس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لی جائے اللہ تعالی نے اس حکم کا اُن سے ابطال کر دیا اور وماجعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف اُنکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہی نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ۔ جب یہ امر ممہد ہوگیا تو سمجھنا چاہیے کہ جو جانور گنگا پر چڑھائے جاتے ہین یا بتون کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہین اُنکو پکڑ کے یا نکال کے ذبح کرنا نہ اسوجہ سے حرام ہی کہ وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین اور نہ اس وجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام ہی بلکہ اس وجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہین ہوتے ہین پس بے مالک کے اجازت کے اُنکا حکم مغصوب ومسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دیدے یا اباحت عامہ کردے تو اُنکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ رہا کرنے والے سے حکم حرمت کا نہوگا۔ ردالمحتار مین ہی المختار فی الصید انہ لا یملکہ اذا المبیحہ وکذا فی الابتداذا سیبہا کما بسطہ الشرنبلالی فی شرحہ شکار کے بارے مین مختار یہ ہی کہ اُسکا مالک نہین ہوسکتا تاوقتیکہ اُسکے لیے مباح نہ کر دیا جائے (یعنی جانور کا چھوڑنے والا تاوقتیکہ اجازت نہ دے اگر اُسکا شکار کرے تو وہ جانور مباح نہوگا) یہی حال چوپایہ کا ہی جبکہ وہ چھوڑ دیا گیا ہو جیسا کہ شرنبلالی نے اپنی شرح مین اسکی وضاحت کی ہی۔ اور زیلعی شرح کنز مین ہی ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ اگر جانور چھوڑ دیا گیا ہو تو وہ دوسرے کا مال ہی اسکا کھانا بے مالک کی اجازت کے جائز نہین ہی

سوال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ

کی شبیہ کا عمارت کی طرح سے اس زمانے مین حصول ثواب زیارت کی غرض سے بنانا جائز ہی یا نہین **جواب** روضۂ مقدسۂ نبویہ کی صورت یا شبیہ کا حصول ثواب کی غرض سے بنانا بدعت اور شرعاً ناجائز ہی اولاً اسوجہ سے کہ زمانۂ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین مین باوجود وقوع ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی حالانکہ علما اُن زمانون مین زیارت قبر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مشتاق رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہوکر زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے باوجود اسکے ان حضرات مین کسی ایک سے یہ منقول نہین کہ انھون نے اپنے شہر یا مکان مین قبر شریف کی صورت یا نقشہ یا حجرۂ شریفہ بنا کے ثواب زیارت کے حاصل ہونے کا قصد کیا ہو یا اُسکے جائز ہونے کا فتوی دیا ہو اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ مین ہو اور قولاً یا فعلاً اُسکی طرف توجہ کی گئی ہو وہ یقیناً بدعت سیئہ ہی اور کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار کے حکم کے موافق غیر مشروع ہی ثانیاً اس وجہ سے کہ کسی متبرک شئے کی شبیہ و صورت پر اُس شئے کا حکم دینا اور حصول ثواب کا طلب کرنا باطل ہی اور یہ سمجھنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم و تکریم سے ہمکو ثواب ملتا ہی اُسی طرح نقل یا شبیہ کی تعظیم و تکریم سے بھی ہمکو ثواب ملیگا گمراہی ہی جیسا کہ رسالۂ اسلمی مین ہے من الاوهام تقریر حکم شئ بشبهه وهذا الوهم قد اضل عبدة الاصنام عن طريق الصواب واوقعهم في هاوية الجهالة کسی چیز کا حکم اُسکی شبیہ سے بیان کرنا ایک وہم ہے بت پرستون کو اسی وہم نے صحیح راستے سے گمراہ کرکے قعر ضلالت مین ڈالدیا۔ پس روضۂ مقدسۂ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وتحیہ کی صورت اور شبیہ کا عمارت کے طریقے سے بنانا اور اُس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا لغو اور باطل امر ہی **سوال** چاندی کی خلال اور سیپ کے بوتام کا استعمال کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** سیپ کے بوتام کا استعمال کرنا جائز اور چاندی کے خلال کا استعمال کرنا ناجائز ہی۔ ردالمحتار مین ہی المحرم ھو الاستعمال فیما صنعت له في متعارف الناس حرام چاندی کا استعمال اُن چیزون مین ہی جنکے لیے وہ بنائی گئی ہی عرف عام مین **سوال** ایک شاعر نے اپنے اشعار مین وجودیہ اور شہودیہ کی مذمت کی جس کی وجہ سے ایک عالم نے اُس شاعر کی تکفیر کا حکم دیا کیونکہ وجودیہ و شہودیہ یا انبیا تھے یا اولیا اور عارفون مین سے کوئی ایسا نہین ہی

جوان دونون گروہون سے خارج ہو دوسرے عالم نے اُس عالم کے تکفیر کا حکم دیا جس نے اُس شاعر کو کافر کہا تھا اور اپنے فتوے مین اس دوسرے عالم نے لکھا ہو کہ انبیا اور اولیا مین سے کوئی نہ وجودی تھا نہ شہودی بلکہ وجودیہ اور شہودیہ اہل بدعات سے ہین۔ اب آپکے نزدیک اس نزاع مین جو قول فیصل ہو ارقام فرمائیے **جواب** اکابر اولیاے امت محمدیہ دو فرقون پر مختلف ہین بعضے توحید وجودی کے قائل ہوے ہین انھین سے حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہ ہین اور اُنھون نے اس بحث مین رسالہ تسویہ لکھا ہو اور ملا محمود جونپوری نے انکے رد مین رسالہ حرز الایمان لکھا ہو اور تحقیقات انیقہ سے اپنے رسالے کو بھر دیا ہو اور انھین مین سے حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ ہین اُنھون نے رسالہ کلمۃ الحق لکھا ہو اور اُس مین اپنے خیال کے موافق اثبات توحید وجودی کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہو اور اس رسالہ کے شارح نے جا بجا اُنکے اقوال کو مخدوش لکھا ہو اور انھین مین سے سید الطائفہ حضرت شیخ محی الدین بن عربی مؤلف فتوحات و فصوص الحکم ہین۔ اور بعضے توحید شہودی کے قائل ہوے ہین اور اُنھون نے اکابر کے اقوال کو محامل صحیحہ پر محمول کیا ہو اس مبحث کی تحقیق مکتوبات مجدد الف ثانی اور رسالہ تشیید فی مبانی کلمۃ التوحید مین موجود ہے۔ لیکن جو کہتا ہو کہ وجودیہ اور شہودیہ اہل بدعات مین سے ہین اُسکا قول اعتبار کے قابل نہین ہے اور اُسکے قول کا منشا جہالت اور اولیاء اللہ کے حالات اور توحید وجودی و شہودی کے معنی سے ناواقفیت ہو اور جس شاعر نے دونون فرقون کی مذمت کی ہو وہ قابل ملامت ہو **سوال** (۱) تفضیلیہ کسے کہتے ہین اگر کوئی شخص حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو داماد رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور بنی ہاشم ہونے کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو وہ تفضیلی ہو یا نہین (۲) اہل سنت وجماعت کے نزدیک شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت من کل الوجوہ ہو یا من بعض الوجوہ (۳) اہل بیت نبوی کا مصداق کون ہو اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اُسکے مصداق ہین یا نہین (۴) جو عوام مین مشہور ہے کہ پنجتن پاک حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم ہین اس کی شرع مین کوئی اصل ہو یا نہین (۵) خلع خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امیر معاویہ

خلیفہ ہوے یا نہین (۶) یزید کو خلیفہ برحق جاننے والا اور خروج امام حسین علیہ السلام کو غیرحق پر جاننے والا گنہگار ہی یا نہین جواب (۱) شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تحفۂ اثناعشریہ مین بزبان فارسی تحریر فرماتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی دوسرے شیعہ تفضیلیہ کا فرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل جانتے ہین اور یہ فرقہ ادنی شاگرد عبداللہ بن سبا کا ہے اور اس نے تھوڑا وسوسہ اس لعین کا قبول کیا ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس گروہ کی یون تہدید کی تھی کہ فرمایا تھا اگر مین سنونگا کہ کسی نے مجھے شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی تو اُسے افترا کی سزا دونگا جو اسّی کوڑے ہین انتہی اور جو شخص داماد رسولؐ وغیرہ ہونے کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتا ہی اگر اُسکی غرض اس تفضیل مرتضوی رضہ سے شیخین رضی اللہ عنہما پر کثرت ثواب ہی یا اُن فضائل کسبیہ مین کہ جس کی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی ہی یا یہ غرض ہو کہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام فضائل شیخین رضی اللہ عنہما پر غالب ہی تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہی کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین رضی اللہ عنہما مین نہین ہی اگرچہ اُنکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھے ہوے ہین تو کچھ حرج نہین (۲) شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت باعتبار ثواب واکرمیت عنداللہ تعالے ہی نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضوی رضہ مین بعض ایسے ہین جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما مین نہین ہین مگر شیخین رضی اللہ عنہما کی اور فضیلتین ان جزئیہ فضائل سے بدرجہا زائد ہین محقق دوانی حاشیۂ جدیدہ شرح تجرید مین لکھتے ہین انہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث کثرۃ الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان علی فی کثیر من الفضائل سوا اسکے نہین ہی کہ افضلیت مین اختلاف من حیث کثرت ثواب کے ہی جیسا کہ کتب عقائد سے ظاہر ہی کیونکہ اہل سنت وجماعت مین سے کوئی بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زیادتی فضائل کا منکر نہین ہی۔ اور شرح مقاصد مین ہی الکلام فی الافضلیۃ بمعنے الکرامۃ عند اللہ وکثرۃ الثواب۔ اختلاف افضلیت مین خدا کے نزدیک بزرگ ہونے اور کثرت ثواب مین ہی۔ اور شرح مواقف مین ہی مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا اس افضلیت کا مرجع جس مین ہمین بحث ہی کثرت ثواب اور خدا کے نزدیک ہونے کی طرف ہی اور یہ بندگی ادرا خلاص

پر موقوف ہے (۳) حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بھی مصداق اہل بیت نبوی مین داخل ہین ھؤلاء اھل بیتی یہ میرے اہل بیت ہین انکے حق مین وارد ہے (۴) خاص اس شہرت کی کوئی معتد بہ اصل نہین ہے البتہ اگر ہؤلاء اہل بیتی واصحاب عبا سے استثنا کیا جائے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی معتبر وجہ نہین ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنے عصمت کے ہے تو وہ مختصات انبیا سے ہے اور اگر مطلق ہو تو ان حضرات کے ساتھ اختصاص کی کوئی وجہ نہین ہے (۵) وہ خلافت جس کے حق مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ خلافت میرے بعد تیس برس ہے- فرمایا ہے اسکا زمانہ خلع حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک گذر چکا تھا بعد اسکے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت مین جسکے حق مین حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے جو قیام بالعدل کرینگے داخل ہے- ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھتے ہین فکان الحسن آخر الخلفاء الراشدین بنص جدہ صلے اللہ علیہ وسلم بقولہ فی الحدیث الصحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فمدۃ خلافتہ ھی الستۃ اشھر الباقیۃ منھا وعند مضیھا سار الی معاویۃ فی اربعین الفا فلما ترای الجمعان علم الحسن انہ لن تغلب احدی الطائفتین حتی یذھب اکثر الاخری فرضی بالنزول لمعاویۃ عن الخلافۃ شفقۃ علی الامۃ بشروط قبلھا معاویۃ فنزل لہ وح صار ھو الامام الحق وقبل ذلک متغلبا لکن لاجتہادہ لم یکن آثما بل ماجورا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آخر خلفائے راشدین تھے کیونکہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا سے یہ حدیث صحیح مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہے پس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت وہی چھ مہینے تھی جو تیس برس مین باقی رہگئے تھے اور جب وہ ختم ہوگئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چالیس ہزار آدمیون کے گروہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کو گئے لیکن وہان پہونچکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ دونون گروہون مین سے اسوقت تک کوئی غالب نہین آسکتا جبتک دوسرے کا اکثر حصہ کٹ نہ جائے پس آپ اسی پر راضی ہوگئے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیئے خلافت کو چھوڑ دین اس سے آپ کا منشا مسلمانون کے لیے آسانی کرنا تھا اور آپنے چند شرطین

بلکہ لیکن جنھین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت
کو چھوڑ دیا اُسی وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام برحق ہوگئے اسکے قبل وہ غاصب تھے
لیکن خطائے اجتہادی کی بدولت بجائے گنہگار ہونے کے ماجور تھے (۶) ایسا کہنا واہیہ جو شخص
کہے گا وہ گنہگار ہوگا اور اُسکو توبہ کرنا واجب ہی شرح مکیہ مین ہی نقل عنہا ای ابن العربی المالکی
ما یقشعر منہ الجلد انہ قال لم یقتل الحسین الا بسیف جدہ ای بحسب اعتقادہ الباطل ان یزید
ھو الخلیفۃ والحسین باغ علیہ و فیہ ایضا قول بعضھم لا یلام علی قتلہ الحسین لانھم انما
قتلوہ بسیف جدہ الآمر بسلہ الی البغاۃ لا یعول علیہ لان یزید لم تنعقد بیعتہ عند الحسین و غیرہ ممن
لم یبایعوہ والمبایعون لہ مکرھون علی البیعۃ کما ھو معروف و غایۃ امر یزید انہ جابر فاسق متغلب
ابن عربی مالکی رحمہ اللہ سے وہ مروی ہی جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اُنھون نے کہا ہے کہ
حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے نانا ہی کی تلوار (یعنے اُن کے مقرر کردہ قواعد) سے قتل کیے گئے یعنی
(اُن کے اعتقاد باطل کے مطابق) یزید خلیفہ تھا چونکہ امام حسین علیہ السلام نے بغاوت کی لہذا قتل
کیے گئے اور اسی کتاب مین ہی بعض لوگون نے جو کہا ہی (یزید کو قتل امام حسین علیہ السلام پر ملامت
نہ کی جائیگی کیونکہ اُس نے آپ کو آپ کے نانا ہی کے تلوار سے قتل کیا جس کے باغیون پر کھینچے
کا خود اُنھین نے حکم دیا تھا) وہ قابل اعتماد نہین ہی کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اون
لوگون کے نزدیک جنھون نے یزید کی بیعت نہین کی تھی انعقاد بیعت ہوا ہی نہ تھا اور جنھون
نے یزید کی بیعت کی تھی وہ مجبور کیے گئے تھے جیسا کہ مشہور ہے زائد سے زائد یزید جابر
فاسق اور غاصب تھا **سوال** زید کہتا ہی اہل سنت کے نزدیک وطی فی الدبر جائز ہی اور کہتا ہی
کہ اسکے جواز کی روایتین صحاح ستہ اور اُنکی معتبر تفسیرون مین (نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم
انی شئتم) کے تحت مین مذکور ہین سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہی اخرج اسحق بن راھویہ
فی مسندہ و تفسیرہ والبخاری وابن جریر عن نافع قال قرأت ذات یوم نساء کم حرث
لکم فأتوا حرثکم انی شئتم قال ابن عمر اتدری فیم انزلت ھذہ الآیۃ قلت لا قال نزلت فی
اتیان النساء فی ادبارھن واخرج البخاری وابن جریر عن ابن عمر فأتوا حرثکم انی شئتم
قال فی الدبر اسحق بن راھویہ نے اپنی مسند و تفسیر مین اور بخاری اور ابن جریر نے نافع سے

روایت کی ہو کہ ایک دن مین نے فأتوا الاٰیۃ اپنی کھیتون کو جس طرح چاہو کام مین لاؤ پڑھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس بارے مین نازل ہوئی ہو مین نے عرض کیا نہین اُنھون نے فرمایا کہ عورتون کی دبر کو کام مین لانے کے متعلق اور بخاری اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فأتوا حرثکم الاٰیۃ کے معنی مین روایت کی ہو کہ اُنھون نے فرمایا یعنے اُنکی دبرون کو کام مین لاؤ اور امام مالک رحمہ اللہ اور دوسرے علمانے اس پر فتوے دیا ہی پس زید کا قول اس مسئلہ مین اس استدلال کے ساتھ صحیح ہے یہ نہین **جواب** حلت وطی فی الدبر کی نسبت اگرچہ بعض علمانے اپنی تحریرون اور تصنیفون مین امام مالک رحمہ اللہ کی جانب کی ہو لیکن صحیح یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہو۔ قسطلانی رحمہ اللہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین روی الخطیب عن مالکؒ من طریق اسرائیل ابن روحؒ قال سالت مالکاؒ عن ذلک فقال ما انتم قوم عرب هل یکون الحرث الا موضع زرع لا تعدوا الفرج قلت یا ابا عبد اللہؒ انهم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی فالظاهر ان اصحابه المتاخرین اعتمدوا علی هذه القصة ولعله رجع عن قوله الاول خطیب رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے بطریق اسرائیل بن روح رحمہما اللہ روایت کی ہے اُنھون نے کہا کہ مین نے اس کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اے اہل عرب تم بھی کیا لوگ ہو کہین کھیتی بھی کھیت کے سوا کہین اور ہوتی ہے فرج سے تجاوز نہ کرو پھر مین نے کہا اے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ لوگ کہتے ہین کہ آپ نے ایسا کرنے کو فرمایا ہے اُنھون نے کہا کہ لوگ مجھپر تہمت رکھتے ہین پس بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُنکے بعد والے اصحاب نے اس قصہ پر اعتماد کیا ہے اور شاید امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہو۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت محمول ہو اتیان فرج پر دبر کی طرف سے نہ اتیان دبر پر اور جو لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول تک کنہ سے واقف نہین ہوے اُنھون نے اتیان دبر کو روایت کیا ہو۔ نسائی مین باسناد صحیح ابی النضر رحمہ اللہ سے روایت ہو قلت لنافع قد اکثر علیک القول انک تقول عن ابن عمر انه افتی ان یوتی النساء فی ادبارهن قال کذبوا علی ولکن ساحدثک کیف کان الامر ان ابن عمر عرض المصحف وانا عنده یوما حتی بلغ نساؤکم حرث لکم

فأتوا حرثکم انی شئتم فقال لی نافع هل تدری من امر هذه الآیة قلت لا قال انا کنا معشر قریش نجبی النساء فلما دخلنا المدینة ونکحنا نساءهم اردنا منهن مثل ما کنا نرید فاذاهن قد کرهن ذلك واعظمن وکانت نساء الانصار قد اخذنا بحال الیهود انما یؤتین علی جنوبهن فانزل الله نساءکم حرث لکم
مین نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ بہت سے لوگ تمھارے متعلق یہ کہتے ہین کہ تم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتون کی دبرون کو کام مین لانے کی جواز کی روایت کی ہے اُنھون نے کہا کہ لوگ مجھپر تہمت دھرتے ہین مین تم سے اسکا قصہ بیان کرتا ہون حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور مین اُنکے پاس تھا جب وہ اس آیت پر پہونچے نساءکم الآیۃ کہنے لگے ای نافع تم اس آیت کا واقعہ جانتے ہو مین نے کہا نہین اُنھون نے فرمایا کہ ہم گروہ قریش کی عورتون کو ٹیڑھا کرتے جب ہم مدینے گئے اور وہان کی عورتون سے نکاح کیا ہمنے اُنکے ساتھ بھی اسی طرح کرنا چاہا جس طرح ہم کیا کرتے تھے لیکن اُنھون نے اسے بُرا جانا انصار کی عورتین ہمسے یہود کی طرح چاہتی تھین کہ پہلو پر آئین تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اور اگر بفرض محال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جواز وطی فی الدبر کے قائل ہون تو اُن کا قول اس باب مین اہل سنت کے نزدیک معتبر نہین ہی کیونکہ بہت سی حدیثین جو صحاح وغیرہ مین مروی ہین حرمت وطی فی الدبر پر اور اُسکے فاعل پر وعید شدید مثل لعنت وغیرہ کے دلالت کرتی ہین اور جب صحابی کا قول رسول کے قول کے خلاف ہو تو صحابی کے قول سے احتجاج جائز نہین بلکہ وہ صحابی معذور رکھا جائے گا اس طرح پر کہ احادیث مرفوعہ اُسے نہین پہونچین اور اگر پہونچتین تو وہ ایسا فتوے نہ دیتا سوال کوٹ یعنے غلون کا کھیت مین کاٹنے سے پہلے اندازہ کرنا حنفیون کے نزدیک درست ہی یا نہین اور غلہ کا یون باٹنا کہ زمیندار نصف سے زائد اور رعیت نصف سے کم لے مفید ملک رعیت و زمیندار ہی یا نہین
جواب غلہ اور پھل کا کاٹنے سے پہلے محض اجمالا دریافت کرنے اور اطمینان کیلیے اندازہ کرنا درست ہی باقی ثبوت ملک اور لزوم حکم شرعی اس اندازے پر مبنی کرنا حنفیہ کے نزدیک درست نہین ہے اور احادیث مین جو اندازہ وارد ہی وہ حنفیہ کے نزدیک صورت اول پر محمول ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین عینی نے لکھا ہی قال الشعبی والثوری

وابو حنیفۃؒ ومحمدؒ وابو یوسفؒ الخرص مکروہ حتی قال الشعبیؒ الخرص بدعۃ وقال الثوریؒ
خرص الثمار لا یجوز وقال الماوردیؒ احتج ابو حنیفۃؒ بما رواہ جابرؓ مرفوعا نہی عن الخرص وبانہ
تخمین وقد یخطی ولو جوزنا خرص الثمار وخرص الزرع بعد جذاذھا فانہ اقرب من
خرص ما علی الاشجار فلما لم یجز فی القریب لم یجز فی البعید وقال الخطابیؒ انکر اصحاب الرای الخرص
وقال بعضہم انما کان یفعل تخویفا للمزارعین لئلا یخونوا لا لیلزم بہ الحکم لانہ تخمین وغرور او
کان یجوز قبل تحریم الربوا والقمار وقیل ایضا انہم فعلوا ذلک ای الخرص لیعلم مقدار ما فی ایدی
الناس من الثمار فیوخذ مثلہ بقدرہ فی ایام الصرام لانہم یملکون شیئا

شعبی۔ ثوری۔ ابوحنیفہ۔ محمد۔ ابو یوسف رحمہم اللہ نے کہا ہی اندازہ کرنا مکروہ ہی حتی کہ شعبی رحمہ اللہ نے
اسے بدعت کہا ہی اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ پھلون کا اندازہ کرنا جائز نہین ہی اور ماوردی
رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث سے
استدلال کرتے ہین کہ اندازہ کرنا ممنوع ہی اور اس امر سے کہ یہ اندازہ بعض اوقات غلط ہوتا
ہی اور اگر ہم اندازے کو جائز کر دین تو پھلون کے کٹ جانے اور زراعت کے کاٹ دینے کے بعد
بھی اندازہ جائز ہو کیونکہ یہ درختون کے اوپر کے پھلون کے اندازے سے زائد قرین قیاس
ہی لیکن جب قریب قیاس ہی ممنوع ہی تو بعید از قیاس بدرجہ اولے ناجائز ہو گا خطابی رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ اصحاب رائے اندازے کو ناجائز لکھتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ کاشتکارون کی
خیانت کے ڈر سے کیا جاتا ہے نہ جواز کے ظاہر کرنے کے لیے کیونکہ یہ اندازہ اور دھوکا
بازی ہے اور ربوا اور قمار کی حرمت کے قبل یہ بھی جائز تھا اور اسی کتاب مین دوسری جگہ ہے اُن
لوگون نے اندازہ کیا ہی تاکہ لوگون کو پھلون کی مقدار معلوم ہو جائے اور کاٹنے کے وقت اُسکے
حساب سے وصول کیا جائے اس لیے کہ وہ اُسکے مالک ہین اور غلے کی تقسیم اس طرح پر کہ
زمیندار نصف سے زائد لے اور رعیت نصف سے کم بتراضی طرفین درست ہی

سوال

انگریزون کی نوکریان جیسے منصفی ڈپٹی کلکٹری وغیرہ سب حرام ہین یا نہین اگر سب حرام نہین
تو کون کون حلال اور کون کون حرام ہین اور خلاف شرع نوکری کرنے والا کافر ہی یا فاسق اور
برین تقدیر ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور جو لوگ قرآن شریف کے

خلاف حکم کرین وہ کافر ہین۔ کی کیا تاویل ہی جواب جس نوکری مین اجراے احکام غیر شرعیہ و
احکام ظلم کے اجرا کی پابندی نہو وہ درست ہی اور جن مین انکی پابندی ہو وہ حرام ہین اور جو انکی
اطاعت کرین اور خلاف شرع احکام جاری کرین وہ فاسق ہین نہ کافر جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الفاسقون جو لوگ قرآن شریف کے خلاف حکم کرتے ہین وہ
فاسق ہین۔ اور آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الظالمون اور آیت فاولئك
ھم الکافرون یہود وغیرہ کے حق مین ہی نہ اہل اسلام کے حق مین یا اُس سے کفر عملی مراد ہی
یا مستحل اور مستحسن پر محمول ہی۔ تفسیر جامع البیان مین ہی نزلت فی اھل الکتاب دون من اساء
من ھذہ الامۃ ومن ترکہ عمدا واجاز وھو یعلم فھو من الکافرین اولیس بکفر ینقل
عن الملۃ ولکن کفر دون کفر یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہی اس امت کے گنہگارون
کے متعلق نہین ہی یا یہ مطلب ہی کہ اس امت کے جو لوگ عمدا حکم خدا کو چھوڑ دین یا اُسکے خلاف
کی اجازت دین اور وہ حکم کو جانتے ہون تو کافر ہین یا اس کفر سے مراد ایسا کفر ہے جس سے آدمی
دین سے خارج نہین ہوتا یا وہ کفر ہی جو کفر سے کم مرتبہ ہی۔ اور رسالہ احکام الاراضی مین ہی ؎
یطعھم غیر ضرورۃ فھو علی صحۃ الاسلام وان کانت اطاعتھم لا عن ضرورۃ فکذلك لکنھم فساق
جو لوگ بضرورت ایسون کی اطاعت کرین اُنکا اسلام صحیح ہی اور اگر بلا ضرورت ہو تب بھی اُنکا اسلام صحیح
ہی لیکن وہ لوگ فاسق ہین سوال زید کہتا ہی کہ کسی بدعتی اور مشرک اور کافر کا ذبیحہ حلال نہین
ہی سواے موحد باللہ اور متبع سنت رسول اللہ کے اور عمرو کہتا ہی کہ مجھے اس امر کی تصدیق
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی فکلوا مما ذکر
اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اُسکو کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہی اور اُسے نہ کھاؤ
جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس آیت مین محض اللہ کے نام کی قید ہی نہ کافر یا مشرک یا بدعتی کی
اور حدیث مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی ان قوما احدثوا عھد بجاھلیۃ
یاتوننا بلحمان لاندری ذکروا اسم اللہ علیھا ام لم یذکروا انا کل منھا فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا ایک قوم نے پوچھا کہ عہد جاہلیت کے مطابق ہمارے پاس
لوگ گوشت لاتے ہین جسکے متعلق ہمکو یہ نہین معلوم کہ اُنھون نے اُسپر خدا کا نام لیا ہے یا نہین

ہم اُسے کھائین یا نہ کھائین پس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا نام لو اور کھاؤ پس
میرے نزدیک آیت کے عام ہونے کیوجہ سے اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق
اور علماے محققین مثل علامہ شوکانی وغیرہ کی تحقیق کے موافق اُسکی حرمت معلوم نہین پس مشرک
ہو یا بدعتی یا کافر جب اُسپر اللہ کا نام لیگا تو مین اُسے کھاؤن گا پس دونون کے درمیان مین آپکے
نزدیک قول فیصل کیا ہی **جواب** عمرو کا قول قابل اعتبار نہین ہی۔ اللہ تعالی سورۂ مائدہ مین ارشاد فرماتا ہی
وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہی۔ اور یہان بالاتفاق
طعام سے ذبیحہ مراد ہی پس اگر ہر شخص کا ذبیحہ حلال ہوتا جسے کہ مشرکین کا بھی تو اہل کتاب کے
تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور فکلوا مما ذکر اسم اللہ اور ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وغیرہ مین صرف
شرط حلت ذبیحہ کے وقت ذبح کی بیان ہی اور اُنسے فقط اسی قدر مقصود ہی کہ بے بسم اللہ کے ذبیحہ
حلال نہین اور ذابح کا عموم وخصوص اس آیت سے ثابت نہین ہوتا ہی اور اگر ایسا ہی ان آیات
کے اطلاق سے استناد دیا جائے تو باب اطلاق مذبوح مین اسپر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ ان آیتون
مین مذبوح کو خاص نہین کیا بلکہ جسپر اسم اللہ کا ذکر ہوا اُسپر حلت کا حکم ہو پس لازم آتا ہی کہ اگر کوئی
شخص کتا یا سور یا اور کوئی جانور جسکا گوشت حلال نہین ہی بسم اللہ کہکے ذبح کرے تو اُسکا کھانا
درست ہو جائے اس تقریر سے کہ اللہ نے ان آیتون مین صرف اسم اللہ کی قید کی ہی نہ کسی خاص ذبیحہ
کی حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہی الحاصل ان آیتون مین فقط ذبح کی کیفیت کا اور ذبح کے
وقت شرط حلت کا بیان ہی ذابح اور مذبوح کے اطلاق وتخصیص سے انمین کچھ غرض نہین ہی پس
جسطرح مذبوح کی تخصیص دوسرے آیات واحادیث سے ثابت ہوئی اسی طرح سے ذابح کی تخصیص
بھی اور جگہ سے ثابت ہوئی ایک تو آیت سابقہ دوسرے وہ حدیث جو مصنف عبد الرزاق رحمہ اللہ
مین مروی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتش پرست کے حق مین فرمایا ہی من اسلم
منہم قبل ومن لم یسلم ضربت علیہ الجزیۃ غیر ناکحی نسائہم ولا آکلی ذبائحہم۔ جو انمین
سے اسلام لائے گا اُسکا اسلام مقبول ہوگا اور جو اسلام نہ لائے گا اُس سے جزیہ لیا جائے گا مگر
اُنکی عورتون سے نکاح نہ کیا جائے گا اور اُنکا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا۔ اسیطرح اور احادیث وآثار
صحابہ بھی اس باب مین موجود ہین جسے معلوم ہوتا ہی کہ سوا اہل کتاب کے کسی کافر کا ذبیحہ درست

نہین ہی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اسپر دلالت نہین کرتی ہی کہ ذبیحہ ہر فرد مسلم کا حلال ہی کیونکہ اُس حدیث مین اُن لوگون کے ذبیحہ سے سوال کیا گیا ہی جو نئے مسلمان ہوے تھے اور جاہلیت کی رسمون مین پھنسے ہوے تھے نہ ذبیحۂ کافر سے اور علامۂ شوکانی رحمہ اللہ جنکا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ مین ہوا ہی گو علم ادب مین اُنکی تحقیق اچھی ہے مگر اُنکا اجتہاد اور فتوے ایمۂ اربعہ اور مجتہدین سابقین رحمہم اللہ کے اجتہاد اور فتوے کے مقابلہ مین اعتبار کے قابل نہین ہی اور اس مسئلہ مین ایمۂ اربعہ رحمہم اللہ بلکہ اکثر مجتہدین یہی تحقیق کر گئے ہین کہ مسلمان اور کتابی کے سوا کسی کا ذبیحہ حلال نہین ہی پس اب شوکانی رحمہ اللہ جو اس صدی کے علما مین سے تھے اگر اُسکے خلاف لکھین تو اُنکے لکھنے کا اعتبار نہ کیا جائے گا **سوال** اولا احادیث صحیح مین وارد ہی کہ جب باہم دو مسلمان ملاقات کرین تو اُنھین مصافحہ کرنا حقوق اسلام کے موافق لازم ہی پس جو مسلمان اس سنت کو نہ ادا کرین وہ تارک سنت کہے جائینگے یا نہین ثانیا جمعہ کی نماز کے بعد جو نمازی باہم مصافحہ کرتے ہین یہ سنت کا طریقہ ہی یا نہین بعض کتب مثل شرح مشکوۃ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور غایۃ الاوطار شرح درمختار مین امر ثانی کو بدعت لکھا ہی اور بعض لوگ جو شئی اول کے مصداق ہین وہ اُسکو سنت بتاتے ہین پس دونون قولون مین صحیح کون قول ہی ثالثاً جمعہ کی نماز کا وقت دوپہر گذرنے کے بعد کتنے منٹ پر آتا ہی اور کبتک باقی رہتا ہی جس مین نماز جمعہ ادا کی جائے اور تنگ وقت نہ گنا جائے **جواب** ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا امر متوارث اور سنت قدیمہ سے ہی حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کا یہ مستمرہ طریقہ تھا اسکو چھوڑنے والا سنت کو چھوڑنے والا ہی۔ بیہقی نے شعب الایمان مین اور طبرانی وغیرہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی ان المؤمن اذا لقی المؤمن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاھما کما تتناثر ورق الشجر مسلمان جب مسلمان سے ملتا ہی اور اُسے سلام کرتا ہی اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر مصافحہ کرتا ہی تو دونون کے گناہ جھڑ جاتے ہین جس طرح درختون کے پتے جھڑ جاتے ہین۔ اور سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی وغیرہ مین مرفوعا مروی ہی ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یفترقا جو دو مسلمان ملتے ہین اور مصافحہ کرتے ہین تو اللہ تعالی اُنکو جدا ہونے سے

پہلے بخشد تیا ہی۔ اور سنن ابوداؤد مین حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی مالقیتہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا صافحنی مین جب کبھی حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا سے ملا تو آپنے مجھسے مصافحہ کیا۔ اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من تمام التحیۃ الاخذ بالید حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مصافحہ من جملہ تحیت ہی۔ اور صحیح بخاری مین بھی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی قلت لانس رضی اللہ عنہ کان المصافحۃ فی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال نعم مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مصافحہ تھا اُنھون نے کہا ہان۔ اور نماز جمعہ یا فجر یا عصر کے بعد مصافحہ کرنے کو بعض فقہا نے بدعت مباحہ لکھا ہی اور بعضون نے بدعت مکروہہ لکھا ہی مگر اس مین کوئی شک نہین کہ یہ طریقہ سلف صالح کے طریقے کے خلاف ہی لہذا اُسکو چھوڑنا اور طریقہ مسنونہ کو اختیار کرنا لازم ہی۔ رد المحتار مین ہی قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ قد یودی الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع وان لہا خصوصیۃ زائدۃ علے غیرہا مع ان ظاہر کلامہم انہ لم یفعلہا احد من السلف فی ہذہ المواضع ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع ثم نقل عن ابن الحاج من المالکیۃ ان موضع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء اخیہ المسلم لا فی ادبار الصلوات نماز کے بعد بدوام کے متعلق بعض لوگ کہتے ہین کہ اس سے خاص ان مواقع پر سنت ہونے کا اعتقاد پیدا ہوتا ہی اور یہ خیال ہوتا ہی کہ مصافحہ کو ان اوقات کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہی جو دوسرے اوقات کے ساتھ نہین ہی حالانکہ سلف مین سے کسی نے اس کو ان مواقع کے ساتھ مخصوص نہین کیا ہی تبیین محارم ملتقط سے نقل کیا ہی کہ نماز کے بعد ہر حالت مین مصافحہ مکروہ ہی کیونکہ صحابہ نے کبھی نماز پڑھکر مصافحہ نہین کیا ہی اور اسلیے کہ یہ رافضیون کا طریقہ ہی ابن حجر شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ یہ بدعت اور مکروہ ہی شرع مین اسکی کوئی اصل نہین ہی اور ابن حاج مالکی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ شرعاً مصافحہ مسلمان بھائی سے ملتے وقت کرنا چاہیے نہ نماز کے ختم ہونے پر۔ اور نماز جمعہ کا وقت عین ظہر کی نماز کا وقت ہی جو زوال آفتاب کے ساتھ شروع ہوتا ہی اور تا وقت عصر باقی رہتا ہی **سوال** بعض لوگ ایک

پختہ احاطہ بنوا کے اُس مین ایک چبوترہ نصب کرتے ہین اور اُسے حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرتے ہین اور اُس چبوترہ پر غلاف چڑھاتے ہین اور چراغان کرتے ہین اور شیرینی چڑھاتے ہین اور فاتحہ کرتے ہین یہ امور درست ہین یا نہین **جواب** ایسے امور کا مرتکب مبتدع ہی اور ایسے افعال کی ایجاد بدعت اور ضلالت ہی **سوال** جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور نہین ہی اُسکا کیا حکم ہی **جواب** جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور نہین نہ اُسکا قلیل اور نہ کثیر وہ حلال ہی اور جسکا کثیر مسکر ہی جیسے سیندھی اور تاڑی اُسکا ایک قطرہ بھی بمذہب مفتے بہ حرام ہی۔ حدیث مین ہی ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام جسکا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہے۔ جیساکہ درمختار اور اُسکے حواشی مین ہی **سوال** چند ایسے مسلمان جنکے والدین بھی مسلمان ہین جمع ہوے اور کچھ روپیہ باہم چندہ سے جمع کرکے خوک اور شراب مول لی اور بھوانی کا پوجا کیا اور وہ سور مارکے اور شراب بھوانی پر چڑھائی اس غرض سے کہ بھوانی جسکو کالی اور دیبی بھی کہتے ہین ہیضہ کی بیماری سے نجات دے اور محفوظ رکھے جب یہ کیفیت دیندار مسلمانون کو معلوم ہوئی اور ایسے فعل کے وقوع کا پورا یقین ہوگیا تو مسلمانون نے پوجے مین شریک ہونے والون کا حقہ پانی بند کردیا تاکہ پھر مسلمان پوجا نہ کرین اور ایسی گمراہی مین نہ پڑین لیکن ایک شخص نے دیندار مسلمانون کے خلاف دیدہ و دانستہ اُن لوگون کو اپنا حقہ دیدیا اُس حقہ دینے والے کے لیے کیا حکم ہی اور پوجا کرنے والے اگر مرتد اور کافر ہوگئے تو اُنکی توبہ عندالشرع مقبول ہوگی یا نہین اگر ہوگی تو کیونکر توبہ کرین اور اُنکی عورتین نکاحون سے باہر ہوگئین یا نہین **جواب** اس صورت مین پوجا کرنے والے کافر ہوگئے اور اُنکی عورتین اُنکے نکاحون سے باہر ہوگئین اہل اسلام کو اُنکی شرکت نہ کرنا چاہیے تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرین اور جو اُنکا شریک ہوا اُس کو بھی برادری سے خارج کردینا چاہیے جب تک کہ وہ اس شرکت سے توبہ نہ کرے اور پوجا کرنے والون کو لازم ہی کہ پھر اسلام لائین اور کلمہ پڑھین اور توبہ اور استغفار کرین اسلام لانے کے بعد اپنی اپنی عورتون سے نکاح کرین اسلام لانے اور توبہ کرنے کے بعد اہل برادری کو لازم ہی کہ اُنھین برادری مین شریک کرلین **سوال** (۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتاب اور جگہ بھی مین یہ روایت ہی فلما کان الیوم الثالث عن وفاۃ ابراھیم بن محمد صلے اللہ علیہ وسلم

جاء ابو ذر رضی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمرۃ یابستہ ولبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ النبی علیہ الصلوۃ والسلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص
ثلث مرات وقرأ اللھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل فرفع یدیہ ومسح
وجھہ فامر بابی ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے تیسرے دن حضرت ابوذر
رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کی خدمت مین سوکھے چھوہارے اور اونٹنی
کا دودھ اور جو کی روٹی لیکر آئے اور آپ کے سامنے رکھدین آپنے سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ
اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھکر اللھم صل الخ (ای اللہ تو محمد پر صلوۃ بھیج جسکا تو اور وہ اہل
ہی) پڑھا پھر اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور منھ پر پھیر لیے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم
دیا کہ اسے بانٹ دو اور فرمایا کہ ان کھانوں کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہونچے گا۔ صحت نام
کتاب اور روایت کی اس مین ہی یا نہین یا اور کس کتاب مین ہی (۲) عبارت مندرجۂ ذیل
مجمع البرکات یا مطالب المومنین مین ہی یا نہین ویقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی
علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک وان کان قبر عبد صالح ویمکنہ
ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات مردے کے منھ کے پاس کھڑا ہو اور اپنا داہنا ہاتھ اُسکی
قبر پر رکھے اور کہے اللھم الخ (ای اللہ اسے بخشدے کیونکہ یہ تیرے جانب محتاج ہی) اور اگر نیک
شخص کی قبر ہو اور اُسکے گرد طواف ممکن ہو تو تین مرتبہ طواف کرے (۳) حدیث مندرجۂ ذیل کس
کتاب کے کس باب مین ہی ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انی
حلفت ان اقبل عتبۃ الجنۃ والحور العین فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقبل
رجل الام ووجہ الاب فقال یارسول اللہ لولم یکن لی ابوان فقال قبل قبرھما قال فان
لم اعرف قبرھما قال خط خطین احدھما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلہما فلا تحنث فی یمینک
ایک شخص نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ مین نے جنت کی چوکھٹ اور حورعین
کے چھونے کی قسم کھائی ہو اُسے آپنے ماں کے پاؤن اور باپ کا منھ چومنے کی ہدایت کی اُسنے پوچھا
اگر میرے ماں باپ زندہ نہون آپنے فرمایا اُنکی قبر کو چومو اُسنے پوچھا اگر مجھے قبر بھی نہ معلوم ہو آپنے

فرمایا دو خط بناؤ ایک ماں کی قبر کا دوسرا باپ کی قبر کا اور اُن دونوں کو چومو تمھاری قسم پوری ہو جائیگی (۴) تسویہ رویت حضور روحی فداہ میں سنا ہے کہ روشنی اور تاریکی چیش اور پس قریب و بعید سب برابر ہیں یہ صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو امیدوار ہوں کہ حدیث کی عبارت مع نام کتاب باب و فصل ارقام فرمایا جائے (۵) سنا ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے گرد طواف کیا یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں اور سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کا طواف کیا ہے یہ روایت صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس کتاب کے کس باب یا فصل میں ہے **جواب** (۱) نہ کتاب اوزجندی ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے نہ روایت مذکور صحیح اور معتبر ہے بلکہ یہ روایت موضوع اور باطل ہے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیے (۲) عبارت مذکورہ مجمع البرکات میں ہے لیکن یہ عبارت کتب معتبرہ کے مخالف ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح عین العلم میں لکھتے ہیں ولا یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فورود النہی عن مثل ذلک بقبر النبی علیہ السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل فانہ زیادۃ علی اللمس فہو اولی بالنہی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود وبایدی الانبیاء والعلماء والصلحاء اور نہ چھوئے یعنی قبر اور تابوت اور دیوار کو پس جب حضور روحی فداہ کی قبر کے ساتھ ایسا کرنے کی ممانعت ہے تو تمام لوگوں کی قبر کا حکم تو ظاہر ہے اور چومے بھی نہیں کیونکہ یہ چھونے سے بھی زائد ہے لہذا وہ اس سے زائد مستحق ممانعت بھی ہے پس بوسہ دینا حجر اسود اور نبیوں اور نیکوں کے ہاتھوں کے ساتھ خاص ہے۔ اور بھی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح باب المناسک میں لکھا ہے ولا یطوف حول البقعۃ الشریفۃ فان الطواف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء مقام مبارک کے گرد طواف نہ کرے کیونکہ طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے لہذا انبیا اور اولیا کے قبروں کے گرد طواف کرنا حرام ہوگا۔ اور نور الایمان بزیادۃ آثار حبیب الرحمن میں ہے وما فی مجمع البرکات ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات فلا یعبأ بہ اور یہ جو مجمع البرکات میں ہے کہ اگر قبر کے گرد طواف کر سکتا ہو تو تین مرتبہ طواف کرے قابل اعتبار نہیں ہے (۳) کتب معتبرہ حدیث میں اس روایت کا نشان پایا نہیں جاتا البتہ صاحب مطالب المؤمنین نے کفایۂ شعبی سے نقل کیا ہے لیکن یہ دونوں کتابیں کتب غیر معتبرہ میں سے ہیں اور روایات حدیث کے باب میں محدثین کے تصریحات پر اعتماد کیا جاتا ہے نہ فقہائے غیر معتبرین کے

نقل پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ مین بزبان فارسی لکھتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی
بعض فقہانے قبر کا بوسہ دینے کی روایت نقل کی ہی مگر صحیح یہ ہی کہ قبر کا بوسہ دینا جائز نہین ہے
(۴) بیشک حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا مین یہ صفت موجود تھی مگر نہ دائما بلکہ بعض اوقات
خاص مین ۔ فاسی شرح دلائل الخیرات مین لکھتے ہین قد ثبت رویتہ صلے اللہ علیہ وسلم من خلفہ
فی حدیث ابی ھریرۃ رض وانس عند الشیخین رح وعند عبد الرزاق رح فی جامعہ وعند الحاکم رح عن ابی ھریرۃ رض
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہی کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
اپنے پیچھے کے شخص کو بھی دیکھتے تھے شیخین رضی اللہ عنہما کے نزدیک اور عبد الرزاق رح کے نزدیک اُنکی
جامع مین اور حاکم رح کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تلخیص الحبیر مین
لکھتے ہین کان یری من وراء ظہرہ کما یری من قدامہ ھو فی الصحیحین وغیرھما من حدیث
انس وغیرہ والاحادیث الواردۃ فی ذلک مقیدۃ بحال الصلوۃ وبذلک یجمع بین ھذا وبین
قولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا اعلم ما وراء جداری ھذا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پیٹھ کے پیچھے بھی
اُسیطرح دیکھتے تھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے یہ صحیحین وغیرہ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ
سے مروی ہی اور وہ حدیثین جو اس بارے مین مروی ہین نماز کی حالت کے ساتھ مخصوص ہین اور
اسی طرح اس حدیث اور حدیث لا اعلم الخ (مین اپنی اس دیوار کے پیچھے کا حال نہین جانتا) مین تطابق
کیا گیا ہی (۵) یہ قصہ موضوع اور باطل ہی کتب معتبرہ مین کہین اسکا نشان پایا نہین جاتا **سوال**
تاڑی تاڑی فی نفسہ نشہ دار ہی مگر تھوڑی پینے سے نشہ نہین ہوتا صرف منھ مین بو آتی ہی پس تاڑی
پینے کے بعد جبتک نشہ نہو اُسوقت تک کلی یا وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہی یا نہین اور مسجد
مین مسلمانون کی صف مین جنکو اُسکی بو بری معلوم ہوتی ہے جانا درست ہی یا نہین اور اگر
بفحوائے آیۂ کریمہ لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاریٰ نشہ کی حالت مین نماز کے قریب نجاؤ
عدم جواز نماز کے واسطے نشہ ہونا شرط ہی تو کس درجہ تک نشہ مشروط ہی اور تاڑی اور خمر کے
حکم حرمت ونجاست وحدود وغیر ذلک مین کچھ فرق ہی یا نہین اور اگر ہے تو کیا **جواب** عدم
جواز نماز کی حد حالت سکر مین خود قرآن شریف مین موجود ہی لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاریٰ
حتی تعلموا ما تقولون تم نشہ کی حالت مین نماز کے قریب نجاؤ تا وقتیکہ تمکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم کیا

لکھ رہے ہو۔ پس جبتک نشہ کی ایسی کیفیت ہو کہ انسان اُسکے سبب سے یہ نہ سمجھتا ہو کہ مین کیا پڑھتا ہون اور میری زبان سے کیا نکلتا ہی اُسوقت تک نماز نہ ادا کرے اور تاڑی پینے کے بعد جبتک نشہ نہو اُسوقت تک کلی کر کے نماز پڑھنا درست ہی لیکن تاڑی پی کے مسجد مین جانا گو نشہ نہو ممنوع ہی اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا درست ہی۔ وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین ہی قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه ولو بجبر من يده او رجليه دون لحيته وشعر راسه فقہا کہتے ہین جسکے پاس ایسی بدبو ہو جس سے لوگون کو اذیت پہونچے اُسکا نکالدینا ضروری ہی اگرچہ ہاتھ اور پاؤن پکڑ کر ہو ... نہ کہ داڑھی اور سر کے بال۔ اور عینی شرح صحیح بخاری مین ہی ما وقع فی الاحادیث من تخصيص النهي عن دخول المسجد بالثوم والبصل من جهة كلهما فى ذلك الزمان والا فغي حكمها كل شئ له رائحة كريهة من الماكولات وغيرها لان الحديث معلل بايذاء المومنين والملائكة احادیث مین جو پیاز اور لہسن کی بو کے ساتھ مسجد مین داخل ہونے کی ممانعت کی تخصیص ہی اُسکی وجہ یہ ہی کہ یہ دونون اُس زمانے مین تھے ورنہ ماکولات وغیر ماکولات تمام طرح کی بدبودار اشیا کا حکم یہی ہی کیونکہ اس حدیث کی علت ملائکہ اور انسانون کی اذیت بیان کی گئی ہی۔ اور یہی فتح الباری شرح صحیح بخاری اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح موطا وغیرہ مین ہی اور تاڑی تھوڑی ہو یا بہت نشہ کرے یا نہ کرے مطلقاً اُسکا پینا حرام ہی کیونکہ جس چیز کا کثیر مسکر ہی اُسکا قلیل بھی حرام ہی اور تاڑی نجس بھی ہی۔ عینی کی شرح کنز مین ہی قال محمدؒ وائمة ثلثة كل ما اسكر كثيره فقليله حرام من اى نوع كان لقول النبي صلى الله عليه وسلم كل مسكر خمر وكل مسكر حرام رواه مسلمؒ من رواية ابن عمرؓ وعن ابن عمرؓ قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ما اسكر كثيره فقليله حرام رواه احمدؒ وابن ماجةؒ والدارقطنيؒ والفتوى على قول محمدؒ امام محمد اور ایمۂ ثلثہ رحمہم اللہ نے کہا ہے جس چیز کا کثیر حرام ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہی اگرچہ کیسا ہی ہو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موافق ہر نشے والی چیز خمر ہی اور ہر نشے والی چیز حرام ہی اسکو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہی کہ حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہی جس چیز کا کثیر حرام ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہی اسکو احمدؒ اور ابن ماجہؒ اور دار قطنیؒ نے روایت

کیا ہی اور فتوی امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہی - اور ہدایہ مین ہی نجاستہا ای سائر الاشربۃ خفیفۃ
فی روایۃ وغلیظۃ فی روایۃ ونجاسۃ الخمر غلیظۃ فی روایۃ واحدۃ ایک روایت مین
ہی کہ تمام پینے والی چیزون مین نجاست خفیفہ ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ نجاست غلیظہ ہے
مگر شراب مین سب کے نزدیک نجاست غلیظہ ہی **سوال** انگوٹھے چومنا جو ہی زمانا رائج ہی یہ جائز
ہی یا ناجائز اگر جائز ہی تو واجب سنت مستحب مباح کیا ہی اور اسکی عقلی اور نقلی دلیلین کتب معتبرہ مین کیا
ہین اور اگر جائز نہین ہے تو حرام ہی یا مکروہ اگر مکروہ ہی تو مکروہ تنزیہی ہی یا مکروہ تحریمی اور اس
انگوٹھے چومنے کو جو لوگ احادیث سے ثابت کرتے ہین اُن حدیثون کا کیا جواب ہی وہ حدیثین
موضوع ہین یا ضعیف بالتفصیل تحریر فرمائیے **جواب** انگوٹھے چومنے کو بعض کتب فقہ جیسے
کنز العباد وخزانۃ الروایات جامع الرموز فتاواے صوفیہ وغیرہ مین مستحب لکھا ہی نہ واجب اور سنت
مگر اکثر کتب معتبرہ متداولہ مین اسکا کہین پتہ نہین ہی اور جن کتب مین یہ مسئلہ مذکور ہی وہ غیر معتبر
ہین کیونکہ ان کتب مین رطب ویابس بے تحقیق کے لکھدیا گیا ہی مین نے النافع الکبیر لمن یطالع
الجامع الصغیر مین اسکی تفصیل لکھی ہی اور جو حدیثین اس باب مین فقہا سے نقل کی جاتی ہین وہ
محدثین کی تحقیق کے موافق صحیح نہین ہین - شوکانی رحمہ اللہ فوائد مجموعہ فی احادیث الموضوعہ
مین لکھتے ہین حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین عند قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ
الخ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی بکر الصدیق مرفوعا قال ابن طاہر فی التذکرۃ لا یصح انتہی
وفیہ ایضا حدیث من قال حین یسمع اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ
ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا قال فی التذکرۃ لا یصح موذن کے
محمد رسول اللہ کہتے وقت دونون انگوٹھون کے اوپر کے حصے کو آنکھون سے لگانے کی حدیث دیلمی
نے مسند الفردوس مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہی ابن طاہر رحمہ اللہ
نے تذکرہ مین کہا ہی کہ یہ صحیح نہین ہی انتہی اور اسی کتاب مین ہی اشہد ان محمدا رسول اللہ
سنتے وقت جس نے کہا مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ پھر اپنے دونون انگوٹھون
کو چوما اور اُنکو اپنے آنکھون پر رکھا تو وہ کبھی بیمار نہوگا اور اُسکی آنکھین کبھی نہ دکھین گی
تذکرہ مین ہی کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے - اور شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی رحمہ اللہ

مقاصد الحسنہ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنہ مین چند روایتین ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہین لا یصح من المرفوع من کل ھذا شئ ان مین سے کوئی مرفوع حدیث صحیح نہین ہی۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے بھی تذکرۃ الموضوعات مین ایسا ہی لکھا ہے **سوال** دریائی جانورون مین سے کون کھائے جاتے ہین اور کون نہین کھائے جاتے اور مچھلی کی علامت کیا ہی اور مارماہی بھی مچھلی ہی یا نہین اور جریث کی صورت کیا ہی اور کوسج جسکی سونڈ آرہ کے ایسی ہوتی ہی اور قرش جس سے دریائی جانور بھاگتے ہین اور گول جس کی دم کوڑے کی ایسی ہوتی ہی اور دم کی کناری پر ایک کانٹا ہوتا ہے جیسے لحم وغیرہ کہتے ہین یہ سب مچھلی ہین یا نہین **جواب** فتاوے قاضی خان مین ہی ولا یوکل ما فی البحر سوی السمک وطیر الماء عندنا وقال الشافعی رحمہ اللہ لاباس بأکل ما فی البحر ولہ فی الضفدع قولان ہمارے نزدیک مچھلی اور دریائی پرندون کے سوا کوئی دریائی جانور نہ کھایا جائے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دریائی جانورون مین سے کسی کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مینڈھک کے متعلق دو قول ہین۔ اور مچھلی کی کوئی علامت کسی کتاب مین نظر سے نہین گذری مگر مچھلی کے دیکھنے سے تین علامتین معلوم ہوتی ہین (۱) سفنے (۲) مونچھون کا کھڑا رہنا (۳) کانٹون دار بازو جنکے بیچ مین پردی ہون اور ایسی ہی دم۔ لیکن ہر مچھلی مین یہ سب علامتین نہین پائی جاتین مین نے مچھلیون کو دیکھا تو بعضون مین یہ سب اور بعضون مین دو ایک علامتین پائی جاتی ہین اسکے بعد میرے نظر سے مفتی فصیح الدین کا رسالہ احکام الحیوان گذرا جس مین وہ بزبان فارسی لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہی مچھلی کی علامت یہ ہی کہ اُسکے زبان نہو اور مشہور یہ ہی کہ سفنے اور حلقوم کے دونون جانب شگاف رکھتی ہو اور پانی سے باہر آکے تڑپنے لگے یہانتک کہ مرجائے۔ اور جریث اور مارماہی دونون مچھلیان ہین۔ جیسا کہ قاضی خان مین ہی لاباس بسائر انواع السمک نحو الجریث والمارماہی مچھلیون کے تمام اقسام کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہی جیسے جریث اور مارماہی۔ اور جریث سیاہ مچھلی کو کہتے ہین جیسا کہ اسکی تصریح درمختار مین ہی اور صاحب ردالمحتار نے لکھا ہی ہو نوع من السمک مدور کالترس جریث مچھلی کی ایک قسم ہی جو سپر کی طرح گول ہوتی ہی۔ اُسکا منھ چھوٹا ہوتا ہی اور دم بہت ہی چھوٹی ہوتی ہی اور پوٹران مین

بیچ سے کٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی ہی اُردو مین اُسے کردی ترکی کہتے ہین جیساکہ مولوی غلام قادر صاحب نے اپنے فتوے مین لکھا ہی اور مچھلی کی مذکورہ بالا دونون قسمون مین بھی چھوٹے چھوٹے سفنے ہوتے ہین جو بشکل دیکھے جاتے ہین مین نے خود اسکا مشاہدہ کیا ہی- درمختار مین ہی وافرد ہما بالذکر للخفاء ان دونون کا ذکر الگ اس وجہ سے کیا کہ یہ خفی تھین- ردالمحتار مین ہی الخفاء فی کونہما من جنس السمک پوشیدگی ان دونون کی مچھلیون کی قسم سے ہونے مین ہی پس معلوم ہوا کہ جریث کے سوا اور گول جانور مچھلی نہین ہین اس لیے کہ اکیلے جریث ہی کو ذکر کیا ہی اور اس لیے کہ جریث ہر گول جانور کو نہین کہتے ہین بلکہ وہ گول جانور کی ایک خاص قسم ہی اسیطرح کوسج اور قرش بھی مچھلیان نہین کیونکہ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مختلف فیہ ہین حالانکہ وہ تمام بحری جانورون کے کھانے کو جائز لکھتے ہین پھر وہ ہمارے نزدیک کسطرح جائز ہوسکتے ہین اور اسلیے کہ اُن مین مچھلیون کی مندرجہ بالا علامتون مین سے کوئی علامت بھی نہین پائی جاتی مفتی فصیح الدین اپنے رسالہ احکام الحیوان مین لکھتے ہین قرش ایک بڑا جانور ہی اُسکو سید الدواب کہتے ہین اور قریش لقب اسی سے ماخوذ ہی اور سواحل بلاد مغرب مین اُسکو اشرار موری کہتے ہین وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہی اور ایمہ ثلاثہ رحمہ اللہ کے نزدیک حلال اور محمود شاہ رحمہ اللہ نے فتاوے مین لکھتے ہین السمک مالہ شق وشوك مچھلی وہ ہی جسکے دم کے دو ٹکڑے ہون اور جس مین کانٹے ہون- اور اسی مین ہے والسمك مالہ فلوس ومایبیض فی الماء ومالہ شقاق ویکون مولدہ ومعایشہ فی الماء ولیس لہ لسان اصلا مچھلی وہ ہی جس کے سفنے ہون اور جو پانی مین سفید دکھائی دے اور جسکی دم کے دو ٹکڑے ہون اور اُسکی پیدایش اور زندگی پانی مین ہو اور جس کے زبان نہو اس سے معلوم ہوا کہ مچھلی کی سب سے مشہور علامت سفنے ہین اسی لیے جریث اور مارماہی کو مچھلی کہتے ہین حالانکہ دونون بیچے دیتی ہین اور سفید نہین ہوتی ہین اور اُنکی دم مین پھٹی ہوئی نہین ہوتین برخلاف قرش وکوسج کے کہ اُنپر سفنے نہین ہوتے اور اُنکی دم مین پھٹی ہوئی نہین ہوتی اور اُنمین کانٹے نہین ہوتے اور یہ انسان کے جسم کو تیز تلوار کی طرح کاٹ دیتے ہین واللہ اعلم کتبہ افقر العباد الی اللہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما- صح الجواب واللہ اعلم

بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال ایک شخص
آن صحابی کو جو اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے اسلام لانے کے بعد بھی بروے طعن نصرانی کہتا ہی
اور اُنسے جو روایت ہو اُسکے قبول کرنے مین یون تعلل کرتا ہی۔ کہ عدی نصرانی کی روایت اُسی کے
لیے مخصوص ہی اُسے مسلمانون پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ اور جا بجا عدی نصرانی عدی نصرانی لکھتا ہی
اور اسکی اشاعت کرتا ہی پس شرعاً شخص مذکور کا یہ تعلل ماننے کے قابل ہی یا نہین اور اس کہنے
کے بعد شخص مذکور مومن کامل رہا یا فاسق قابل تعزیر ہوگیا جواب وہ شخص فاسق اور واجب
التعزیر ہی اسلام لانے کے بعد کسی کو کافر کہنا اور ایسے الفاظ کہنا حرام ہی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون
اور نامون کو ایک دوسرے کی چڑھ نہ بنالو برا نام ایمان کے بعد فسق ہی اور جو توبہ نہ کرین وہی
نا انصافی کرنے والے ہین۔ نہ کہ صحابی جلیل القدر کی شان مین (معاذ اللہ) ایسی گستاخی کرنا جنکے
روایت پر ایمۂ اربعہ نے اتفاق کیا ہی۔ اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا شمار صحابہ مین ہی سوال
ایک برہمن جو رام کنہیا کو خالق مانتا ہی اسلام اور مسلمانون کو برا کہتا ہی بلکہ اُنکے سایہ کو بھی نجس
جانتا ہی اگر زید عمرو بکر خالد برہمن مذکور کے یہان نوکری کرین اور دربار مین جب بت لایا جائے اور
برہمن تعظیم کو اُٹھے تو یہ لوگ بھی اس خیال سے اُٹھین کہ اگر نہ اُٹھین گے تو برہمن کو ناگوار ہوگا
اور ہماری نوکریان جاتی رہین گی اور برہمن مذکور کے یہان ایک جشن ہوتا ہی اور اُسکا عام حکم
ہی کہ میرے تمام ملازمین اس مین حاضر ہون اور میری طرح بت کی تعظیم کرین اور جب بت تنجانے
مین پہونچایا جائے تو سب ملازمین عمدہ کپڑے پہن کر ساتھ چلین تو زید عمرو بکر خالد بھی ملازمت
کے لحاظ سے وفی السماء رزقکم اور وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا کو بھلا کر
برہمن کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور جمعہ کے دن اذان سنکر بھی نماز کو مسجد مین نہین آتے اور
یہ عذر کرتے ہین کہ رزق کا معاملہ ہی ہم اس مجبوری کی وجہ سے امور اسلام انجام نہین دیسکتے
تو زید عمرو بکر خالد اس فعل قبیح کے ارتکاب اور ترک احکام اسلام کی وجہ سے کافر ہوے یا
نہین اور اُنکی عورتین نکاح سے باہر ہوئین یا نہین جواب فقہا کتب فقہ مین ایسی صورت
کو جس مین اعمال کفار کی تحسین اور اُنکے افعال مین شرکت اور اُنکی عبادت کی موافقت ہو حکم

کفر مین داخل کرتے ہین اور ایسے امور کے مرتکب کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کا حکم دیتے ہین۔
خزانۃ الروایات مین ہی فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی البلد فقد کفر
لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ البلد الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم
فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر فصول مین ہی کہ شیخ ابو بکر طرخانی رحمہ اللہ کہتے ہین
جو تنجا نے گیا وہ کافر ہوگیا کیونکہ اُسکی نیت اعلان کفر کی ہی اور اسی پر مجوسیون کے نوروز مین جانے
کا قیاس کرنا چاہیے پس مسلمان جو کچھ ان دنون مین انکی اتباع مین کرتے ہین وہ کفر ہی۔ اور
بھی اُسی مین ہی وکذا الخروج فی اللیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم
فیما یفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی العب کفرۃ الھند فی الیوم
الذی یدعونہ الکفرۃ بسرمی والموافقۃ معھم فیما یفعلون من تزیین القبور والافراس
والذھاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا اسیطرح دیوالی کی رات کو نکلنا اور کافرون کیساتھ
موافقت کرنا پس اس رات مین جو مسلمان انکی اتباع کرتے ہین اُنکا بھی کفر لازم آتا ہی اسی طرح
ہندوستان کے کافر جو سرمی کی دنون مین کھیل درام لیلا) کرتے ہین اُسے دیکھنے جانا بھی کفر
ہی اور اُس مین اُنکی موافقت کرکے قبرون اور گھوڑون کے مزین کرنے اور امیرون کے گھرون
کو جانیکا بھی کفر ہونا لازم آتا ہی۔ اور بھی اُسی مین ہے فی الفصول قال فی الجامع الاصغر یوم اشتری
یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ تعظیم النیروز کما یعظمہا المشرکون
کفر جس شخص نے نوروز کے دن کوئی ایسی چیز خریدی جو پہلے نہین خریدی تھی اگر اس سے اُسکا
مقصد نوروز کی تعظیم کرنا تھا جس طرح مشرکین کرتے ہین تو وہ کافر ہوگیا۔ اور نوادر الفتاوی مین
ہی جس نے ہندؤن کے رسمون کی تعریف کی وہ کافر ہوگیا **سوال** لڑکی کے اولیا کو نکاح کے وقت
روپیہ یا زیور وغیرہ نوشاہ سے لینا جائز ہی یا نہین جبکہ یہ بھی ہو کہ اگر یہ نہ دوگے تو نکاح نہوگا۔
جواب جائز نہین ہی۔ وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین ہی لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الراشی والمرتشی وعن الرشوۃ ما اخذہ ولی المرأۃ قبل النکاح اذا کان بالسوال وکان
اعطاء الزوج بناء علی عدم رضائہ علی تقدیر عدمہ اما اذا کان بلا سوال ولا عن عدم
رضاء فیکون ھدیۃ فیجوز کما فی حاشیۃ الخواجہ زادہ وغیرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت کی ہی اور جو قبل نکاح عورت کا ولی خود مانگ کر لیتا ہی یا مرد اس خیال سے دیتا ہی کہ اگر نہ دے گا تو وہ راضی نہو گا رشوت مین داخل ہے البتہ اگر بغیر مانگے ہوے دیا جائے یا نہ دینے کی صورت مین نکاح سے نارضامندی نہ ظاہر کیجائے تو وہ مال ہدیہ ہوگا اُسکا لینا جائز ہی جیسا کہ حاشیۂ خواجہ زادہ اور دوسری کتابون مین ہے۔ اور ردالمحتار مین ہی ومن السحت ما یاخذہ الصھر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلبہ یرجع الختن بہ سسر جو داماد سے لیتا ہی حرام ہی اگر اُسکی رضامندی سے ہو اور اگر اُسکی رضامندی سے نہو بلکہ سسر نے مانگ کر لیا ہو تو داماد کو واپس لینے کا حق ہی۔ اور معدن مین ہی لا یجوز لاب البنت ان یاخذ من الخاطب شیئا لانہ رشوۃ لڑکی کے باپ کو نسبت بھیجنے والے سے کچھ لینا جائز نہین ہی کیونکہ یہ رشوت ہی۔ اور عالمگیری مین ہی خطب امرأۃ فی بیت اخیھا فابی ان یدفعھا حتی یدفع الیہ دراھم فدفع وتزوجھا یرجع بما دفع لانہ رشوۃ کذا فی القنیۃ ایک شخص نے ایک عورت کا پیغام دیا جو اپنے بھائی کے گھر مین رہتی تھی اور بھائی نے بغیر کچھ درہم لیے ہوے شادی کرنے سے انکار کر دیا پس اُسنے درہم دیے اور نکاح کر لیا تو وہ درہمون کو واپس لے کیونکہ یہ رشوت ہی قنیہ مین ایسا ہی ہی۔ اور فتاوی قاضی خان مین ہی رجل خطب امرأۃ وھی تسکن فی بیت اختھا وزوج اختھا لا یرضی بنکاح ھذا الرجل الا ان یدفع الیہ دراھم فدفع الخاطب الیہ دراھم کان لہ ان یسترد ما دفع الیہ لانہ رشوۃ ایک شخص نے ایک عورت کا پیغام دیا جو اپنی بہن کے گھر مین رہتی تھی اور اُسکا بہنوئی اس نکاح پر بغیر کچھ لیے ہوے راضی نہو اپس پیغام دینے والے نے کچھ دیکر نکاح کر لیا تو اُسے چاہیے کہ جو دیا ہی وہ واپس لیلے کیونکہ وہ رشوت ہی۔ البتہ اگر بے مانگے ہوے ناکح اولیاے منکوحہ کو نکاح کے پہلے کچھ دے تو وہ جائز اور درست ہی کیونکہ اس صورت مین یہ اشیا تحفہ ہونگے جیسا کہ وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین مشروحا مرقوم ہی ہکذا حکم الکتاب۔ واللہ اعلم بالصواب محمد اشرف علی عفی عنہ۔ جواب صحیح ہی اور اسی کے موافق بحر الرائق مین ہی لو اخذ اھل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ اگر لڑکی والون نے رخصتی کے وقت کچھ لیلیا تو شوہر کو اُسے واپس لینا چاہیے کیونکہ وہ رشوت ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** جن مجالس ولائم مین غیر کی مداخلت اور بے پردگی نہو اور ممنوعات شرعیہ مین سے کوئی اور مانع بھی متصور نہو وہان عورتون کو جانا درست ہی یا نہین **جواب** کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مجالس ولائم مین عورتون کو جانے کی ممانعت احتراز فتنہ کی وجہ سے ہی جیسا کہ درمختار اور ردالمحتار کی عبارتون سے ظاہر ہی پس جب مجالس ولائم مین غیر کی مداخلت اور بے پردگی نہو اور انکے علاوہ بھی کوئی اور شرعی مانع نہو تو ممانعت کی کوئی وجہ نہین۔ البتہ شوہر کی اجازت کی ضرورت ہوگی۔ صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی بصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم النساء والصبیان مقبلین من عرس فقمنا فقال اللھم انتم من احب الناس الیّ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے کچھ عورتون اور لڑکون کو شادی سے واپس آتے ہوے دیکھا پس آپ کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہوگئے پھر آپنے فرمایا کہ تم لوگ مجھے سب سے زائد محبوب ہو۔ قسطلانی رحمہ اللہ اسکی شرح مین لکھتے ہین فیہ شھود النساء والصبیان لولیمۃ العرس فلو دعت امرأۃ امرأۃ لولیمۃ او دعت رجلا وجبت او استحب لا مع خلوۃ محرمۃ اس سے عورتون اور لڑکون کا شادی کے ولیمہ مین شریک ہونا ثابت ہوتا ہی پس اگر کوئی عورت کسی عورت یا مرد کو ولیمہ مین بلائے تو اسکا قبول کرنا واجب یا مستحب ہی بشرطیکہ تنہائی (مرد اور عورت کے درمیان مین) نہو **سوال** جو انگریزی دوائین ولایت سے بنکر آتی ہین یا بسکٹ وغیرہ جو ولایت سے بنکے آتے ہین اُن مین امتزاج شراب کا شبہہ ہی کیونکہ ڈاکٹرون نے بعض دواؤن اور بسکٹون مین شراب کا اختلاط بتایا ہی اُنکا استعمال کرنا کیسا ہی **جواب** جب اختلاط شراب کا یقین یا ظن ہو تو اُنکا استعمال ممنوع ہی ورنہ بطور فتوے نفس جواز اور بطور تقوی اجتناب ہی **سوال** جن بسکٹون اور نان پاؤ مین تاڑی کا خمیر ہو اُنکا کھانا کیسا ہی کلکتہ کے علما نے اس کے حلت کا فتوی دیا ہی **جواب** مفتی بامذہب کے موافق جو اشیا اور اشربہ سیالہ مسکر ہین سب نجس ہین اور اُنکا ایک قطرہ بھی حرام ہی اگرچہ نشہ بھی نہ پیدا کرے کیونکہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام جس کا کثیر مسکر ہو اُس کا قلیل بھی حرام ہی۔ اور شیخ الاسلام

بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھتے ہین قال محمدؒ والائمۃ الثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلمؒ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمدؒ وابن ماجۃؒ والدار قطنیؒ وصححہ والفتوی علی قول محمدؒ امام محمد رحمہ اللہ اور ایمۂ ثلثہ رحمہم اللہ فرماتے ہین کہ جس چیز کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہی جس قسم سے ہو حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہی ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہی اسے مسلم نے روایت کیا ہی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہی اسے احمد اور ابن ماجہ اور دار قطنی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہی اور اسکی تصحیح کی ہی اور فتوی امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے اور فتاوی بزازیہ مین ہی قال محمدؒ ما اسکر قلیلہ فکثیرہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ ومذہب محمدؒ انہ حرام ونجس امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی جسکا تھوڑا نشہ لائے اُسکا بہت بھی حرام ہی اور فقہا نے کہا ہی کہ ہم امام محمد رحمہ اللہ کے قول سے اخذ کرتے ہین اور اُنکا مذہب یہ ہی کہ ایسی چیز حرام اور نجس ہی۔ اور سراج منیر مین ہی جملۃ انواع النجاسات خمسۃ وعشرون الخمر وما علاہا من الاشربۃ المحرمۃ نجاست کی پچیس قسمین ہین اول شراب اور اُسکے علاوہ پینے کی دوسری حرام چیزین۔ اور شرح جامع صغیر حسامی مین ہی ھل ھی ای الاشربۃ وراء الخمر مثل الخمر فی النجاسۃ عن اصحابنا فیہ روایتان فی احدی الروایتین نجاسۃ غلیظۃ تمنع اذا زاد علی قدر الدرہم وفی روایۃ اخری خفیفۃ مقدرۃ بالکثیر الفاحش پینے کی دوسری نشہ آور چیزون مین شراب کے مثل نجاست ہونے مین ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے دو روایتین ہین ایک یہ کہ وہ نجاست غلیظہ ہین کہ جب ایک درہم سے زائد ہون تو مانع طہارت ہین اور دوسرے یہ کہ نجاست خفیفہ ہین جب بہت زائد ہون تو مانع طہارت ہین۔ جب ان عبارتون سے حرمت اور نجاست تاڑی کی ثابت ہوگئی تو ثابت ہوگیا کہ بسکٹ اور نان پاؤ وغیرہ جس کے خمیر مین تاڑی مخلوط ہو اُسکا کھانا خمیر خمر کی طرح ناجائز ہوگا۔ فتاوے قاضی خان مین ہی بخلاف الدقیق اذا عجن بالخمر وخبز فانہ یکون نجسا ولا تطہر بخلاف آٹے کے جبکہ شراب سے

گوندھا جائے کیونکہ وہ نجس ہوگا طاہر نہوگا۔ اور فتاوی عالمگیری مین ہو اذا عجن الدقیق بالخمر لا یوکل جب آٹا شراب سے گوندھا جائے تو اُسے کھانا جائز نہین ہو۔ کیونکہ جب خمر اور تاڑی دونون نجس ہین تو اُنکے خلط سے وہ مخلوط بھی نجس اور اُسکا کھانا حرام ہوگا اور سرکہ تاڑی یا شراب پر اسکا قیاس کرنا اسلیے باطل ہو کہ سرکہ مین حقیقت بدل جاتی ہو لہذا حلت اور طہارت کا حکم دیا جاتا ہو بخلاف شراب اور تاڑی کے خمیر کے کہ ان مین حقیقت نہین بدلتی بلکہ مخلوط ہونے اور پکنے کی وجہ سے پورا التصاق اور اتصال ہو جاتا ہو **سوال** اگر کوئی شخص محض زبان حاصل کرنے کے لیے انگریزی پڑھے اس لیے کہ اکثر اوقات اسکی ضرورت پڑتی ہو تو درست ہو یا نہین۔ اور اگر اس نیت سے نہ پڑھے بلکہ انگریزی پڑھنے مین اُسکی کوئی نیت ہی نہو تو جائز ہے یا نہین اور انگریزی اسلیے پڑھے کہ اس کے ذریعہ سے نوکری حاصل کرے کیونکہ وہ جانتا ہو کہ انگریزی ملازمت بغیر انگریزی جانے ہوے نہین ملسکتی تو ان تمام صورتون مین جائز ہے یا نہین **جواب** انگریزی پڑھنا اور انگریزی زبان سیکھنا بشرطیکہ وہ دین مین خلل انداز نہو جائز ہو **سوال** استنجا کرنے کے بعد جو پانی استنجا پاک کرنے سے بچ گیا ہو اُس سے وضو کرنا جائز ہو یا نہین۔ اور یہ وضو مکروہ ہوگا یا نہین **جواب** مکروہ نہوگا مگر ترک اولی ہو **سوال** سنیون کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہو یا نہین اور اُنکے ساتھ اکل وشرب کرنا اور اُنکی لڑکیون کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے یا نہین ان امور کی حلت اور حرمت کا حکم اسنا دمتصل اور مرفوع اور ثقہ سے بحوالہ کتب اسطرح ثابت فرمائیے کہ پھر چون وچرا کی گنجائش باقی نرہے اور امر حق ثابت ہو جائے یہ بھی واضح رہے کہ جواب ایسا ہونا چاہیے جس مین نفسانیت اور تعصب ذرہ برابر بھی داخل نہو آجکل یہان اس امر پر مباحثہ اور مناظرہ ہو رہا ہو سنی غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیکر کہتے ہین کہ شیعون کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہین ہو اور اُنکے ساتھ اکل وشرب کرنا اور اُنکی لڑکیون کے ساتھ شادی کرنا بھی درست نہین ہو بلکہ جن سنیون نے شیعون کے یہان کھایا پیا ہو اُن کو سنیت کے دائرہ سے خارج کر دیا ہو اور سنی اُنھین اپنے مساجد مین نماز نہین پڑھنے دیتے بلکہ اُنکو کافر اور مرتد کہتے ہین اور ان سنیون کے ساتھ دوسرے سنی کھانے پینے مین اجتناب کرتے ہین اور یہ لوگ جو دائرۂ سنیت سے خارج کیے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کہ کیا

اہل تشیع اہل قبلہ نہین ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سوا تکبیر معلومہ اور مروجہ کے کوئی اور تکبیر مروج ہی۔ پس اہل تشیع کے ساتھ کھانے پینے سے سنی لوگ کیون ہمکو دائرہ سنیت سے خارج کرتے ہین ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ وہان برابر ایک دوسرے مین شادیان ہوتی ہین اور شیعہ سنی باہم کھانے پینے مین پرہیز نہین کرتے ہین اور اسکے علاوہ میرے یہ بات کسی طرح سمجھ مین نہین آتی کہ اہل کتاب کا ذبیحہ تو جائز اور شیعون کا ذبیحہ ناجائز ہو اب کس کا قول آپکے نزدیک صحیح ہی اور ہم لوگون کو کیا کرنا چاہیے **جواب** اگرچہ فقہا کے ایک گروہ نے سب شیخین رضی اللہ عنہما کی وجہ سے مطلقًا اہل تشیع کو کافر لکھا ہی اور اسی بنا پر اُنکی لڑکیون کے ساتھ نکاح کرنے کو اور اُنکے ذبیحہ کو حرام ٹھہرایا ہی مگر مرجح اور مفتی بہ اور منقح قول یہ ہی کہ کافر فقط وہی شیعہ ہین جو ضروریات دین کا انکار کرتے ہین اور اُنھین کا ذبیحہ حلال نہین ہی اور اُنھین کے ساتھ مناکحت جائز نہین ہی اور جو ایسے نہون اگرچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیان دیتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ہین اُنکے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہی اور اُنکے ساتھ مناکحت بھی درست ہی ابوشکور سلمی رحمہ اللہ کتاب التمہید فی التوحید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا وبعضہ لا فلو قال ان علیا کان الٰہا نزل من السماء کفر ولو قال النبوة کانت لعلی وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم من قال ان علیا رضی اللہ عنہ افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعة ولا یکون کفرا فھو قولھم ان علیا رضی اللہ عنہ افضل من الشیخین رضی اللہ عنہما ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشة ومعاویة رضی اللہ عنہما وھذا کلہ وما اشبہہ یکون بدعة ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل روافض کی حالت مختلف ہی بعض کافر ہین اور بعض کافر نہین ہین پس اگر کوئی کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا تھے جو آسمان سے نازل ہوے تو وہ کافر ہی اور جو کوئی کہے کہ نبوت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلیے تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تو وہ کافر ہی اور بعض روافض کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہین تو وہ بھی کافر ہین اور روافض کی بعض باتین بدعت ہین کفر نہین ہین جیسے اُنکا یہ کہنا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل ہین اور بعض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخالف جیسے

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر لعنت کو واجب لکھتے ہیں تو یہ اور انکے مشابہ تمام امور
بدعت ہیں کفر نہیں ہیں کیونکہ یہ تاویل کے بعد کیے جاتے ہیں۔ اور بحر العلوم مولانا عبد العلی رحمہ اللہ
القوی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں الصحیح عند الحنفیۃ ان الروافض لا یبسوا بکفار ولو جہ فیہ
ان تدینہم او دفعہم فیما دفعوا زعما منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم
ھذا باطلا وما کذبوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فہم غیر ملتزمین للکفر والتزام الکفر کفر
دون لزومہ حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ روافض کافر نہیں ہیں کیونکہ وہ دین رکھتے ہیں
اور جو کچھ کرتے ہیں سمجھ کے کرتے ہیں کہ یہی دین محمدی ہے اگرچہ انکا یہ خیال غلط ہو لیکن وہ نبی
کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو (اپنے نزدیک) نہیں جھٹلاتے ہیں پس کفر کو خود اپنے سر نہیں لیتے
ہیں اور کفر کو لازم لیلینا کفر ہے نہ کہ اسکا لازم آجانا۔ اور درمختار میں ہے فی النہر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ
لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث نہر میں ہے کہ معتزلہ کے ساتھ مناکحت
درست ہے کیونکہ ہم اہل قبلہ میں سے کسیکو کافر نہیں سمجھتے اگرچہ مباحثہ میں الزاما بعض اوقات انکے
کفر کو ثابت کرتے ہیں۔ اور فتح القدیر میں ہے اما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق
عدم تکفیر اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ
بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات معتزلہ کے متعلق دلیل سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکے ساتھ نکاح درست ہے کیونکہ تمام اہل قبلہ کی عدم تکفیر ہی مناسب ہے اگرچہ الزاما بحثوں
میں ایسا ہو جاتا ہو برخلاف ان لوگوں کے جو قطعیات میں سے ان چیزوں کی مخالفت کرتے
ہوں جنکا دین سے ثابت ہونا بدیہی ہے مثلا وہ لوگ جو قدم عالم کے قائل ہیں اور خدا کو جزئیات
کا عالم نہیں مانتے ہیں۔ اور ردالمحتار میں ہے بہذا ظہر ان الروافض ان کان من یعتقد
الالوہیۃ فی علی رضی اللہ عنہ او ان جبرئیل غلط فی الوحی کان کافرا وان کان ینکر صحبۃ الصدیق رضی اللہ عنہ او یقذف
عائشۃ رضی اللہ عنہا فہو کافر اس سے معلوم ہوا کہ روافض اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خدا ہونے یا حضرت
جبرئیل علیہ السلام سے وحی میں غلطی ہونے کے قائل ہوں تو کافر ہیں اور اگر حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کے منکر ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے
ہوں تو کافر ہیں **سوال** ملا اور میانجی لوگوں کو بلا کر لاتے ہیں اور کھانا کھلانے کے بعد یا کھانا

کھلانے کے قبل زیارت قبور کراتے ہین اگرچہ اس مین تعیین فلوس نہین ہوتی مگر دائما لوگ اس کی اجرت دینا فرض اور لازمی جانتے ہین اور اگر ملا اور میان جی کو پہلے سے یہ معلوم ہو کہ ہمین کچھ نہ ملیگا تو نہ وہ کھانا کھلائین اور نہ زیارت کرائین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ بطمع فلوس یہ کام کرتے ہین ایسی زیارت قبور اور کھانا کھلانا شرع مین جائز ہی یا نہین اور ایسے زیارت قبور کا ثواب مردون کو پہونچے گا یا نہین اور اگر مردون کو اس زیارت کا ثواب پہونچے گا تو اجرت لیکے زیارت کرانا جائز ہی یا نہین اور حدیث شریف مین لفظ زورو ا تاکید کے ساتھ آیا ہی لیکن زیارت کرانا کسی جگہہ دیکھا نہین گیا آیا زیارت کرانا جائز ہی یا نہین اور ختم تسبیح و تہلیل اجرت مقرر کرکے کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن شریف اور زیارت قبور کی اجرت لینا اور دینا درست نہین ہی۔ تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہی اعلم ان عامۃ کتب المذھب من متون و شروح وفتاوی کلھا متفقۃ علی ان الاستیجار علی الطاعات لا یصح عندنا واستثنے المتاخرین مشایخ بلخ تعلیم القرآن فجوزوا الاستیجار علیہ مذہب کی عام کتابین یعنے متون و شروح فتاوی سب اسپر متفق ہین کہ خدا کی اطاعت پر اجرت لینا ہمارے نزدیک صحیح نہین ہی البتہ متاخرین مشایخ بلخ نے تعلیم قرآن کو اس سے مستثنی کیا ہی اور اسپر اجرت لینے کو جائز لکھا ہی۔ اور اسی کتاب مین ہی التلاوۃ المجردۃ عن التعلیم من اعظم الطاعات التی یطلب بھا الثواب فلا یصح الاستیجار علیھا محض تلاوت جس مین تعلیم نہو اُن طاعتون مین سب سے بڑی طاعت ہی جن سے ثواب طلب کیا جاتا ہی پس اُسپر اجرت لینا درست نہین ہی۔ اور بھی اسی کتاب مین ہی شرط الثواب الاخلاص للہ فی العمل والقاری بالاجرۃ انما یقرأ لاجل الدنیا لا لوجہ اللہ بدلیل انہ لو علم ان المستاجر لا یدفع الیہ شیئا لا یقرأ حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفۃ ولذا قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ ان قاری القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری ثواب کی شرط یہ ہی کہ کام صرف خدا کے لیے کیا گیا ہو اور اجرت پر پڑھنے والا دنیا کے لیے پڑھتا ہی نہ کہ خدا کے لیے کیونکہ اجرت پر پڑھنے والے کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مجھے اجرت نہ ملے گی تو وہ ایک حرف بھی نہ پڑھے گا خاص کر وہ شخص تو ضرور ہی ایسا کرے گا جسنے اسے پیشہ بنالیا ہی اور اسی لیے تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے ہدایہ کی شرح مین لکھا ہی کہ اجرت پر قرآن شریف کا پڑھنے والا نہ خود ہی

ثواب پائے گا اور نہ میت کو اُسکا ثواب پہونچیگا۔ اور فتاوی ولوالجیہ مین ہی لوزار قبر صدیق او قریب فقرأ عندہ شیئا من القرآن فھو حسن اما الوصیۃ بذلک فلا معنی لھا ولا معنے ایضا لصلۃ القاری لانہ یشبہ استیجارہ علی قراءۃ القرآن وذلک باطل اگر کسی دوست یا عزیز کے قبر کی زیارت کی اور وہان کچھ قرآن پڑھا تو یہ اچھا ہی لیکن اسکی وصیت کرنے کے کچھ معنی نہین ہین اور اسیطرح پڑھنے والے کو کچھ دینے کے بھی کچھ معنی نہین ہین کیونکہ یہ قرآن پڑھنے کی اجرت کے مشابہ ہی جو باطل ہی۔ اور فتاوی بزازیہ مین ہی اوصی بقاری یقرأ القرآن عند قبرہ بشیء فالوصیۃ باطلۃ اگر قاری کے لیے کسی چیز کی وصیت کی کہ اُسے دیجائے تاکہ وہ اُسکی قبر پر قرآن شریف پڑھا کرے تو وصیت باطل ہی۔ اور تاتارخانیہ مین ہی ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ خدا کی اطاعت پر اجرت لینا جائز نہین ہی۔ ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ ایسی زیارت قبور اور تسبیح وتہلیل مین جو دنیا حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہو اُس مین کچھ ثواب نہین ہی نہ میت کو نہ کاسب کو اور ایسی عبادتون کی اجرت لینا اور دینا ممنوع ہی **سوال** ڈھول تاشا باجا دف وغیرہ کا نکاح یا شادی کے رسومات مین بجانا درست ہی یا نہین **جواب**: آلات غنا و مزامیر کی حرمت احادیث صحیحہ سے صاف طور سے ظاہر ہی مگر دف کہ مجالس نکاح مین اُسکی اباحت کی حدیثین وارد ہین صحیح بخاری مین تعلیق کے طریقہ سے مذکور ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لتکونن من امتی قوم یستحلون الحریر والخمر والمعازف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین ایک ایسا گروہ ہوگا جو ریشم شراب اور باجون کو حلال جانے گا۔ اور سنن ابن ماجہ مین مروی ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل منھم القردۃ والخنازیر حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہی کہ میری امت مین ایسے لوگ ہونگے جو شراب پیین گے اور اُسکے دوسرے نام رکھین گے اُن کے سرون پر باجے بجائے جائین گے اور گانا گایا جائیگا خدا اُنکو زمین مین دھنسا دیگا اور اُنکو بندر اور سور بنا دے گا۔ اور جامع ترمذی مین مروی ہی تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظھرت القینات والمعازف میری امت مین خسف و مسخ شائع ہو جائیگا جبکہ گانے والیان اور باجے ظاہر ہو جائین گے۔ اور مسند احمد مین مروی ہی ان اللہ حرم الخمر

والمیسر والکوبۃ خدا نے شراب جوا اور بربط کو حرام کیا ہی۔ اور مسند ابن ابی الدنیا مین مروی ہے
یمسخ قوم من ھذہ الامۃ فی آخر الزمان قردۃ وخنازیر قالوا یا رسول اللہ الیس یشھدون
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ قال بلی ویصومون ویحجون ویصلون قیل فما بالھم
قال اتخذوا المعازف والقینات آخر زمانے مین اس امت کے کچھ لوگ مسخ کر کے بندر اور سور
بنا دیے جائین گے لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی
گواہی ندین گے آپ نے فرمایا گواہی دین گے اور روزہ رکھین گے اور حج کرین گے اور
نماز پڑھین گے لوگون نے پوچھا پھر وہ کیون مسخ کیے جائین گے آپنے فرمایا باجے اور گانے
والی عورتون کو رکھین گے۔ اور مسند احمد مین ہی ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین وامرنی ان
احرق المزامیر والکنارات اللہ نے مجھے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہی اور مجھے حکم دیا ہی کہ مین
باجون اور رباب کو جلا دون۔ اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی لیستحلن من امتی الحریر والخمر
والمعازف میری امت کے کچھ لوگ ریشم شراب اور باجون کو حلال کر لین گے۔ اور سنن ابوداود وغیرہ
مین مروی ہی عن نافع قال سمع ابن عمر رضی اللہ عنہ مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونای
عن الطریق وقال یا نافع ھل تسمع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیہ عن اذنیہ وقال کنت مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ھذا فصنع مثل ھذا نافع رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک باجا سنکر اپنی انگلیان اپنے دونون کانون مین رکھ لین اور راستہ سے
دور ہو گئے اور پوچھا کہ اے نافع تمکو کچھ سنائی دیتا ہی مین نے کہا نہین تو اُنھون نے اپنے کانون
سے انگلیان نکالین اور فرمایا کہ مین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اُنھون نے
ایسی ہی ایک آواز سنی اور ایسا ہی کیا۔ اور جامع ترمذی مین ہی اعلنوا ھذا النکاح واضربوا
علیہ بالغربال نکاح کا اعلان کرو اور اُسپر دف بجاؤ۔ ان اخبارون سے اور ایسے ہی اور اخبار سے
کہ ماہر فن حدیث پر مخفی نہین صاف ثابت ہی کہ جملہ آلات غنا جنھین معازف ومزامیر کہتے ہین
شرعا حرام ہین سوا دف کے۔ اور کتب حنفیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر حنفیہ دف کو
بھی ممنوع لکھتے ہین اور اکثر حنفیہ مطلقا غنا کو بھی حرام کہتے ہین۔ تاتارخانیہ مین ہی ان کان
السماع غنا فھو حرام لان التغنی واستماع الغنا حرام اگر سماع مین غنا ہو تو حرام ہی کیونکہ غنا

اور اُسکا سننا دونون حرام ہین۔ اور مبسوط مین ہی استماع الملاهی والتغنی کلها حرام کھیل کو اور غنا سب حرام ہی۔ اور محیط مین ہی التغنی والتصفیق بها واستماعها کلها حرام غنا اور اُس مین تالیان بجانا اور اُسکو سننا سب حرام ہی۔ اور ہدایہ مین ہی دلت المسألة علی ان الملاهی کلها حرام حتی التغنی بضرب القضیب مسئلہ اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ کھیل کود سب حرام ہین حتے کہ کچھ بجا کر گانا اور تالیان بجانا۔ اور نہایہ مین ہی التغنی والتصفیق والطنبور والبربط والدف واشباه ذلك حرام گانا تالی بجانا طنبور بربط دف اور اُسکے مشابہ دوسری چیزین حرام ہین۔ اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین قول فیصل جو احادیث سے ثابت ہی یہی ہی کہ نفس غنا عمومًا ممنوع نہین بلکہ اُس مین حرمت یا کراہت عوارض خارجیہ کی وجہ سے عارض ہوتی ہی اور مزامیر سب ممنوع ہین سوا دف کے کہ نکاح وغیرہ مین اُسکی رخصت وارد ہوگئی ہی **سوال** قصاب کی امامت مکروہ ہی یا نہین **جواب** نہین اور نہ بکری وغیرہ کے ذبح کرنے کی اجرت شرعًا ممنوع ہی **سوال** (۱) کیا خدا کی ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اصل اور مادہ ہی (۲) اسکے کیا معنی ہین کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا خدا کے نور سے بنے ہین (۳) حضور روحی فداہ کی ذات حادث ہی یا قدیم **جواب** (۱) خدا کی ذات قدیم اور حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کی ذات حادث ہی اور قدیم حادث کی اصل اور مادہ نہین ہو سکتا کیونکہ قدیم ایک خاص ذات ہی جسکی تجزی اور تبعیض ناممکن ہی پس اُس سے کچھ حصہ علٰحدہ نہین کیا جا سکتا اور یہ امر کتب عقائد مین محقق ہی کہ جو غیر متجزی اور ناقابل انقسام ہو وہ کسی چیز کی اصل نہین ہو سکتا۔ مواہب لدنیہ کی لفظ من نورہ کی شرح مین زرقانی رحمہ اللہ لکھتے ہین ای من نور هو ذاته لا بمعنی انها مادة خلق نوره منها بل بمعنی تعلق الارادة به بلا واسطة شئ فی وجوده یعنے خدا نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو ایک ایسے نور سے پیدا کیا جو خود اُسکی ذات ہی نہ یہ کہ خدا کی ذات مادہ ہی جس سے خدا نے آپکے نور کو پیدا کیا بلکہ مطلب یہ ہی کہ آپ کی ذات کے پیدا کرنے مین خدا کے ارادہ کا تعلق بغیر کسی چیز کے واسطے کے ہی (۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے ہین اسکا مطلب یہ ہی کہ آپ کا اُس سے بلا واسطہ تعلق ہی جیسا کہ زرقانی مین بھی ہے (۳) قدیم کی دو قسمین ہین ایک قدیم حقیقی جسکے وجود کی ابتدا نہو وہ اللہ تعالٰی ہی دوسرے قدیم مجازی جسکے وجود کی ابتدا تو ہو لیکن تمام اشیا کی اصل ہونے کی وجہ سے یا زیادتی عمر کی بدولت اُسپر

قدیم کا اطلاق ہوا اور حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی ذات قدیم کی اس قسم مین داخل ہی
زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین الازلی القدیم لیس لہ ابتداء ویطلق مجازا علی ما
طال عمرہ والوجود ثلثۃ لارابع لہا ازلی وابدی وھو الحق سبحانہ وتعالی ولا ازلی ولا ابدی
وھو الدنیا وابدی غیر ازلی وھو الاخرۃ ازلی قدیم وہ ہی جسکی ابتدا نہو اور مجازًا اسکا اطلاق اُن
اشیا پر بھی ہوتا ہی جنکی عمر زائد ہو اور وجود صرف تین ہی طرح کے ہین (۱) ازلی وابدی خدای تعالیٰ
(۲) غیر ازلی وغیر ابدی دنیا (۳) ابدی غیر ازلی آخرت۔ البتہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی
ذات کو ذات خداوندی سے ایک خاص مناسبت ہی جیسا کہ اسی کتاب مین ہی۔ واللہ اعلم بالصواب
کتبہ خادم الطلبہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما۔ جواب صحیح ہی واقعی تمام اہل اسلام کا
یہی اعتقاد ہی اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے وہ یا کافر مجاہر ہی یا اہل اسلام کے نزدیک ملحد اور
زندیق ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال کسی کار خیر کی انجام کی خوشی مین دعوت کرنا یا شیرینی تقسیم کرنا مثلاً کسی کا لڑکا قرآن شریف
شروع یا ختم کرے یا محراب سنائے یا کوئی حج کرکے واپس آئے یا کسی قسم کی ترقی ہو تو خوشی مین بنظر
شکریہ دوستون اور عزیزون اور حاضرین اور مساکین کو کھانا کھلانا یا کچھ تقسیم کرنا جائز ہی یا نہین **جواب**
جائز ہی صحیح بخاری باب الطعام عند القدوم مین مروی ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم
المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ مین تشریف لائے تو آپ نے
بھیڑ یا گائے ذبح کی۔ اور صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصہ قبول
توبہ مین مروی ہی فلما جاءنی الذی سمعت صوتہ یبشرنی نزعت لہ ثوبی فکسوتھما ببشارتہ
جب میرے پاس الذی آگئے مین نے اُنکی آواز سنی کہ وہ مجھے بشارت دے رہے ہین پس مین نے
اُنکے لیے اپنے کپڑے اُتارے اور اس بشارت کے معاوضہ مین مین نے وہ کپڑے اُنھین پہنا دیے
اور بھی اُسی مین ہی قلت یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی
رسولہ قال امسک بعض مالک قلت انی امسک سہمی الذی بخیبر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
مجھے توبہ قبول ہونے کے شکریہ مین خدا اور اُسکے رسول کی راہ مین صدقہ کرنے کے لیے کچھ نکالنا چاہیے
آپ نے فرمایا کہ اپنے مال کا کچھ حصہ بچا بھی رکھنا مین نے عرض کیا کہ خیبر کا جو میرا حصہ ہی مین اُسے

اپنے لیے رہنے دوں گا **سوال** (۱) خدائی ذات حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اصل اور مادہ ہے یا نہیں (۲) اسکا کیا مطلب ہو کہ آپ کی ذات کو ذات خداوندی سے ایک خاص مناسبت ہی (۳) حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی ذات حادث ہی یا قدیم **جواب** (۱) ذات آلہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مادہ نہیں ہی کیونکہ حادث کا مادہ قدیم نہیں ہوسکتا (۲) یہ جو مشہور ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم خدا کے نور سے پیدا کیے گئے ہین اس سے یہ مراد نہین ہی کہ نور آلہی نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مادہ ہی بلکہ اس مین اضافت بغرض شرف ہی جس طرح کعبہ کو بیت اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہتے ہین اور چونکہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام کے انوار سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور اسپر خاص عنایات مواہب ربانی تھے لہذا یہ کہا گیا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے ہین (۳) حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی ذات حادث ہی اور قدیم بمعنے ازلیت غیر مسبوق بالعدم اہل اسلام کے نزدیک خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہی لیکن فلاسفہ عقول کو بھی قدیم کہتے ہین مگر قدم بمعنے عدم احتیاج بالغیر سب کے نزدیک واجب الوجود ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہی اور اسپر اخبار صحیحہ دلالت کرتے ہین کہ خدا تھا اور اُسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی **سوال** قرآن شریف یا کسی اور کتاب سے فال لینا درست ہی یا نہیں **جواب** اسکے جواز کی کوئی صریح دلیل قرآن و احادیث سے پائی نہین گئی اور علما اس مین مختلف ہین بعضون نے اسکو حرام اور بعضون نے مکروہ لکھا ہی اور بعضون نے باین شرط جائز لکھا ہی کہ اگر مقصود کے مخالف نکلے تو دل مین بد خیال نہ آنے پائے۔ ابو عبداللہ محمد بن حاج مالکی رحمہما اللہ مدخل مین لکھتے ہین التفاول فی الشرع هو الذی لا یقصده الانسان حتی یسمعه ابتداء واما من یقصده فلیس من التفاول فی شیء و اشد من ذلک التفاول فی فتح الختمة والنظر فی اول سطر یخرج منها او غیره وذلک باطل وبیان ذلک انه قد یخرج له منها آیة عذاب ووعید فیقع له التشویش من ذلک فرفع عند ذلک حتی ینقطع مادة التشویش بل یخشی علیه ان یقع له ما هو اشد من ذلک ویؤل امره الی الخطر العظیم ومن الذخیرة قال الطرطوسی ان اخذ الفال بالمصحف وضرب الرمل ونحوهما حرام وهو من باب الاستقسام بالازلام من ان الفال حسن بالسنة وتحریوان الفال الحسن وهو ما یعرض من غیر کسب مثل قائل یقول مااتفلح ونحوه والتفاول المکتسب حرام کما قاله الطرطوسی فی تعلیقه

شرعاً فال وہی ہے جو خود بخود سب سے پہلے انسان بلا قصد سنے لیکن جو فال بقصد لی جائے وہ فال نہین ہے اور اس سے بڑھکر یہ ہے کہ قرآن شریف کھولکر پہلی سطر سے فال لین اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض وقت شروع صفحے مین عذاب و وعید کی آیت ہوتی ہے جسکی بدولت فال دیکھنے والے کو تشویش ہوتی ہے لہذا اس کی ممانعت کردی گئی تاکہ تشویش کی جڑ ہی کٹ جائے بلکہ اسکا خوف ہے کہ وہ اس سے زائد کسی تشویش مین پڑکر سخت خطرے مین پڑجائے اور ذخیرہ مین ہے کہ طرطوسی رحمہ اللہ نے کہا ہے قرآن شریف سے فال لینا اور رمل سے کچھ دریافت کرنا اور اسکے مثل حرام ہین یہ سب تیرون سے قسمت دریافت کرنے کے مثل ہین لیکن فال جو سنت ہے وہ حسن ہے اُسکا بیان یہ ہے کہ حسن فال وہ ہے جو بلا کسب وکوشش کے لیجائے مثلاً کسی نے کہا تو فلاح نہ پائے گا اور اسکے مثل اور وہ فال جو کوشش کرکے لی گئی ہو حرام ہے جیساکہ طرطوسی رحمہ اللہ نے اپنے تعلیق مین لکھا ہے۔ اور ملا علی قاری مکی حنفی رحمہ اللہ شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین الفال بالمصحف ما صدر عن السلف واختلف فیہ المتاخرون ولا شک لان التشاؤم مکروہ سواء بالحروف او بالمعنے والتفاول بالمعنے او بالظہور کبسملۃ ونحوہا فلا باس واما الحروف فلا دلالۃ لہا علی الحسن والقبح ابدا قرآن شریف سے فال لینا سلف سے ثابت نہین ہے اور اس مین متاخرین نے اختلاف کیا ہے اور اس مین کوئی شک نہین ہے کہ فال بدلینا مکروہ ہے خواہ حروف سے ہو یا معنی سے لیکن معنی یا ظہور سے فال لینا مثلاً بسم اللہ وغیرہ تو اس مین کچھ حرج نہین ہے مگر وہ حسن و قبح پر دلالت نہین کرتی۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین ومن جملۃ علم الحروف الفال بالمصحف حیث یفتحونہ وینظرون فی اول صفحۃ ای حرف وافقہ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ فان جاء حرف من الحروف المرکبۃ من تشخلا حکموا بانہ غیر مستحسن وفی سائر الحروف بخلاف ذلک وقد قال ابن العجمی فی منسکہ لا یوخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلک فکرہ بعضہم واجازہ بعضہم ونص المالکیۃ علی تحریمہ انتہی ولعل من اجازہ وکرہ اعتمد علی المعنی ومن حرمہ اعتبر حروف المعنے فانہ فی معنی الاستقسام بالازلام منجملہ علم حروف کے مصحف سے فال لینا ہے کہ قرآن شریف کو کھولکر اُسکے پہلے صفحے کو دیکھتے ہین کہ کون حرف اُنکے حال کے موافق ہے اسی طرح ساتوین ورق کے ساتوین صفحے مین پس اگر حروف تشخلا کم مین سے کوئی اُس مین ہو تو حکم لگادیتے ہین کہ فال

تمام حروف مین غیر مستحسن ہی ابن حجر اپنے منسک مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف سے فال نہ لیجائے کیونکہ اس مین علما کا اختلاف ہی بعضے اسے مکروہ لکھتے ہین اور بعضے جائز اور مالکیہ اسکے حرام ہونے پر دلیل لائے ہین انتہی اور شاید جو لوگ اسے جائز یا مکروہ سمجھتے ہین وہ معنون پر اعتماد کرتے ہین اور جو حرام سمجھتے ہین وہ حروف معنی کا خیال کرتے ہین کیونکہ یہ تیرون سے قسمت دریافت کرنے کی طرح ہی۔ اور سید عبد الباقی رحمہ اللہ بغدادی رسالۂ مناسک الحج مین لکھتے ہین ومن الاستخارات الشایعۃ الاستخارۃ بالقرآن ویسمونہ تفاولا ولعلہم منہا کیفیات شتی والظاہر ان ذلک مما لا دلیل علی مشروعیتہ ومن البدع ما یستعملہ الشیعۃ بالتفاول من السبحۃ ونحوہا وکذا ما یفعلہ کثیر من الناس بالتفاول بدیوان حافظ الشیرازی شائع استخارون مین سے قرآن شریف کا استخارہ ہی جسے فال کہتے ہین اور اسکے قرآن شریف سے معلوم کرنیکے بہت سے طریقہ ہین اور ظاہر یہ ہی کہ اسکی مشروعیت پر کوئی دلیل نہین ہی اور جو شیعہ تسبیح وغیرہ سے فال لیتے ہین اور جو بہت سے لوگ حافظ شیرازی رحمہ اللہ کے دیوان سے فال لیتے ہین یہ سب بدعت ہی **سوال** رمل کا سیکھنا اور سکھانا جائز ہے یا نہین **جواب** رمل کی اصل حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے سے ہی اور اُنکے معجزات مین شمار کیا گیا ہے مگر ہماری شریعت مین رمل کی ممانعت ہی۔ طحطاوی حاشیۂ درمختار مین لکھتے ہین ہو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقطۃ بقواعد معلومۃ تخرج حروفا تجمع وتستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام رمل وہ علم ہی جس سے قواعد مقررہ کے مطابق خطوط اور نقطون سے اشکال بنالینے کے طریقے معلوم ہون جنسے کچھ حروف نکلتے ہین جنکے ملانے سے جملہ نکلتا ہی جو آیندہ ہونے والی باتون کو بتلاتا ہی اور یہ تم جان چکے ہو کہ یہ قطعا حرام ہی یہ اصل مین حضرت ادریس علیہ السلام کے لیے تھا۔ اور ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاوی مین ہی ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ یشارک اللہ فی غیبہ رمل کا سیکھنا اور سکھانا سخت حرام ہی کیونکہ اس سے عوام کو وہم ہوتا ہی کہ اسکا جاننے والا علم غیب مین خدا کا شریک ہی۔ اور صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد وغیرہ مین حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہی قال قلت ومنا رجال یخطون قال ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نبی من الانبیاء

يخط فمن وافق خطه فذاك حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ ہم
مین بعض لوگ خط کھینچتے ہین (یعنے اسطرح غیر معلوم باتون کا پتہ چلاتے ہین) آپ نے فرمایا بعض انبیا بھی
خط کھینچا ہی پس جسکا خط اُس خط کے مطابق ہو وہ درست ہی - اور جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ مرقاۃ
الصعود شرح سنن ابوداؤد مین لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناه والصحیح ان معناه
من وافق خطه فهو مباح ولا طريق لنا الى معرفة ذلك والعلم اليقيني بالموافقة فلا يباح وقال عياض
معناه من وافق خطه فذاك الذی تجد وند اصابته مما يقول لا انه اباح ذلك لفاعله قال ويحتمل ان هذا نسخ
من شرعنا وقال الخطابی هذا الحديث يحتمل النهی عن هذا الخط لانه كان علما النبوة ذلك النبی وقد انقطعت
فنهو عن تعاطی ذلك قال النووی فحصل من مجموع كلام العلماء الاتفاق على النهی عنه الآن
نووی رحمہ اللہ کہتے ہین علما نے اسکے معنی مین اختلاف کیا ہی صحیح یہ ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ جسکا خط انبیا
کے خط کے موافق ہو اُسکا یہ کام مباح ہی اور ہمکو یہ کسی طرح نہین معلوم ہو سکتا ہی اور نہ موافقت کا
یقینی علم ہو سکتا ہی پس خط کھینچنا مباح نہین ہی اور عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ جسکا
خط انبیا کے خط کے مطابق ہو اُسکو جو بات معلوم ہو گی صحیح ہو گی نہ یہ کہ اُسکا یہ فعل مباح ہوگا اور
اُنھون نے کہا ہے کہ اس امر کا احتمال ہے کہ یہ فعل ہماری شرع مین منسوخ ہو گیا اور خطابی
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ حدیث خط کھینچنے کی نہی کا احتمال رکھتی ہے کیونکہ یہ خط ایک نبی
کی نبوت کی علامت تھی جو ختم ہو گئی لہذا اب اس کے کرنے کی ممانعت کر دی گئی نووی
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تمام علما کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ اس زمانہ مین اس کا ممنوع ہونا
متفق علیہ ہی **سوال** شب برات مین حلوا اور عیدین مین سویان ضروری سمجھکر پکانا اگرچہ قرضدار بھی
ہو جائے کیسا ہی یا بخلاف خیال رسوم محض اس خیال سے پکانا کہ پڑوس مین یہ چیزین پکین گی
اگر ہمارے یہان نہ پکین تو ہمارے بچے روئین گے یا خود شیرینی کا شوق ہو اس لیے پکانا کیسا ہی
جواب اس باب مین کوئی نص نفیاً اور اثباتاً وارد نہین ہی - اور جن چیزون مین نص نہو تو
کلیہ قاعدہ یہ ہی کہ اگر اُسے بپابندی رسم ضروری سمجھے گا تو کراہت لازم آئے گی اور اگر ضروری
نہ سمجھے گا تو کوئی حرج نہین ہی - بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه

ان لا یتصرف عن یمینہ وقد رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسار
تم میں سے کوئی اپنے اعمال کو شیطان کے لیے نہ کردے اسطرح کہ اپنے پلٹنے کو داہنے میں منحصر کردے
میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو دیکھا ہی کہ ببسا اوقات اپنے بائیں طرف مڑتے یعنی جو بائیں ہاتھ
کیطرف ہوتا۔ طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ میں ہی۔ ان من اصر علی مندوب
وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر
اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جو کسی مستحب پر التزام کرے اور اُسے لازم سمجھ لے اور معافی پر عمل
نہ کرے اُسے شیطان نے پکڑلیا ہی پس جو بدعت یا برائی کا التزام کرلے اُسکے متعلق کیا کہا جائے

سوال غیر خدا کی نذر اور منت کا کھانا درست ہی یا نہیں **جواب** غیر اسکی نذر اور منت حرام ہی اور
اُسکا کھانا سب کے لیے حرام ہی اور کسی حاجت کے وقت اللہ کے لیے جانور ذبح کرنے یا کھانا کھلانے
یا مٹھائی باٹنے کی منت ماننا درست ہی اور حصول مقصد کے بعد اُسکا پورا کرنا لازم ہی مگر اُسکے
مصرف محتاج اور فقرا ہیں نذر کرنے والے اور امرا کو اُسکا کھانا جائز نہیں بحر الرائق میں علامہ قاسم
بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ کی شرح درر البحار سے منقول ہی النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ
من الشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فھو بالاجماع حرام بوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق
والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا یکون للمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا
انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر اللھم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت
مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی
او الامام اللیث او اشتری حصیرا لمساجدھم او زیتا لوقودھا او دراھم لمن یقوم بشعائرھا الی غیر ذلک مما
یکون فیہ نفع للفقراء والنذر للہ وذکر الشیخ انما ھو محل لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین
برباطہ او مسجدہ فیجوز بھذا الاعتبار ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب او ذی نسب
او علم ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر
للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ
اخذہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزون فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ
المبتدأۃ واخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد الناذر التقریب الی اللہ وصرفہ

الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ عوام جو مردون کی نذرین مانتے ہین اور جو
شمعین اور چراغ وغیرہ اولیاے کرام کے مزارون پر اُنسے تقرب حاصل کرنے کی نیت سے لیجاتے
ہین یہ حرام ہی کیونکہ یہ نذر لغیر اللہ ہی جو حرام ہی اس لیے کہ نذر عبادت ہی اور مخلوق کی عبادت حرام ہی اور
اس لیے کہ منذور لہ مردہ ہی اور مردہ کسی چیز کا مالک نہین ہی اور اس لیے کہ اس سے اس امر کا
گمان ہوتا ہی کہ امور مین مردہ تصرف کرتا ہے نہ کہ خدا اور یہ اعتقاد کرنا کفر ہی لیکن اگر یہ کہے کہ ای اللہ
مین نے تیرے لیے یہ نذر مانی ہی کہ اگر تو میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو لوٹا دے یا
میری حاجت کو پورا کردے تو مین اُن فقرا کو کھانا کھلاؤن گا جو سیدہ نفیسہ یا امام شافعی یا امام
لیث رحمہم اللہ کے دروازے پر رہتے ہین یا انکی مساجد کی چٹائیان بنوادون گا یا وہان کے
چراغون کے لیے تیل خریدون گا یا وہان کے نگہبانون کو دراہم دون گا یا ان کے سوا اور ایسے
امور جن مین خدا کے لیے نذر ہو اور فقرا کا نفع ہو تو جائز ہی شیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی کہ نذر کے
صرف کرنے کے محل وہ لوگ ہین جو منذور لہ کی خانقاہ یا مسجد مین رہتے ہون اور اس اعتبار سے
یہ نذر جائز ہی لیکن اُسکو کسی امیر یا منصب یا نسب یا علم والے لوگون پر جبکہ وہ فقیر نہون صرف
کرنا درست نہین ہی اور شرع مین اغنیا کے لیے صرف کرنا جائز نہین ہی کیونکہ مخلوق کے لیے
نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہی اور وہ نذر نہ تو ثابت ہوتی ہے اور نہ لازم ہوتی ہی اور اس لیے
کہ وہ حرام ہے اور شیخ کے خادم کو بھی اُسکا لینا درست نہین ہی مگر جبکہ فقیر ہو اور اہل و
عیال رکھتا ہو جو سب کے سب فقیر ہون اور وہ اُسکو بطریق صدقہ کے لین اور بھی اگر نذر سے
نذر کرنے والے کا مقصد تقرب الی اللہ نہو تو اُسکا لینا اور فقرا پر صرف کرنا بھی نا جائز ہی نذر
شیخ سے تو کچھ بحث ہی نہین۔ اور اس باب مین اصل یہ ہی جو مسند احمد مین مروی ہی انما النذر
لا تبتغی بہ الا وجہ اللہ نذر وہ ہی جس سے خدا مقصود ہو۔ اور سنن ابو داؤد مین ہی لا نذر الا فیما
ابتغی بہ وجہ اللہ وہ نذر نہین جس مین خدا کے سوا کوئی اور مقصود ہو۔ اور ابو داؤد نے
روایت کی ہی ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل
فیہ وثن من اوثان الجاھلیۃ تعبد قال لا قال اوف بنذرک ایک شخص نے نذر مانی کہ
وہ ایک اونٹ ذبح کرے گا ایک خاص جگہ پر جسکو اُس نے معین کردیا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے دریافت فرمایا کہ کیا وہان زمانۂ جاہلیت کے بتون مین سے کوئی بت ہو جو پوجا جاتا ہو تو
اُس نے کہا نہین تب آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو سوال کسی دوست آشنا اُستاد بزرگ
کے قدوم کی خوشی مین ضیافت کی نیت سے یا کسی اور خوشی مین جانور ذبح کرنا یا شیرینی باٹنا
جائز ہے یا نہین اور اُسکا کھانا جائز ہو یا نہین **جواب** درست ہو۔ فتاوی بزازیہ مین ہو ذبح شاۃ
لضیف ذکر اعلیھا اسم اللہ یحل اکلہ لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ ومن ظن
انہ لا یحل لعلۃ انہ ذبح لاکرام بنی آدم فیکون کانہ اھل لغیر اللہ فقد خالف القرآن و
الحدیث والعقل فانہ ان القصاب یذبح للربح ولو علم انہ یخسر لا یذبح فیلزم علی ھذا
الجاھل ان لا یاکل ماذبحہ القصاب و لاما ذبح للولائم والاعراس والعقیقۃ ولو ذبح
لقدوم الامیر اولقدوم واحد من العظماء لا یحل اکلہ وان ذکر اسم اللہ علیہ لانہ
ذبح لتعظیم خلق اللہ ولھذا لا یضعہ بین یدیہ بخلاف الاولی لانہ یقدمہ بین یدیہ ہو الفتاوی
اگر کسی مہمان کے لیے خدا کا نام لیکر بکری ذبح کی جائے تو اُسکا کھانا حلال ہو کیونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کی سنت ہو اور مہمان کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور جو یہ خیال کرتا ہو کہ اُسکا کھانا ناجائز ہے
کیونکہ اُس نے آدمی کی تعظیم کے لیے اُسے ذبح کیا ہو تو یہ مثل اُن اشیا کے ہونگے جن پر
خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو) وہ قرآن اور حدیث اور عقل سب کے خلاف کرتا ہو کیونکہ
قصاب نفع کی غرض سے ذبح کرتا ہو یہانتک کہ اگر اُسے نقصان کا علم ہو تو ہرگز ذبح نہ کرے تو
اس جاہل کے قول پر لازم آتا ہو کہ قصاب کا ذبیحہ بھی نہ کھایا جائے اور اسی طرح وہ بھی جو ولیمون
شادیون یا عقیقون کے لیے ذبح کیا جائے اور اگر امیر یا بڑے لوگون مین سے کسی کے آنے پر ذبح
کیا ہو تو اُسکا کھانا جائز نہین ہو اگرچہ وقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو کیونکہ یہ ذبیحہ تعظیم خلق اللہ کے
لیے ہو اس وجہ سے حاکم یا معزز شخص کے سامنے اُسے نہین لیجاتے بخلاف ذبیحۂ اولی کے کہ اُسے
جسکے لیے ذبح کیا ہو اُسکے سامنے لیجاتے ہین اور یہی ان دونون مین فرق ہو۔ اور اصل اس
باب مین قصہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہو جو صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہو کہ جب
اُنکی توبہ قبول ہوئی تو اُنھون نے اس خوشی مین اپنا تمام مال صدقہ کیا اور حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ کسقدر اپنے مال سے رہنے دو تب اُنھون نے اپنا وہ حصہ جو غزوہ

خیبر مین ملا تھا باقی رہنے دیا اور سب مال صدقہ کر دیا اور بھی اس بحث مین اصل ولیمہ کی شرعیت ہی جو شب زفاف کے بعد مسنون کیا گیا ہے اور اُسکے فضائل مین حدیثین صحاح مین مروی ہین اور وہ حدیثین جن مین نکاح کے بعد خرما وغیرہ لٹانا مروی ہے سنن بیہقی اور معجم طبرانی اور طحاوی کی شرح معانی الآثار مین ہین مگر اُنکی سندون مین ضعف ہی اور اسی قسم سے براتیون کا کھانا کھلانا ہے غرض احادیث متکثرہ سے جو وقائع مختلفہ مین وارد ہین لیہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی خوشی کے وقت کھانا کھلانا یا کھانا بانٹنا اگر کوئی اور چیز بانٹنا جائز ہے اور ہر امیر اور غریب کو اُس کا کھانا مباح ہی **سوال** زید ناس لیتا ہی اور حقہ پینے کو حرام نہین کہتا بکر کہتا ہی کہ زید اور اُسکے سب مرید کافر ہین اور حقہ پینے والے کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا چاہیے اس مسئلہ مین حق کس کا قول ہے **جواب** بکر کا قول اس باب مین محض لغو ہے اور ہرگز ماننے کے لائق نہین ہی اہل اسلام کو چاہیے کہ اُسے سمجھائین اور ایسا حکم لگانے سے روکین۔ جاننا چاہیے کہ حقہ بیناسنہ کے بعد واقع ہوا اور اُس وقت سے لیکر اس وقت تک چارون مذہبون کے علما اس مین مختلف ہین بعضے حرام اور بعضے مکروہ تحریمی اور بعضے مکروہ تنزیہی کہتے ہین اور بعض مطلقاً مباح جانتے ہین مین نے اُن سب کی عبارتین مع تفصیل کے اپنے رسالہ ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان مین لکھدی ہین جسکو دیکھنا ہو دیکھ لے۔ اور رد المحتار مین ہی اضطربت اٰراء العلماء فیہ فبعضھم قال بکراھتہ وبعضھم قال بحرمتہ وبعضھم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لاشک یفطر وللعلامۃ الشیخ علی الاجھوری رسالۃ نقل فیھا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ قلت والف فی حلہ سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی الحنفی رسالۃ سماھا الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان واقام الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ والکراھۃ فانھما حکمان شرعیان لابد لھما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا اضرارہ وان فرض اضرارہ للبعض لایلزم منہ تحریمہ علی کل احد اس مین علما کی رائین مختلف ہین بعض کراہت کے قائل ہین اور بعض حرمت کے اور بعض اباحت کے شرنبلالی رحمہ اللہ کی شرح وہبانیہ مین ہے کہ تمباکو کا بیچنا اور اُسکا پینا حرام ہی اور اگر کوئی

رمضان مین پی لے تو بلا شک اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا علامہ شیخ علی اجھوری رحمہ اللہ کا ایک رسالہ ہی جس مین انھون نے یہ نقل کیا ہی کہ حقہ کے حلال ہونے کا فتوے قابل اعتماد ائمہ مذاہب اربعہ نے دیا ہی مین کہتا ہون کہ اسکے حلال ہونے پر علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہی جسکا نام الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان رکھا ہی اور انھون نے حرمت اور کراہت کے قائلین پر بہت سی حجتین قائم کی ہین کیونکہ یہ دونون شرعی حکم ہین انپر دلیل کا قائم کرنا ضروری ہی اور اس پر کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اس کا نشا اور ضرر نہین ثابت ہی اور اگر بعض لوگونکے حق مین ضرر رسان ہو تو اس سے یہ لازم نہین اتا کہ سب پر حرام ہو جائے۔ اور عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین لکھتے ہین من البدع العادیۃ استعمال التتن والقھوۃ عادی بدعتون مین سے ناس اور قہوہ ہی۔ اور شیخ عبد الخالق مزجاجی رحمہ اللہ زبیدی حنفی اپنے بعض فتاوی مین لکھتے ہین قد تکلم العلماء المتاخرون فی ذلک لانہ لم یکن فی القرون السابقۃ فمن مفرط فی ذمہ حتی جزم بالحرمۃ ومن مفرط فی مدحہ ومنھم من توسط وقال انہ مکروہ تحریما وھذا عندی احسن الاقوال واعدلھا اذ لا قاطع بتحریمہ ولیس کل موذ ومنتن حراما والا لکان اکل الثوم والبصل والفجل والکراث حراما ھذا اکلہ فی شربہ دخانہ واما اکلہ وشمہ فھو مکروہ تنزیھا عندی لا نھا دون شرب دخانہ علماے متاخرین نے اس مین کلام کیا ہے کیونکہ یہ قرون سابقہ مین نہ تھا بس بہت سے لوگ اس کی برائی مین حد سے تجاوز کر گئے ہین کہ اسے حرام سمجھتے ہین اور بہت سے لوگ اس کی مدح مین حد سے بڑھ گئے اور بعض لوگ متوسط ہین کہ مکروہ تحریمی کہتے ہین اور یہی میرے نزدیک بہترین اور اعدل اقوال سے ہی کیونکہ اسکی حرمت کی کوئی قطعی دلیل نہین ہے اور ہر موذی اور بد بودار چیز حرام نہین ہی ورنہ لہسن پیاز مولی اور کراث[۱] کا کھانا حرام ہو جائے یہ تمام احکام تمباکو کے پینے کے ہین لیکن اسکا کھانا یا سونگھنا تو یہ میرے نزدیک مکروہ تنزیہی ہی کیونکہ اسکے دھوین کے پینے سے کم ہی۔ اور جو تنقیح دلائل طرفین کے بعد واضح ہوا ہی یہ ہی کہ حرمت کا قول ماننے کے قابل نہین ہی کیونکہ حرمت دلیل قطعی تحریم پر موقوف ہی اور حرام

---

[۱] لہسن کے جوے مین جو چھو کر بوئے جاتے ہین جب درخت نکلتا ہی تو اسکی پتیان جو کی ایسی اور بیل لہسن کا ایسا ہوتا ہی ان پتیون کو کراث کہتے مین ۱۲۔

کہنے والون نے کوئی قطعی دلیل اسپر قائم نہین کی ہو بلکہ دلائل ظنی جو اُنھون نے پیش کیے ہین وہ بھی مخدوش ہین جیساکہ ترویح الجنان کے دیکھنے والے پر مخفی نرہیگا اور بلاکراہت مباح ہونے کا قول بھی خدشات سے خالی نہین ہے البتہ مکروہ ہونے کا قول اعتبار کے قابل ہو اور یہ تمام گفتگو حقہ پینے والے مین ہو لیکن تمباکو کھانا اور ناس لینا تو اُسکے مکروہ ہونے پر بھی کوئی معتبر دلیل قائم نہین ہے پس معلوم ہوا کہ حقہ پینے یا ناس لینے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر کہنا اور اُس کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا بڑی جرأت کا کام ہے جو پڑھے ہوے لوگون سے بعید ہے اگر بفرض محال حرمت ثابت بھی ہو جائے تو بھی مختلف فیہ ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ علما کی ایک جماعت نے حرمت سے انکار کیا ہو اور کراہت یا اباحت کا فتوے دیا ہو۔ مسائل اختلافیہ مین تکفیر کے کیا معنے ہین۔ شرح عقائد نسفی وغیرہ مین ہو کہ جس حرام کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اُسمین کچھ اختلاف نہو اُسکی حلت کا حکم دینا موجب کفر ہوسکتا ہو لیکن وہ حرام جو مختلف فیہ ہو پس ہرگز اُس کے حلال جاننے والے پر کفر کا حکم جائز نہین ہے ایسا ہی فتاوے بزازیہ وغیرہ مین ہے **سوال** جو مسلمان شخص اسلام کے طریقے اور صورت اور اباس کو ناپسند کرکے برہما کے طریقے کے موافق صورت اور لباس کو پسند کرکے اور لمبے بال بڑھا کے عورتون کی طرح جوڑا باندھے اور برہما کا لباس پہنے اور پسند کرے اور کفر کے طریقون کو پسند کرے اور مدد دے وہ کیسا ہو **جواب** ایسا شخص فاسق اور فاجر ہو بلکہ کفر کے طریقے کو پسند کرنے کی وجہ سے اُسکے کفر کا خوف ہو **سوال** اس شہر مین برہما کے لوگ شروع سال چیت کے مہینے مین تین دن تک اپنے برہما کے طریقے کے موافق دریا مین ہزار آدمیون کے قریب جمع ہوکر پانی مین کھیلتے ہین اور اُس پرب کو بیشو پرب کہتے ہین اور اُس خوشی کے دن مین میلہ ہوتا ہے جیسے مجوسی نوروز مین اور ہندو دیوالی مین کرتے ہین اور بارتی اشنان دو چار کشتی لیکر بازی لگاتے ہین اور ہار جیت کی کشتی دوڑاتے اور کھیلتے ہین اور اپنی کشتیون مین لال اور کالے رنگ کے جھنڈے اُڑاتے ہین اور اشعار پڑھ پڑھکر ناچتے گاتے ہین اور ایک گھڑے مین لال رنگ لگاکر پانی بھرتے ہین اور اُس مین آم کی ایک ٹہنی رکھتے ہین اور کشتی دوڑانے کے وقت جو لوگ کشتی دوڑانے کے لیے موجود رہتے ہین اُن لوگون کی طرف سے شگون کے لیے

کالا یا لال ایک ایک مرغی کا بچہ چھوڑ دیتے ہین اس نیت سے کہ وہ کھیل کی کشتی دریا مین نہ ڈوبے اور اس دن برہما لوگون کی عورتین اپنے کو آراستہ کرتی ہین اور پکوان پکا کر جہان کشتی کا تماشہ ہوتا ہے لیجاتی ہین۔ اکثر مسلمان مرد اور عورتین بھی اس فعل کو اچھا جانکر کرتے ہین اُنکے لیے کیا حکم ہی **جواب** کفار کے ایسے لہو ولعب مین مسلمانون کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ اُنکی موافقت اور رضامندی کفر کا باعث ہوتی ہی حدیث مین ہی من کثر سواد قوم فهو منهم جس نے کسی قوم کے مجمع کو بڑھایا وہ اُسی قوم سے ہی۔ اور خزانۃ الروایات مین ہی فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الهند فی الیوم الذی یدعونه برستھی والموافقۃ معهم فیما یفعلونه من تزیین البقور والافراس والذهاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیها کفرۃ الهند بالنیران والموافقۃ معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم من المسلمین کفر فصول مین ہی شیخ ابو بکر طرخانی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تجانے مین جانے والا کافر ہی کیونکہ اس مین کفر کا اعلان ہی اور اسی قیاس پر مجوسیون کے نوروز مین جانا اور اُنکے افعال مین اُنکی مطابقت کرنا مسلمانون کیلیے کفر ہی اسی طرح ہند کے کافرون کے کھیل مین جسے سرتھی درام لیلا) کہتے ہین جانا اور گایون اور گھوڑون کو آراستہ کرنا اور امیرون کے گھر مین جانا ان سب سے کفر لازم آتا ہی اسی طرح اس رات مین نکلنا جس مین ہند کے کافر آگ (دیوالی) سے کھیلتے ہین اور اُنکے افعال مین اُنکی موافقت مسلمانون کے لیے کفر ہے۔ اور فتاوی بزازیہ مین ہی الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منهم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر به اجتمع المجوس یوم النیروز فقال مسلم خوب سیرت نهادند یکفر مجوسیون کے نوروز مین جانا اور اس دن اُنکے افعال کی اتباع مین کام کرنا کفر ہی اور ایسا کرنے والے اکثر وہ مجوسی ہوتے ہین جو مسلمان ہوگئے ہین یہ ان دنون مین نکلتے ہین اور اُن کے افعال کے مطابق کام کرکے کافر ہو جاتے ہین اور اُنکو اس کافر ہو جانے کا علم بھی نہین ہوتا اگر نوروز کے دن مجوسی جمع ہوے اور کسی مسلمان نے کہا

انھون نے کیا عمدہ بات نکالی ہی تو وہ کافر ہوگیا۔ اور بھی اُسی مین ہی وما جرت العادۃ بسمرقند ینصب امیر یوم نیروز واجتماع الناس وخروجھم الی باب رحمۃ واجتماعھم فیہ ثلثۃ ایام فلا شک انھم ان ارادوا بہ تعظیم الیوم فذلک کفر وان ارادوا بہ غیرہ فالاصوب والاصوب ترکہ وکذا اجتماع المسلمین یوم عید النصاری اور سمرقند مین جو یہ ہونے لگا ہے کہ امیر نوروز کے دن بنایا جاتا ہی اور لوگ جمع ہوکر باب رحمت کو جاتے ہین اور وہان تین دن تک جمع رہتے ہین پس بیشک اگر انکا مقصد اس سے اُس دن کی تعظیم ہو تو وہ کافر ہین اور اگر کوئی اور مقصد ہو تو اُسکا ترک کرنا ہی اچھا ہی اسیطرح مسلمانون کا نصاری کی عید کے دن جمع ہونا **سوال** اس ملک کے ہندو ہر سال پرستش کے طریقے سے گنگا یا دریا مین غسل کرتے ہین اور لڑکون کی منت اُتارتے ہین اور اُنکا سر منڈاتے ہین اور ایک راس بزغالہ گوسفند مادہ کو سیندور لگا کے اور ہار پہنا کے دریا مین ڈالتے ہین اور اُسے ملاح یا مسلمان نکال کے بیچتے ہین یا اپنے صرف مین لاتے ہین یہ درست ہے یا نہین **جواب** درست نہین ہی نہ اسوجہ سے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ ہی کیونکہ اُس آیت مین مذبوح لغیر اللہ مراد ہی بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور مالک کی ملک سے خارج نہین ہوتا **سوال** تاڑی پینا یا ہر وہ شراب جسکا کثیر مسکر ہو اور نان یا ڈھوکھا جسکا خمیر تاڑی کا ہو حرام ہی یا حلال **جواب** مذہب معتبر کے لحاظ سے حرام ہی اگرچہ بعض اشربہ مین امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک مقدار مسکر حرام ہی اور مقدار غیر مسکر حرام نہین ہی مگر امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق اُسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہی اور روایۃً اور درایۃً بھی یہی قول معتبر ہی خزانۃ المفتین مین ہے ذکر فی شرح مجمع البحرین الصحیح ما ذھب الیہ محمد رح شرح مجمع البحرین مین ہی کہ امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب صحیح ہی۔ اور مجمع البرکات مین ہی الفتوی علی قول محمد رح امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہی۔ اور ملتقی الابحر مین ہے والکل حرام عند محمد رح وبہ یفتی والخلاف انما ھو عند قصد التقوی واما عند قصد التلھی فحرام اجماعًا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سب حرام ہی اور اسی پر فتوی ہی اور اختلاف تقویت مقصود ہونے کی حالت مین ہی اور بخیال تلہی اجماعًا حرام ہی۔ اور زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین ہی الفتوی الیوم علی قول محمد حتی یحد من یسکر من الحبوب المتخذۃ من الحبوب والعسل واللبن والتین آجکل فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے حتاکہ جسکو جون شھد

دودھ یا انجیر سے بنی ہوئی چیز کے کھانے کی وجہ سے نشہ چڑھا ہو اُسکو بھی حد لگائی جائے گی۔ اور
قاضی بدرالدین عینی رحمہ اللہ رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھتے ہین قال محمدؒ والثلثۃؒ ما اسکر
کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلمؒ وعن
ابن عمرؓ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمدؒ وابن ماجۃؒ والدارقطنیؒ وصححہ و
الفتوی علی قول محمدؒ والاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ التلہی فہو حرام بالاجماع
امام محمد اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ جس چیز کا بہت نشہ لائے اُسکا تھوڑا بھی حرام ہے خواہ کسی قسم سے
ہو کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نشہ آور شراب ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اسے مسلمؒ نے
روایت کیا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے
جس چیز کی کثرت سے نشہ آئے وہ تھوڑی بھی حرام ہے اسکو احمدؒ اور ابن ماجہ اور دارقطنیؒ نے روایت
کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے اختلاف اُس صورت مین ہے جب
ایسی اشیا سے تقویت مقصود ہو ورنہ اگر شوقیہ ایسی چیز کو استعمال کرے تو اُسکے حرام ہونے پر
اجماع ہے۔ اور فتاوے بزازیہ مین ہے قال محمدؒ قلیلہ وکثیرہ حرام قالوا وبقول محمدؒ ناخذ انہ
حرام ومذہب محمد انہ حرام ونجس کما ہو مذہب مالکؒ والشافعیؒ واحمدؒ وابی داودؒ واذا
کان شربہ للہو فقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقا کما ہو المعتاد فی الزمان بین الانام یجتمعون علی
ہذہ المسکرات کاجتماعہم علی الخمر امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ تھوڑی بہت دونون طرح حرام ہے
اور ہم انھین کے قول سے اخذ کرتے ہین اور انکا مذہب یہ ہے کہ وہ حرام اور نجس ہے جیسا کہ امام مالک
اور امام شافعی اور ابوداؤد رحمہم اللہ کا مسلک ہے اور اگر اسکا پینا محض شوقیہ ہو تو قلیل وکثیر دونون بالاتفاق
حرام ہین جیسا کہ عموماً آجکل کے لوگ اسی قسم کی نشہ آور چیزون کو مجتمع ہوکر پیتے ہین جس طرح
شراب کو مجتمع ہوکر پیتے ہین۔ اور ابوالمکارم شرح مختصر وقایہ مین لکھتے ہین قال الفقیہ ابواللیثؒ
وبقول محمدؒ ناخذ وفی الخلاصۃ ان الفتوی علی قول محمدؒ فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ نے کہا
ہے کہ ہم امام محمد رحمہ اللہ کے قول سے اخذ کرتے ہین اور خلاصہ مین ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر
فتوے ہے اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے ذکر فی الفتوی ان الفتوی علی قول محمدؒ کذا ذکرہ
الامام محبوبیؒ فتوے مین ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوی ہے یہ امام محبوبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

اور فصیح الدین اور نظامی ہروی رحمہ اللہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین ثم انہ فی مجمع البحرین ان الصحیح فی کل اشربۃ قول محمدؒ و فی النھایۃ ان الفتوی علی قول محمدؒ و فی الخلاصۃ قال الفقیہ ابو اللیثؒ وبقول محمدؒ ناخذ وعلیہ الفتوی وفی الواقعات الحسانیۃ وبقول محمدؒ ناخذ مجمع البحرین مین ہے کہ اشربہ کے متعلق امام محمد رحمہ اللہ کا قول صحیح ہے اور نہایہ مین ہے کہ فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے اور خلاصہ مین ہے کہ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم امام محمد رحمہ اللہ کے قول سے اخذ کرتے ہین اور اسی پر فتوے ہے اور واقعات حسانیہ مین ہے کہ ہم امام محمد رحمہ اللہ کے قول سے اخذ کرتے ہین۔ اور جامع الرموز مین ہے حاصلہ ان شرب نبیذ الحبوب والحلاوات بشرطہ حلال عند الشیخین فلا یحد السکران منہ ولا یقع طلاقہ وحرام عند محمدؒ فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتوی کما فی الکفایۃ حاصل یہ ہے کہ غلون اور میٹھی چیز کی نبیذ شیخین رحمہ اللہ کے نزدیک بشروط حلال ہے تو جسے اس سے نشہ چڑھے اُسپر حد نہ کی جائے گی اور اُسکی طلاق نہ واقع ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حرام ہے اور ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ کافی مین ہے اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ کفایہ مین ہے۔ اور الیاس زادہ رحمہ اللہ شرح مختصر وقایہ مین لکھتے ہین الشیخ الخسروانی ذکر ان الفتوی علی قول محمدؒ شیخ خسروانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوی ہے۔ اور تنویر الابصار مین ہے وحرمھا محمدؒ مطلقاً وبہ یفتی امام محمد رحمہ اللہ اسے مطلقاً حرام لکھتے ہین اور اسی پر فتوے ہے۔ اور رد المحتار مین ہے قولہ غیرہ کصاحب الملتقی والمواھب والکفایۃ والنھایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح درر البحار والقھستانی والعینی حیث قالوا الفتوی فی زماننا بقول محمدؒ لغلبۃ الفساد اسکے علاوہ اور لوگ جیسے صاحب ملتقے اور مواہب اور کفایہ اور نہایہ اور معراج اور شرح مجمع اور شرح درر البحار اور قہستانی اور عینی کہتے ہین کہ ہمارے زمانے مین فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے غلبۂ فساد کیوجہ سے اور ایسا ہی بہت سے متون معتبرہ اور شروح اور فتاوے مین ہے جیسا کہ کتب فقہ کے دیکھنے والے پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے جب اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کے موافق ہر مسکر کا قلیل اور کثیر حرام ہے لہذا تاڑی کے ایک قطرہ کے بھی حرام ہونے مین کوئی شبہہ باقی نہین رہا کیونکہ اُسکا کثیر بلا شبہہ مسکر ہے اور اسیطرح اُسکی نجاست اور اُس نان پاؤ کی حرمت مین بھی کوئی شبہہ باقی نہین رہا جسکا خمیر تاڑی سے ہو اور جو اس زمانے کے بعض علما خیال کرتے ہین

کہ اس بحث مین شیخین رحمہما اللہ کا قول معتبر ہے اسوجہ سے کہ اُسکا متون مین ذکر ہے اور اصحاب متون کا قول اصحاب شروح وفتاوے کے قول سے زائد معتبر ہی غلط ہی کیونکہ حنفیہ رحمہم اللہ کے متون اس باب مین تین مسلک پر ہین بعضے اصحاب متون نے شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کے قول کو ذکر کیا ہی اور بعض اصحاب متون نے اس بات کی صراحت کردی ہے کہ فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہی اور بعض اصحاب متون نے فقط شیخین رحمہما اللہ کا قول ذکر کیا ہے اور یہ کہ متون کا قول شروح اور فتاوے کے قول پر مقدم ہی اُس وقت کے لیے ہی جب شراح وغیرہم نے اسکے خلاف فتوی نہ دیا ہو اور اسی طرح یہ جو مشہور ہی کہ ظاہر الروایۃ کے مسائل نوادر کے مسائل پر مقدم ہین اُسی وقت کے لیے ہی جب نوادر مین ظاہر الروایۃ کے خلاف فتوی نہ دیا گیا ہو۔ تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہی قد ذکروا ان ما فی المتون صحیح التزاما ای التزم اصحاب المتون ان یذکروا فیہا الصحیح ان الصحیح الصریح اقوی من الصحیح الالتزامی جو متون مین ہی وہ التزامًا صحیح ہی یعنے اصحاب متون نے اس بات کو لازم کرلیا ہی کہ اُنمین صحیح روایتین ذکر کرین اور صریح تصحیح التزامی تصحیح سے زائد قوی ہے۔ اور ردالمحتار مین ہی اذا کان احد القولین ظاہر الروایۃ والآخر غیرہا فقد صرحوا اجمالا بانہ لا یعدل عن ظاہر الروایۃ فہو ترجیح ضمنی فلا یعدل عنہ بلا ترجیح صریح لمقابلہ وکذا لو کان احد القولین فی المتون او الشروح او کان قول الامام او کان ہو الاستحسان دو قولون مین سے ایک جب ظاہر روایت اور دوسرا غیر ظاہر ہو تو اجمالا اس بات کی فقہا نے تصریح کی ہی کہ ظاہر الروایۃ سے عدول نہ کیا جائے گا پس یہ ترجیح ضمنی ہی اس سے بلا ترجیح صریح عدول نکیا جائے گا اسیطرح اگر دو قولون مین سے ایک متون یا شروح مین ہو یا امام کا قول ہو یا وہی مستحسن ہو پس اگرچہ شیخین رحمہما اللہ کا قول کتب ظاہر الروایۃ اور متون مین مذکور ہی لیکن جب شراح معتبرین اور مشایخ معتمدین نے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے دیا ہی تو اب متون کے ذکر کرنے کی وجہ سے ترجیح ضمنی کا اعتبار باقی نہین رہا اور جو بعض اہل علم نے لکھا ہی کہ مشایخ کا یہ فتوے دینا رسم مفتی کے خلاف ہی کیونکہ قاضی خان مین ہی ان کانت المسئلۃ مختلفا فیہا بین اصحابنا فان کان مع ابی حنیفۃ احد صاحبیہ یاخذ بقولہما لوفور الشرائط واجتماع ادلۃ الصواب فیہما اگر کسی مسئلہ مین ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہو تو اگر صاحبین رحمہما اللہ مین سے کوئی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے موافق ہو تو اُنھین دونو کے

قول سے مسئلہ اخذ کیا جائے گا کیونکہ شرائط متحقق ہیں اور صحت کی دلیلیں اس میں پائی جاتی ہیں
چند وجہوں سے لغو ہی پہلی وجہ یہ ہی کہ لزوم افتا شیخین یا طرفین رحمہم اللہ کے مذہب پر اُس وقت ہی
جب دلیل میں دونوں قول مساوی ہوں اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کی دلیل قوی ہوگی
تو قوی دلیل کے موافق فتوی دیا جائے گا گو شیخین یا طرفین رحمہم اللہ کے خلاف ہو ہاں جو شخص
قوی یا غیر قوی دلیل میں تمیز نہ کرسکتا ہو اُسکو بجز اختیار ترتیب کے کوئی چارہ نہیں ہی۔ درمختار
میں ہی الاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم
بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک اصح وہ ہی
جو سراجیہ وغیرہ میں ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر مطلقاً فتوی دیا جائے گا پھر امام ابو یوسف
رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام زفر اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے اقوال
پر اور حاوی قدسی میں قوت دلیل کی بنا پر فتوے دینے کی تصحیح کی ہی۔ اور رد المحتار میں ہی قال الحلبی
الذی یظہر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک
لقوۃ المدرک یفتی بالقول القوی المدرک ای الدلیل والا فالترتیب حلبی رحمہ اللہ نے کہا ہی
حاوی اور سراجیہ کی عبارتوں کے تطابق سے معلوم ہوتا ہی کہ جسکو عقل کی بدولت ادراک کی قوت ہو وہ
اُس قول پر فتوی دے جسکی دلیل قوی ہی ورنہ باعتبار ترتیب مذکورۂ بالا فتوے دے۔ اسی پر سراجیہ
کی یہ عبارت دلالت کرتی ہی والاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتہدا فہو صریح فی ان المجتہد یعنی
من کان اہلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال ما کان اقوی دلیلا والا اتبع الترتیب السابق
جب مفتی مجتہد نہو تو اول یعنے ترتیب اصح ہی اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد یعنی جو دلیل پر غور کرسکتا ہی
اُس قول کی اتباع کرے جو دلیل کے اعتبار سے قوی ہی اور ترتیب مندرجۂ بالا کی اتباع
نہ کرے۔ اور یہ معلوم ہی کہ اس مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ کی دلیل قوی ہی جیسا کہ اسکی تفصیل آگے آتی
ہی پس جن مشایخ نے انکے قول پر فتوی دیا ہی وہ رسم مفتی کے موافق ہے کیونکہ انہیں سے
اکثر دلیل پر غور کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور دلائل طرفین کی تنقیح کرکے اور امام محمد رحمہ اللہ
کے قول کی دلیل قوی پانے کے بعد انکے قول پر فتوی دیا ہی دوسرے یہ کہ اگر رسم مفتی مذکور علی الاطلاق
درست ہو تو لازم آئے گا کہ اگر مشایخ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف امام زفر رحمہ اللہ کے قول پر

فتوی دین تو معتبر نہوگا اور یہ اجماع کے خلاف ہی۔ رد المحتار مین ہی وعن ھذا تراھم قد یرجحون قول بعض اصحابہ علی قولہ کما رجحوا قول زفر وحدہ فی سبع عشرۃ مسئلۃ فنتبع مارجحوہ لانھم اھل النظر فی الدلیل اس وجہ سے بعض وقت فقہا بعض اصحاب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو خود اُنکے قول پر مقدم کر دیتے ہین جیسا کہ اکیلے امام زفر رحمہ اللہ کے قول کو سترہ مسئلون مین ترجیح دی گئی ہی پس ہم اُسکی اتباع کرینگے جسے فقہا نے ترجیح دی ہی کیونکہ وہ لوگ دلیل پر غور کر سکتے تھے۔ تیسرے یہ کہ جب مشائخ جو ارباب نظر ہین فتوی دیدین تو مفتیون کو چون وچرا کی جگہ باقی نہین رہتی بلکہ اُسے مان لینا اُنکو لازم ہے۔ درمختار مین ہی واما نحن فعلینا اتباع مارجحوہ وصححوہ کما لو افتوا فی حیاتھم ہمین اُسی کی اتباع کرنا چاہیے جس کی تصحیح اور ترجیح فقہا کر دین جیسا کہ اگر وہ اپنی زندگی مین فتوی دیتے اور علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ اپنے فتاوے مین لکھتے ہین والناس بین مقلد محض ومقلد لہ اھلیۃ النظر فعلی الاول اتباع ما صححہ المشائخ والثانی لہ الترجیح والتصحیح لوگ دو طرح کے ہین ایک مقلد محض دوسرے وہ مقلد جنھین نظر کی اہلیت ہی پس پہلے لوگون کو تصریحات مشائخ کی اتباع کرنا لازمی ہی اور دوسرونکو ترجیح اور تصحیح کا حق حاصل ہی۔ اور جو بعض اہل علم کے ذہنون مین یہ خیال تشویش پیدا کرتا ہی کہ مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ کا فتوے ہر مسکر کے قلیل وکثیر کی حرمت پر فقط امام محمد رحمہ اللہ ہی کے قول پر نہین ہی بلکہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول پر بھی ہے کیونکہ یہ فتوی شاربین فاسقین کے حق مین ہے جو بقصد لہو وسکر پیتے ہین نہ اُنکے حق مین ہی جو تداوی اور قوت کے لیے پیتے ہین۔ عجیب بات ہی کیونکہ رمز الحقائق اور ملتقی الابحر وغیرہ کی عبارتون سے صاف طور پر واضح ہی کہ بقصد تلہی وسکر پینا بالاتفاق حرام ہی پس اس صورت مین امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے کے کیا معنی ہین اور امام محمد اور شیخین رحمہم اللہ کے درمیان مین اختلاف اُسی صورت مین ہی جب تداوی اور تقوے کے قصد سے پئین اور اسی اختلافیہ صورت مین مشائخ نے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا ہی پس یہ فتوی شیخین رحمہما اللہ کے قول کے خلاف ہوا۔ اور جو بعض علم وفضل کے مدعی کہتے ہین کہ فتوی ارفق اور سہل پر دینا چاہیے اور اسی طرح عمل ایسر پر کرنا چاہیے اس وجہ سے مشائخ نے جو امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے دیا ہی جو ضیق اور دشواری کا سبب ہی معتبر نہین۔ غلط اور محض باطل ہی اسلیے

کہ اگر مراد یہ ہی کہ ہر مقام پر فتوے اور عمل الیسر اور ارفق پر ہونا چاہیے اگرچہ دلیل ضعیف ہو تو عقلاً
اور نقلاً باطل ہی۔ اور ابن ہمام رحمہ اللہ فتح القدیر اور حلبی رحمہ اللہ غنیۃ المستملی مین لکھتے ہین کا ینبغی
ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتھا روایۃ درایت سے عدول نکرنا چاہیے جبکہ روایت
اُسکے مطابق ہو۔ اور بیری زادہ رحمہ اللہ شرح اشباہ ونظایر مین لکھتے ہین قال ابن الشحنۃ رح
فی شرح الھدایۃ اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ
ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا فقد صح عن الامام ابی حنیفۃ اذا صح الحدیث فھو مذھبی
ابن شحنہ رحمہ اللہ نے شرح ہدایہ مین کہا ہی جب حدیث صحیح ہو اور خلاف مذہب ہو تو حدیث پر عمل کیا جائیگا
اور وہی مذہب امام ہوگا جو اُس سے ثابت ہو اور ایسی حدیث کا مقلد حنفیت سے خارج نہوگا
کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو حدیث صحیح ہو وہی میرا مذہب ہی اور اگر مراد یہ ہے کہ
بعض مواضع مین فتوی اور عمل الیسر پر ہونا چاہیے تو مفید نہین ہی اس لیے کہ شکل اول کے
نتیجے مین کبری کی کلیت شرط ہی اسکے علاوہ اگر ہر جگہ رفق اور یسر کا اعتبار کیا جائے تو لازم آتا
ہی کہ جماعت نماز کے باب مین مستحب قول اختیار کیا جائے اور سنت مؤکدہ اور وجوب کا قول جو راجح
ہی متروک ہو اور باب مزامیر مین دف کے سوا طبلہ عود بربط وغیرہ مین حلت کا قول اختیار کیا جائے
اور ان تمام امور کا قائل وہی شخص ہوگا جو دین مین کھیل کرتا ہی اور حضرت سید المرسلین علیہ صلوۃ رب العالمین
کے ارشادات سے روگردانی کرتا ہی اسکے علاوہ عسر اور یسر کا اعتبار اُس صورت مین ہے جب
کسی مسئلہ مین اقوال مختلفہ غیر مرجحہ ہون لیکن جس صورت مین مشائخ نے کسی ایک قول کو ترجیح
دیدی ہو تو انھین کے قول کو ماننا لازمی ہی۔ در مختار مین ہی واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ و
صححوہ کما لو افتوا فی حیاتھم فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح قلت یعمل بمثل ما عملوا من اعتبار
تغیر العرف واحوال الناس وما ھو الارفق وما ظھر علیہ التعامل وما قوی وجھہ ہمکو اُسی کی
اتباع کرنا چاہیے جسے مشائخ ترجیح دلادین اور تصحیح کردین جیسا کہ اگر وہ اپنی زندگی مین فتوے
دیتے اگر کوئی کہے کہ بعض وقت فقہا بلا کسی ترجیح کے اقوال ذکر کرتے ہین تو مین کہونگا کہ ایسی صورت
مین اُس پر عمل کیا جائے جس پر اُنھون نے عمل کیا ہو لیکن لوگون کے احوال عرف کے تغیر آسانی
قوت وجہ اور تعامل کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔ اور جو لوگ یسر اور رفق کے اعتبار پر قنیہ کی عبارت

ینبغی للمفتی ان یفتی للناس بما ھو اسھل علیھم مفتی کو اُس پر فتوی دینا چاہیے جو لوگون کے لیے آسان ہے۔ اور صاحب کشف بزدوی کی عبارت یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی العوام مفتی کے لیے مستحب یہ ہو کہ عوام پر آسانی کرنے کے لیے رخصت پر فتوی دے سند مین پیش کرتے ہین وہ مصطلحات علماے حنفیہ سے ناواقف ہین کیونکہ ان عبارتون مین مفتی بمعنے مجتہد ہو۔ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ اپنے فتاوے مین لکھتے ہین اعلم ان مشایخنا یطلقون لفظ المفتی علی من لہ نوع اجتہاد فی المذہب ویطلقون علیہا مثالہا لفظ المتفقہ ہمارے مشایخ لفظ مفتی کا اطلاق اُن لوگون پر کرتے ہین جنکو مذہب مین کچھ اجتہاد ہو اور ایسے ہی لوگون پر لفظ متفقہ کا اطلاق کیا جاتا ہو۔ اور یہ جو بعض افاضل کہتے ہین کہ مانحن فیہ مین حنفیہ کی ایک جماعت نے شیخین رحمہما اللہ کے قول کی بھی تصحیح کی ہے جیسا کہ خزانۃ المفتین مین ہو فی الھدایۃ والنھایۃ وفتاوی قاضی خان وظھیر الدین والخلاصۃ وفتاوی الکبری وفتاوی اھل سمرقند والحمیدی ان الاصح ما علیہ ابو حنیفۃ وابو یوسف ہدایہ نہایہ فتاوے قاضی خان ظہیر الدین خلاصہ فتاوے کبری فتاوے اہل سمرقند اور حمیدی مین ہو کہ اصح وہ ہو جس پر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ ہون۔ پس اس تصحیح کا اعتبار کرنا چاہیے نہ تصحیح قول محمد رحمہ اللہ کا۔ یہ قول چند وجہون سے باطل ہو اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دینے والے بہ نسبت شیخین رحمہما اللہ کے قول کو ترجیح دینے والون کے زائد ہین جو ماہرین کتب فقہ پر مخفی نہین ہو پس امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دینے والون کا اعتبار کرنا لازم ہے۔ تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہو القیاس ان یعمل بما علیہ الاکثر کما نقلہ الشرنبلالی فی شرح امداد الفتاح من باب صلوۃ المریض قیاس یہ ہو کہ اُس پر عمل کیا جائے جسکے جانب اکثر لوگ گئے ہین جیسا کہ شرنبلالی رحمہ اللہ نے شرح امداد الفتاح کی باب صلوۃ المریض مین لکھا ہو۔ دوسرے یہ کہ شیخین رحمہما اللہ کے قول کو ترجیح دینے والے اکثر اصحاب فتاوی ہین اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دینے والے اکثر اصحاب متون و شروح ہین جو کتب فقہ کے دیکھنے والے پر ظاہر ہو اور یہ ظاہر ہو کہ اصحاب متون اور اصحاب شروح کا قول اصحاب فتاوی کے قول پر مقدم ہوتا ہے تیسرے یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دینے والے الفاظ جیسے وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وغیرہ زائد موکد ہین بہ نسبت اُن الفاظ کے جنسے شیخین رحمہما اللہ کے

قول کو ترجیح دی گئی ہے جیسے اصح وغیرہ پس ہر حال مین امام محمد رحمہ اللہ ہی کا قول مرجح ہے۔ اور یہ جو مشہور ہو کہ جسوقت مشائخ کی تصحیح مین اختلاف ہو تو مفتی کو اختیار ہو جبکہ دونون تصحیح مساوی ہون صاحب ردالمحتار نے درمختار کے قول من وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلة قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدھما بحر وغیرہ کے باب وقف مین ہو جب کسی مسئلہ مین دو قول صحیح ہون تو اُنمین سے کسی ایک پر حکم اور فتوی درست ہو۔ کے تحت مین لکھا ہو ھذا محمول علی ما اذا لم یکن لفظ التصحیح فی احدھما اکد من الاخر کما افادہ الحلبی ای فلا یخیر بل یتبع الاکد اقول وینبغی تقیید التخییر ایضا اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناہ انفا عن البیری ولما فی قضاء الفوائت من البحر من انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی کذا لو کان احدھما فی الشروح والاخر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی یہ اُس صورت پر محمول ہو جب لفظ تصحیح کسی ایک مین دوسرے سے بڑھکر نہو جیسا کہ حلبی رحمہ اللہ نے کہا ہو یعنے ایسی صورت مین فتوی دینے کا اختیار نہین ہو بلکہ جس مین تاکید صحت ہو اُسی کی اتباع کی جائے گی مین کہتا ہون کہ فتوے کے اختیار مفتی پر ہونے مین اسکی بھی قید لگانا چاہیے کہ دونون قولون مین سے کوئی متون مین نہو جیسا کہ ہمنے ابھی بیری سے نقل کیا ہو اور جیسا کہ بحر کے باب قضاء الفوائت مین ہو کہ جب تصحیح اور فتوے مین اختلاف ہو تو متون کے موافق عمل کرنا اولی ہے اسی طرح اگر دونون مین سے ایک شروح مین اور دوسرا فتاوے مین ہو کیونکہ فقہا نے کہدیا ہو کہ مسائل متون مسائل شروح پر اور مسائل شروح مسائل فتاوی پر مقدم ہین۔ اور شروح مقدمۂ غزنویہ مین ہو لفظة الفتوی اکد وابلغ من لفظ المختار لفظ فتوے مین لفظ مختار سے زائد تاکید ہے۔ اور تنقیح فتاوے حامدیہ کے کتاب الہبہ مین ہو لفظ الفتوی اکد من لفظ الصحیح لفظ فتوے مین لفظ صحیح سے زائد تاکید ہو۔ اور فتاوے خیریہ مین ہو بعض الفاظ الفتوی اکد من البعض فلفظ الفتوی اکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرھا ولفظ وبہ یفتی اکد من الفتوی علیہ فتوے کے بعض الفاظ مین زائد تاکید ہے پس لفظ مین لفظ صحیح واصح واشبہ وغیرہ سے زائد تاکید ہے اور لفظ بہ یفتے مین لفظ الفتوی علیہ سے زائد تاکید ہو۔ اور ردالمحتار مین ہو مقابل الصحیح والاصح ونحوہ قد یکون ھو المفتی لکونہ ھو

الاحوط والارفق بالناس او الموافق لتعاملهم وغیر ذلک مما یراہ المرجحون فی المذھب
داعیا الی الافتاء بہ فاذا صرحوا بلفظ الفتوی فی قول علم انہ الماخوذ بہ ویظھر لی ان لفظ
وبہ ناخذ وعلیہ العمل مساو للفظ الفتوی صحیح اور اصح کا مقابل بعض وقت مفتی بہ ہوتا ہی کیونکہ
اُسی مین احتیاط ہوتی ہو اور وہی لوگون کے لیے زائد آسان اور تعامل کے مطابق ہوتا ہی اور
اسکے علاوہ اور دوسرے امور جن کے بدولت اصحاب ترجیح اُس پر فتوے دیتے ہون
پس جب کسی قول کے ساتھ فتوے کی تصریح کردی جائے تو یہ معلوم ہوجاتا ہی کہ
یہی ماخوذ بہ ہی اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لفظ بہ ناخذ اور علیہ العمل لفظ فتوے کے مساوی
مین۔ اور فتاوے خیریہ کے کتاب الکفالہ مین ہی قولہ والصحیح لا یدفع قول صاحب المحیط وعلیہ
الفتوی اُسکا قول والصحیح صاحب محیط کے قول علیہ الفتوی کے معارض نہین ہوسکتا ہی۔
چوتھے یہ کہ امام محمد رحمۃ اللہ ہی کے قول کو ترجیح ہوگی کیونکہ ردالمحتار مین ہی والحاصل انہ اذا کان
لاحد القولین مرجح علی الاخر ثم صحح المشائخ کلا من القولین ینبغی ان یکون الماخوذ بہ ما کان
لہ مرجح لان ذلک المرجح لم یزل بعد التصحیح فیبقی فیہ قوۃ لم توجد فی الاخر حاصل یہ ہے کہ
جب دونون قولون مین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہو اور مشائخ دونون قولون کی تصحیح
کرین تو اُسی سے اخذ کرنا چاہیے جسے ترجیح ہو کیونکہ وجہ ترجیح تصحیح کے بعد بھی باقی ہی لہذا اس
قول مین ایسی قوت ہی جو دوسرے مین نہین ہی۔ یہ جو کچھ کہا گیا ابحاث فقہیہ کے موافق تھا لیکن
حدیث کے اعتبار سے پس جاننا چاہیے کہ بکثرت حدیثون سے یہ بات ثابت ہی کہ جس مین مسکر
ہو اُسکا قلیل اور کثیر حرام ہی اُنھین حدیثون مین سے یہ حدیث ہی کل مسکر خمر وکل خمر حرام
ہر مسکر خمر ہی اور ہر خمر حرام ہی۔ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور
سنن نسائی اور سنن بیہقی اور مسند احمد و مسند ابویعلی اور صحیح ابن حبان اور مصنف عبدالرزاق
اور سنن دارقطنی وغیرہ مین باسانید کثیرہ معتبرہ مروی ہے اور بعض علما کا یہ قول کہ اس حدیث
پر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے طعن کیا ہی جیسا کہ فتاوے قاضی خان مین ہی قال ابراھیم النخعی
ما یرویہ الناس کل مسکر خمر خطأ لم یثبت انما الثابت کل مسکر حرام وکذا ما اسکر
کثیرہ فقلیلہ حرام لیس بثابت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ جو لوگ روایت کرتے ہین

کل مسکر خمر غلط ہی ثابت نہین اور اسیطرح ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ثابت نہین ہی البتہ کل مسکر حرام ثابت ہی۔ اور یحیی بن معین رحمہ اللہ نے اسپر طعن کیا ہی جیسا کہ عنایہ مین مذکور ہی روی عن یحیی بن معین انہ قال الحدیث الثلثۃ لیست بثابتۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ والثابت کل مسکر حرام یحیی بن معین رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ تینون حدیثین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہین اور آگے چلکر کہتے ہین کہ ثابت یہ ہی کہ ہر نشہ آور حرام ہی یہ مردود ہی کیونکہ یحیی بن معین رحمہ اللہ کا اس حدیث پر طعن اگرچہ ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین مذکور ہی لیکن جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی محدث حنفی رحمہ اللہ تخریج احادیث ہدایہ مین لکھتے ہین ھذا الکلام کلہ لم اجدہ فی شیء من کتب الحدیث یہ تمام کلام مین نے حدیث کی کتابون مین سے کسی کتاب مین نہین پایا۔ اور نخعی رحمہ اللہ کا طعن اُسکی ثبوت کی تقدیر پر قادح نہین ہی اسلیے کہ اُنھون نے کل مسکر خمر کا انکار کیا ہی اور کل مسکر حرام کو ثابت کیا ہی۔ پس اتنا ہی استدلال کے لیے کافی ہی اسکے علاوہ جبکہ یہ حدیث صحیح بخاری مین (جو قرآن کے بعد اصح الکتب ہی باتفاق علما) اور صحیح مسلم وغیرہ مین موجود ہی تو اُسکے عدم ثبوت کے کوئی معنی نہین اور تعجب نہین ہی کہ نخعی اور ابن معین رحمہما اللہ کو یہ حدیث بسند صحیح نہ پہونچی ہو اس وجہ سے انکار کیا ہو پس جب روایات معتبرہ سے اسکا ثبوت ہوگیا تو ان کے قول سے حجت پکڑنا علما کی شان سے نہین ہی اور منجملہ اُنکے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کی حدیث ہی عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اُنھون نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی جس کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل حرام ہی یہ سنن نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف عبدالرزاق مین مروی ہی اور ایسا ہی سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ مین بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ منقول ہی اور ترمذی نے اُسکو روایت کرکے اُسکے صحیح الاسناد ہونے کا حکم دیا ہی اور منجملہ اُنکے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کہ سنن نسائی مین مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ما اسکر کثیرہ حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے اُس چیز سے منع فرمایا ہی جسکا بہت نشہ لائے۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح مین اسکو روایت کیا ہی اور حافظ عبدالعظیم منذری رحمہ اللہ نے مختصر سنن ابوداؤد مین لکھا ہی اجود احادیث الباب حدیث سعد

اس باب کی احادیث مین سب سے بہتر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث معلوم ہوتی ہے۔ اور منجملہ اُنکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ہر مسکر حرام ہی اور جسکا کثیر نشہ لائے اُسکا قلیل بھی حرام ہی یہ حدیث سنن دارقطنی مین مروی ہے اور منجملہ اُنکے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کل مسکر حرام وما اسکر الفرق فملأ الکف منہ حرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے ہر نشہ آور حرام ہی اور جو چیز پیالہ بھر نشہ لائے وہ چُلّو بھر حرام ہی۔ یہ حدیث سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی مین مروی ہی اور ایسا ہی صحیح ابن حبان اور مسند احمد مین ہی اور ترمذی نے اُسکے حسن الاسناد ہونے کا حکم دیا ہی۔ اور منجملہ اُنکے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی جس کا کثیر نشہ آور ہی اسکا قلیل بھی حرام ہی یہ حدیث مسند اسحق ابن راہویہ اور معجم طبرانی مین مروی ہے۔ اور منجملہ اُنکے خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی جو مستدرک حاکم اور معجم طبرانی اور سنن دارقطنی مین مروی ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام حضور روحی فداہ نے فرمایا ہی جسکا کثیر نشہ لائے اسکا قلیل بھی حرام ہی اور منجملہ اُنکے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی جو معجم طبرانی مین مروی ہی پس ان تمام احادیث کے بعد جو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ ہر نشہ آور شئی کا کثیر اور قلیل بھی حرام ہی چون وچرا کی مجال نہین ہے اسلیے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی کا قول معتبر نہین ہی۔ اور فقہا جو بحمایت مذہب شیخین رحمہما اللہ کے اثبات مین پیش کرتے ہین حرمت الخمر بعینہا والمسکر من کل شراب شراب فی نفسہ حرام ہی اور ہر پینے کی نشہ اور چیز پس زیلعی نے تخریج احادیث ہدایہ مین اسکو ضعیف لکھا ہی اور یہین سے معلوم ہوا کہ بعض فقہا نے جو کل مسکر حرام سے جواب دیا ہی کہ اُس سے قدح اخیر مراد ہی جو سکر کے درجے تک پہونچائے۔ احادیث صریحہ سے ثابت ہو جانے کے بعد ہر مسکر کے قلیل وکثیر کی حرمت قابل اعتبار ہی۔ حاصل کلام کا یہ ہی کہ وضوح دلائل کے بعد بھی فقہ اور حدیث کے قواعد کے موافق کسی عالم کو یہ حلال نہین ہی کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے خلاف تھوڑی تاڑی

یا اُس نان یا ڈ کی حلت کا جس مین تاڑی کا خمیر ہو حکم دے **سوال** جس اونٹ کی پرورش سور کے دودھ سے ہوئی ہو اُسکا کھانا حلال ہو یا نہین **جواب** ذبح کرکے اُسکا کھانا حلال ہو کیونکہ گوشت مین کچھ تغیر نہین ہوا ہو اور جو کچھ اُسنے کھایا ہو وہ تو ضائع ہو گیا اُسکا اثر تک باقی نہین رہا تمرتاشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تنویر الابصار کے شرح منح الغفار کے باب الحظر والاباحۃ مین اسکی صراحت کی ہو **سوال** مینے ہدیۃ الحرمین مین دیکھا ہو کہ جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے تیجے اور دسوین اور بیسوین اور چہلم وغیرہ مین چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحاب کو کھلایا اب فی زماننا جو لوگ تیجے دسوین بیسوین چہلم وغیرہ مین پھول پان کرنے کی ممانعت کرتے ہین اُسکی کیا وجہ ہے **جواب** یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین لکھا ہو غلط ہو کتب معتبرہ مین کہین اس کا پتہ نہین ہو **سوال** قابلہ جو چمارن ہو اُسکو عقیقہ کا گوشت دینا کیسا ہو اور اگر دیا جائے تو کتنا **جواب** قابلہ کو بکری کی ایک ران دینا بہتر ہے جیسا کہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین ہو اگرچہ وہ چمارن ہو **سوال** مردے کے مرنے کے بعد بھی اُسی مقام پر کھانا پکنا جہان پہلے پکا کرتا تھا جائز ہو یا نہین **جواب** جائز ہو **سوال** جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو اگرچہ عیدین کی نماز پڑھتا ہو یا نہین اور میت کے جنازے مین شریک رہتا ہو اور شراب اور گوبر کی کافرون کی طرح پرستش کرتا ہو اور اعتقاد رکھتا ہو کہ مجھے جو کچھ فلاح اور بہبودی ہو اسی کی پرستش کی وجہ سے ہو اُسکے یہان کا کھانا کھانا اور جو اُس نے قربانی دی ہو یا بکری کو کسی نمازی سے قربانی کرایا ہو اُس کا گوشت کھانا اور نماز جنازہ جائز ہو یا نہین **جواب** ایسا شخص کافر ہو اُسکے ساتھ مسلمانون کو وہ برتاؤ نہ کرنا چاہیے جو مسلمانون کے ساتھ کرتے ہین **سوال** ایک شخص کی مان سید کی بیٹی تھی اور باپ شیخ اب وہ شخص سید ہونے کا دعوی کرتا ہو بلکہ دستخط کرنے مین اپنے نام کے ساتھ قرشی حسنی لکھا کرتا ہو یہ کیسا ہو **جواب** باب نسب مین اصل یہ ہو کہ انتساب باپ کی طرف سے ہوتا ہو نہ مان کیطرف سے پس جسکی مان سید کی بیٹی ہو اور اُس کا باپ سید نہو اُسکو من وجہ شرافت حاصل ہو گی اور بہ نسبت اُن لوگون کے جنکے والدین غیر سادات سے ہون کسی قدر فوقیت ہو گی مگر وہ شخص اپنے کو سید نہین لکھ سکتا اور نہ قرشی حسنی لکھ سکتا ہو غیر قبیلہ مین داخل ہونا اور اپنے آبائی سلسلہ کو ترک کرنا سخت گناہ ہو بعض روایات مین ایسے شخص پر جو اپنے سلسلۂ پدری کی طرف انتساب

ترک کرکے دوسرے فرقہ مین داخل ہو لعنت وارد ہوئی اور بعض مین فقد کفر کا اطلاق آگیا ہی بمعنے کفر علمی کے اسکی تفصیل کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر وغیرہ مین موجود ہی۔ درر شرح غرر مین ہی الولد یتبع الاب فی النسب لانہ للتعریف والام لا تشتہر ویتبع خیرھما فی الدین رعایۃ لجانب الولد لڑکا نسب مین باپ کا تابع ہی کیونکہ نسب کی غرض شہرت ہوتی ہی اور ماں مشہور نہین ہوتی اور دین مین اُسکے تابع ہوتا ہی جو بہتر ہو اسکا منشا لڑکے کی رعایت ہی۔ اور صاحب بحر الرائق نے صاحب کنز کے اس قول کی شرح مین الولد یتبع الام فی الملک والحریۃ والرق والتدبیر والاستیلاد والکتابۃ اولاد ماں کی تابع ہی ملک حریت رقیت تدبیر استیلاد اور کتابت مین لکھتے ہین قید بالتبعیۃ فیما ذکر للاحتراز عن النسب فانہ للاب لان النسب للتعریف وحال الرجال مکشوف دون النساء حتی لو تزوج ھاشمی امۃ انسان فاتت بولد فھو ھاشمی تبعا لابیہ رقیق تبعا لامہ کما فی فتح القدیر وھذا احتراز عن الدین فانہ یتبع خیر الابوین دینا لانہ انظر لہ مذکورین مین تبعیت کی قید لگائی تاکہ نسب سے احتراز ہو جائے کیونکہ نسب باپ کے لیے ہی اسیلیے کہ نسب تشہیر کی غرض سے ہوتا ہی اور مردون کا حال واضح ہوتا ہی نہ عورتون کا حتاکہ اگر کسی ہاشمی نے لونڈی سے شادی کی تو اولاد ہاشمی ہوگی باپ کی اتباع مین اور غلام ہوگی ماں کی اتباع مین جیساکہ فتح القدیر مین ہی اور یہ دین سے احتراز ہی کیونکہ دین مین اولاد اُسکی تابع ہوگی جو باعتبار دین کے بہتر ہی کیونکہ لڑکے کیلیے یہی بہتر ہی۔ اور طحطاوی رحمہ اللہ حاشیۂ درمختار مین لکھتے ہین قولہ لا فی نسب ای لا یتبع امہ فی نسب ھذا نص صریح فی ان الشریفۃ لیس بشریف وان کان لہ شرف یعنے لڑکا نسب مین اپنی ماں کا تابع نہین ہوتا ہی اس سے یہ بات صراحۃً ظاہر ہوتی ہی کہ شریف عورت اگرچہ اُسکا میکا شریف ہو تاوقتیکہ اُسکا شوہر شریف نہو) شریف نہین ہی۔ اور ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی ردالمحتار مین لکھتے ہین من کان ولدا امہا علویۃ وابوہ عجمی یکون العجمی کفوا لھا وان کان لھا شرف ما لان النسب للآباء ولذا اجاز دفع الزکوۃ الیہا لڑکا جسکی ماں علویہ اور باپ عجمی ہو اُسکا کفو عجمی ہوگا اگرچہ اُسے کچھ شرف حاصل ہی اسیلیے کہ نسب کا اعتبار باپون کی طرف سے ہی لہذا ایسے شخص کو زکوۃ دی جاسکتی ہی۔ اور ہدایہ مین ہی لو اوصی لاھل نسبہ او لجنسہ فالنسب عبارۃ عمن ینسب الیہ والنسب یکون من جھۃ الآباء وجنسہ اھل بیت ابیہ دون امہ لان

الانسان یتجنس بابیہ اگر کسی نے اپنے نسب و جنس کیلیے وصیت کی تو نسب سے وہ لوگ مراد ہونگے جو اُسکے جانب منسوب ہون اور نسب کا اعتبار باپ کے جانب سے ہی اور جنس سے مراد اُسکے گھر کے لوگ ہونگے نہ اُسکی مان کے یہان کے کیونکہ ہر شخص کی جنس اُسکے باپ کے اعتبار سے ہی۔ اور فتاوی خیریہ مین ہی لاشبھۃ فی ان لہ شرفا ما وکذا الاولادہ الی اٰخر الدھر اما اصل النسب فمخصوص بالاٰباء اس مین کوئی شبہہ نہین کہ اُسے (جسکی مان علویہ یا سیدہ اور باپ معمولی ہو) اور اُسکے اولاد کو آخر زمانے تک شرف حاصل ہی لیکن اصل نسب باپ کی جانب سے ہی **سوال** حنفیہ کے مذہب مین شطرنج کھیلنا جائز ہی یا نہین اگر جائز نہین ہی تو اُسکا کھیلنے والا فاسق ہے یا کیا جو شخص عادۃً باعلان شطرنج کھیلتا ہو وہ فاسق معلن ہوگا یا نہین ایسے شخص کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہی یا نہین اگر کراہت ہی تو کس قسم کی مسجد کا امام اگر جماعت کے وقت شطرنج کھیل رہا ہو اور نمازی انتظار کے بعد کسی قابل شخص کو امام بناکر نماز پڑھ لین تو گناہ ہی یا نہین **جواب** درمختار مین ہی وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج واباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ وھذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع نرد اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہی امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ سے ایک روایت اسکے مباح ہونے کی بھی آئی ہی لیکن یہ اُس صورت مین ہی جب جوا نہوا اور دوام نہو اور کھیل کسی واجب مین خلل انداز نہو ورنہ بالاجماع یہ حرام ہی۔ اور ردالمحتار حاشیہ درمختار مین ہی قولہ الشطرنج معرب شد رنج وانما کرہ لان من اشتغل بہ ذھب عناؤہ الدنیوی جاء عناؤہ الاخروی فھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی شطرنج معرب شد رنج مکروہ ہی کیونکہ اس سے دنیا کا رنج تو جاتا رہتا ہی لیکن آخرت کا رنج اُسکی جگہہ لے لیتا ہی پس یہ ہمارے نزدیک حرام اور گناہ ہی اور اسے حلال کرنا اسلام اور مسلمانون کے خلاف شیطان کی مدد کرنا ہی جیسا کہ کافی مین ہی۔ اور بھی اُسی مین ہی قولہ وھذا الخ وکذا اذا لم یکثر الحلف علیہ وبدون ھذہ المعانی لا تسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمتہ اور اسیطرح جب قسم کی کثرت نہو اور ان امور کے بغیر عدالت ساقط نہین ہوتی کیونکہ اسکی حرمت مین اختلاف ہے۔ اور مجمع البرکات مین ہی یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وکل لھو ما سوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ حرام عندنا واختلفوا فی اللعب بالشطرنج فرخص فیہ بعضھم ولکن بثلث

شرائط ان لا یقامر ولا یؤخر الصلوۃ عن وقتھا وان یحفظ لسانہ عن الجفاء والفحش فاذا فعل شیئا منھا فھو مردود الشھادۃ وکرہ الشافعی کراھۃ تنزیہ لا تحریم کالنرد کذا فی مطالب المؤمنین وذکر الغزالی فی خلاصتہ انہ مکروہ عند الشافعی ایضا فلعل ما وقع فی کتبنا ھو قولہ الاول کذا فی نصاب الاحتساب وذکر الغزالی فی الاحیاء فی باب السماع اللعب بالشطرنج مباح ولکن المواظبۃ علیہ مکروہ کراھۃ شدیدۃ کذا فی مطالب المؤمنین شطرنج اور نرد مکروہ ہین اور اسکے سوا ہر کھیل بالاجماع حرام ہی لیکن ہمارے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام ہی اور شطرنج کھیلنے مین اختلاف ہی بعض لوگون نے تین شرطون سے اسکی اجازت دی ہی (۱) جوا نہو (۲) نماز مین تاخیر نہو (۳) گالی گلوج نہو۔ اور اگر ان مین سے کوئی ایک امر بھی پایا جائے تو ایسے شخص کی شہادت شرعا مقبول نہین ہی امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسکی کراہت تنزیہی کے قائل ہین اسے نرد کی طرح حرام نہین سمجھتے یہ مطالب المومنین مین ہی امام غزالی رحمہ اللہ نے خلاصہ مین لکھا ہی کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہی پس شاید جو ہماری کتابون مین لکھا ہی وہ اُنکا پہلا قول ہی یہ نصاب الاحتساب مین ہی اور امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم کے باب السماع مین لکھا ہی شطرنج کھیلنا مباح ہی لیکن اُسپر مداومت کرنا سخت مکروہ ہی یہ مطالب المومنین مین ہی۔ ان عبارتون سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عادت دائمی کے طور پر شطرنج کھیلنے والا حنفیہ اور شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک بالاتفاق فاسق ہی اور اسکے فاسق اور معلن ہونے مین کسی طرح کا شک وشبہہ نہین ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہی پس مسلمانون کو چاہیے کہ ایسے شخص کو امام نہ بنائین اور اگر کسی مسجد کا امام اس فعل کا مرتکب ہو تو اُسے امامت سے معزول کردین **سوال** تمباکو کھانا از روے اتقا کیسا ہی اسکا ترک اولی ہی یا نہین اور جن وجوہ ثلثہ کی بناپر حقہ پینے کو بعض علمانے مکروہ تحریمی اور بعض نے مکروہ تنزیہی لکھا ہو اُس مین سے ایک وجہ یعنی بدبو تمباکو کے کھانے والون سے پائی جاتی ہی پس اس صورت مین اُسکا ترک اولی ہی یا نہین **جواب** حقہ پینے کے کراہت کی عمدہ وجہ تشبہ بالکفار اور استعمال ما بہ العذاب ہی اور یہ تمباکو کے کھانے مین نہین ہی اور فی نفسہ تمباکو بدبو دار نہین ہی البتہ کھانے والے کی بد احتیاطی سے اُسکے منہہ سے بدبو آتی ہی اگر ازالہ بدبو کی احتیاط نہوسکے تو ترک اولے ہے **سوال** اگر کوئی شخص بظاہر نماز فرائض اور نوافل وعیدین اور جمعہ اور تراویح نہین پڑھتا اور اعتکاف نہین کرتا ہی اور منہیات شرع مین مشغول رہتا ہی یعنے رنڈیون کا ناچ اور گانا اور غنا اور مزامیر سنتا ہی

اور اجنبیہ عورتون کے پاس خلوت مین بیٹھتا ہی باوجود ان تمام باتون کے لوگ اُسے ولی کامل اور غوث وقت سمجھتے ہین ہزارون آدمی اس شخص کے مرید ہین باوجودیکہ یہ شخص اُن شرطون مین سے کوئی ایک شرط بھی نہین رکھتا جو پیر کے لیے کتب تصوف وغیرہ مین مذکور ہین اور اس شخص کے مرید کہتے ہین کہ ہمارے پیر کو ظاہری نماز کی ضرورت نہین ہی بلکہ ہمارا پیر باطنی نماز پڑھتا ہی اور اجنبیہ عورتون کے پاس خلوت مین بیٹھنا ہمارے پیر کو نقصان نہین پہونچا سکتا۔ پس معلوم ہونا چاہیے کہ قواعد شرعیہ کے روسے ایسا شخص ولی کامل اور غوث وقت ہوسکتا ہی یا نہین اور ایسے شخص کا مرید ہونا درست ہی یا نہین **جواب** دینی اور دنیاوی دونون کمال اتباع شریعت محمدیہ کے ساتھ مخصوص ہین اور جو شخص شرع کے سیدھے راستے پر نہین وہ نہ ولی ہوسکتا ہی نہ غوث نہ قطب اور جو شخص کہے مجھے ظاہری شریعت سے کچھ کام نہین مین ارباب باطن سے ہون وہ شخص زندیق ہی اور ایسے شخص کا معتقد اور مرید ہونا ہرگز درست نہین ہی۔

علامہ محمد برکلی رومی رحمہ اللہ طریقہ محمدیہ مین لکھتے ہین مایدعیہ بعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکر علیہم بعض امورہم المخالف للشرع ان حرمۃ ذلک فی العلم الظاھر وانا من اصحاب العلم الباطن وانہ حلال فیہ وانکم تاخذون عن الکتاب وانا ناخذ من صاحبہ یعنی محمدا علیہ الصلوۃ والسلام کلہ الحاد واضلال اذ فیہ ازدراء بالشریعۃ المحمدیۃ فالواجب علی کل من سمع ھذا المقال الانکار علی قائلہ والجزم ببطلان مقالہ بلاشک ولاتردد ولا توقف ولا فحص من جملتہم ویحکم بالزندقۃ علیہم وقد قال سید الطائفۃ الصوفیۃ جنید البغدادی الطرق کلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول وقال ابویزید البسطامی لبعض اصحابہ قم بنا حتی ننظر الی ھذا الرجل الذی قد شہر نفسہ بالولایۃ وکان رجلا مشہورا بالزھد فمضینا الیہ فلما خرج رمی ببزاقہ الی جہۃ القبلۃ فانصرف ابویزید ولم یسلم علیہ وقال ھذا الرجل غیر مامون علی ادب من اداب رسول اللہ فکیف یکون مامونا علی مایدعیہ من الکرامات وقال لو نظرتم الی رجل اتی من الکرامات حتی یطیر فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود انظر ایہا العاقل الطالب للحق ان ھؤلاء عظماء المشائخ وعلماء الطریقۃ وکبراء ارباب السلوک والحقیقۃ کلہم یعظمون الشریعۃ الشریفۃ ویبنون علومہم الباطنۃ علی السیرۃ الاحمدیۃ والملۃ الحنفیۃ فلا یغرنک طامات الجہال المتنسکین وشطحہم الفاسدین المفسدین الضالین

المضلین بعد ان کانوا زائغین عن الشرع القویم و مائلین عن الصراط المستقیم خارجین عن مناھج علماء الشریعۃ فالویل کل الویل لھم ولمن تبعھم و حسن امرھم فھم قطاع طریق اللہ سبحانہ عن العابدین یلبسون الحق بالباطل و یکتمون الحق وھم یعلمون
ہمارے زمانے کے بعض متصوفین کی یہ عادت ہے کہ جب اُنکے بعض افعال خلاف شرع پر اعتراض کیا جاتا ہی تو کہتے ہین کہ اسکی حرمت علم ظاہر کے اعتبار سے ہی اور ہم اصحاب علم باطن ہین اور علم باطن مین یہ حلال ہی اور تم لوگ کتاب سے اخذ کرتے ہو اور ہم صاحب کتاب یعنے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے ہین تو اُنکی یہ سب باتین الحاد و ضلالت ہین کیونکہ اس مین شریعت محمدیہ کی ہتک ہی پس جو شخص اس قسم کی باتون کو سنے اُسے لازم ہی کہ تردید کردے اور ان باتون کے جھوٹ ہونے کا یقین رکھے اور اس مین کوئی شک یا تردد اور توقف نکرے ورنہ وہ بھی ایسے ہی لوگون مین داخل کیا جائے گا اور اسکے بھی زندیق ہونے کا حکم کیا جائے گا سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ تمام راستے بند ہین مگر اُسکے لیے جو حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کی اتباع کرے اور حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ آؤ چلین فلان شخص کو دیکھین جسنے اپنے کو ولی مشہور کیا ہی اور اُس شخص کی ولایت واقعی مشہور تھی پس ہم لوگ گئے اور جیسے ہی پہونچے دیکھا کہ اُس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا پس حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ واپس چلے آئے اور اُس سے سلام علیک بھی نہین کی اور کہا کہ یہ شخص آداب نبوی مین سے کسی کا لحاظ نہین کرتا ہی پھر یہ کیونکر مان لیا جائے کہ یہ جو اپنی کرامتین بیان کرتا ہی انمین سچا ہوگا اور اُنھون نے کہا ہی کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ہوا پر اُڑتا ہی پس اُسکے دھوکے مین نہ آؤ جبتک یہ نہ معلوم کرلو کہ وہ اوامر و نواہی پر عامل ہی اور حدود شرع کی حفاظت کرتا ہے عقلا اور طالبان حق کو جان لینا چاہیے کہ بڑے بڑے مشائخ اور علماے طریقت اور ارباب سلوک و حقیقت سب شریعت محمدیہ کی تعظیم کرتے ہین اور علوم باطنی کی بناہی سیرت احمدیہ اور ملت حنفیہ پر کرتے ہین پس تمکو جہلا اور مفسدین گمراہون کے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے یہ لوگ شرع شریف سے باہر اور راہ مستقیم سے ہٹے ہوے اور مراتب علماے شریعت سے خارج ہین ایسے لوگون اور اُنکے متبعین کے لیے سخت ہلاکت ہی کیونکہ یہ لوگ خدا کے راستے مین ڈاکہ ڈالتے ہین حق کو باطل سے پوشیدہ کرتے ہین اور دیدہ و دانستہ

سچ کو چھپاتے ہین۔ یہان سے یہ معلوم ہوا کہ جو شرع کا پابند نہو اُسکی بیعت نہ کرنا چاہیے اور اُس سے
اعتقاد نہ رکھنا چاہیے بلکہ وہ خود گمراہ اور خلق اللہ کو بھی گمراہ کرنے والا ہی اللہ ایسی باتون سے ہم
سب کو بچائے **سوال** جو لوگ قرآن شریف پڑھنے کی مزدوری لیتے ہین اور اُسی مزدوری کو اپنی
روزی ٹھہراتے ہین جنکو جہلا لوگ مولانا روحی کہتے ہین اُن سے مردے کیلیے قرآن شریف پڑھوانا
جائز ہے یا نہین **جواب** جائز نہین ہی اسلیے کہ قرآن شریف پڑھنے کی اجرت لینا حرام ہے
جیسا کہ تنقیح فتاوے حامدیہ مین ہی **سوال** ایک شخص کہتا ہی یا اعتقاد رکھتا ہی کہ آیت کے صحیح معنی یہی
ہین جو مین کہتا ہون لیکن حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے زجراً خلاف واقع تفسیر فرمائی تھی پس
وہ تفسیر ماننے کے لائق نہین ہی ایسا کہنا یا ایسا اعتقاد رکھنا جائز ہے یا نہین اور اس صورت
مین حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو جھٹلانا اور آپ پر بہتان باندھنا لازم آتا ہی یا نہین اور نبی
خواہ ولی کسی شخص کو معاند کے زجر کے لیے یا معاند کا الزام دفع کرنے کے لیے خلاف واقع تفسیر
کرنا جائز ہی یا نہین اور اگر یہ ناجائز ہی اور کوئی شخص جائز سمجھے یا تفسیر رسول کو خلاف واقع جانکر
رسول کی غلطی اور خطا کا قائل ہو تو شرعاً اُس شخص کا کیا حکم ہے **جواب** نبی یا ولی کسی کو بھی
خلاف واقع قرآن شریف کی تفسیر کرنا جائز نہین ہی اور حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
کے متعلق ایسا خیال رکھنے والا ملحد اور زندیق ہی حضور روحی فداہ پر لازم تھا کہ قرآن کے وہی
معانی بیان فرمائین جو خدا کے نزدیک ہون۔ اور کسی غرض سے اصلی معنے کو نہ چھپائین اور
خلاف واقع تفسیر نہ کرین جیسا کہ آیۂ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایۃ اور انا
انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ سے ظاہر ہی **سوال** زید نے ہندہ
نابالغہ ناکتخدا سے نکاح کیا اور حتی المقدور زید بالذات نان ونفقہ کی خبرگیری رکھتا ہی اور ہندہ بھی
ہر طرح زید کی اطاعت کرتی ہے لیکن زید کو ہندہ کی طرف سے ہمیشہ زنا کا شبہہ رہتا ہی اور ایکبار
بجد استفسار کے بعد خود ہندہ نے زید سے اقرار کیا کہ مین بکر سے فعل شنیعہ کی مرتکب ہوئی
ہون اور زید کو ہندہ سے شبہہ رہتا ہی کہ وہ نامحرمون کے سامنے بھی آتی ہی اس صورت مین زید کو
طلاق دینا واجب ہی یا نہین اور اگر طلاق نہ دے تو ہندہ کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور
زید طلاق نہ دینے سے گنہگار ہوگا یا نہین **جواب** اگر زید اپنے نفس پر قادر ہو کہ طلاق دینے کے

بعد اُسکی طرف التفات نکرے تو طلاق دینا بہتر ہے اور اگر قادر نہین ہی تو نکاح مین رکھے اور حتے الوسع نصیحت اور زجر و توبیخ کرتا رہے **سوال** خشخاش کی کھیتی کرنا اور اُس سے افیون نکالکر انگریزون کے ہاتھ یا دوسرون کے ہاتھ بیچنا درست ہے یا نہین اور اُس سے نفع حاصل کرنا حلال ہے یا نہین اور دوا مین افیون کا ملانا درست ہی یا نہین اور دودھ پیتے بچون کو افیون دینا درست ہی یا نہین **جواب** دانہ خشخاش کی کھیتی کرنا درست ہے اور اُس سے افیون نکالنا اور بیچنا حرام اور افیون کا دوا مین ملانا اور بچون کو دینا حرام ہی **سوال** زید اپنے گھر مین یا اپنے گھر کے کوٹھے پر اپنی بی بی سے اس طرح باتین کرتا ہے کہ دوسرے لوگ سنتی ہین اسکے لیے کیا حکم ہی **جواب** عورتون کو واجب ہی کہ بے ضرورت شرعی اپنی آوازون کو اغیار کے کانون مین نہ پہونچا ئین اور بلند آواز سے بات کرنا گناہ ہی اور زید کو بھی احتیاط چاہیے کہ بی بی سے اسطرح باتین نہ کرے کہ باہر آواز جا سکے **سوال** شرعا نحوست ہی یا نہین **جواب** شرعا کسی چیز مین نحوست نہین ہی اور بری فال لینے اور کسی چیز کو منحوس سمجھنے کی احادیث مین سخت ممانعت آئی ہی **سوال** حرام مغز مکروہ تحریمی ہی یا مکروہ تنزیہی اگر مکروہ تحریمی ہی تو ہر چھوٹے بڑے جانور کا حرام مغز نکالنا واجب ہی یا صرف بڑے جانورون کا **جواب** نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین وغیرہ مین اسکو مکروہ لکھا ہی اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکی کراہت تنزیہی ہی تحریمی نہین ہی پس جن جانورون کے حرام مغز کے نکالنے مین دشواری ہو اُنکا حرام مغز نکالنا ضروری نہین ہے **سوال** راگ کا گانا عموما اور معرفت کا گانا خصوصا درست ہی یا نہین **جواب** اگر بلا مزامیر اور بلا محرمات اور بلا مجلس وغیرہ کے ہو تو کچھ حرج نہین ہی ورنہ حرام ہی **سوال** ایک شخص نے کہا فلان شخص خدا گنج کو گیا مقصود اس سے وفات ہی اس مین شک ہوتا ہی کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہی **جواب** چونکہ یہ جملہ خبر وفات مین متعارف ہی اور اس سے اللہ تعالی کے لیے گنج یا مکان ثابت کرنا مقصود نہین ہوتا اس لیے اسکے کہنے سے کفر اور شرک لازم نہ آئے گا مگر باعتبار ظاہر لفظ کے اسکے معنی قبیح ہین اللہ تعالی کی شان مین ایسا لفظ بولنا بے ادبی ہی **سوال** جو روپیہ زید کو سودخوار مہاجنون سے حق وکالت مین حاصل ہوا ہی اُس سے زید کو حج کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** نہین **سوال** صحت احادیث مسطورہ

ذیل مین علماے دین کیا فرماتے ہین اور درصورت صحت دو سوال ہین ایک یہ کہ یہ حدیثین صحاح کی کس کتاب مین ہین دوسرے یہ کہ اس قوم سے مناکحت حرام ہی یا نہین اور اگر مکروہ تحریمی ہے تو بھی کیا وجہ ہی کیونکہ اہل کتاب کے ساتھ مومن کو کھانا پینا نکاح کرنا جائز ہی لیس روافض ان سے بدرجہ اولی اچھے ہین اس لیے کہ کلمہ گو ہین اور اہل سنت کے مذہب مین اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہین ہی اسی وجہ سے بعضون نے یزید پر بھی لعنت کرنے کو جائز نہین رکھا ہی پس روافض کا حال اہل کتاب اور اُن عدو اہل بیت سے ضرور اچھا ہی جنکے حکم سے اولاد رسول قتل ہوئی اور باوجود کلمہ گو ہونے کے اُنکو کافر کہنا کس دلیل سے جائز ہی۔ وہ حدیثین یہ ہین عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی یخرج فی اٰخر ھذا الزمان قوم یسمون الرافضیۃ یرفضون الاسلام وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سبّ ابابکر فقد سبنی وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم حبّ ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم من احبّ عمر فقد احبّنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی وعن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بجنازۃ فلم یصل علیہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ھذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالی وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم من سبّ اصحابی فقد سبّنی وعنہ علیہ السلام ان اللہ تعالی اختار لی اصحابا فجعلہم اصحابی واصہاری وسیجیئ من بعدھم قوم ینقصونہم ویسبونہم فان ادرکتموھم فلا تناکحوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معہم ولا علیہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای علی آخر زمانے مین ایک قوم ظاہر ہوگی جو رافضی کہلائین گے اور وہ اسلام سے پھرے ہوے ہونگے اور حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہی جس نے ابوبکر کو گالی دی اُسنے مجکو گالی دی اور جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہی ابوبکر اور عمر کی محبت ایمان کی دلیل اور انسے عداوت کفر کی دلیل ہی اور حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی جس نے عمر کو دوست رکھا اُس نے مجھکو دوست رکھا اور جس نے انسے عداوت کی اُس نے مجھسے عداوت کی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے قریب تشریف لائے مگر اُسپر آپ نے نماز نہین پڑھی لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ اس سے پہلے ہمنے آپکو نہین دیکھا کہ کسی جنازے کی نماز آپنے

نہ پڑھی ہو آپنے فرمایا یہ میرا نماز نہ پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ یہ مرنے والا عثمان سے بغض رکھتا تھا
اور ایسے بغض رکھنے والے پر اللہ کا غضب ہی اور حضور رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے
جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اُس نے مجھکو گالی دی اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
اللہ نے مجھے اصحاب لیے اُنمین سے بعضون کو میرا صحابی بنایا اور بعضون کو داماد اور قریب ہی کہ
ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو اُنکی برائیان کرے گی اور اُنکو گالیان دے گی اگر تم اُس قوم کو پانا
تو اُس سے اکل و شرب و مناکحت ترک کرنا اور اُسکے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور اُسکے جنازے کی
نماز نہ پڑھنا **جواب** ان حدیثون مین سے بعض جامع ترمذی اور بعض جامع صغیر مین ہین جیسے
عن جابر الحدیث مگر ایسی حدیثین تہدید اور زجر کے لیے وارد ہوئی ہین اور صحیح مذہب یہی ہی کہ اہل قبلہ
کو کافر نہ کہنا چاہیے لیکن فرق مخالف کے ساتھ اُنکے فسق کی وجہ سے نکاح مکروہ ہی **سوال**
دروازہ چوکھٹ یا دالان کی دہلیز کو بزرگ جاننا اور اُسپر جوتا رکھنے کو بُرا سمجھنا کیسا ہی اسوجہ سے
کہ فقیر یا بزرگ آتا ہی تو دہلیز کو دعا دیتا ہی کہ بابا تیری یہ چوکھٹ سلامت رہے **جواب**
یہ امور لغو اور خرافات ہین **سوال** روافض کی طرح سنیون کو تعزیہ داری کرنا علم رکھنا چھاتی کوٹنا
مالیدہ شربت وغیرہ تعزیہ کے سامنے رکھکر نذر دینا اور اُسے تبرک جانکر کھانا پینا اور عاشورا کے دن
تعزیہ کے ساتھ ننگے سر ننگے پاؤن جانا اور عاشورے کے دن فاقہ کرنا اور شام کے قریب جو کی روٹی
سے فاقہ شکنی کرنا اور اسدن روزہ رکھنے کو بدعت جاننا اور کہنا کہ اسدن یزید کی مان نے امام حسین
علیہ السلام کے قتل کی خوشی مین روزہ رکھا تھا اور تعزیہ دفن کرنے کے بعد تیسرے دن مثل مردے
کے تیجہ کرنا اور اُس مین قرآن خوانی کرنا اور پھر مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانے باٹنا۔ یہ تمام
امور کیسے ہین **جواب** یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہین اور انکا مرتکب مبتدع اور فاسق ہے
سوال ایک شخص ہمیشہ سبحہ گردانی کرتا ہی یعنے تسبیح و تہلیل و تحمید و استغفار و درود پڑھنے مین مشغول
رہتا ہی اور بعض نوافل جیسے عصر کی سنتین اور صلوۃ الاوابین اور عشا کے قبل کی سنتین بھی پڑھتا ہی
اکثر لوگ کہتے ہین کہ یہ سب امور بدعت ہین اور انکا مرتکب مبتدع ہی اور کہتے ہین کہ الجہاد مع المبتدع
افضل من جہاد الکفار بدعتی سے جہاد کرنا کفار سے جہاد کرنے سے افضل ہی کے موافق اُس
سے قتال لازمی ہی اور نماز مفروضہ کے بعد ہاتھ اُٹھاکر دعا کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور کہتے ہین

کہ یہ بھی بدعت ہی اس مین شرع کا کیا حکم ہے **جواب** سبحہ گردانی فی نفسہ مشروع امر ہی بشرطیکہ ریا سے خالی ہو اور ایسی سبحہ گردانی اگرچہ حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہ تھی مگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے مین پائی گئی ہی جیسا کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے بعض رسائل مین اسکی صراحت کی ہی پس سبحہ گردانی بدعت کیونکر ہو سکتی ہی اور صلوۃ اوابین اور دوسرے نوافل کی شرع نے رغبت دلائی ہے اور دعا مین ہاتھ اٹھانا مستحب امر ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ اور شرح حصن حصین مین کما حقہ اسکی تصریح کی ہی۔ لہذا ان امور مین اگر نیت خالص ہو گی تو ثواب پائے گا **سوال** ایک طوائف نے توبہ کی ہی اور اُسکے پاس اپنے پیشہ سے حاصل کیا ہوا بہت سا مال ہی اُس مین سے میلاد شریف کرتی ہی زکوۃ خیرات اپنی لڑکی کو قرآن پڑھانے والے کی تنخواہ دیتی ہی اور اُسکا ارادہ ہی کہ ہمیشہ ان امور کو زیادتی کے ساتھ کرتی رہے اگر اُس مال سے یہ امور درست نہون تو اُسے کئی طرح کے عذر ہین جیسے نماز پڑھنے کی طاقت کے لیے کھانا اُسی مال سے کھاتی ہی اور سترپوشی کے لیے کپڑا اُسی مال سے پہنتی ہی اور اُسی مال سے افطار صوم کرتی ہی اُسی مال سے قربانی کرتی ہے اور حج کو جانے کا ارادہ رکھتی ہی کیا یہ سب کار خیر ناجائز ہو جائین گے اور وہ اپنے مال کو کیا کرے **جواب** حرام مال سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اُس مال کو صرف مین لانا سب حرام ہی اُسے چاہیے کہ کسی سے اُتنا روپیہ قرض لے جتنا اُسکے پاس ہے اور اُس قرض لیے ہوے روپے سے امور خیر کرے اور قرض اُسی اپنے روپے سے ادا کرے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابوالحسنات محمد عبدالحی] صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ اضعف عباداللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ **سوال** عورتون کو ایسا نقرئی زیور جو خود بجنے والا نہو بلکہ دوسرے سے ملکر بجنے والا ہو جیسے کڑے چھڑے یا ایسے گھنگرو جسکے اندر بجانے والا دانہ نہو پہننا جائز ہی یا نہین **جواب** عورتون کو ایسا زیور پہننا جو حرکت پاکر بجے یا ایک دوسرے سے لگ کر بجے جسکی آواز سے مخفی اظہار زینت کا ہو اور آواز سننے والا سمجھے کہ عورت فلان زیور پہنے ہی منع ہی کیونکہ زیور کی آواز کا علم مردون کو اُنکے جانب مائل کرتا ہی جیسا کہ بیضاوی مین ہے ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن لیتقعقع خلخالھا فیعلم انھا ذات خلخال

فان ذلک یورث میلا فی الرجال وھو ابلغ من النھی عن اظھار الزینۃ واول علی المنع من رفع الصوت عورتون کو اپنے پاؤن زمین پر اس لیے زور سے نہ رکھنا چاہیے کہ اُنکی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور اُنکی پازیب آواز دے اور لوگون کو معلوم ہو کہ اُنکے پاس پازیب ہی کیونکہ اس سے لوگون کی طبیعت اُنکے جانب مائل ہوتی ہے اور اسکی ممانعت اظہار زینت سے زائد ہی اور رفع صوت کی ممانعت پر مقدم ہی۔ اور یہ معلوم ہی کہ جو مرد عورتون کا زیادہ طالب ہوتا ہی وہ جب اُنکے زیور کی آواز سنتا ہی تو اُنکے دیکھنے کی ضرور خواہش کرتا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے اما قولہ تعالی ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن فقال ابن عباسؓ وقتادۃ رض کانت المرأۃ تمر بالناس وتضرب برجلھا لیسمع قعقعۃ خلخالھا ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیہ شھوۃ النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذلک داعیۃ لہ زائدۃ فی مشاھدتھن وقد علل تعالی ذالک بان قال لیعلم ما یخفین من زینتھن من الحلی وغیرہ اللہ تعالی کے قول ولا یضربن الآیۃ (عورتین زمین پر اس غرض سے دھمک کر پاؤن نہ رکھین کہ اُنکی پوشیدہ زینتین ظاہر ہو جائین) کے تحت مین حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہی کہ عورتین مردون کے ہمراہ چلتی تھین اور اپنے پاؤن کو زمین پر اس غرض سے دھمک کر رکھتی تھین کہ اُنکی پازیب کی آواز مردین اور یہ کہ شہوتی مرد جب عورت کی پازیب کی آواز سنے گا تو یہ امر اسکو عورت کے دیکھنے کا شوق دلائے گا اور اللہ تعالی نے اسکی علت یہ بیان کی ہی کہ مرد اُنکی چھپی ہوئی زینتون کو جانین گے۔ اور احادیث سے ظاہر ہی کہ ایسا زیور پہننا لڑکیون کو بھی منع ہے جیسا کہ مشکوۃ مین ہی وعن ابن الزبیرؓ ان مولاۃ لھم ذھبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطابؓ وفی رجلھا اجراس فقطعھا عمرؓ وقال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواہ ابوداؤد وعن بنانۃ مولاۃ عبد الرحمن ابن حیان الانصاری کانت عند عائشۃؓ اذ دخلت علیھا بجاریۃ وعلیھا جلاجل یصوتن فقالت لاتدخلنھا علی الا ان تقطعن جلاجلھا سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابوداؤد حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ اُنکی ایک لونڈی اُنکی لڑکی کے ساتھ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور اُسکے پاؤن مین گھنگرو تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکو

کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے ہر گھنٹے کی آواز
کے ساتھ ایک شیطان ہی اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہی اور بنانہ رضی اللہ عنہا سے جو حضرت
عبدالرحمن بن حبان انصاری رضی اللہ عنہ کی لونڈی ہین مروی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے پاس تھین کہ انکے سامنے ایک لونڈی آئی جو پاؤن مین ایسے گنگرو پہنے تھی جو بجتے
تھے پس حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم بغیر گھنگرو ونکو توڑے ہوے یہ پہن کر میرے
پاس نہ آؤ مین نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا سے سنا ہی کہ اُس گھر مین فرشتے نہین
آتے جس مین گھنٹے کی آواز ہو۔ واللہ اعلم نمقہ محمد شجاعت علی عفی عنہ۔ فی الواقع ایسا زیور پہننا جو
آواز دیتا ہو جائز نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
عن ذنبہ الجلی والخفی ابو الحسنات محمد عبد الحی **سوال** ہاتھی پر سوار ہونا درست ہی یا نہین
جواب شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک درست ہی۔ منح الغفار مین ہی والفیل کالخنزیر عند
محمد رحمہ اللہ فیکون حکمہ حکمہ وعندھما کسائر السباع بخس السور واللحم لا العین
فیجوز بیع عظمہ والانتفاع بہ فی الحمل والمقاتلۃ ہاتھی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سور کا
ایسا ہی تو انکے نزدیک ہاتھی کا حکم بھی وہی ہوگا جو سور کا حکم ہی اور شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک
وہ دوسرے درندون کا ایسا ہی کہ اسکا گوشت اور جھوٹا دونون نجس ہین اور وہ نجس العین
نہین ہی تو اسکی ہڈی کا بیچنا اور اس سے باربرداری اور جنگ مین نفع اٹھانا جائز ہے۔ اور
مجمع الانہر شرح ملتقے الابحر مین ہی والمختار قولھما اور مختار شیخین رحمہما اللہ کا قول ہی **سوال**
سب سے پہلے ہاتھی پر کون سوار ہوا ہی **جواب** باوجود تلاش کے مجھے نہین ملا البتہ
حیوۃ الحیوان سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ فیل کا وجود ذوالقرنین کے زمانے مین معلوم ہوا ہے
سوال پلنگ کے کھٹمل گرم پانی ڈالکر یا پانی مین پلنگ کو ڈبو کے مارنا جائز ہی یا نہین **جواب**
مکروہ ہی مطالب المومنین مین ہی احراق القمل والعقرب وغیرھما بالنار مکروہ لان فی الحدیث
لا یعذب بالنار الا خالقھا واکرہ القاؤہ فی الماء کھٹمل اور بچھو وغیرہ کو آگ مین جلانا
مکروہ ہی کیونکہ حدیث مین ہی آگ سے عذاب صرف خالق ہی کرے گا اور پانی مین ڈالنا بھی مکروہ ہی
سوال سانپ اور بچھو کے لیے افسون پھونکنا کیسا ہی اور حدیث سے کون افسون ثابت ہے

جواب روا ہی بشرطیکہ وہ کوئی آیت یا ایسی دعا ہو جو حدیث مین مروی ہو لیکن فارسی زبان مین یا اُن الفاظ کے ساتھ جسکے معنے نہ جانتا ہو جائز نہین ہی کیونکہ اُس مین کفر کا احتمال ہی۔ امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آپنے بنی سلیم کے اُس شخص سے فرمایا جس نے کہا کہ رات کو بچھو نے میرے کاٹا کہ اگر تم رات کو اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق پڑھ لیتے تو تمھین مضرت نہ پہونچتی۔ اور بھی وارد ہی کہ جو شخص اول رات مین پڑھے عقدت ذنب العقرب ولسان الحیۃ وید السارق بقول شہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وہ سانپ اور بچھو اور چور سے خلاصی پائے گا اور مجرب دعاؤن مین سے یہ ہی کہ جب کسی کو بچھو کاٹے تو درد کی جگہ پر لوہا رکھکے یہ دعا پڑھے سلام علی نوح فی العٰلمین وعلی محمد فی المرسلین من حاملات السم اجمعین لا دابۃ بین السماء والارض الا ربی اخذ بناصیتہا اجمعین کذلک یجزی عبادہ المحسنین ان ربی علی صراط مستقیم نوح نوح قال لکم نوح من ذکرنی فلا تاکلوہ ان ربی بکل شیٔ علیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم **سوال** علما اور صلحا کی کفش برداری جائز ہی یا نہین **جواب** اگر بہ نیت خالص از قبیل خدمت ہو تو مستحسنات مین سے ہی **سوال** تعزیہ رکھنا اور اُسکی تعظیم کرنا وغیرہ جائز ہی یا نہین **جواب** عشرہ محرم مین تعزیہ داری وغیرہ کرنا اور ضریح بنانا اور قبور اور علم کی صورت بنانا اور دلدل وغیرہ تیار کرنا یہ سب امور بدعت ہین انمین سے کوئی بات قرون ثلثہ مین نہ تھی اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیز کی عظمت کرنا بت پرستی کا پتہ دیتی ہے روی الطبرانی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث حدثا او اوی محدثا علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا وروی البخاری ومسلم وغیرہما من اصحاب الصحاح عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد وروی مسلم انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نئی بات نکالے یا کسی نئی بات پر عملدرآمد کرے تو اُسپر خدا ملائکہ اور سب آدمیون کی لعنت ہی اللہ اسکی نیکیان قبول نہ کرے گا اور بخاری اور مسلم وغیرہما نے اصحاب صحاح سے

روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے ہماری اس شریعت مین کچھ ایجاد کی جو اُس سے خارج ہے تو وہ مردود ہے اور مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ بدترین امور نئی باتین ہین اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ یہ لکڑیان جو انسان کی بنائی ہوئی ہین قابل ازالہ ہین حدیث شریف مین ہے من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم تستطع فبلسانہ وان لم تستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم تم مین سے جو کوئی بری بات دیکھے تو اپنے ہاتھ سے مٹادے اور اگر یہ نکرسکے تو اپنی زبان سے اور اگر یہ بھی نکرسکے تو اپنے قلب سے اور ضعیف تر ایمان ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور جو حدیث کفایۂ شعبی مین وارد ہوئی ہے اور ناواقف جہال اُسے اپنے مطلب کی سند مین پیش کرکے اُس سے تعزیہ کا جواز ثابت کرتے ہین ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ والحور العین فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقبل رجل الام وجبھتھا وجبھۃ الاب ویروی انہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لم یکن لی ابوان فقال قبل قبرھما قال فان لم اعرف قبرھما قال خط خطین وانو بان احدھما قبر الام والآخر قبر الاب فقبلھما فلا تحنث فی یمینک کذا فی کنز العباد ایک شخص رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ اور حوران بہشتی کا بوسہ لون گا تو آپنے اُسے حکم دیا کہ مان کے پاؤن اور پیشانی اور باپ کی پیشانی کا بوسہ لے اُسنے کہا اگر میرے مان باپ زندہ نہون آپ نے فرمایا تو اُنکی قبر کا بوسہ لے اُس نے کہا اگر مجھے اُنکی قبرین نہ معلوم ہون تو آپنے فرمایا کہ دو خط کھینچ اور ایک کو مان کی قبر اور دوسرے کو باپ کی قبر فرض کرکے اُن کا بوسہ لے تو تو حانث نہوگا جیسا کہ کنز العباد مین ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چندان معتبر نہین ہے اور اگر معتبر بھی مان لی جائے تو حدیث مین مان اور باپ کی قبور کے مجہول ہونے کی صورت مذکور ہے اور معلوم کو مجہول پر قیاس کرنا جہالت سے خالی نہین جیسے اگر سمت قبلہ معلوم نہو تو تحری جائز ہے پس جبکہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے قبور کی جگہین معلوم ہین تو تابوت مصنوعی کی زیارت کرنا کیا معنے رکھتا ہے اور اگر اسکو جائز سمجھ لین تو یہ بھی لازم آئے گا کہ مصنوعی قبر کی زیارت کرنا اور مصنوعی کعبہ کا حج کرنا بھی جائز ہو جائے اور اسکا کوئی قائل نہین ہے اور اگر کوئی یہ کہے

کہ ہم اس تعزیہ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے تذکر کا واسطہ سمجھتے ہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ تذکر اُسی طرح ہونا چاہیے جو شریعت مین جائز ہی کیونکہ نصاری بھی حضرت عیسے علیہ السلام کے تذکر کے لیے چلیپا تیار کرتے ہین بس اس مین اور اُس مین کیا فرق ہوگا اور ہر علت کا سبب ہونا شریعت سے ثابت نہین ہی اور اصول کے قواعد مین سے کوئی اصل اسپر دلالت نہین کرتی ہی ان جو علت مستحب کے لیے موقوف علیہ تام ہو اگر من قبیل افعال اختیاریہ ہو تو مستحب ہی مگر ظاہر ہی کہ تعزیہ موقوف علیہ تام نہین ہی کیونکہ ذکرِ مصائب کربلا سنکر اکثر لوگ رو دیتے ہاین اور چھاتی کوٹنا اور کپڑے پھاڑنا اور نوحہ کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اور بالون کو منتشر کرنا یہ سب امور منہیات اور ممنوعات مین سے ہین اور حدیث شریف مین نوحہ کرنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہی مجمع البرکات مین ہی یکرہ للرجل تسوید الثیاب وتمزیقہا للتعزیۃ واما تسوید الخدود والایدی وشق الجیوب وخدش الوجوہ ونشر الشعور ونثر التراب علی الرؤس والضرب علی الصدر والفخذ وایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاہلیۃ والباطل کذا فی المضمرات کپڑون کو سیاہ کرنا اور تعزیت کیلیے پھاڑ ڈالنا مکروہ ہی ہاتھون اور گالون کو سیاہ کرنا گریبان چاک کرنا چہرہ کو نوچنا بالون کو پراگندہ کرنا سر پر مٹی اڑانا سینہ اور ران کوٹنا اور قبرون پر آگ سلگانا جاہلیت کی رسمین ہین اور باطل ہین جیسا کہ مضمرات مین ہی **سوال** کسی کے دونون ہاتھ چومنا کیسا ہی **جواب** عالم اور پرہیزگار اور سلطان عادل اور حاکم متدین کے ہاتھ تبرک اور تعظیم اسلام کیلیے چومنے مین مضائقہ نہین ہی ورنہ مکروہ ہی۔ درمختار شرح تنویر الابصار مین ہی ولاباس بتقبیل ید العالم والمتورع علی سبیل التبرک ونقل المصنف عن الجامع انہ لاباس بتقبیل ید الحاکم المتدین السلطان العادل ولا رخصۃ فیہ ای فی تقبیل الید لغیرہما ای لغیر عالم وعادل ہو المختار کذا فی المجتبی وفی المحیط ان لتعظیم اسلامہ واکرامہ جاز وان لنیل الدنیا کرہ عالم اور متدین آدمی کا ہاتھ چومنا تبرک کے لیے درست ہی مصنفؒ نے جامع سے نقل کیا ہی کہ حاکم متدین اور سلطان عادل کے ہاتھ چومنے مین کچھ حرج نہین ہی اور عالم اور عادل کے سوا دوسرون کے ہاتھ چومنے کی اجازت نہین یہی مختار مذہب ہی جیسا کہ مجتبے مین ہی اور محیط مین ہی کسی شخص کے اسلام کی تعظیم اور بزرگداشت کی غرض سے جائز ہی اور اگر بغرض دنیاوی ہو تو مکروہ ہی **سوال** کسی کے گال یا سر یا دہن

یا پیشانی وغیرہ کا بوسہ لینا جائز ہی یا نہین **جواب** اگر اعزاز اور تعظیم کی غرض سے ہو اور شہوت سے امن ہو تو جائز ہی - درمختار مین ہی وکرہ تحریمًا + قهستانی + تقبیل الرجل فم الرجل او یدہ اوشیئامنہ وکذا تقبیل المرأۃ المرأۃ عند لقاء اوو داع + قنیۃ + وھذا لوعن شھوۃ واما علی وجہ البر فجائز عند الکل + خانیۃ + وفی الاختیار عن بعضھم لاباس اذا قصد بہ البر وامن الشھوۃ کتقبیل وجہ فقیہ ونحوہ قہستانی رحمہ اللہ نے ایک مرد کا دوسرے مرد کے منھ یا ہاتھ یا کسی دوسرے عضو کو اور عورت کا دوسری عورت کو ملاقات یا رخصت کے وقت چومنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہی جیسا کہ قنیہ مین ہی اور یہ اُس صورت مین ہی جب شہوت سے ہو لیکن بہ نیت خالص سبکے نزدیک جائز ہی جیسا کہ خانیہ مین ہی اور اختیار مین ہی کہ بعضون کے نزدیک اس مین کچھ حرج نہین ہی جبکہ نیت پاک ہو اور امن عن الشھوۃ کی مثال فقیہ کا منھ یا گال چومنا یا اُسکے ایسے کسی اور آدمی کا - اور عالمگیری مین ہی واما الکلام فی تقبیل الوجہ حکی عن الفقیہ ابی جعفرؒ الھندوانی انہ قال لاباس ان یقبل الرجل وجہ الرجل اذا کان فقیھًا اوعالمًا اوزاھدًا یرید من ذالك اعزاز الدین وقد ذکر فی الجامع الصغیر یکرہ ان یقبل الرجل وجہ اخراو جبھتہ اوراسہ کذا فی المحیط فقیہ ابوجعفر ہندوانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس مین کچھ حرج نہین ہی کہ ایک مرد دوسرے مرد کا منھ چومے جبکہ فقیہ یا عالم یا زاہد ہو اور اس سے مقصد اعزاز دین ہو اور جامع صغیر مین ہی کہ ایک مرد کا دوسرے مرد کے منھ یا پیشانی یا سر کو چومنا مکروہ ہی جیسا کہ محیط مین ہی **سوال** شرابی یا دوسرے فاسقون کو پہلے سلام کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** ابتدا نکرنا چاہیے - عالمگیری مین ہی واختلف فی السلام علی الفساق فی الاصح انہ لایبدأ بالسلام کذا فی التمرتاشی فاسقون کو سلام کرنیکے متعلق اختلاف ہی مذہب اصح یہ ہی کہ پہلے سلام نہ کرنا چاہیے - اور مجمع البرکات مین ہی واذا مر بقوم وھم یشربون الخمر او اشتغلوا بمعصیۃ من المعاصی فعلی قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ یسلم علیھم وعلی قول ابی یوسفؒ لایسلم علیھم کذا فی مطالب المؤمنین ناقلا عن کفایۃ الشعبی اور اگر کسی شخص کا گذر ایسے گروہ پر ہوا جو شراب پی رہا ہی یا کسی اور گناہ مین مشغول ہی تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر اُن کو سلام کرے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر اُنھین سلام نہ کرے ایسا ہی مطالب المؤمنین مین کفایۂ شعبی سے نقل کیا ہی

سوال سلام کے جواب مین وعلیکم السلام کہے یا علیکم السلام کہے اور حضرت سلامت کا لفظ کافی ہے یا نہین **جواب** حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوال کے جواب مین وعلیکم السلام بواو عطف فرماتے تھے جیسا کہ صراط المستقیم مین ہی اور اگر بے واو عطف کے فقط علیکم السلام کہے تو بھی کافی ہی اور حضرت سلامت کا لفظ سلام کے جوابات مین سے نہین ہی۔ مجمع البرکات مین ہی ویاتی بواو العطف فی قولہ وعلیکم السلام وان حذف واو العطف فقال علیکم السلام اجزاہ اپنے قول و علیکم السلام مین واو زیادہ کرنا چاہیے اور اگر واو حذف کرکے علیکم السلام کہا تو بھی کافی ہی **سوال** سلام کے جواب مین وعلیکم السلام کہے یا اسپر زیادتی کرے **جواب** وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا مستحب ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا جب تم پر سلام کیا جاوے تو اُس سے بہتر جواب دو یا اُسی کو لوٹا دو **سوال** اکثر شہرون مین زبان سے سلام کا جواب دینا بے ادبی سمجھتے ہین اور سر پر ہاتھ رکھکے نہایت تعظیم سے پیش آتے ہین اور اسی کو سلام سمجھتے ہین پس اس سے سنت ادا ہوتی ہی یا نہین **جواب** صراط المستقیم اور اُسکی شرح مین بزبان فارسی تحریر ہی جسکا ترجمہ یہ ہی چونکہ سلام اعظم شعائر اسلام سے ہی اور ہندوستان مین انکا جو اہل بدعت کا شعار ہی اُس کا قائم مقام ہوا ہی اور بعض ملکون مین سر پر ہاتھ رکھنا یا زمین پر اُنگلی رکھنا شائع ہوا ہی اور زبان سے سلام کا جواب دینا اکثر لوگون کے نزدیک بدتمیزی اور بے ادبی مین داخل ہوگیا ہی لہذا حکام اور امرا کو چاہیے اس اسلامی طریقے کے جاری رکھنے مین کوشش کرین اور اسکے جاری رکھنے کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھین۔ البتہ زبان سے سلام کا جواب دینا اور ہاتھ اُٹھاکر ماتھے یا سینہ پر رکھنا بظاہر لاباس بہ ہی **سوال** مصافحہ کس وقت سنت ہی **جواب** جب دو مسلمان مین تو سلام وجواب کے بعد دونون ہاتھون سے مصافحہ کرنا سنت ہی۔ کنز العباد مین ہے و یصافح بعد السلام من نقص الاخوان فانہا من تمام التحیۃ ویزید فی المحبۃ وعن کفایۃ الشعبی ان ہذہ المصافحۃ التی ھی الیوم بین المسلمین انما ھی اعلام انا علی ذلک المیثاق الذی اخذہ اللہ تعالی حیث اخرجنا من صلب ادم علیہ السلام وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صافح مسلما تناثرت ذنوبہ کما تناثر ورق الشجرۃ اپنے جن احباب سے ملے سلام کے بعد مصافحہ کرے کیونکہ مصافحہ تمام تحیت ہی اور اس سے محبت مین زیادتی ہوتی ہی اور کفایۂ شعبی

مین ہی کہ یہ مصافحہ جو آج کل مسلمانون مین رائج ہی اس بات کی خبر دیتا ہی کہ ہم اُس عہد پر ہین جو خدا نے اُسوقت لیا تھا جسوقت ہم حضرت آدم علیہ السلام کے صلب سے نکلے تھے اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ جس نے کسی مسلمان سے مصافحہ کیا اُسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہین **سوال** معانقہ جائز ہی یا نہین **جواب** سفر سے آنے والے کو معانقہ کرنا مسنون ہے اور اسکے سوا ابھی بنظر اکرام وتعظیم اہل اسلام معانقہ کرنا جائز ہی. کنز العباد مین عمدۃ الابرار سے نقل کیا ہی فی المکافی المعانقۃ عن دلبۃ الکرامۃ جائز بزرگداشت کے طریقے پر معانقہ جائز ہی لیکن معانقہ کرنے والون کے جسم پر اگر ازار کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہو تو بعض کے نزدیک مکروہ ہی والخلاف فیما اذا لم یکن علیہما غیر الازار اما اذا کان علیہ قمیص اوجبۃ فلا باس بہ کذا فی کنز العباد وفی کمال الدرایۃ قیل بالازار الواحد لانہ لوکان علیہ قمیص اوجبۃ اورداء مع الازار لم یکن باس بہ بالاتفاق. اختلاف اُس صورت مین ہی کہ معانقین ازار کے سوا کچھ نہ پہنے ہون اور اگر اُنکے جسم پر قمیص یا جبہ ہو تو کچھ حرج نہین ہی جیسا کہ کنز العباد مین ہی اور کمال الدرایہ مین ہی ازار واحد کی قید اس لیے لگائی ہی کہ اگر ازار کے ساتھ قمیص یا جبہ یا ردا ہو تو بالاتفاق معانقے مین کچھ حرج نہین ہی **سوال** شرعاً کن چیزون مین نحوست ہی اور کس وجہ سے نحوست ہی **جواب** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات مین بزبان فارسی تحریر فرماتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی. جاننا چاہیے کہ نحوست کے باب مین احادیث مختلف وارد ہوئی ہین بعض سے مطلقاً اسکی تاثیر کی نفی اور اعتقاد کی نہی ثابت ہوتی ہی اور یہ حدیثین بہت ہین اور بعض سے عورت اور گھوڑے اور گھر مین اسکا اثبات پایا جاتا ہی. اور بعض سے ان مین بھی اثبات کا انکار پایا جاتا ہی اور تطبیق کی یہ وجہ ہی کہ بالذات تاثیر منفی ہی اور اہل جاہلیت اسکا اعتقاد رکھتے تھے تمام چیزون مین موثر اللہ ہی ہی **سوال** سفر کے لیے نحس اور سعد تاریخین مقرر ہین یا نہین اور بدھ کا دن منحوس ہی یا نہین **جواب** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح صراط المستقیم مین بزبان فارسی لکھتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہے. دنون کے سعد اور نحس ہونے مین احکام نجوم کی پابندی کرنا نہ سلف کی عادت تھی اور نہ اہل اسلام کا طریقہ ہی جو کچھ حدیث مین آیا ہی اُسے اختیار کرکے اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور آداب سفر مین جو دعائین منقول ہین اُن سے تمسک ڈھونڈھنا چاہیے اور یہ جو لوگ کہتے ہین کہ ہفتے کے دن

فلان سمت کا سفر نہ کرنا چاہیے اور اتوار کے دن فلان سمت کو نہ جانا چاہیے اسکی کوئی اصل نہین ہی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ اُنھون نے کہا ہی کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سب دن خدا کے بنائے ہوے ہین مگر اُنین سے بعض دن سعد اور بعض نحس ہین اور کوئی مہینہ ایسا نہین ہی جس مین سات دن منحوس نہون۔ پھر اُن سات دنون کو یون گنا ہی تیسرا پانچوان تیرھوان سولھوان اکیسوان چوبیسوان پچیسوان۔ اور یہ امر صحت کو پہونچا ہوا ہے کہ قرآن شریف مین یوم نحس مستمر سے چہار شنبہ مراد ہی۔ اور مروی ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کسی لشکر کی طرف جانے والے تھے ایک شخص نے کہا کہ آج نہ جانا چاہیے بلکہ فلان دن جانا چاہیے آپ نے فرمایا اگر میرے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو اُسی تلوار سے تیری گردن اُڑا دیتا اتنے سن تک مین حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ رہا اور کبھی مین نے آپ سے نہین سنا کہ فلان دن جانا چاہیے نہ فلان دن **سوال** فال لینا چاہیے یا نہین **جواب** فال کی دو قسمین ہین ایک نیک فال دوسرے بد فال نیک فال لینا سنت ہی اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نیک فال بہت لیتے تھے بخاری مین ہی کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ نیک فال کی کیا صورت ہی آپ نے فرمایا نیک فال وہ ہے تم سے کوئی سنے اور اُس سے فال لے جیسے ڈھونڈھنے والا سنے یا واجد یا گمراہ سنے یا راشد یا بیمار سنے یا سالم۔ لیکن فال بد لینی منہی اور مذموم ہی کیونکہ اللہ سے امید قطع کرنا اور نا امید ہونا اور برا سوچنا امر مذموم ہی ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طیرہ شرک ہی **سوال** میت کی پیشانی پر اُنگلی سے بسم اللہ لکھنا درست ہے یا نہین **جواب** درست ہی جیسا کہ درمختار مین ہی اور بعض عرفا نے بسم اللہ لکھکے کفن مین رکھدینے کی وصیت کی ہی جیسا کہ فتح العزیز مین ہی **سوال** غنی مصرف نذر ہی یا نہین **جواب** مصرف نذر فقیر ہی غنی کو نذر کا روپیہ دینا جائز نہین ہی بحرالرائق مین ہی لا یجوز ان یصرف النذر الی غیر محتاج ولا لشریف ذی منصب لانہ لا یحل لہ الاخذ ما لم یکن محتاجا فقیرا ولا لذی النسب لاجل نسبہ ما لم یکن فقیرا ولا لذی علم لاجل علمہ ما لم یکن فقیرا اذ لم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء غنی کو نذر دینا ناجائز ہی اسی طرح شریف ذی منصب کو کیونکہ نذر لینا درست نہین ہے تاوقتیکہ محتاج اور فقیر نہو

اور اسی طرح صاحب نسب کے لیے اُسکے نسب کی وجہ سے تاوقتیکہ فقیر نہو کیونکہ یہ شرع سے ثابت نہین ہی کہ اغنیا کو نذر دینا درست ہے۔ اور ایسا ہی عالمگیری وغیرہ مین ہی **سوال** زید نے نذر مانی تھی کہ اگر حاکم کے حکم سے مجھے دس روپے ملجائین گے تومین دو روپے للہ دونگا اور زید نے تین روپے پا کے پس نذر ادا کرنا واجب ہی یا نہین **جواب** نہین۔ تنویر الابصار مین ہی فان علقہ بشرط یریدہ کان قدم غائبی یوفی ان وجد الشرط پس اگر نذر کی تعلیق کی کسی شرط پر مثلا اگر فلان غائب آجائے تو جب شرط متحقق ہو نذر پوری کرنا چاہیے۔ اور سراجیہ مین ہی اذا قال ان شفی اللہ مریضی اورد غائبی ونحو ذلک مما یرید کونہ فللہ علی کذا فکان ذلک فعلیہ الوفاء اگر کسی نے کہا کہ فلان مریض اچھا ہو جائے یا فلان غائب پلٹ آئے یا اسی طرح کوئی اور ایسی ہی بات جسے وہ چاہتا ہو تو میرے اوپر خدا کی راہ مین یہ کرنا ہے اب اگر کام اُسکی مرضی کے موافق ہو جائے تو اُسے نذر کا پورا کرنا ضروری ہی **سوال** غیر خدا کی نذر جائز ہی یا نہین **جواب** نہین۔ بحر الرائق مین ہے النذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون للمخلوق مخلوق کے لیے نذر نا جائز ہی کیونکہ وہ عبادت ہی اور عبادت مخلوق کے لیے درست نہین ہی **سوال** صحت اور لزوم وفاے نذر کے لیے کتنی شرطین ہین **جواب** عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ چیزین شرط ہین (۱) اُس منذور کے جنس سے کوئی فرض شرع مین ہو (۲) وہ منذور عبادت مقصودہ ہو نہ یہ کہ دوسری عبادت کا وسیلہ ہو جیسے وضو کہ اُسکی نذر جائز نہین ہی (۳) منذور بغیر بندے کے واجب کیے ہوے واجب نہو۔ جیسے ظہر کی فرض نماز کہ خود واجب ہی اور اُسکی نذر جائز نہین ہے (۴) وہ منذور از قسم معاصی نہو (۵) وہ منذور مستحیل الوجود نہو جیسے گذشتہ دن کا روزہ کہ اُسکی نذر جائز نہین ہی **سوال** اگر کوئی شخص مصحف یا کتب کے وقف کی نذر کرے تو اُسکا پورا کرنا لازم ہی یا نہین **جواب** لازم ہی۔ در مختار مین ہی من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب ای فرض کما سیصرح بہ تبعا للبحر والدرر وھو عبادۃ مقصودۃ خرج بہ الوضوء وتکفین المیت ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر لحدیث من نذر وسمی فعلیہ الوفاء بما سمی کصوم وصلوۃ وصدقۃ ووقف واعتکاف واعتاق رقبۃ وحج ولو ماشیا فانھا عبادات مقصودۃ ومن جنسھا واجب لوجوب العتق فی الکفارۃ والمشی للحج علی القادر من

اھل مکۃ والقعدۃ الاخیرۃ فی الصلوۃ وھی لبث کالاعتکاف ووقف مسجد للمسلمین وواجب علی الامام من بیت المال فان لا فعلی المسلمین کسی نے نذر مانی خواہ مطلق ہو یا کسی شرط پر معلق ہو جسکا ایسا کوئی واجب یعنے فرض ہو (جیسا کہ عنقریب اسکی تصریح بحر اور در کی اتباع کرتے ہوئے آئیگی) اور یہ عبادت مقصودہ ہو اس سے وضو اور تکفین میت خارج ہوگئی اگر شرط معلق بہ پائی گئی تو ناذر پر نذر لازم ہے کیونکہ حدیث میں ہے جس نے نذر کی اور تعیین کردی تو اُسکو لازم ہے کہ نذر معین کو پورا کرے مثلاً روزہ۔ صدقہ۔ نماز۔ وقف۔ اعتکاف۔ غلام آزاد کرنا۔ اور پیادہ حج کرنا کیونکہ یہ سب عبادات مقصودہ ہیں انکے ایسے واجب موجود ہیں کیونکہ کفارہ میں عتق واجب ہے اور اہل مکہ میں سے جو قدرت رکھتے ہوں اُنکو حج کیلیے پیادہ جانا واجب ہے اور قعدۂ اخیرہ نماز میں واجب ہے اور مسجد کا مسلمانوں کے لیے وقف کردینا امام پر بیت المال سے واجب ہے ورنہ خود مسلمانوں پر واجب ہے **سوال** اگر دس روپے کی روٹی خیرات کرنے کی نذر مانی اور دس روپے کا آٹا خیرات کردیا تو نذر ادا ہوگئی یا نہیں **جواب** ہوگئی۔ درمختار میں ہے نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ کسی نے دس روپے کی خیرات کرنے کی نذر مانی اور دوسری چیز خیرات کی تو جائز ہے اگر دس روپے کے مساوی ہو جیسے اُس کی قیمت کا خیرات کردینا جائز ہے **سوال** جب کسی نے کہا ان شفی اللہ مریضی ذبحت شاۃ او علی للہ ذبح شاۃ او اضیف المسلمین اگر اللہ میرے بیمار کو اچھا کردے تو میں بکری ذبح کرونگا یا اللہ کے لیے میرے اوپر ایک بکری ذبح کرنا ہوگا یا مسلمانوں کی ضیافت کرونگا تو نذر لازم ہوگی یا نہیں **جواب** منجملہ انعقاد شرائط نذر کے یہ ہے کہ اُسکا ایسا کوئی واجب ہو جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے اور صاحب درمختار نے کتاب الیمین میں بہ تبعیت صاحب بحر واجب سے فرض مراد لیا ہے اور کہا ہے وکان من جنسہ واجب ای فرض اُسکا ایسا کوئی واجب یعنے فرض ہو۔ اور صاحب نہر نے فرضیت کی صراحت کی ہے جیسا کہ کہا ہے المنذور اذا کان لہ اصل فی الفروض لزم الناذر کالصوم والصلوۃ اگر منذور کی فرائض میں کچھ اصلیت ہو تو وہ ناذر پر لازم ہیں مثلاً صوم اور صلوۃ۔ پس بکری ذبح کرنے کی نذر اگرچہ بلفظ للہ علی ہو منعقد نہو گی اور ناذر پر کچھ لازم نہوگا اس لیے کہ اُسکے جنس سے کوئی فرض نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ولو قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحھا فبری لا یلزمہ شئ لان الذبح لیس من جنسہ

فرض بل واجب کالاضحیۃ فلا یصح الا اذا زاد والتصدق بلحمہا فیلزم لان الصدقۃ من
جنسہا فرض وھی الزکوۃ جب یہ کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح
کرونگا یا مجھپر ایک بکری ذبح کرنا ہے اور وہ اچھا ہوگیا تو اُس پر کچھ لازم نہین ہے کیونکہ ذبح کا
ایسا کوئی فرض نہین ہی بلکہ واجب ہے مثل اضحیہ کے پس یہ نذر نہ صحیح ہوگی تاوقتیکہ اُس مین یہ زیادتی
نہ کرے کہ اور تصدق کرونگا مین اُسکا گوشت جو اس صورت مین اُس پر لازم ہوگا کیونکہ صدقہ
کی ایسی ایک چیز یعنے زکوۃ فرض ہے اور بعض فقہا کے نزدیک منذور کی ایسی چیز کا فرض ہونا
ضروری نہین ہی بلکہ منذور کی ایسی چیز کا واجب ہونا کافی ہے۔ عالمگیری مین ہی الاصل ان
النذر لا یصح الا بشروط احدھا ان یکون الواجب من جنسہ شرعًا اصل یہ ہی کہ نذر بغیر
چند شرطون کے درست نہین ہوتی اُنمین سے ایک یہ ہی کہ شرعًا اُسکا ایسا کوئی واجب موجود ہو
اور صاحب درمختار نے اسی عموم کو کتاب الاضحیہ کے آخر مین مصنف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہی اور اُسکی
یاد رکھنے کی وصیت کی ہے اور شارح وہبانیہ بھی اسی طرف گئے ہین۔ درمختار مین ہی نذر عشر
اضحیات لزمہ ثنتان لمجیئ الاثر بہما + خانیۃ + والاصح وجوب الکل لایجابہ ما للہ من جنسہ ایجاب
+ شرح وہبانیۃ + قلت ومفادہ لزوم النذر بما من جنسہ واجب اعتقادی او اصطلاحی
قال المصنف فلیحفظ کسی نے دس اضحیہ کی نذر کی تو اُس پر دو لازم ہین کیونکہ اثر دو ہی کے
متعلق ہی جیسا کہ خانیہ مین ہی اور صحیح یہ ہی کہ سب واجب ہین کیونکہ وہ خدا کے لیے واجب کیگئی
ہی اور اُسکا ایسا واجب موجود ہی جیسا کہ شرح وہبانیہ مین ہی مین کہتا ہون کہ اسکا مفاد یہ ہی
کہ نذر لازم ہوتی ہے جب اُسکا ایسا کوئی واجب اعتقادی یا اصطلاحی موجود ہو یہ مصنف نے
کہا ہی اسے یاد رکھنا چاہیے۔ اور جب جنس منذور سے کسی چیز کا واجب ہونا منجملہ شرائطِ انعقادِ
نذر قرار پایا اور خصوصِ فرضیت برطرف ہوا تو نذرِ بذبح شاۃ اگر بدون لفظ علیّ ہو محمول بر وعدہ ہی
قیاسًا نہ بر نذر کیونکہ نذر پر کوئی دلیل پائی نہین جاتی اور اگر بلفظ علیّ ہو تو صیغہ کی دلالت نذر پر متحقق
ہوگی اور اُسکی جنس سے واجب بھی متحقق ہی پس انعقادِ نذر کا حکم دیا جائے گا۔ اور اسی لیے
صاحب خانیہ نے لکھا ہی ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ لا یلزمہ شیئ الا ان
یقول فللہ علیّ ان اذبح شاۃ اگر مین اپنے مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح کرونگا اور وہ

اچھا ہوگیا اس کہنے سے اُسپر کچھ لازم نہین ہوتا البتہ جب یہ کہا کہ اگر مین اچھا ہوگیا تو مجھپر خدا کی راہ مین بکری کا ذبح کرنا واجب ہے۔ اور عالمگیری مین ہی رجل قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ لا یلزمہ شیٔ الا ان یقول ان برئت فللہ علی ان اذبح شاۃ جب کسی نے کہا اگر مین اپنے مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح کرونگا اور وہ اچھا ہوگیا تو اس کہنے سے اُس پر کچھ لازم نہین ہوتا البتہ جب یہ کہا کہ اگر مین اچھا ہوگیا تو مجھپر خدا کی راہ مین بکری کا ذبح کرنا واجب ہی۔ اور قاضی خان مین ہے رجل قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ لا یلزمہ شیٔ الا ان یقول ان برئت من کذا فللہ علی ان اذبح شاۃ جب کسی نے کہا اگر مین اپنے اس مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح کرونگا اور وہ اچھا ہوگیا تو اس کہنے سے اُسپر کچھ لازم نہ آئے گا البتہ جب یہ کہا کہ اگر مین اچھا ہوگیا تو مجھپر خدا کی راہ مین بکری کا ذبح کرنا ہی۔ اور غرر مین ہے قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ لم یلزمہ الا ان یقول فللہ علی ان اذبحہا جب کہا اگر مین اپنے اس مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح کرونگا تو اس کہنے سے اُسپر کچھ لازم نہو گا البتہ جب یہ کہا کہ اگر مین اچھا ہوگیا تو مجھپر خدا کی راہ مین بکری کا ذبح کرنا ہے۔ اور صاحب درر شرح غرر نے مشرحًا لکھا ہی لان اللزوم لا یکون الا بالنذر والدال علیہ الثانی لا الاول کیونکہ لزوم نذر ہی سے ہوتا ہی اور اُس پر دلالت کرنے والا ثانی ہی نہ اول۔ اور صاحب درر کی یہ تعلیل قیاس پر مبنی ہے اور فتاوون کے بعض جزئیات بھی اسی قیاس پر مبنی ہین۔ اور ظاہر بین لوگ جزئیات اور کلیہ فقہیہ مین مخالفت پیدا کرتے ہین جیسا کہ بزازیہ مین ہی ان سلم ولدی اصوم ما عشت فھذا وعد جب کہا اگر میرا لڑکا بچ گیا تو مین تمام عمر روزہ رکھونگا تو یہ وعدہ ہی۔ اور ذخیرہ مین ہے وفی نوادر ہشام عن محمد رحمہ اللہ فیمن قال ان شفی اللہ مریضی او قال ان رد اللہ تعالی غائبی صمت شہرا او قال حججت حجۃ ثم عوفی مریضہ ورد علیہ غائبہ فھذا عدۃ وان وفاہا فھو افضل وان لم یوف فلا حرج نوادر ہشام مین محمد رحمہ اللہ سے اُس شخص کے بارے مین جس نے کہا کہ اگر خدا میرے مریض کو شفا دیدے یا خدا میرے کھوئے ہوئے شخص کو لوٹا دے تو مین ایک مہینے کے روزے رکھونگا یا ایک حج کرونگا پھر مریض اچھا ہوگیا یا کھویا ہوا لوٹ آیا مروی ہو کہ یہ وعدہ تھا اگر ایفا کرے تو افضل ہے اور اگر

ایفا نکرے تو کچھ حرج نہین ہی لیکن استحسان اس قیاس کے خلاف ہی کیونکہ اس صورت مین استحسانا نذر منعقد ہوجائے گی جیساکہ بزازیہ مین ہی وقال ان عوفیت صمت کذا لم یجب مالم یقل للہ علی وفی الاستحسان یجب ولو قال ان فعلت ھذا فانا احج ففعل یجب علیہ الحج کسی نے کہا اگر مین بچ گیا تو اتنے روزے رکھون گا تو اُسپر ایسا کرنا واجب نہین ہے جبتک یہ نہ کہے کہ خدا کے لیے میرے اوپر یہ ضروری ہی اور از روے استحسان واجب ہی اور جب یہ کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو حج کرون گا اور پھر وہ کام کیا تو اُس پر حج واجب ہی۔ اور ہر حال مین چاہیے منذور کی قسم سے کوئی چیز واجب ہو یا فرض۔ ضیافت اور دعوت مسلمین کی نذر منعقد نہوگی کیونکہ اس جنس سے نہ کوئی واجب ہی نہ فرض۔ قاضی خان مین ہے رجل قال ان فعلت کذا فللہ علی ان اضیف جماعۃ قرابتی ففعلت لایلزمہ شئ کسی نے کہا اگر مین یہ کام کرون تو خدا کے لیے مجھپر یہ واجب ہی کہ مین اپنے اقربا کے ایک گروہ کی دعوت کرون پھر وہ حانث ہوا تو اُس پر کچھ لازم نہین ہی۔ اور عالمگیری مین ہی رجل قال ان فعلت کذا فللہ علی ان اضیف جماعۃ قرابتی فحنث لایلزمہ شئ کسی نے کہا اگر مین یہ کام کرون تو خدا کے لیے مجھپر یہ واجب ہی کہ مین اقربا کے ایک گروہ کی دعوت کرون پھر وہ حانث ہوا تو اُس پر کچھ لازم نہین ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ صاحب غرر نے پہلے تو یہ شرط کی ہی کہ جنس منذور کی ایسی کوئی چیز فرض ہو پھر صراحت کی ہے کہ نذر بذبح شاۃ اگر بلفظ للہ علی ہو تو منعقد ہو گی حالانکہ اُس کے جنس سے کوئی چیز فرض نہین ہے بلکہ واجب ہی پس اُنکے کلام مین تناقض پیدا ہوگیا اسی لیے صاحب در مختار نے کہا ہی ففی متن الدرر تناقض درر کے متن مین تناقض ہے۔ تو اُسکا جواب دیا جاسکتا ہے کہ صاحب غرر کی مراد فرض سے فرض عملی ہے تاکہ واجب کو شامل ہو اور تناقض مرتفع ہو جائے **سوال** اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے ذبح کرنیکی نذر کرے تو اُسے کیونکر پورا کرے **جواب** لڑکے کے عوض مین ایک بکری ذبح کرسے نذر پوری ہوجائے گی۔ فدیۂ حضرت اسمعیل علی نبینا وعلیہ السلام اسکی دلیل ہی جیسا کہ مسروق رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی **سوال** اگر نذر کے وقت مصرف خاص کا ذکر کردیا مثلاً کہا کہ فقراے مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا کو تنا دون گا پھر دوسرے ملک کے فقرا کو دیا تو وفاے نذر ہوگا یا نہین **جواب** ہوگا۔ عالمگیری مین ہی رجل قال مالی صدقۃ علی فقراء مکۃ ان فعلت کذا

فحنث وتصدق علی فقراء بلخ او بلدۃ اخری جاز و یخرج عن النذر ؂ ایک شخص نے کہا اگر میں ایسا کرون تو میرا مال فقراے مکہ کے لیے تصدق ہے پھر وہ حانث ہوا اور اُس نے بلخ یا کسی دوسرے شہر کے فقیرون پر اُس مال کو تصدق کر دیا تو یہ جائز ہو گا اور نذر پوری ہو جائے گی **سوال** شطرنج کھیلنا درست ہی یا نہین **جواب** امام شافعی رحمہ اللہ کے شطرنج کے بارے مین دو قول ہین پہلا قول شطرنج کی اباحت پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا قول شطرنج کے مکروہ تنزیہی (نہ تحریمی) ہونے پر دلالت کرتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ شطرنج کے مباح ہونے کے قائل ہین جیسا کہ کفایہ مین ہی لیکن حنفیہ کے نزدیک شطرنج کھیلنا دو حال سے خالی نہین ہے یا مع قمار کے ہو گا یا بدون قمار اگر مع قمار ہو تو حرام ہے اور کھیلنے والا فاسق مردود الشہادۃ اور ساقط العدالۃ ہو گا اتفاقاً نہ اختلافاً اور اگر بدون قمار ہو تو مختلف فیہ ہے جمہور اسکو مکروہ تحریمی کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک مباح ہی اور اُنھون نے اسکے کھیلنے کی اجازت دی ہی کیونکہ شطرنج جنگ اور دشمن کو فریب دینے مین مدد دیتی ہی مگر یہ اجازت بھی تین شرطون کے ساتھ مشروط ہی (۱) قمار نہو (۲) اُس کی وجہ سے نماز مین تاخیر نہو (۳) فحش سے محفوظ ہو۔ اور اذا فات الشرط فات المشروط کے قاعدے کے موافق اگر ان تین شرطون مین سے کوئی شرط بھی فوت ہو تو اباحت کا حکم باقی نہ رہے گا اور پہلا قول مختار ہی جیسا کہ اشعۃ اللمعات مین ہے۔ اور فتاوے عالمگیری مین ہے والذی یلعب بالشطرنج ھل تسقط عدالتہ وتقبل شھادتہ فان قامر بہ سقطت عدالتہ ولم یقبل شھادتہ وان لم یقامر لم تسقط عدالتہ وتقبل شھادتہ جو شخص شطرنج کھیلتا ہی اگر اُس مین بازی بھی بدتا ہے تو اُسکی عدالت جاتی رہتی ہے اور اُسکی گواہی مقبول نہین ہوتی اور اگر بازی نہین بدتا تو اُسکی عدالت نہین جاتی اور گواہی مقبول ہوتی ہے۔ اور فتاوے مجمع البرکات مین ہی واختلفوا فی اللعب بالشطرنج فرخص بعضھم لانہ ینتصر فی امر الحرب ومکیدۃ العدو ولکن بثلث شرائط ان لا یقامر ولا یوخر الصلوۃ عن وقتھا وان یحفظ لسانہ عن الجفاء والفحش فاذا فعل شیئا منھا فھو مردود الشھادۃ وکرہ الشافعی اللعب بہ کراھۃ تنزیھیۃ لا غیر کذا فی مطالب المؤمنین وذکر الامام الغزالی فی خلاصۃ انہ مکروہ وعند الشافعی ایضا مکروہ فعلم ما وقع فی کتبنا قولہ الاول کذا فی نصاب الاحتساب وذکر الشیخ ابو حامد فی الاحیاء فی باب السماع اللعب بالشطرنج

مباح لکن المواظبۃ علیہ مکروہ کراھۃ شدیدۃ کذا فی مطالب المؤمنین شطرنج کھیلنے
مین علما کا اختلاف ہی بعضون نے جائز رکھا ہی چونکہ جنگ مین اس سے مدد ملتی ہی اور دشمن کی
حیثیت معلوم ہو جاتی ہی لیکن جواز کے لیے تین شرطین مقرر کی ہین (۱) جوا نہو (۲) اُسکی وجہ
سے نماز مین تاخیر نہو (۳) فحش اور گالی گلوج نہو اگر ان مین سے کوئی ایک بھی ہو تو وہ شخص
مردود الشہادۃ ہو جائے گا اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکو مکروہ تنزیہی لکھا ہے جیسا کہ
مطالب المومنین مین ہی اور امام غزالی رحمہ اللہ نے خلاصہ مین لکھا ہی کہ یہ مکروہ ہی اور امام شافعی
رحمہ اللہ کے نزدیک بھی مکروہ ہی پس شاید ہماری کتابون مین اُنکا پہلا قول منقول ہی جیسا کہ
نصاب الاحتساب مین ہی اور شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے احیار مین لکھا ہی کہ شطرنج کھیلنا مباح ہی
لیکن کثرت سخت مکروہ ہی جیسا کہ مطالب المومنین مین ہی۔ اور شارح وہبانیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہی
شعر ولا باس بالشطرنج وھی روایۃ عن الحبر قاضی الشرق والغرب تؤثر شطرنج کھیلنے مین کچھ حرج
نہین ہی یہ قاضی شرق وغرب رحمہ اللہ سے مروی ہی۔ اور درمختار کے باب من لاتقبل شہادتہ مین ہی او
یقامر بالشطرنج او یترک بہ الصلوۃ حتی یفوت وقتھا او یحلف علیہ کثیرا او یلعب بہ علی الطریق
او یذکر علیہ فسقا کذا فی الاشباہ او یداوم علیہ ذکرہ سعدی یا شطرنج مین جوا کھیلے یا اُسکی
بدولت نماز جاتی رہے یا اُسپر بکثرت قسم کھائے یا راستہ مین کھیلے یا فسق وفجور کی باتین کرے جیسا کہ
اشباہ مین ہی یا ہمیشہ شطرنج کھیلا کرے اسکو سعدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی۔ اور تنویر الابصار مین ہی
وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج نرد اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور بیہقی رحمہ اللہ
نے شعب الایمان مین حضرت ابو موسی اشعری رحمہ اللہ سے روایت کی ہی لا یلعب بالشطرنج
الا خاطیٔ شطرنج خطا کار ہی کھیلتا ہے **سوال** تعزیہ کو نہ بنظر اعتقاد بلکہ بنظر تماشہ دیکھنا درست
ہی یا نہین **جواب** تعزیہ مین تماشہ ہی کیا ہی امر بدعت کو دیکھنا نہ چاہیے بلکہ زبان یا ہاتھ سے
اُسکے دفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اگر یہ نہ کر سکے تو دل سے اُسکو برا جانے اور یہ ضعف
ایمان کی دلیل ہی جیسا کہ حدیث مین وارد ہے **سوال** تعزیہ سے مراد چاہنا درست ہے یا نہین
جواب نہین۔ کیونکہ نہ وہ سنتا ہی نہ دیکھتا ہے نہ تمکو کسی چیز سے بے پروا کر سکتا ہی
اور اگر تعزیہ سے مراد چاہنے والا یہ سمجھے کہ تعزیہ اُس کی مراد پوری کر سکتا ہے تو کافر ہی

سوال مصائب کربلا کے خیال سے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کے احوال کے خیال سے اگر آنسو بہین تو کچھ حرج ہی یا نہین **جواب** حرج نہین ہی بیہقی اور حاکم رحمہا اللہ نے روایت کی ہی کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس غم مین آنسو بہے تھے اور واقعۂ کربلا کے دن حضرت ابن عباس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو خواب مین بال پریشان اور غبار آلودہ دیکھا تھا جیسا کہ احمد اور بیہقی رحمہا اللہ نے اس مضمون کو روایت کیا ہے اور یہ رونا بے اختیاری ہی جب اُسکا مادہ جمع ہو جاتا ہی آنسو بہنے لگتے ہین **سوال** چوک اور امام کا چبوترہ تعظیم کے قابل ہے یا نہین **جواب** نہین کیونکہ شرع مین اسکا کہین پتہ نہین ہی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کو قابل تعظیم سمجھنا بے عقلون کا کام ہی **سوال** مسلمان کو آلھا سننا چاہیے یا نہین **جواب** نہین اور لغو کام مین اوقات ضائع کرنا حرام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین یہود کی باتین اور اُنکے قصے سنتا ہون اور مجھے اچھے معلوم ہوتے ہین کیا آپ مجھے اسکی اجازت دیتے ہین کہ اُن مین کے بعض لکھ لون آپنے اُنکو ڈانٹا اور جھڑکا اور اسکو جائز نہ رکھا اسکو بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان مین لکھا ہے **سوال** ربیع الاول یا کسی اور مہینے مین میلاد شریف کی محفل کرنا درست ہی یا نہین **جواب** جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی ولادت بڑے فرحت اور سرور کا باعث ہی اور یہ فرحت اور سرور وقت اور محل کے ساتھ مخصوص نہین ہی بلکہ ہر مومن کے رگ وپے مین سمائی ہوئی ہے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہونچائی تھی تو اُس نے خوش ہوکر ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا مرنے کے بعد لوگون نے اُسکو خواب مین دیکھکر حال پوچھا اُس نے کہا جب سے مرا ہون عذاب مین گرفتار ہون مگر دوشنبہ کی شب کو چونکہ مین نے میلاد نبوی کی خوشی کی تھی عذاب مین تخفیف ہو جاتی ہی پس جب ابولہب ایسے کافر پر آپکی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب مین تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی مقدرت کے موافق آپ کی محبت مین خرچ کرے تو کیونکر اعلے مرتبہ کو نہ پہونچے گا جیسا کہ ابن جوزی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہا اللہ نے لکھا ہی پس اگر ولادت یا معجزات یا غزوات وغیرہ کا ذکر بطرز وعظ ودرس بے تداعی مردم

وبغیر صورت محفل کیا جائے تو ہزاروں برکتوں کا باعث ہوگا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی مجالس کو انھیں ذکروں سے مورد انوار آلہی بناتے تھے اور لوگوں کو جمع کرنا اور محفل کی صورت مقرر کرنا بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو اور لوگوں کو دن تاریخ مقرر کرکے ذکر میلاد سننے کے لیے بلانا چونکہ زمانۂ نبوی اور زمانۂ صحابہ اور زمانۂ تابعین اور زمانۂ تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں نہ تھا اس لیے اُسپے کوئی روایت نہیں ہے۔ اور اس خیال سے کہ یہ طریقہ زمانۂ نبوی میں نہ تھا اسکو بدعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے البدعۃ فی الشرع احداث مالم یکن فی عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذا قال علی القاری فی شرح المشکوۃ شرع میں کسی ایسی بات کے نکالنے کو بدعت کہتے ہیں جو حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کے زمانے میں نہ تھی جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے۔ مگر چونکہ یہ طریقہ خیر ہے اور اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں ہے اور احادیث میں فرحت اور سرور کے لیے لوگوں کو جمع کرنا ثابت ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے وعظ اور بیان کی منادی کی ہے لہٰذا اہل شرع نے اسکی اجازت دی ہے اور اسکو بدعت مندوبہ لکھتے ہیں اور اسکے فاعل کو مستحق ثواب جانتے ہیں حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اُسکو اُسکا اور اُس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔ اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر بدعت مذموم ہو بلکہ بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے علم نحو کا پڑھنا قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے لیے اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے قدریہ اور مجسمہ کا مذہب اور بعض بدعتیں مندوب ہیں جیسے مدارس اور رباط کا بنانا اور تراویح بجماعت اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے سونے کے پانی سے مسجد میں پھول بوٹے بنانا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے مآکل ومشارب میں توسیع پس کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ عام مخصوص البعض قرار دیا جائے گا۔ نووی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ وغیرہ نے اسکی صراحت کی ہے۔ اس تقریر سے تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ کا یہ قول رد ہوگیا لا جائز ان یکون عمل المولد مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین یہ جائز نہیں کہ محفل میلاد مباح ہو کیونکہ باجماع مسلمین دین میں نئی بات نکالنا مباح

نہین ہے۔ اور اکثر مشائخ طریقت رحمہم اللہ نے حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کو خواب مین دیکھا
کہ محفل میلاد سے راضی اور خوش ہین پس وہ چیز ضرور اچھی ہے جس سے آپ خوش ہون۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہین ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام
وبشری عاجل بنیل البغیۃ والمرام میلاد شریف کے مجرب خواص مین سے یہ ہے کہ اُس سال
بیخوفی اور بشارت ہوتی ہے مطلوب اور مقصود کے حاصل ہونے کی۔ اور جو لوگ اسکو بدعت
مذمومہ کہتے ہین خلاف شرع کہتے ہین۔ اب مہینہ دن تاریخ اور وقت کی تعیین کا حال سننا چاہیے
کہ جس زمانے مین بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے اور حرمین بصرہ مین شام اور
دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھکے خوشی اور محفل میلاد اور کار خیر کرتے ہین
اور قراءت اور سماعت میلاد مین اہتمام کرتے ہین اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینون
مین بھی ان ممالک مین میلاد کی محفلین ہوتی ہین اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول ہی مین
میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہین اور یہ بھی اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول
مین زیادہ ثواب ملے گا اور دوسرے مہینون مین کم ثواب ملے گا کیونکہ یہ بات شرع سے ثابت
نہین ہے البتہ اگر کوئی شخص چھٹی ہونے کی وجہ سے اسی مہینے مین یا اس مہینے کے کسی خاص
دن مین یا اس وجہ سے مہینہ اور تاریخ مقرر کرکے کرے کہ لوگون کو ہر سال بلانے کی ضرورت نہو
بلکہ لوگ خود ہی آکر سن لیا کرین یا کسی اور وجہ سے دن تاریخ مقرر کرکے کرے تو اس مین کچھ حرج
نہین ہے اسی وجہ سے شرع مین وعظ اور درس کا دن مقرر کرنا جائز ہے حضور سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی اعمال کا مدار
نیت پر ہے ہر شخص کو اُسکی نیت کا اجر ملے گا **سوال** ذکر ولادت کے وقت قیام کرنیکا کیا حکم ہے
جواب اگر اُسوقت کوئی شخص بحالت وجد صادق بے ریا وتصنع کھڑا ہو جائے تو معذور ہے اور
آداب صحبت مین سے یہ ہے کہ حاضرین بھی اُسکی اتباع مین کھڑے ہو جائین اور بے حال وجد
باختیار خود کھڑا ہونا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت مؤکدہ ہے نہ مستحب بمعنے عرفی شرعی کیونکہ
یہ نہ خود حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا نہ قرون ثلٰثہ کے زمانے مین۔ اور
امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم مین لکھتے ہین روی انس رضہ انہ کان الصحابۃ لایقومون

لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی بعض الاحوال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے بعض اوقات کھڑے نہین ہوتے تھے۔ مگر علماے حرمین زادہما اللہ شرفا قیام کرتے ہین۔ امام برزنجی رحمہ اللہ اپنے رسالہ میلاد مین لکھتے ہین وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ایمۃ ذوو روایۃ وروایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ ایمۂ اصحاب روایت نے ذکر میلاد کے وقت قیام کو مستحسن جانا ہے پس اسکے لیے خوشی ہو جسکا مقصد آپ کی تعظیم ہو **سوال** حاکم کو نرخ مقرر کرنا درست ہے یا نہین **جواب** ہر شخص اپنے مال کا مالک ہے جس نرخ پر چاہے بیچے اور حاکم کو بے شدید ضرورت کے نرخ مقرر کرنا ظلم ہے **سوال** انگریزی پنکھا نمازیون کی راحت اور آرام کے لیے مسجد مین لٹکانا بدعت ہے یا نہین **جواب** بدعت ہے اس معنے کرکے کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کے زمانے مین نہ تھا۔ اور اس معنے کرکے ہر بدعت مذموم نہین ہے ورنہ علم صرف ونحو کی تدوین اور کھانے پینے مین اور پہننے مین توسیع بھی مذموم ہو جائے گی اور اسکے خلاف امام نووی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے لیکن مذموم بدعت وہ ہے جو دین مین پیدا ہو اور اُس پر ثواب اور عقاب کا ترتب متصور ہو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا سے روایت کی ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد جس نے دین مین کوئی نئی بات نکالی وہ (بات) مردود ہے۔ پس نمازیون کی راحت کے لیے مسجد مین پنکھا لٹکانا کچھ مضائقہ نہین رکھتا اور اگر تشبہ نصاری کی وجہ سے اس کا عدم جواز کہا جائے تو اُسکا حال یہ ہے کہ مطلقا تشبہ مذموم نہین ہے بلکہ بقصد تشبہ کرنا مذموم ہے۔ طحطاوی کے حاشیہ مین ہے قال فی البحر ثم اعلم ان التشبہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شیٔ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام التشبہ فیما کان مذموما وفیما یقصد بہ التشبہ کذا فی الخانیۃ صاحب بحر نے کہا ہے پھر جاننا چاہیے کہ تشبہ باہل کتاب ہر امر مین مکروہ نہین ہے کیونکہ ہم کھاتے پیتے ہین جس طرح وہ کھاتے پیتے ہین بلکہ بری باتون مین اور جن امور مین تشبہ مقصود ہو اُن مین تشبہ حرام ہے جیسا کہ خانیہ مین ہے۔ اور ایسا ہی درمختار مین ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ انما الاعمال بالنیات کی

شرح مین بزبان فارسی لکھتے ہین جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہی اگر اعمال طبعی شہوانی مین نیت کو کام مین لائے تو اُسکا بھی ثواب پائے گا پس دوسرے اعمال مین لازما ثواب پائے گا مثلا جمعہ کے دن یا اور دنون مین بھی بہ نیت اتباع سنت نبوی خوشبو کا استعمال کرنا اور خوشبو کو دوست رکھنا اس لیے کہ خوشبو کو حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوست رکھا ہے اور مسجد کی عظمت کرنا اور اپنے اور دوسرون سے ایذا کو دفع کرنا اور ہمسایون اور ہمنشینون کو راحت پہونچانا اور غیبت سے بچنا اور دماغ قوی ہونے کے لیے ادویہ کا استعمال کرنا تاکہ علوم اور معارف حاصل کرے اور سوا انکے جو کام محض جسمانی لذت اور نفسانی خواہش اور خودنمائی کے لیے کرے گا ثواب سے محروم ہوگا بلکہ عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا پس معلوم ہوا کہ ہر کام اور حصول ثواب کا مدار نیت پر ہے **سوال** مال مشکوک سے نفع حاصل کرنے کا کیا حکم ہی **جواب** اگر مال اس وجہ سے مشکوک ہوگیا ہی کہ ایک وجہ اُسکی حرمت پر اور دوسری حلت پر دلالت کرتی ہے تو ایسا مال حرام ہی۔ اشباہ مین ہی اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام جب حلال اور حرام جمع ہون تو غلبہ حرام کو ہوتا ہی۔ اور اگر اس وجہ سے مشکوک ہوگیا ہی کہ حلال اور حرام مال اس طرح آپس مین مل گئے ہین کہ ایک دوسرے کی تمیز باقی نہین رہی پس اُسے تصدق کردینا چاہیے طحطاوی حاشیۂ درمختار مین ہے الذی فی البزازیۃ انہ ان علم المال الحرام بعینہ لا یحل لہ اخذہ وان لم یعلمہ بعینہ اخذہ حکما واما فی الدیانۃ فانہ یتصدق افادہ الحموی اور بزازیہ مین یہ ہی کہ اگر اس بات کا یقینی علم ہو کہ مال حرام ہی تو اُسکا لے لینا حرام ہے اور اگر یقینًا اسکا علم نہو تو اُسے لیلینے کا حکم ہی مگر دیانۃً تصدق کردینا چاہیے **سوال** کعبہ اور روضۂ نبوی کے نقشے واجب التعظیم ہین یا نہین **جواب** شریعت محمدیہ مین اُنکی تعظیم واجب نہین ہی اگر کوئی شخص اُنھین چاک کرڈالے تو ماخوذ نہوگا اور روضۂ مقدسۂ جناب سرور کائنات علیہ الوف من التحیات کا کوئی حکم نقشے کے لیے ثابت نہین ہی اسی طرح کعبہ کے نقشے پر کعبے کے احکام جاری نہین ہوتے نقشہ دیکھتے وقت قبولیت دعا کا وقت نہین ہے اور نقشہ کا طواف کعبہ کے طواف کے مثل نہین ہے اور اس نقشے کو قبلہ بنا کر کسی طرف رکھکے اُسکی طرف نماز پڑھنا جائز نہین ہے بلکہ دونون نقشے آئینہ کے مانند ہین کہ اُنسے ہیأت کعبہ اور ہیئت

روضۂ نبوی کی معرفت اور شناخت ہوتی ہی **سوال** حقہ جو ۱۰۱۱ھ مین ظاہر ہوا ہے جیسا کہ مجالس الابرار مین ہی اسکا پینا حلال ہی یا حرام یا مکروہ **جواب** ملا سعد رومی رحمہ اللہ تعالی نے مجالس الابرار مین حرام لکھا ہی اور یہ دلیل پیش کی ہے کہ دھوان عذاب کا آلہ ہی اور عذاب کے آلہ کا استعمال کرنا درست نہین ہی اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ دونون مقدمے احتجاج کے قابلیت نہین رکھتے کیونکہ بہشتیون کے لیے عود بہشت مین جلایا جائے گا اور قوم حضرت نوح علیہ السلام کے عذاب کا آلہ طوفان کا پانی تھا۔ درمختار مین ہے ثم قال شیخنا النجم والتتن الذی حدث وکان حدوثہ بدمشق فی سنۃ خمس عشرۃ بعد الالف یدعی شاربہ انہ لا یسکروان سلم لہ فانہ مفتر وھو حرام لحدیث احمد عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن کل مسکر ومفتر ولیس من الکبائر تناولہ المرۃ والمرتین ومع نھی ولی الامر عنہ حرم قطعًا علی ان استعمال مثلہ ربما اضر علی البدن نعم الاصرار علیہ کبیرۃ کسائر الصغائر ہمارے شیخ نجم رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ حقہ جو دمشق مین ۱۰۱۵ھ مین نکالا گیا ہی اور جسکے پینے والے اسکا دعوے کرتے ہین کہ اس مین نشہ نہین ہوتا اگر یہ مان بھی لیا جائے تو کم از کم اسکے پینے سے عقل مین فتور تو ضرور آتا ہی اور وہ حرام ہی کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ پیدا کرنے والی اور عقل مین فتور ڈالنے والی چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور دو ایک مرتبہ اسکا پی لینا کبائر سے نہین ہی اگر والی اُسکے پینے سے روکدے تو مطلقا حرام ہی علاوہ برین اسطرح کی چیزون کے استعمال سے بسا اوقات بدن کو نقصان پہونچتا ہی البتہ اصرار کبیرہ ہی مثل اور صغائر کے۔ اور حموی شارح اشباہ اُسکو حلال لکھتے ہین اور بعضے اُسکو مکروہ تنزیہی لکھتے ہین جیسے کچی پیاز۔ درمختار مین ہے وقد کرھہ شیخنا العمادی فی ھدیتہ الحاقا لہ بالثوم والبصل بالاولی فتدبر شیخ عمادی رحمہ اللہ نے اسے پیاز اور لہسن کا ایسا باکر مکروہ لکھا ہی۔ اور شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ حقہ پینے مین کراہت کی تین وجہین موجود ہین (۱) بو جو حقہ پینے والے کے منھ مین رہتی ہی (۲) تشبہ باہل نار (۳) اس کے پینے سے مسلمان ملابس بہ نار ہوتا ہی اور یہ مکروہ ہی کیونکہ یہ عذاب الٰہی کی صورت ہی اور اسی لیے داغنے کی کراہت آئی ہی۔ اور اگرچہ

یہ تینون وجہین کراہت تنزیہی کو ثابت کرتی ہین مگر اجتماع کی وجہ سے منجر بکراہت تحریمی ہین انتہی
کتب اصول مین کہین نظر سے نہین گذرا کہ کراہت تنزیہی کی تین وجہین منجر بکراہت تحریمی ہوجاتی
ہین **سوال** حقہ پیکے بوے دہن کے ساتھ مسجد مین جانا یا قرآن شریف پڑھنا کیسا ہی **جواب**
مکروہ تحریمی ہے **سوال** کچا لہسن یا کچی پیاز کھا کر مسجد مین جانا کیسا ہی **جواب** کچا لہسن اور کچی پیاز
کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور کھا کے مسجد مین جانا مکروہ تحریمی ہی سراج منیر مین ہی ولا یاکل النھی منہما
فانہ موذی الملائکۃ کچا لہسن یا کچی پیاز نہ کھائے کیونکہ اس سے فرشتون کو ایذا ہوتی ہی
سوال تمباکو کھانا یا تمباکو کا ناس لینا کیسا ہے **جواب** درست ہی کیونکہ نباتات مین حرمت
کی علت دو چیزین ہین سمیت اور سکر اور تمباکو مین دونون مین سے کوئی ایک چیز بھی
نہین ہے پس تمباکو کھانا مباح ہی **سوال** مرشد کا تصور کرنا جیسا کہ صوفیہ مین معمول ہے
درست ہی یا نہین **جواب** درست ہی اکابر نے پاک نیت سے اس عمل کو کیا ہی **سوال** جو کسی
قتل یا کسی اور جرم کی وجہ سے حاکم کے حکم سے قید کیا گیا ہو اُسے سدرو پیہ صرف کرکے چھڑا دینا
قیامت ہی یا نہین **جواب** درست بلکہ موجب اجر ہی کیونکہ کسی کی تکلیف اور اندوہ اور ملال
کو رفع کردینا جائز ہی۔ بخاری مین ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ حضور
سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہی من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن
فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ ومن ستر مسلما
سترہ اللہ تعالی یوم القیامۃ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرے اللہ اُسکی
حاجت روائی کرتا ہی اور جو کسی مسلمان کو تکلیف سے نجات دلاتا ہے اللہ اس سے قیامت کے
دن تکلیف کو جدا کرے گا اور جو کسی مسلم کی ستر پوشی کرتا ہی اللہ قیامت کے دن اُسکی ستر پوشی
کرے گا۔ لیکن اگر محبوس نے بیحیائی اختیار کرلی ہو اور ایذا اور افساد مین مشہور ہوگیا ہی اور علانیہ
گناہ کرتا ہی تو اُسکا سزاے اعمال بھگتنا ہی بہتر ہی جیسا کہ اشعۃ اللمعات مین ہے **سوال** مسلمان
کا اپنی عید دن مین کافر امیرون کو نذر دینا درست ہی یا نہین **جواب** کافر کی عظمت کرنے
سے مسلمان کے قلب سے ایمان کا نور غائب ہوجاتا ہی اسکو دل مین نہ لانا چاہیے اور مجرد ہدیۂ کفار
کو بتقاضاے محبت و وداد کے لیے لاباس بہ ہی۔ حمادیہ مین احیاء العلوم سے منقول ہی من تبجیل

منکم کافرا اذهب اللہ عن قلبہ نور الایمان وعن وجہہ بھاء الاسلام تم مین سے جو کافر کی تعظیم کرتا ہی خدا اُسکے قلب سے نور اسلام کو اور چہرہ سے اسلام کی روشنی کو بجھاتا ہی **سوال** اگر کافر اپنے مسلمان نوکر کو عید کی نماز پڑھنے سے روکے تو نوکر کو مالک کی اطاعت کرنا چاہیے یا نہین **جواب** نہین بلکہ نوکری چھوڑ دے کیونکہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی اطاعت جائز نہین ہی **سوال** موت کی تمنا کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** حرام ہی حدیث صحیح مین اسکی ممانعت وارد ہوئی ہی اس لیے کہ اگر بدکار ہے تو شاید زندہ رہ کے توبہ کرلے اور اگر نیک کار ہی تو نیکی مین زیادتی کرے اور بعض روایات مین جو وارد ہوا ہے لا یتمنی احدکم الموت الا ان یثق بعملہ تم مین کوئی شخص موت کی تمنا نکرے مگر جب کہ اُسے اپنے عمل پر وثوق ہو یہ تعلیق بالمحال ہی کیونکہ وثوق بالعمل اگرچہ محال عقلی نہین ہے لیکن محال عادی اور محال شرعی ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لن ینجی احدا منکم عملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ تم مین سے کسی کو اعمال نجات نہ دلائین گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ کو بھی اعمال نجات نہ دلائین گے آپ نے فرمایا ہان مجھکو بھی اعمال نجات نہ دلائین گے مگر یہ کہ خدا کی رحمت مجھے ڈھانپ لے۔ اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ما یخاف النفاق الا مومن ولا یامنہ الا منافق نفاق کا خوف مومن ہی کو ہوتا ہی اور منافق نفاق سے بیخوف رہتا ہی **سوال** کفار سے دوستی رکھنے کا کیا حکم ہے **جواب** اگر دین کی وجہ سے ہو تو کفر ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولھم منکم فانہ منھم جس نے کفار سے دوستی کی وہ اُنھین مین سے ہی اور اگر دنیا کی وجہ سے ہے تو دو حال سے خالی نہین ہی یا اختیاری ہو گی یا طبعی اگر اختیاری ہی تو محل مواخذہ ہے اُسکے کم کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین مومن کو مومن ہی سے دوستی کرنا چاہیے نہ کافر سے۔ اور اگر طبعی ہی جیسے اپنے کافر لڑکے یا کافرہ زوجہ کی تو محل مواخذہ نہین ہے **سوال** لڑکا ماں باپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرسکتا ہی یا نہین **جواب** کرسکتا ہی اگر والدین مان لین فبہا ورنہ سکوت اختیار کرے اور والدین کے لیے استغفار کرے۔ نصاب الاحتساب مین ہی۔ اعلم ان الامر بالمعروف

والنھی عن المنکر لا یسقط بحق الابوۃ والامومۃ لان فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر المنفعۃ للمامور بہ والاب والام احق بان یوصل الولد الیھما المنفعۃ والسنۃ فی امر الوالدین بالمعروف ان یامرھما مرۃ فان قبلا فبھا وان کرھا سکت عنھما واشتغل بالدعاء والاستغفار لھما؟ حقوق ابوۃ وامومیۃ سے امر بالمعروف اور نھی عن المنکر ساقط نہین ہوتے کیونکہ انہین مامور بہ کا نفع ہی اور مان باپ نفع پہونچائے جانے کے زائد مستحق ہین والدین کے امر بالمعروف کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ اُنھین نیکی کی ہدایت کرے اگر وہ مان لین تو بہتر ہے ورنہ سکوت اختیار کرے اور اُنکے لیے توبہ اور استغفار کرتا رہے **سوال** ایک دسترخوان پر ایک طرف مسلمان ایک ظرف مین کھانا کھاتے ہین اور دوسری طرف کفار دوسرے برتنون مین کھانا کھاتے ہین اس صورت مین کچھ نقصان دین اسلام مین لازم آئے گا یا نہین **جواب** نہین مگر دوام مکروہ ہے۔ عالمگیری مین ہو ولم یذکر محمد رح الاکل مع المجوس ومع غیرہ من اھل الشرک انہ ھل یحل ام لا وحکی عن الحاکم الامام عبد الرحمن الکاتب انہ ان ابتلی بہ المسلم مرۃ اومرتین فلا باس بہ واما الدوام علیہ فیکرہ کذا فی المحیط مجوس اور دوسرے اہل شرک کے ساتھ کھانا حلال ہی یا حرام امام محمد رحمہ اللہ نے اسکے متعلق کچھ نہین لکھا حاکم نے امام عبد الرحمن کاتب رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ اگر ایک آدھ مرتبہ ایسا ہو جائے تو کچھ حرج نہین ہے لیکن ہمیشہ ایسا کرنا مکروہ ہو **سوال** سراج المنیر مین افیون کو حلال اور مباح لکھا ہے صحیح کیا ہو **جواب** بے عذر افیون کھانا حرام ہو اور اسکے مباح ہونے کی روایت غیر معتبر ہے۔ درمختار مین ہو ویحرم اکل البنج والحشیشۃ وھی ورق القنب والافیون لانہ مفسد للعقل ویصد عن ذکر اللہ تعالیٰ وعن الصلوۃ لکن دون حرمۃ الخمر فان اکل شیئا من ذلک لا حد علیہ وان سکر منہ بل یعزر بما دون الحد کذا فی الجوھرۃ بھنگ اور افیون اور پوستے کا چھلکا کھانا مکروہ ہو کیونکہ مفسد عقل ہے اور نماز اور ذکر خدا سے روکتا ہو مگر اسکی حرمت شراب کی حرمت سے کم ہو بس اگر افیون کھائے تو حد جاری نہ کی جائے گی گو کہ نشہ بھی ہو بلکہ حد سے کم مرتبہ کوئی تعزیر کی جائے گی۔ اور مجمع البرکات مین ہو ولا یجوز اکل البنج والحشیشۃ والافیون وذلک کلہ حرام لانہ یفسد العقل لکن تحریم ذلک دون تحریم الخمر فان اکل شیئا من ذلک لا حد علیہ وان سکر منہ

کما اذا شرب البول واکل الغائط فانہ حرام ولاحد علیہ فی ذلک بل یعزر بما دون الحد
کذا فی الجوهرۃ بھنگ پوستے کا چھلکا اور افیون سب حرام ہین کیونکہ مفسد عقل ہین لیکن
اسکی تحریم شراب کی تحریم سے کم مرتبہ ہے پس اگر کچھ افیون کھالی تو حد نہین ہے گو کہ نشہ ہو جیساکہ
اگر پیشاب پیا یا پاخانہ کھالیا کیونکہ یہ دونون بھی حرام ہین لیکن اُسپر حد نہو گی بلکہ حد سے
کم مرتبے کی تعزیر کیجائے گی۔ جیساکہ جوہرہ مین ہے۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ
کی بحث سواک مین یہ حدیث بیان کی ہے ان فی الافیون سبعین مضرۃ اقلہا نسیان
الشہادۃ عند الموت افیون مین ستر نقصان ہین جن مین سب سے کم یہ ہے کہ موت کے
وقت کلمہ بھول جاتا ہے **سوال** بیماری کے عذر سے افیون کھانا جائز ہے یا نہین **جواب** اگر شفا کا علم نہو تو اُسکا کھانا
جائز نہین ہے اور اگر شفا کا علم ہو اور افیون کے سوا کسی دوا سے شفا نہو تو اُسکا کھانا بلا کراہت جائز ہے اور اگر
کوئی دوسری مباح دوا سے شفا ہو سکتی ہو تو افیون کھانا مکروہ ہے۔ نصاب الاحتساب مین ہے
التداوی بالخمر او بحرام اٰخر ان لم یتیقن فیہ بالشفاء لا یجوز بلا خلاف لان الحرمۃ متیقن لا تترک
بالشک وان تیقن بالشفاء فیہ ولہ دواء سواہ ایضا لا یجوز ایضا العدم تحقق الضرورۃ وان تیقن
بالشفاء فیہ ولا دواء لہ سواہ قیل لا یجوز لقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان اللہ تعالی لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم
وقیل یجوز قیاسا علی شرب الخمر حالۃ العطش والجواب عن الاثر انہ لم یبق محرما فلا یکون الشفاء فی الحرام
شراب یا کسی دوسری حرام دوا سے علاج درست نہین ہے اگر شفا کا یقین نہو بلا اختلاف کیونکہ
حرمت یقینی شک کی بدولت نظر انداز نہین کی جاسکتی اور اگر شفا کا یقین ہو اور اُسکے سوا
کوئی دوسری دوا موجود ہو تب بھی جائز نہین ہے کیونکہ ضرورت متیقن نہین ہے اور اگر اُسکے سوا کوئی
دوسری دوا بھی نہو تو بعضون کے نزدیک نا جائز ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما
نے کہا ہے کہ خدا نے حرام مین مسلمانون کے لیے شفا نہین رکھی ہے اور بعضون کے نزدیک جائز
ہے جیساکہ سخت پیاس کے وقت شراب پینا اسکا جواب یہ ہے کہ اُسوقت اثر کے زائل ہو جانے
کی وجہ سے حرمت جاتی رہتی ہے تو شفا حرام مین نہو گی **سوال** تاڑی یا سیندھی وغیرہ حلال
ہے یا حرام **جواب** حرام ہے۔ ابو داود نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے نہی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر ہر مسکر اور مفتر عقل کی حضور سرور انبیا

علیہ التحیۃ والثنا نے ممانعت فرمائی ہے۔ اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کل مسکر حرام ان علی اللہ عہدا لمن یشرب المسکرات حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے ہر مسکر حرام ہے یقینا خدا پر عہد ہے شراب پینے والون کے بارے مین۔ اور جس چیز کا کثیر مسکر ہو اُس کا قلیل بھی حرام ہے اگرچہ سکر بھی نہ لائے احمد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار سے نشہ ہو اُسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ اور عینی شارح کنز نے لکھا ہے قال محمد رح والثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان امام محمد اور ائمہ ثلثہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ جس چیز کی زائد مقدار سے نشہ ہو اُسکی کم مقدار بھی حرام ہے چاہے جس قسم سے ہو **سوال** جائفل کھانا حرام ہے یا حلال **جواب** حرام ہے۔ درمختار مین ہے وکذا تحرم جوزۃ الطیب لکن دون حرمۃ الحشیشۃ اسطح جائفل کھانا حرام ہے مگر اسکی حرمت اُتنی نہین ہے جتنی پوستے کے چھلکے کی **سوال** مغنیہ اور نائحہ کا کسب حلال ہے یا حرام **جواب** مکروہ تحریمی ہے۔ مجمع البرکات مین ہے ویکرہ کسب المغنیۃ والنائحۃ کذا فی جوامع الفقہ نوحہ کرنے اور گانے بجانے کا پیشہ حرام ہے جیسا کہ جامع الفقہ مین ہے **سوال** خبیث مال کیا کیا جائے **جواب** اگر اُسکا مالک معلوم ہے تو اُسے لوٹا دیا جائے ورنہ اُس شخص کو خیرات مین دیدیا جائے جسے صدقہ لینا جائز ہو۔ شرنبلالی نے کہا ہے ان الخبیث واجب التصدق فلا یاخذہ الا من یجوز لہ اخذ الصدقۃ مال خبیث کا تصدق واجب ہے اور اُسے صرف وہی شخص لے سکتا ہے جو صدقہ لے سکتا ہو۔ اور عالمگیری مین ہے امرأۃ نائحۃ اوصاحب طبل ومزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی اصحابہ ان عرفہم یرید بقولہ علی الشرط ان شرطوا لہا فی اولہ بازاء النیاحۃ اوبازاء الغناء وھذا لانہ اذا کان الاخذ علی الشرط کان المال بمقابلۃ المعصیۃ فکان الاخذ معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ھھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لا یصل الیہ مالہ اما اذا لم یکن الاخذ علی شرط لم یکن الاخذ معصیۃ والدفع حصل من المالک برضاہ فیکون لہ ویکون حلالا لہ نوحہ کرنیوالی یا گانے

بجانے والی عورت نے جو مال حاصل کیا ہی اگر وہ شرط کی بنا پر وصول کیا گیا تھا تو اُسے اُنکے مالکوں کو واپس کردینا چاہیے اگر اُنکو پہچانتی ہو اور شرط کی بنا پر وصول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے نوحہ کرنے یا گانے کا اُس سے کچھ معاوضہ مقرر کرلیا گیا ہو اس کا سبب یہ ہی کہ جب مال شرط کی بنا پر لیا جائے تو معصیت کے معاوضہ مین ہوگا پس اُس مال کا لینا بھی معصیت ہوگا اور معاصی سے خلاصی اُس مال کے واپس ہی کردینے مین ہی اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ لیا ہے وہی واپس کرے اگر اُس مال کے دینے والے کو جانتی ہو اور اگر نجانتی ہو تو صاحب مال کی طرف سے خیرات کردے تاکہ اُس کو اُس مال کا نفع حاصل ہو جائے اور اگر جو کچھ لیا ہے وہ شرط کی بنا پر نہ تھا تو اُس کا لینا معصیت بھی نہوگا کیونکہ مالک نے اپنی رضامندی سے دیا ہے پس وہ مال اُسکی ملک ہوگا اور اُسکے لیے حلال ہوگا **سوال** ڈھول بجاکر بھیک مانگنا جائز ہی یا نہین **جواب** جائز نہین ہے **سوال** ولیمہ کی دعوت کا اور اُس کے قبول کرنے کا اور مطلقًا دعوت کے قبول کرنے کا اور ہندوؤن اور شیعون کی دعوت قبول کرنے کا کیا حکم ہے اور ہندو اپنی عید کے جو ہدیے دین اُنکو قبول کرنا یا مسلمانون کا اپنے عیدون کے دن ہندوون کو ہدیہ دینا کیسا ہی **جواب** دعوت کا قبول کرنا بعضون کے نزدیک واجب اور عوام فقہا کے نزدیک سنت ہی۔ عالمگیری مین ہی اختلف فی اجابۃ الدعوۃ قال بعضهم واجبۃ لا یسع ترکھا وقالت العامۃ ھی سنۃ اجابت دعوت مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک واجب اور عوام فقہا کے نزدیک سنت ہی۔ لیکن فاسق معلن اور آکل ربوا اور جسکا غالب مال حرام ہو اُسکی دعوت نہ قبول کرنا چاہیے اور اگر وہ کہے کہ میرا مال حلال ہی مین نے وراثۃً پایا ہی یا قرض لیا ہے تو اُس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے اور جس کا غالب مال حلال ہو اُسکی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔ مگر جب یہ متیقن ہو جائے کہ اُس نے حرام مال سے دعوت کی ہے تو قبول کرنا جائز نہین ہے۔ عالمگیری مین ہے لا یجیب دعوۃ الفاسق المعلن لیعلم انہ غیر راض بفسقہ وکذا من غالب مالہ من حرام مالم یخبر انہ حلال وبالعکس یجیب مالم یتبین عندہ انہ حرام کذا فی التمرتاشی فاسق معلن کی دعوت نہ قبول کرو تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ تم اُسکے

فسق سے راضی نہین ہوا اسی طرح اُسکی دعوت بھی نہ قبول کرو جس کے مال کا اکثر حصہ حرام ہے تا وقتیکہ وہ یہ نہ بتادے کہ یہ دعوت مال حلال سے ہے اور اگر اکثر حصہ حلال ہو تو قبول کرلو تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ دعوت حرام مال سے کی گئی ہے جیساکہ قہر تاشی مین ہے۔ اور طعام ولیمہ سنت ہی اور ولیمہ کا وقت دخول کے بعد ہی اور بعض کے نزدیک عقد نکاح اس کا وقت ہی ایسا ہی بعض حواشی مشکوۃ مین ہے۔ اور مجمع البرکات مین ہے کہ ولیمہ کا وقت تین دن تک ہی اور ولیمہ کی دعوت کا قبول کرنا بھی سنت ہی بشرطیکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ اور جو دعوت اس دیار مین شادی کے پہلے یا دلھن والون کی طرف سے برات کے دن نکاح کے بعد مروج ہے وہ مباح ہے اُسے بھی قبول کرنا چاہیے بشرطیکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو جیساکہ اربعین مین ہی۔ اور مجمع البرکات مین ہی ولا یجیب الی طعام صنع ریاء وسمعۃ کذا فی شرعۃ الاسلام اُن کھانون کی دعوت نہ قبول کرو جن مین دکھاوا یا ریاکاری ہو۔ اور کافر کی ضیافت کرنا اور اُس کی ضیافت قبول کرنا جائز ہی۔ عالمگیری مین ہی وفی التعالیق لا باس بان یضیف کافرا لقرابۃ اولحاجۃ کذا فی التمرتاشی ولا باس بالذھاب الی ضیافۃ اھل الذمۃ ھکذا ذکر محمدؒ تعلیق مین ہے کہ کسی کافر کی ضیافت قرابت یا ضرورت کی وجہ سے کرنے مین کچھ حرج نہین ہی جیساکہ تمرتاشی مین ہی اور اہل ذمہ کی ضیافت مین جانا کچھ حرج نہین رکھتا ہے یہ امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جامع البرکات مین بزبان فارسی لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے عزیزون اور ہمسایون اور دوستون کو اہل میت کے لیے کھانا پکوانا مستحب ہی اور بعض نے کہا ہی کہ پہلے دن کھانا پکا کے اہل میت کو بھیجنا بھی مکروہ نہین ہے کیونکہ وہ اُس دن تجہیز وتکفین مین مشغول رہتے ہین اور دوسرے دن بھیجنا مکروہ ہے اگر رونے والی عورتین جمع ہون اور اس مین اختلاف کیا ہی کہ غیر اہل مصیبت کو وہ کھانا کھانا جائز ہے یا نہین۔ ابوالقاسم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو شخص تجہیز میت مین مشغول ہو اُسے کھانا چاہیے جیساکہ مطالب المومنین مین ہے انتہی۔ اور اگر اہل مصیبت فقیرون کے لیے کھانا پکائین تو بہتر ہے جب کہ ورثا بالغ ہون اور

اگر نابالغ ہون تو ترکۂ میت سے نہ پکانا چاہیئے۔ عالمگیری مین ہی وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ واذالک من الترکۃ کذا فی التاتارخانیۃ اگر فقرا کے لیے کھانا پکا مین تو بہتر ہے بشرطیکہ تمام ورثا بالغ ہون ورنہ اس کھانے کے اخراجات ترکہ سے نہ لین جیسا کہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور تین دن تک جو لوگ تعزیت کو آتے ہین اُنکے لیے کھانا پکانا مباح نہین ہی اور جو شخص دور سے آیا ہو اگر اُسکے لیے کھانا پکایا جائے تو اُسے کھانا درست ہی۔ مجمع البرکات مین ہی لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ ایام مصیبت مین تین دن ضیافت مباح نہین ہے۔ اور درمختار کے کتاب الوصایا مین ہی ویحل لمن طال مقامہ اومسافتہ لا لمن لم یطل اُس شخص کے لیے حلال ہی جس کا مکان دور ہو یا مسافت زائد ہو نہ اُسکے لیے جس کی مسافت زائد نہو۔ اور کفار کی عید کے دن اُنکے اُس دن کو معظم سمجھکر ہدیہ بھیجنا کفر ہی ورنہ ہدیہ بھیجنے سے مسلمان کافر نہوگا مگر نہ بھیجنا اچھا ہی اور مسلمانون کی عید کے دن کفار جو ہدیہ لائین اور مسلمان اُنکی خوشنودی کے لیے لین تو دین مین ضرر ہوگا اور اگر بلا لحاظ خوشنودی کفار لین تو کوئی حرج نہین ہی مگر اس سے احتراز کرنا اولی ہی۔ درمختار مین ہی والاعطاء باسم النیروز والمهرجان لا یجوز ای الهدایا باسم هذین الیومین حرام وان قصد تعظیمہ کما یعظمہ المشرکون یکفر قال ابو حفص الکبیر لو ان رجلا عبد اللہ خمسین سنۃ ثم اهدی لمشرک یوم النیروز بیضۃ یرید تعظیم یوم فقد کفر وحبط عملہ انتہی ولو اهدی لمسلم ولم یرد تعظیم الیوم بل جری علی عادۃ الناس لا یکفر وینبغی ان یفعلہ قبلہ او بعدہ نفیا للشبہۃ ولو شری فیہ ما لم یشترہ قبل ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعیم لا یکفر انتہی وفی مجمع البرکات وما یاتی المجوس فی نیروزهم من الاطعمۃ الی الاکابر والسادات ومن کان معهم معرفۃ من ذهاب ومجی یحل الخذ ذلک وهل یضر لدین الاخذ فقد قیل من اخذ ذلک علی وجہ الموافقۃ لفرحہم یضر ذلک لدینہ وان اخذ لا علی ذلک الوجہ لا باس بہ والاحتراز عنہ اسلم کذا فی مطالب المؤمنین ناقلا من الذخیرۃ والمحیط نوروز اور مرجان کے نام سے دینا جائز نہین ہی یعنی ان دونون دنون مین ہدیہ بھیجنا حرام ہے اور اگر مشرکین کی طرح اُن دونون کی تعظیم کی قصد سے

ایسا کیا تو کافر ہوگیا ابو حفص کبیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے پچاس سال تک خدا کی عبادت کی پھر نوروز کے دن کسی مشرک کو ایک انڈا ہدیے مین بھیجا اور اُس سے اُسکا مقصد اِس دن کی تعظیم تھی تو وہ کافر ہوگیا اور اُسکے اعمال بیکار ہوگئے انتہی اور اگر کسی مسلمان کو ہدیہ بھیجا اور اِس سے اُس دن کی تعظیم مقصود نہ تھی بلکہ عادۃً ایسا کیا تو کافر نہوگا لیکن ویسا اُس دن کے قبل اور بعد بھی کرنا چاہیے تاکہ شبہہ کا دفعیہ ہو جائے اور اگر اُس دن کوئی ایسی چیز خریدی جو اُسکے قبل نہین خریدی تھی اور اُس سے اُس دن کی تعظیم کا قصد کیا تو کافر ہوگیا اور اگر کھانا پینا آرام اور آسائش مقصود تھی تو کافر نہوگا اور مجمع البرکات مین ہے نوروز کے دن مجوس جو کھانے اکابر کے پاس لے جاتے ہین اور اسی طرح اُن لوگون کے پاس جن سے اُن سے جان پہچان ہوتی ہے تو اُسکا لے لینا جائز ہے اور لے لینے والے کے دین مین نقصان کے متعلق بعضون نے کہا ہے کہ جس نے ان کھانون کو میل جول کی وجہ سے اُنکو خوش کرنے کے لیے لیا تو یہ اُس کے دین مین نقصان رسان ہوگا اور اگر اسکا خیال نہین ہے تو کچھ حرج نہین البتہ اس سے بچنا اچھا ہے یہ مطالب المومنین مین ذخیرہ اور محیط سے نقل کیا ہے **سوال** سرکار انگریزی سے پنشن لینا جائز ہے یا نہین **جواب** بظاہر پنشن صلہ اور تبرع اور احسان ہے نہ نوکری کا بدلہ کیونکہ نوکری کی تنخواہ نوکری کے زمانے مین یہ شخص پا چکا ہے اور نصاریٰ کا صلہ قبول کرنا جبکہ اُس مین اسلام کی توہین نہو جائز ہے۔ عالمگیری مین ہے ھذا ھو الکلام فی صلۃ المسلم المشرک وجئنا الی صلۃ المشرک المسلم فقد روی محمد فی السیر الکبیر اخبارا متعارضۃ فی بعضھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ھدایا المشرکین وفی بعضھا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یقبل فلابد من التوفیق واختلف عبارات المشائخ فی وجہ التوفیق فعبارۃ الفقیہ ابو جعفر الھندوانی ان ما روی انہ لم یقبلھا محمول علی انہ لم یقبلھا من شخص غلب علی ظن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ وقع عند ذلک الشخص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما یقاتلھم طمعا فی المال لا لاعلاء کلمۃ اللہ ولا یجوز قبول الھدیۃ من مثل ھذا الشخص فی زماننا وما روی انہ قبلھا محمول علی انہ قبلھا من شخص غلب علی ظن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

واٰلہ وسلم انہ وقع عند ذلک الشخص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انما یقاتلہم لاعزاز الدین ولاعلاء کلمات اللہ العلیا لا لطلب المال وقبول الھدیۃ من مثل ھذا الشخص جاز فی زماننا ایضا ومن المشائخ من وفق من وجہ اٰخر وقال لم یقبل من شخص علم انہ لو قبل یقل صلابتہ وعزتہ فی حقہ ویلین لہ بسبب قبول الھدیۃ وقبل من شخص علم انہ لا یقل صلابتہ وعزتہ فی حقہ ولا یلین بسبب قبول الھدیۃ کذا فی المحیط

یہ کلام تو اُس صلہ کے متعلق تھا جو مسلم مشرک کے ساتھ کرے اب اسکی متعلق توجہ کرنا چاہیے کہ مشرک جو مسلم کے ساتھ صلہ کرے تو امام محمد رحمہ اللہ نے سیر کبیر مین اسکے متعلق متعارض اخبار روایت کیے ہین بعض مین یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ہدایا کو قبول کیا ہے اور بعض مین یہ ہے کہ قبول نہین کیا ہے ان روایات مین توفیق ضروری ہے مگر طریقہ موافقت مین بھی عبارات مشائخ مختلف ہین فقیہ ابوجعفر ہندوانی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ جو روایت عدم قبول کی ہے وہ اُن مشرکین کے ہدیے کے متعلق ہے جنکے خیال مین نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم (عیاذاً باللہ) اس قدر سعی مال کی طمع مین کرتے تھے اور دعوت الی اللہ آپ کا منشا نہ تھا اور بلاشک ہمارے زمانے مین بھی ایسے لوگون سے ہدیہ لینا درست نہین ہے اور جو قبول کی روایت ہے وہ اُن مشرکین کے ہدایا کے متعلق ہے جنکی بابت حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو ظن غالب تھا کہ اُنکے نزدیک آپ کا جدال وقتال صرف اعلاے کلمۃ اللہ اور اعزاز دین کی غرض سے ہے نہ کہ طلب مال کے لیے اور ایسے شخص کا ہدیہ قبول کرنا ہمارے زمانے مین بھی جائز ہے اور بعض نے یون موافقت دی ہے کہ آپ نے اُن لوگون کا ہدیہ نہین قبول کیا جنکے متعلق یہ خیال تھا کہ ہدیہ قبول کرنے کی صورت مین آپ اُن کے ساتھ نرمی کر جائینگے اور آپ کے غلبے اور سختی مین کمی آجائے گی اور اُن لوگون کا ہدیہ قبول کر لیا جن کے متعلق ایسا خیال نہین تھا جیسا کہ محیط مین ہے **سوال** حافظ یا غیر حافظ نے اگر کہین قرآن شریف پڑھا اور پہلے سے یہ معلوم نہ تھا کہ اُسے کیا ملے گا اور تلاوت کے بعد کسی شخص نے بنظر تبرع واحسان اُسکو کچھ دیا تو اُسے لینا جائز ہے یا نہین **جواب** اس کے لینے مین کوئی شرعی قباحت نہین ہے اور یہ صورت ولا تشتروا بآیاتی ثمنًا

قلیلاً کے تحت مین داخل نہین ہوتی ہے۔ تفسیر مدارک مین ہی ولا تشتروا ولا تستبدلوا بآیاتی بتغییرها وتحریفها ثمنا قلیلاً قال الحسن هو الدنیا بحذافیرها وقیل هو الریاسة التی کانت لهم فی قومهم خافوا علیها الفوات لو اتبعوا رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اور نہ خریدو یا نہ مبادلہ کرو میری آیتون سے اُن کو بدل کے اور تحریف کر کے معمولی دام حسن رحمہ اللّٰہ نے کہا ہی کہ ثمن قلیل ساری دنیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ریاست ہی جو کہ قوم مین حاصل ہو اور رسول اللّٰہ کی اتباع سے اُس کے چلے جانے کا خوف ہو **سوال** جو مال زنا اور غنا اور دوسرے امور محرمہ سے حاصل ہوا اُس سے دعوت کرنا اور ہدیہ دینا درست ہی یا نہین اور ایسی دعوت یا ہدیہ قبول کرنا چاہیے یا نہین **جواب** خبث مال کی وجہ سے درست نہین ہی اور شرعی حیلہ یہ ہے کہ اشیا قرض خرید کر کے دعوت کرے اُس کا قبول کرنا جائز ہے پھر قرض اُسی مال سے ادا کرے قال علیہ السلام مهر البغی خبیث رواہ مسلم حضور سرور عالم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مہر بغی خبیث ہی اسکو مسلم نے روایت کیا ہی۔ اور شراح حدیث نے کہا ہی البغی للزانیة ومهرها ما یعطیها الزانی یزنی بها حرام بالاجماع بغی اور مہر زانیہ یعنی وہ مال جو زانی اُسے دیکر اُسکے ساتھ زنا کرے بالاجماع حرام ہے۔ اور عینی اور صاحب معراج الدرایہ نے اپنی ہدایہ کی شرحون کے کتاب الکراہۃ مین تیمیہ سے نقل کر کے لکھا ہی من السحت[1] ما یاخذہ المغنیة والنائحة ومهر البغی وہ جو گانے والی اور نوحہ کرنے والی عورتین لیتی ہین اور مہر بغی سب حرام ہین۔ اور عالمگیری مین ہے وعن محمد رح فی کسب المغنیة ان قضی به دین لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ واما فی القضاء فهو یجبر علی الاخذ والحیلة فی هذہ المسائل ان یشتری نسیئة ثم ینقد ثمنه من ای مال شاء وقال ابو یوسف سألت ابا حنیفة عن الحیلة فی مثل هذا فاجابنی بما ذکرنا کذا فی الخلاصة امام محمد رحمہ اللّٰہ سے منقول ہے کہ اگر مغنیہ اپنے کسب کے مال سے قرض ادا کرے تو صاحب دین کو اُس مال سے نہ لینا چاہیے مگر قاضی کے یہان

[1] سحت بالضم حرام اور ایسا کسب جو ننگ اور عار کا باعث ہو ۱۲ مترجم

وہ لینے پر مجبور کیا جائے گا تو اس قسم کے مسائل مین حیلہ یہ ہے کہ قرض کچھ خریدے پھر اُسکے دام جس مال سے چاہے ادا کرے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا تو اُنھون نے بھی یہی حیلہ بتایا ایسا ہی خلاصہ مین ہے **سوال** اگر ہندو ہولی یا دیوالی کے دن معزز مسلمانون کے سامنے مٹھائی وغیرہ پیش کرین تو مسلمانون کو لینا درست ہے یا نہین **جواب** درست ہی مگر فرحت اور سرور مین کفار کی عید کے دن موافقت نہ کرنا چاہیے **سوال** عورتون کو بنظر زینت و کشادگی پیشانی ماتھے کے بال چننا اور مردون کا ایسا لباس پہننا درست ہے یا نہین **جواب** عورت کے سر کے بال حکم مین ویسے ہین جیسے مردون کی داڑھی کے بال جس طرح مرد کو داڑھی چننا ناجائز ہے اُسی طرح عورت کو سر کے بال چننا ناجائز ہے اور زینت اگرچہ عورتون کے لیے جائز ہے لیکن اللہ کی بنائی چیز کو بگاڑنا زینت نہین ہے اور عورتون کو مردون کا ایسا لباس پہننا تشبہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ نصاب الاحتساب مین ہے ذکر فی النوازل فی کتاب النکاح سئل ابو بکر رض عن امرأۃ قطعت شعرھا قال علیھا ان تستغفر اللہ وتتوب ولا تعود الی مثلہ قیل فان فعلت ذلک باذن زوجھا قال لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق قیل لہ لم لا یجوز ذلک لھا قال لانھا شبھت نفسھا بالرجال وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال ولان الشعر للمرأۃ بمنزلۃ اللحیۃ للرجل فکما لا یحل للرجل ان یقطع لحیتہ فکذلک لا یحل للمرأۃ ان تقطع شعرھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے اُنھون نے جواب دیا کہ اُسے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے اور پھر ایسی حرکت نہ کرنا چاہیے تو اُن سے پوچھا گیا کہ اگر اُس نے ایسا شوہر کی اجازت سے کیا ہو تو اُنھون نے جواب دیا خدا کی نافرمانی مین مخلوق کی اطاعت نہ کرنا چاہیے پھر اُنسے پوچھا گیا کہ آخر اسکے عدم جواز کی کیا وجہ ہے اُنھون نے کہا کہ مردون کے ساتھ تشابہ اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُن مردون پر جو عورتون کے مشابہ بنتے ہین اور اُن عورتون پر جو مردون کے مشابہ بنتی ہین خدا لعنت کرتا ہے اور اس وجہ سے کہ عورت کے لیے

سر کے بال ویسے ہی ہین جیسے مردون کے لیے داڑھی تو جس طرح مرد کو داڑھی کا کتروانا درست نہین اُسی طرح عورت کو سر کے بال کاٹنا درست نہین ہی۔ جیسا کہ کبرے اور ظہیریہ مین ہے **سوال** ڈاڑھی نکلنے سے پہلے داڑھی نکلنے کی جگہہ پر استرا پھروانا کیسا ہی **جواب** لاباس بہ ہے کیونکہ اس حالت مین وہ مقام دوسرے اعضا کے مثل ہے مگر اسکا ترک اولی ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابوالحسنات محمد عبدالحی |

کتاب الاکل والشرب

سوال زید نے ایک پاسن کو کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا اور زید نے اپنے کٹورے مین پانی منگا کر مساۃ کو تھوڑا پلایا پھر خود پیا اور لوگون کو پلایا۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد صرف یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آیا مسلمان کرنے کا یہی قاعدہ ہے یا اسی قوم کے مسلمان کرنے کا یہ خاص طریقہ ہے یا اگر اس قاعدے کا برتاؤ نہوتا تو مسلمان ہونے مین شک ہوتا اور بلا ضرورت یہ فعل کرنا داخل جہالت ہے یا نہین جب وہ کلمہ پڑھ چکی تو زید کو یا دوسرے مسلمانون کو اُس کے اسلام مین کیا شک باقی رہا وہ عورت پہلے سرا مین رہتی تھی اور حرام کاری اُسکا پیشہ تھا لیکن لوگ اُسکی قومیت کی وجہ سے اُس سے پرہیز کرتے تھے اور اب مسلمان ہوجانے کی وجہ سے لوگ اُس سے پرہیز نہین کرتے باوجودیکہ وہ وہین رہتی ہے اور وہی پیشہ کرتی ہے۔ اور زید کا تقوے ایسا تھا کہ وہ دوسرے کے لوٹے سے کبھی وضو نہین کرتا تھا ایسے شخص سے جب ایسا فعل سرزد ہوا تو بتعلق غرض وجاہلیت ولغویت وحماقت ہوا یا نہین **جواب** مسلمان کرنے مین یہ ضروری نہین ہے کہ اُسکا جھوٹا پانی پیے یا دوسرون کو پلائے اور یہ فعل بلا وجہ موجہ وبلا ضرورت شرعی لغویت مین داخل ہے درمختار وغیرہ مین ہے کہ اجنبیہ عورت کا جھوٹا اجنبی مرد کو اور اجنبی مرد کا جھوٹا اجنبیہ عورت کو اگرچہ پاک ہے لیکن مکروہ ہے اور ردالمحتار مین ہے کہ کراہت اُس وقت ہے جب استلذاذ مقصود ہو۔ درمختار کی عبارت یہ ہے نعم یکرہ سورھا للرجل کعکسہ للاستلذاذ

واستعمال ریق الغیر وھو لا یجوز کذا فی المجتبی عورت کا جھوٹا مرد کے لیے مکروہ ہی اسی طرح اسکا عکس بھی کیونکہ اس مین لذت حاصل کرنا اور دوسرے کے تھوک کا استعمال کرنا ہو اور یہ جائز نہین ہے جیساکہ مجتبی مین ہے- اور ردالمحتار کی عبارت یہ ہے قال الرملی ویجب تقییدہ بغیر الزوجۃ والمحارم رملی رحمہ اللہ نے کہا ہو کہ اس مین غیر زوجہ ومحارم کی قید لگا دینا چاہیے- اور اسی مین ہو والذی یظھر ان العلۃ الاستلذاذ فقط ویفھم انہ حیث لا استلذاذ لا کراھۃ لاسیما اذا کان یعافہ بظاہر علت صرف لذت حاصل کرنا معلوم ہوتی ہی اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ جب استلذاذ مقصود نہو تو یہ امر بھی مکروہ نہوگا خصوصًا جبکہ وہ اسے ناگوار جانتا ہو- پس درمختار کے قول کے موافق زید کا یہ فعل مکروہ ہوا اور ردالمحتار کے قول کے موافق اگر استلذاذ ہوا تو مکروہ ہوا اور برتقدیر عدم استلذاذ اگرچہ مکروہ نہین ہوا لیکن اُس سے اجتناب اولی تھا **سوال** ہندو کی چھوئی یا پکائی ہوئی چیز جو اُس نے احتیاط کے ساتھ پکائی ہو مسلمان کو کھانا جائز ہی یا نہین جیساکہ فتاوے غرائبیہ مین ہو لا یکرہ للمسلمین ان یعزی الکافرین ویعود مرضاھم ویاکل طعامھم وفی السراجیۃ لاباس بطعام المجوسی الا الذبیحۃ مسلمانون کے لیے یہ مکروہ نہین ہو کہ کافرون کی تعزیت کرین اور اُنکے مریضون کی عیادت کرین اور اُنکا کھانا کھائین اور سراجیہ مین ہو کہ ذبیحے کے سوا مجوسی کے اور کھانون کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہے **جواب** جائز ہی جیساکہ خزانۃ الروایات مین ہے فی متفرقات دستور القضاۃ عن الینابیع لاباس بعیادۃ اھل الذمۃ وحضور جنائزھم واکل طعامھم والمعاملۃ معھم وفی المضمرات لایکرہ للمسلمین ان یعزیھم ویعود مرضاھم ویاکل من طعامھم دستور القضاۃ کے باب المتفرقات مین ینابیع سے نقل کیا ہی کہ اہل ذمہ کے بیمار کی عیادت کرنے اور اُن کے جنازون پر حاضر ہونے اور اُنکا کھانا کھانے اور اُن کے ساتھ معاملات کرنے مین کچھ حرج نہین ہے اور مضمرات مین ہی کہ مسلمانون کے لیے اُنکی تعزیت کرنا اور اُنکے مریضون کی عیادت کرنا اور اُن کا کھانا کھانا مکروہ نہین ہی **سوال** خرگوش اور جھینگا حلال ہی یا نہین **جواب** خرگوش

حلال ہی یعنی شرح کنز مین ہے حل الارنب لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر اصحابہ
ان یاکلوہ رواہ احمد والنسائی خرگوش حلال ہی کیونکہ حضور سرور کائنات علیہ
السلام والصلوٰۃ نے اپنے اصحاب کو خرگوش کے کھانیکا حکم دیا ہی اسکو احمدؒ اور نسائیؒ نے
روایت کیا ہی۔ اور جھینگا جسکو اربیان بکسر ہمزہ کہتے ہین جیسا کہ صحاح وغیرہ سے معلوم
ہوتا ہی حلال ہی کیونکہ وہ مچھلی کی قسمون مین سے ایک قسم ہے اور مچھلی کے تمام اقسام بالاتفاق
حلال ہین اور جن لوگون نے اسکو حرام لکھاہے وہ اسے مچھلی کی قسم سے نہین سمجھتے حالانکہ
یہ مچھلی ہی ہے۔ حمادیہ مین ہے الدود الذی یقال لہ جھینگہ حرام عند بعض العلماء
لانہ لا یشبہ السمک فانما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک وھذا لا یکون
کذلک وقال بعضھم حلال لانہ یسمی باسم السمک وہ کیڑا جسے جھینگا کہتے ہین بعض علما
کے نزدیک حرام ہی کیونکہ وہ مچھلی کے مشابہ نہین ہے اور ہمارے نزدیک دریائی جانورون
مین سے صرف مچھلیون کے اقسام حلال ہین اور یہ اُن مین سے نہین ہی اور بعض لوگ اسے
حلال کہتے ہین کیونکہ اُنکے نزدیک یہ مچھلی ہی **سوال** اوجھڑی اور کچی پیاز کا کھانا حلال ہی یا
حرام یا مکروہ اور جالی مرد یا عورت دونون کو پہننا درست ہی یا نہین **جواب** اوجھڑی کا کھانا
مکروہ ہی اور کچی پیاز کھانے کی ممانعت حدیث مین موجود ہی کیونکہ منہ سے بو آتی ہے اور بعض
کے نزدیک عورت کو باریک کپڑا پہننا جالی ہو یا ململ وغیرہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ستر
واجب ہی اور بعض کے نزدیک مرد اور عورت دونون کے لیے مکروہ ہی جیسا کہ زواجر مین
ہی اخرج مسلم وغیرہ صنفان من اھل النار لم ارھما قوم معھم سیاط کاذناب البقر یضربون بھا
الناس ونساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات رؤسھن کاسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن
الجنۃ ولا یجدن ریحھا وان ریحھا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا انتھی وابن حبان فی صحیحہ واللفظ
لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم یکون فی اٰخر امتی رجال یرکبون علی سروج کاشباہ الرحال ینزلون
علی ابواب المساجد نساؤھم کاسیات عاریات علی رؤسھن کاسنمۃ البخت العجاف العنوھن فانھن ملعونات الخ ذکر ھذا فی
الکبائر ظاھر لما فیہ من الوعید الشدید مسلم وغیرہ نے روایت کی ہی کہ اہل نار کی دو قسمین
ہین جنکو مین نے نہین دیکھا ہے ایک قوم ہی جس کے ساتھ گائے کی دم کے ایسے کوڑے

ہین جن سے لوگون کو مارتے ہین اور عورتین ہین جو باوجود کپڑے پہننے کے ننگی ہوتی ہین خود مردون کی طرف مائل ہوتی ہین اور اُنکو اپنی طرف مائل کرتی ہین اُنکے سر بختی اونٹون کے کوہان کے ایسے ہین یہ لوگ جنت کی بو تک نہ پائین گے اور اُسکی بو اتنی اتنی دور سے پائی جائے گی انتہی اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مین (اور اُنھین کے الفاظ ہین) اور حاکم نے کہا ہے کہ میری آخر امت مین ایسے لوگ ہونگے جو ایسے زینون پر سوار ہونگے جو کجاوون کے کوہانون کی ایسی ہونگی مسجدون کے دروازون پر اترینگے اُنکی عورتین باوجود کپڑے پہننے کے ننگی ہونگی اُنکے سرون پر بختی دبلے اونٹون کے کوہانون کی ایسی (ٹوپیان) ہونگی کیونکہ وہ ملعون ہین الخ اسکا کبائر مین ذکر کرنا ظاہر ہے کیونکہ اسکے لیے شدید وعید ہے۔ اور عالمگیری مین ہے واما اذا کان رقیقا لا یصلح لذلک فان ذلک مکروہ بالاجماع لیکن جب مہین ہو اسکی دستی صلاحیت نرکھے تو بالاجماع مکروہ ہے۔ واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد علی محمد فی الواقع ادجٹری کھانا مکروہ ہے ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہمین یا ہماری مسجد کو چھوڑ دے۔ اس سے پیاز کھانے کی کراہت تحریمی ثابت ہوتی ہے اور حدیث کی روایتون سے ثابت ہے کہ عورتون کو باریک کپڑا پہننا جو ستر مین مخل ہو حرام ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ابوالحسنات محمد عبدالحی **سوال** اُن چیزون کا کھانا جو ہندو اپنے عیدون کے دن مسلمان زمینداروں کے سامنے پیش کرین جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہے واللہ اعلم بالصواب کتبہ عبدالسلام عفی عنہ صح الجواب محمد شکر اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح حمایت اللہ دہلوی عفی عنہ۔ زمیندار کو مقررشے سے زائد کا لینا جائز نہین ہے اور اگر رعایا اپنی رضامندی اور خوشی سے کچھ پیش کرین تو مسلمان زمیندار کو اسکے لینے مین کچھ ہرج نہین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امانت اللہ۔ واقعی جو چیزین ہندو اپنی خوشی سے اپنی عیدون کے دن پیش کرین اُن کا کھانا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اُس دن

اُنکے ہدیے نہ قبول کیے جائین تاکہ شبہ موافقت سے اجتناب ہو۔ ذخیرہ مین ہی لاینبغی للمؤمن ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یعطیھم ولا یرسل الیھم شیئًا مسلمان کو یہ نہ چاہیے کہ کافرون کی عید کے دن کسی کافر کا ہدیہ قبول کرے اور اگر قبول بھی کرے تو اُنکو کچھ نہ دے اور نہ اُنکی طرف کچھ بھیجے **سوال** ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا اور ہندو کے چھوے ہوے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہی۔ واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم۔ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** اگر کوئی کسی مٹی کے برتن وغیرہ مین کھانے کو رکھکر ٹوکرے مین رکھے اور چار کے سر پر رکھکے کہین بھیجے یا یہین اسی طرح کھانا آئے تو اس مین کسی طرح کی کراہت ہے یا نہین اور اسی طرح اگر مسلمان گھڑے مین پانی بھر کے اپنے ہاتھ سے بہنگی مین رکھدے اور بہنگی ہندو کہار اُٹھا لائے اور پھر بہنگی سے مسلمان اُس گھڑے کو نکال کے رکھ لے تو اُس پانی کی طہارت مین کلام ہے یا نہین **جواب** نہین۔ واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم۔ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** صاحب حیوۃ الحیوان اور صاحب فتاوی برہنہ ہدہد کو حرام اور مکروہ لکھتے ہین اور صاحب غایۃ الکلام وتمیز الکلام حلال لکھتے ہین اس مین حنفیہ کے نزدیک قول فیصل کیا ہے **جواب** حنفیہ کے مذہب مین ہدہد حلال ہے اور کتب معتبرہ مین حرمت یا کراہت مذکور نہین ہے خزانۃ المفتین مین ہی اکل الخطاف[1] والھدھد وکل ذی طوق لا باس بہ خطاف اور ہدہد اور ہر حلقہ دار جانور کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہے۔ اور بزازیہ مین ہی اکل الھدھد لا باس بہ ولا باس بالخطاف والقمری وکل مالیس لہ مخلب یختطف بہ ہدہد کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہے اور خطاف اور قمری اور ہر اُس جانور کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہے جس کے چنگل نہون جن سے وہ شکار کرے۔ اور ظہیریہ مین ہے اکل الخطاف والصلصل والھدھد لا باس بہ لانھا لیست من الطیور التی ھی ذوات مخلب

---

[1] خطاف بضم الخاء وتشدید الطاء سیاہ رنگ کی ایک چڑیا ہی جسکو فارسی مین فرشتوک کہتے ہین کذا فی منتہی الارب ۱۲ مترجم

خطاف فاختہ اور ہدہد کے کھانے مین کچھ حرج نہین ہے کیونکہ یہ چنگل والے جانورون مین سے نہین ہین۔ اور قنیہ مین واقعات ناطفی سے منقول ہے لا باس باکل الھدھد ہدہد کے کھانے مین کوئی حرج نہین ہے۔ اور رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ مین ہے اتفق الائمۃ الثلثۃ علی تحریم کل ذی مخلب من الطیور کما ما یاکل الجیف۔ اما غیر ذلک من الطیور فکلہ مباح بالاتفاق والمشہور انہ لا کراھۃ فی ما نہی عن قتلہ کالخطاف والھدھد والخفاش والطاؤس الا عند الشافعی ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ نے طائرون مین ہر پنجے والے جانور کی حرمت کا حکم دیا ہے اور اسی طرح ہر غلیظ کھانے والا جانور اور اسکے علاوہ دوسرے طیور سب ہمارے نزدیک بالاتفاق مباح ہین اور مشہور یہ ہے کہ جنکے مارنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ مکروہ نہین ہین مثلاً خطاف ہدہد چمگادڑ مور (مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک) ان عبارتون سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حنفیہ کے نزدیک ہدہد حلال ہے بغیر کراہت کے اور مصنف حیوۃ الحیوان شافعی ہین اُنھون نے اپنے مذہب کے موافق حرمت لکھی ہے اور فتاوے برہنہ کتب معتبرہ کے مقابل نہین ہو سکتا **سوال** ہندوون کے ہاتھ کے تر اور خشک کھانے مین کچھ فرق ہے یا نہین **جواب** کچھ فرق نہین ہے۔ نصاب الاحتساب مین ہے مما ابتلینا بہ من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المائعات من الھنود علی احتمال تلوث اوانیہم فان نساؤھم لا یتوقین من السرقین فعلی المحتسب ان لم یجد بدا منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا من السرقین والمیتۃ فان شق علیہم یامرھم ان یاتوا اوانیہم مسلما لیغسلہا ویغسلوا اید یھم بمرای من المسلم والا فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی وکذا لا باس بطعام المجوس کلہ الا الذبیحۃ گھی دودھ سرکہ اور تمام سیال اشیا جو ہندوون سے خریدی جاتی ہین باوجودیکہ اُنکے برتنون کے ناپاک ہونے کا احتمال ہے کیونکہ اُنکی عورتین گوبر سے نہین بچتی ہین اُنکے متعلق محتسب اگر بچنے کو ناممکن سمجھے تو ہندوون کو حکم دے کہ گوبر اور مردار چیزون سے احتراز کرین اور اگر اُن پر یہ شاق ہو تو اُنکو اس بات کا حکم دے کہ وہ اپنے برتن کسی مسلمان کو دین جو دھو دے اور وہ اپنے ہاتھ

کسی مسلمان کے سامنے وضو نہین ورنہ فتوے اباحت پر ہی اور تقوے کے رو سے احتراز کرنا چاہیے اسی طرح مجوسیون کی کسی چیز کے کھانے مین بجز اُنکے ذبیحہ کے کچھ حرج نہین ہے **سوال** گائے یا بھینس کے پائے اور مرغ کی کھال کھانا جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہی۔ نہایۃ البیان فیا یحل ویحرم من الحیوان کے ذکر احکام شاۃ مین بزبان فارسی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے پنجہ اور کھال کا دباغت کے پہلے کھانا حلال ہے اور دباغت کے بعد اُس سے دوسرے فائدے اُٹھانا جائز ہے جیسا کہ مطالب المومنین مین ہی **سوال** پلاؤ یا شیر برنج کی دیگ مین اگر مینگنی نکلے تو کیا کیا جائے۔ و جس روٹی مین مینگنی نکلے وہی نجس ہی یا سب روٹیان **جواب** جس روٹی مین مینگنی نکلے اگر سخت ہو تو پھینکدی جائے اور وہ روٹی کھائی جائے اور اگر ریزہ ریزہ ہو کر مخلوط ہو گئی ہو تو وہ روٹی نہ کھائی جائے۔ فتاوے سراجیہ مین ہے خبز وجد فی خلالہ سرقین فارۃ فان کان علے صلابتہ یرمی بہ ویوکل الخبز روٹی کے بیچ مین جب چوہے کی مینگنی نکلے اگر وہ سخت ہو تو پھینکدی جائے اور روٹی کھالی جائے۔ باقی ایک روٹی مین نکلنے سے اُس کے ساتھ کی پکی ہوئی روٹیون کا کھانا منع نہین ہے اور پلاؤ وغیرہ مین اگر سخت مینگنی نکلے اور مخلوط نہوئی ہو تو بعض متاخرین نے فتوے دیا ہی کہ مینگنی پھینک دی جائے اور وہ کھایا جائے مگر نہ کھانا مقتضائے احتیاط ہے۔ خزانۃ الروایات مین ہے فی العتابیۃ خرء الفارۃ نجس ومن المتاخرین من رخص فی الدھن وفی الطعام ان کان قلیلا لا یفسدہ مالم یوجد ریحہ او طعمہ چوہے کی مینگنی نجس ہے اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر یہ کھانے مین تھوڑی سے ہو تو کھانا خراب نہین ہوتا جب تک کہ اُسکی بو یا اُسکا مزہ کھانے مین نہ آجائے **سوال** حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت کھایا ہی یا نہین **جواب** حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کا حجۃ الوداع مین اپنے ازواج کی طرف سے گائے کا ذبح کرنا اور آپ کے ازواج کے پاس اُس گوشت کا آنا صحیح مسلم اور صحیح بخاری وغیرہما مین موجود ہی اور حضور کا تناول فرمانا صراحۃً کسی روایت مین نظر سے نہین گذرا الشیخ عبد الحق

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ مین بزبان فارسی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے بکری کا گوشت تناول فرمایا ہے اور مخصوص گاے کا گوشت تناول فرمانا معلوم نہین ہوا البتہ حدیث سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے اپنے ازواج رضی اللہ عنہم کی طرف سے گاے کی قربانی کی اور ظاہر یہ ہے کہ اُس قربانی کا گوشت نے بھی کھایا ہوگا اور صحیح مسلم کے کتاب الزکوۃ کے آخر مین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو قالت اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر فقیل ھذا ما تصدق بہ علی بریرۃ فقال ھو لھا صدقۃ ولنا ھدیۃ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گاے کا گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقے مین ملا ہو آپ نے فرمایا یہ اُنکے لیے صدقہ و ہمارے لیے ہدیہ ہے **سوال** انگریزی وہ عرق جس مین ڈاکٹرون کے بیان سے شراب ملا ہونا معلوم ہوتا ہو مگر اتنی کہ اُسکی پائداری کا جزو ہو سکے اور نشہ نہ لائے اور اُس دوا کا رنگ اور اُسکی بو محتمل ہو جس سے ناواقف شبہہ مین پڑ سکتا ہے اور اُس عرق کا مزہ کڑوا ایکٹھا ہے معلوم نہین شراب کا بھی مزہ ہوتا ہے یا کچھ اور پس ایسی دوا کا پینا جائز ہے یا نہین **جواب** جس دوا مین شراب کا ملنا اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو یقینی یا ظنی ہو اُسکا پینا حرام ہے **سوال** اگر کسی شخص نے کسی حلال جانور کے ساتھ وطی کی اور اُسی حالت مین اُسے انزال بھی ہوا اور اس امر کو دو عادل مسلمانون نے دیکھا تو اُس جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہی یا نہین **جواب** ایسے جانور کا گوشت حرام نہین ہے قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار المؤلفہ ولاحد بوطی بھیمۃ لانہ لیس فی معنی الزنا فی کونہ جنایۃ وفی وجود الداعی الیہ لان الطبع السلیم ینفر عنہ والعامل علیہ نہایۃ السفہ او فرط الشبق الا انہ یعزر والذی یروی انہ تذبح البھیمۃ وتحرق فذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب قالوا ان کانت الدابۃ مما لا یوکل لحمہا تذبح وتحرق کما ذکرنا وان کانت مما یوکل لحمہا تذبح ویوکل عند ابی حنیفۃ رح وقالا تحرق ھذہ ایضا اذا کانت البھیمۃ للفاعل فان کانت لغیرہ کان لصاحبہا ان یدفع الیہ بالقیمۃ وفی تبیین الکنز یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح ھکذا ذکرنا ولا یعرف الا سماعا فیحمل علیہ انتہی

وفی المجتبی ذبحت ویکرہ الانتفاع بھا حیاتھا وموتھا واطلق الطحاوی رح
انھا اذا کانت لہ ذبحت ولم توکل وعن ابی یوسف رح انھا لا تحرق اذا کانت توکل وکان ابو عبداللہ رح
الجرجانی یقول قول اصحابنا تذبح وتحرق علی وجہ الاستحباب واتی
ابن عمر رض برجل اتی بھیمۃ فلم یحدہ وامر بھا فاحرقت بالنار
مصنف منح الغفار رحمہ اللہ نے اپنی اسی کتاب کی شرح تنویر الابصار مین لکھا ہے چوپایہ کے
ساتھ وطی کرنے پر کوئی حد نہین ہے کیونکہ یہ جنایت مین اور دواعی کے موجود ہونے
مین زنا کے مساوی نہین ہے اسلیئے کہ طبع سلیم اس سے نفرت کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے
والا یا تو انتہائی بیوقوف ہے یا انتہائی مشتہی مگر ایسے شخص کو تعزیر کی جائے گی اور یہ جو مروی
ہے کہ جانور ذبح کر دیا جائے اور جلا دیا جائے کیونکہ اُس سے نفع نہین حاصل کیا جا سکتا
یہ ضروری نہین ہے فقہا کہتے ہین اگر جانور حرام ہو تو ذبح کر کے جلا دیا جائے جیسا کہ ہمنے
ذکر کیا اور اگر حلال ہو تو ذبح کر کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کھالیا جائے اور صاحبین
رحمہما اللہ کے نزدیک جلا دیا جائے جبکہ وطی کرنے والے کا جانور ہو اور اگر جانور کسی اور
کا ہو تو وطی کرنے والے کو جانور کی قیمت اُس کے مالک کو دیدینا چاہیے اور تبیین الکنز مین
ہے کہ جانور کا مالک قیمت کا مطالبہ کرے اور قیمت وصول کر کے جانور ذبح کردے ایسا ہی
ذکر کیا گیا ہے اور بجز سماع کے کوئی عقلی دلیل اس پر نہین ہے لہذا اسی پر محمول کیا جائیگی
اور مجتبی مین ہے کہ جانور ذبح کر دیا جائے گا اور اُس سے زندگی مین یا مرنے کے بعد
نفع اُٹھانا مکروہ ہے اور طحاوی نے کہا ہے جب جانور وطی کرنے والے کی ملک ہو تو ذبح
کیا جائے گا لیکن کھایا نہ جائے گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب جانور
حلال ہو تو جلایا نہ جائے گا اور ابو عبداللہ جرجانی رحمہ اللہ کہتے تھے کہ ہمارے اصحاب کا
قول ہے کہ جانور کو ذبح کر کے جلا دینا مستحب ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک
شخص لایا گیا جس نے جانور کے ساتھ وطی کی تھی تو اُنھون نے اُس پر حد جاری نہین
کی اور حکم دیا کہ جانور آگ مین جلا دیا جائے سوال ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان
سے ملنے کو بہ نیت خالص اُسکے مکان پر جاوے اور جس کے مکان پر یہ ملنے کو گیا ہے وہ

میوہ یا طعام جو کچھ موجود ہو اُسکے سامنے پیش کرنا ہے اوپر لازم جانے، اور پیش کرے اسی طرح نکاح کے دن جب براتی دولھن کے گھر مین جمع ہوتے ہین اور دولھن کے اقربا نکاح کے پہلے یا نکاح کے بعد کھانا کھلاتے ہین یہ بدعت ہی یا نہین **جواب** یہ فعل بدعت نہین ہے بلکہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بھی تھا جیسا کہ مدارج النبوۃ اور بہجۃ اخبار العروس وغیرہ مین مذکور ہے **سوال** زید کہتا ہی کہ جو کھانے پینے کی چیزین شوالون یا قبرون پر چڑھائی جاتی ہین یا تعزیون اور علمون کے سامنے رکھی جاتی ہین جیسا کہ ان امور کا ہندوستان مین دستور ہی اُن سب کا کھانا حرام ہے بس زید کا قول صحیح ہے یا غلط **جواب** غلہ اور شیرینی وغیرہ جو عوام شوالون اور تعزیون اور قبرون وغیرہ پر چڑھاتے ہین اُن سے نذر لغیر اللہ مقصود ہوتی ہے اور فقہا نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ نذر لغیر اللہ حرام ہے اور اُس چیز کا کھانا بھی حرام ہے۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے قال الشیخ قاسم فی شرح الدرر واما النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ھو مشاھد کان یکون لانسان غائب او مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی قبر بعض الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ ویقول یا سیدی فلان ان رد اللہ غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب کذا او من الفضۃ کذا او من الطعام کذا او من الماء کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فھذا النذر باطل بالاجماع بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا یکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت لا یملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر اللھم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی ھذا او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم للفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ رح والفقراء الذین بباب الامام الشافعی رح والامام ابی اللیث رح او اشتری حصر المساجد او زیتا لوقودھا او دراھم لمن یقوم بشعارھا الی غیر ذلک ما یکون فیہ نفع للفقراء والنذر للہ تعالی وذکر الشیخ انما ھو محل صرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ او جامعہ فیجوز بھذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف ذی منصب لانہ لا یحل لہ الاخذ

ما لم یکن محتاجا فقیرا ولا الذی انسب لاجل نسبہ ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف الی الاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزون عن الکسب وھم مضطرون الیہ فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتدأۃ واخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد بہ الناذر التقرب الی اللہ وصرفہ الی الفقراء ویقطع النذر عن نذر الشیخ فاذا علمت ھذا فما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت وغیرھا وتنقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام باجماع المسلمین ما لم یقصدوا بصرفہا الفقراء الاحیاء قولا واحدا

شیخ قاسم رحمہ اللہ نے شرح درر میں کہا ہے کہ وہ نذر جو اکثر عوام مانا کرتے ہیں (مثلا کوئی شخص غائب ہو جائے یا کوئی بیمار ہو یا کسی کو کوئی حاجت ہو تو کوئی شخص کسی بزرگ کی قبر پر آکے اور اسکی چادر کو اپنے سر پر ڈالکر کہے کہ ای میرے سید اگر خدا میرے غائب کو لوٹا دے یا میرا مریض اچھا ہو جائے یا تم میری حاجت کو پورا کر دو تو تمھارے لیے اتنا اور اتنا سونا یا چاندی یا کھانا یا مال یا شمع یا تیل ہے) تو یہ نذر متعدد وجوہ سے باطل ہے (۱) یہ مخلوق کی نذر ہے اور مخلوق کے لیے نذر ماننا جائز نہیں ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیئے نہیں ہو سکتی (۲) منذور لہ میت ہے جو کسی شے کا مالک نہیں ہو سکتا (۳) اس سے اس امر کا گمان ہوتا ہے کہ وہ امور میں تصرف کرتا ہے نہ خدا اور یہ اعتقاد کرنا کفر ہے لیکن اگر یہ کہے ای اللہ میں نے تیرے لیے نذر مانی ہے کہ اگر تو میرے مریض کو اچھا کر دے یا میرے غائب کو لوٹا دے یا میری حاجت پوری کر دے تو میں اُن فقرا کو کھانا کھلاؤں گا جو سیدہ نفیسہ کے دروازے پر رہتے ہیں یا جو امام شافعی اور امام ابو اللیث رحمہما اللہ کے دروازے پر رہتے ہیں یا میں مسجدوں کے لیے چٹائیاں بنواؤں گا یا وہاں کی روشنی کے لیے تیل خریدوں گا یا مسجد کے منتظم کو درہم دونگا اور اسی طرح دوسرے وہ امور جن میں فقرا کا نفع اور خدا کی نذر ہو اور شیخ نے ذکر کیا ہے کہ نذر مستحقین نذر پر صرف کیجائے یا جو اس بزرگ کی خانقاہ یا مسجد یا جامع میں رہتے ہوں پس اس اعتبار سے یہ نذر درست ہے کیونکہ نذر کے مصرف فقرا ہیں اور اب

مصرف پایا گیا اور یہ ناجائز ہی کہ نذر کسی امیر یا شریف صاحب منصب (کیونکہ اُن کو نذر کا لینا درست نہین جبتک کہ محتاج فقیر نہو) یا صاحب نسب پر صرف نسب کی وجہ سے رتا وقتیکہ وہ فقیر نہو) صرف نہ کی جائے اور شرعاً نذر کا اغنیاء پر صرف کرنا ثابت نہین کیونکہ مخلوق کے لیے نذر کرنے کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور ایسی نذر نہ تو واقع ہوتی ہے اور نہ ذمے سے ساقط ہوتی ہے اور یہ حرام بلکہ سخت گناہ ہی اور شیخ کے خادم کو بھی اس نذر کا لینا درست نہین ہی اور نہ اُسکا کھانا اور نہ اُس مین کسی طرح تصرف کرنا جبتک کہ وہ فقیر صاحب عیال کسب سے عاجز اور نذر کے لینے پر مجبور نہون پس اسے بطور صدقہ کے لے سکتے ہین اور بھی نذر کا لینا ناجائز ہے جبتک کہ نذر کرنے والے کی نیت خدا سے تقرب حاصل کرنے اور شیخ سے قطع نظر کرکے فقرا پر صرف کرنے کی نہو پس جب تم کو یہ معلوم ہوگیا تو جو روپیہ اور شمعین اور تیل وغیرہ اولیا کے مزارون پر چڑھایا جاتا ہے بالاجماع حرام ہے جبتک ان سے زندہ فقرا پر صرف کرنا مقصود نہو **سوال** مسلمان مبتدع شیعہ سود خوار رشوت خوار شراب خوار کے یہان کھانا کھانا اور نوکری کرنا جائز ہے یا نہین باوجودیکہ اُسکے یہان کھیتی بھی ہوتی ہی اور حلال مال بھی ہے **جواب** اگر حلال مال غالب ہی تو اُسکے یہان کھانا کھانا اور نوکری کرنا جائز ہے اور اگر حرام مال غالب ہو تو جائز نہین جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کھانا یا یہ تنخواہ حلال مال سے ہی۔ اشباہ مین ہی اذا کان غالب مال المهدی حلالا فلا باس بقبول هدیته واکل ماله مالم یتبین انه من حرام وان کان غالب ماله الحرام لا یقبلها ولا یاکل الا اذا قال انه حلال ورثه او استقرضه جب ہدیہ بھیجنے والے کا اکثر مال حلال ہو تو اُس کا ہدیہ قبول کرنے اور اُسکا مال کھانے مین کچھ حرج نہین جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مال یا ہدیہ حرام مال سے ہی اور اگر اکثر مال حرام ہو تو ہدیہ نہ قبول کرے اور اُسکا مال نہ کھائے مگر جبکہ وہ یہ کہدے کہ یہ مال حلال ہے مین نے وراثتہً پایا ہے یا قرض لیا ہی **سوال** مردہ حیوان کی کھال کھانا کیسا ہے اور یہ جو متعارف ہی کہ بکری کا سر مع کھال کے بھونتے ہین اور اُسکا شوربا کھاتے ہین جائز ہی یا نہین **جواب** مردہ جانور کی کھال کھانا اگرچہ مدبوغ ہو اور درندون کی کھال اگرچہ مذبوح ہو جائز نہین ہے لیکن مذبوح

بکری کی کھال کا کھانا ناجائز ہے۔ زیلعی مین ہی جاز بیع لحوم السباع وشحومها وجلودها بعد الذکاة کجلود المیتة بعد الدباغ حتی یجوز بیعها والانتفاع بها غیر الاکل لطہارتها بالذکاة درندون کا گوشت چربی اور کھال ذبح کرنے کے بعد بیچنا درست ہی جس طرح مردے کی کھال کو دباغت کے بعد حتی کہ اُسکی بیع اور اُسکے کھانے کے سوا دوسرے قسم کے منافع حاصل کرنا درست ہی کیونکہ وہ ذبح کرنے سے طاہر ہو جاتا ہی ۔ اور منح الغفار مین ہی وباع جلد المیتة وینتفع به لطہارته بعد الدبغ بغیر الاکل فانه لا یجوز اکله وان کان طاہرا قال فی السراج الوهاج مسألة جلد المیتة بعد الدباغ هل یجوز اکله اذا کان من حیوان ماکول اللحم قال بعضهم نعم لانه طاهر کجلد الشاة المذکاة وقال بعضهم لا یجوز اکله وهو الصحیح مردے کی کھال بیچی جاسکتی ہے اور اُس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہی کیونکہ وہ دباغت کے بعد طاہر ہے البتہ اُسکو کھانا درست نہین ہی سراج وہاج مین ہی مسئلہ مردے کی کھال کا دباغت کے بعد کھانا درست ہی یا نہین جبکہ مردہ حیوانات ماکولات اللحم سے ہو بعضون کے نزدیک درست ہے کیونکہ وہ طاہر ہے ذبح کی ہوئی بکری کی کھال کی طرح اور بعضون کے نزدیک درست نہین ہے اور یہی صحیح ہی ۔ اور ہدایہ مین ہے ثم ما یمنع النتن والفساد فهو دباغ وان کان تشمیسا او تتریبا ۔ جو چیز بدبو دار اور خراب نہونے دے وہی دباغ ہی چاہے دھوپ مین رکھکر ہو یا مٹی ملکر **سوال** سید احمد کبیر کی گاے اور شیخ سدو کا بکرا وغیرہ حلال ہی یا نہین **جواب** اگر تقرب الٰہی اور اسد کے لیے خون بہانا اور کسیکو اُسکا ثواب پہونچانا منظور ہو تو حلال ہے اور جب غیر خدا کا تقرب منظور ہو اور محض جان لینا منظور ہو نہ ایصال ثواب اور تناول گوشت اور ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے تو اس مین علما کا اختلاف ہی اور منشأ اختلاف ما اهل به لغیر الله کی تفسیر ہے بعضون نے حلت کا فتوے دیا ہے تفسیر احمدی مین ہے ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء کما هو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه لم یذکر اسم غیر الله علیها وقت الذبح وان کانوا ینذرونها له اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ گاے جس کی نذر اولیا اسد کے لیے مانی گئی ہو جیسا کہ آجکل ہوا کرتا ہی وہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اسد کا نام نہین لیا جاتا اگرچہ نذر لغیر اسد ہے ۔ اور ایک گروہ اسکی

حرمت کا قائل ہے۔ نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد علما نے کہا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور اُسکے ذبح سے اُسکا مقصد تقرب الی غیر اللہ تھا تو وہ شخص مرتد ہوگیا اور اُسکے ذبیحہ کا حکم مرتد کے ذبیحے کا ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفاسیر مین اس کی تصریح کی ہے اور فقہا نے بھی اسکو حرام لکھا ہے۔ در مختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر و نحوہ کواحد من العظام یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ و لو ذکر اسم اللہ و لو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل و اکرام الضیف اکرام اللہ تعالی والفارق انہ ان قدمها لیاکل منها کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح وان لم یقدمها لیاکل منها بل یدفعها لغیرہ کان التعظیم لغیر اللہ فتحرم وهل یکفر قولان کذا فی البزازیۃ اگر کسی امیر یا اُسی کے ایسے کسی دوسرے بڑے کی تشریف آوری کیوجہ سے ذبیحہ کیا تو حرام ہے کیونکہ درحقیقت اُس پر خدا کے سوا دوسرے کا نام لیا گیا اگرچہ اُس پر خدا کا نام لیا گیا ہو (ظاہر الفاظ مین) اور اگر مہمان کے لیے ذبح کیا تو حرام نہین ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے اور مہمان کی عظمت خدا کی عظمت ہے ان دونون صورتون مین فرق یہ ہے کہ ایک اس غرض سے ذبح کیا ہے کہ اُس سے کھایا جائے تو ذبح خدا کے لیے کیا گیا اور نفع مہمان یا ولیمہ یا ذبح کا ہوا اور ایک اس لیے ذبح کیا ہے کہ اُس سے کھایا نہ جائے بلکہ دوسرون کو بانٹ دیا جائے چونکہ اسمین غیر اللہ کی تعظیم ہے اس لیے یہ حرام ہے اور اس مین دو قول ہین آیا اس فعل سے کافر ہوگا یا نہین جیسا کہ بزازیہ مین ہے۔ اور ایسا ہی اشباہ و نظائر اور عالمگیری وغیرہ مین ہے **سوال** تاڑی یا شراب کا سرکہ حلال ہے یا نہین **جواب** جب تاڑی یا شراب منقلب الحقیقۃ ہو کے سرکہ ہوگئی تو حلال ہے **سوال** مچھلی ذبح کر کے کھانا چاہیے یا بے ذبح کیے ہوے **جواب** مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہین ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات مین بزبان فارسی لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے مچھلی بے ذبح کیے ہوے حلال ہے کیونکہ شکار کرنا اور اُسے دریا سے نکالنا ذبح کا حکم رکھتا ہے **سوال** جس مچھلی کو مجوسی یا کوئی اور کافر شکار کر کے دریا سے نکالے وہ حلال ہے یا نہین

جواب حلال ہے کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری شافعی رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان مین امام حسن بصری
رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا مین نے ستر صحابی کو مجوسی کا شکار کھاتے
ہوے دیکھا ہے - اور ابو المکارم رحمہ اللہ شرح نقایہ مین لکھتے ہین وفی المحیط لا باس باکل
سمکۃ اصطادھا المجوسی لانھا تحل بدون التسمیۃ فالمجوسی وغیرہ فیہ سواء مچھلی جسے مجوسی
نے شکار کیا ہو اُس کے کھانے مین کوئی حرج نہین ہے کیونکہ مچھلی بغیر خدا کا نام لیے ہوی بھی
حلال ہے پس مجوسی اور دوسرے لوگ سب اس معاملے مین مساوی ہین سوال گرڑول
یعنے ڈھینگ حلال ہے یا حرام جواب گرڑول کرگس کی قسمون مین سے ہے اور مردار خوار
پرندہ ہے حرام ہے سوال ایمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک گھوڑا حلال ہے یا حرام جواب
گھوڑا امام شافعی اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہما کے نزدیک حلال ہے کیونکہ بخاری اور مسلم مین ہے نھی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر عن لحوم الحمر الاھلیۃ واذن فی لحوم الخیل حضور
سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے جنگ خیبر مین شہری گدھون کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے
کے گوشت کی اجازت دی - اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک مکروہ ہے
لیکن امام مالک رحمہ اللہ مکروہ تنزیہی کے قائل ہین - اور اصحاب حنفیہ کا اس مین اختلاف
ہے بعضے کراہت تحریمی کے قائل ہین اور بعضے کراہت تنزیہی کے صاحب کافی نے کراہت
تنزیہی کو صحیح اور صاحب مطالب المومنین نے کراہت تحریمی کو صحیح لکھا ہے تفسیر احمدی مین ہے
مفتی کو چاہیے کہ گھوڑے کی صحت کی حالت مین اُسکے گوشت کی اباحت کا فتوی نہ دے
کیونکہ اس سے آلۂ جہاد کی کمی لازم آتی ہے مگر جبکہ گھوڑا قریب بہلاکت ہو تو اُس کے
کھانے کا فتوے دے تاکہ مسلمان کا مال ضائع نہو - اور کفایۃ المنتھی مین ہے بعض نے کہا ہے
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنے اس قول سے رجوع
کر لیا تھا جو اُنھون نے گھوڑے کے حرمت پر پہلے کہا تھا - اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ
جامع الرموز مین ہے سوال پان مین چونا کھانا درست ہے یا نہین جواب درست ہے -
نصاب الاحتساب مین ہے یباح اکل النورۃ مع الورق الماکول فی دیار الھند لانہ
قلیل نافع فان الغرض المطلوب من الورق المذکور لا یحصل بدونھا پان کے ساتھ چونا

کھانا مباح ہے کیونکہ وہ کم مقدار مین نقمند ہوتا ہی اس لیے کہ بان سے جو غرض ہے وہ بغیر چونے کے حاصل نہین ہوتی **سوال** چمگادڑ حلال ہے یا حرام **جواب** مختلف فیہ ہے۔ فتاوی قاضی خان مین ہی ولایوکل الخفاش لانہ ذوناب چمگادڑ نہ کھانا چاہیے کیونکہ اُس کے دانت ہوتے ہین۔ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین وفیہ نظر لان کل ذی ناب لیس منہی عنہ اذا کان لا یصطاد بنابہ اس مین شک ہے کیونکہ ہر دانت والا منہی عنہ نہین ہی جبکہ دانت سے شکار نہ کرتا ہو **سوال** گردہ حلال ہے یا مکروہ **جواب** مکروہ بھی نہین ہے مدارج النبوۃ مین بروایت حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما وارد ہے وہ کہتے ہین کہ ہم ایک سوتیس آدمی تھے اور کہا گیا کہ ایک صاع آٹا گوندھا گیا ہے اور ایک بکری ذبح کی گئی ہے اور اُس کا جگر اور دل اور گردے بھونے گئے ہین پس خدا کی قسم کہ اُتنے سے کھانے کو ہم سب نے سیر ہو کر کھایا اور جتنا وہ تھا اُتنے کا اُتنا ہی باقی رہا پھر ہمنے اُسے اپنے اُونٹون پر لاد لیا اور گردون کے مکروہ ہونے کی جو روایت کی گئی اُس کے متعلق حافظ عراقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد ضعیف ہین **سوال** فیل مرغ حلال ہے یا حرام **جواب** حلال ہی کیونکہ دانہ کھاتا ہی نہ شکاری ہے کہ اپنے پنجے سے شکار کرنے کا عادی ہو اور نہ مردار خوار ہی اور مشابہت صوری حرمت کا باعث نہین ہو سکتی خرگوش بھی گدھے کے کان کے مشابہ کان رکھتا ہے مگر حلال رہے **سوال** بیلو جو ایک چڑیا ہی حلال ہے یا حرام **جواب** دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بیلو کو زبان دکن مین بیلک کہتے ہین یہ زرد رنگ کا ہوتا ہے اور اسکے دونون بازوون پر سیاہی ہوتی ہی اور دانہ کھاتا ہے پنجہ سے شکار نہین کرتا نہ مردار خوار ہے پس اسکے حلال ہونے مین کچھ شک نہین ہے **سوال** (۱) کسی ہندو بے دین بت پرست نے اپنے کسی تہوار یا تقریب شادی یا غمی مین کسی مسلمان دیندار پرہیزگار یا مسلمان بے نمازی زنا کار شراب خوار بدعتی کی دعوت کی اور اُن مسلمانون نے اُس کی دعوت قبول کی اور کوئی چیز مثل کھانے کے کھائی یا کھانے کا سامان یا نقد روپیہ لیا اور اُسے اپنے ہاتھ سے پکایا اور کھایا تو اس طرح کا ہندوون کا کھانا اور دعوت لینا درست ہے یا نہین (۲) اگر ہندوون کا اس طرح کا کھانا درست

ہو تو فبہا ورنہ اُن کھانے والون کی کیا سزا ہے **جواب** (۱) ہندو کے تہوار کے دن ہدیہ لینا یا دعوت قبول کرنا مسلمان کو درست نہین ہے جیساکہ ذخیرہ مین ہے لاینبغی للمومن ان یقبل ھدیۃ الکافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یرسل الیھم شیئا مومن کو کافر کا ہدیہ اُس کی عید کے دن نہ قبول کرنا چاہیے اور اگر قبول کرے تو پھر اُسکو کوئی چیز نہ بھیجے۔ اور خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول والتاتارخانیۃ فی المحیط ما یاتی المجوس فی یوم نیروزھم من الاطعمۃ الی الاکابر والسادات من کانت بلینہ و بلینھم معرفۃ وذھاب ومجئ فقد قیل من اخذ ذلک علی وجہ الموافقۃ یضرہ ذلک بدینہ فصول اور تاتارخانیہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہے مجوس جو کھانے وغیرہ بڑے لوگون کے پاس جن کے یہان اُن کی آمدورفت ہوتی ہے اپنی عید کے دن لاتے ہین اُسکے متعلق لوگ کہتے ہین کہ جو اُسے بطریق موافقت لے گا اُسکا یہ فعل اُسکے دین مین خلل انداز ہوگا باقی شادی اور غمی مین اگر ہندو دعوت کرے تو اُس کا قبول کرنا بعض فقہا کے نزدیک درست اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے جیساکہ خزانۃ الروایات مین ہے فی مفید المستفید من الواقعات لاباس بالذھاب الی ضیافۃ اھل الذمۃ ھکذا ذکر محمد رح لکن المذکور فی النوازل یخالف ھذا فانہ کرہ فیہ الاجابۃ مفید المستفید مین واقعات سے نقل کیا ہے کہ اہل ذمہ کی دعوتون مین جانے مین کچھ حرج نہین ہے یہ امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے لیکن نوازل مین ہے کہ ان دعوتون کا قبول کرنا مکروہ ہے۔ اور جواز ضیافت کی حالت مین بھی وہ اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ دعوت کی محفل غنا مزامیر بت پرستی شراب خواری اور اطوار کفر وشرک ومحرمات سے خالی ہو اور اگر اُس مجلس مین ایسے امور ہون تو جانا درست نہین ہے جیساکہ درمختار مین ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب او غناء قعد واکل والمنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج فان قدر علی المنع فعل والا صبر وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ اولا اگر کوئی شخص ایسی دعوت مین بلایا گیا جس مین کھیل کود اور گانا تھا اور وہ شخص گیا اور بیٹھا اور کھانا کھایا لیکن یہ بُری باتین دوسرے مکان مین

تھین (تو کچھ حرج نہین ہی) اور اگر کھیل دستر خوان پر ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے بلکہ چلا آنا چاہیے اور اگر روک سکتا ہو تو روکدے ورنہ صبر کرے اور اگر پہلے سے اُسے یہ معلوم ہو تو وہان نہ جائے چاہے وہ مقتدا ہو یا نہو۔ (۲) جس نے ہندو کے تہوار کے دن دعوت قبول کی یا تقریب کی ضیافت مین باوجود منکرات شرعیہ موجود ہونے کے گیا اُسکو توبہ و استغفار لازم ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابوالحسنات محمد عبد الحی |

باب اللبس والزینۃ

سوال ڈھیلا پائجامہ پہننا درست ہی یا نہین **جواب** کچھ حرج نہین بشرطیکہ تشبہ فساق اور تکبر کی غرض سے نہو **سوال** کانچ کی چوڑیان عورتون کو پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہی اور اس کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے **سوال** سرخ بانات اور کھاروا اور شنجرفی اور پیازی رنگ درست ہے یا نہین **جواب** درست ہے کیونکہ ہر سرخ رنگ حرام نہین ہی بلکہ معصفر حرام ہی **سوال** سید سالار مسعود غازی رحمہ اللہ کے جھنڈے کا کپڑا اپنے صرف مین لانا چاہیے یا تصدق کر دینا چاہیے **جواب** بظاہر اسکے خود استعمال کرنے مین کچھ حرج نہین ہے اور مساکین وفقرا کو دیدینا اولی ہے **سوال** عورتون کو چھاگل پہننا جائز ہے یا نہین اور آیہ و لا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن کا شان نزول کیا ہے اور اگر کوئی عورت چھاگل اس طرح پہنے کہ اُسکی آواز نہ نکلے تو درست ہی یا نہین **جواب** بنظر زینت چاندی سونے کا ہر زیور عورتون کو پہننا جائز ہے مگر جو مثل اور حرکت مین بجے اُسکا استعمال بخوف فتنہ جائز نہین ہے اور آیت مذکورہ کا شان نزول اسی باب مین ہے۔ معالم التنزیل مین ہی کانت المرأۃ اذا مشیت ضربت برجلھا لیسمع صوت خلخالھا فنھیت عن ذلک عورتین جب چلتی تھین اپنے پاؤن زمین پر مارتی تھین اور اُنکی چھاگل کی آواز سنائی دیتی تھی تو وہ اُس سے روک دی گئین۔ اور تفسیر احمدی مین ہے ثم نقول روی انہ کانت المرأۃ فی العرب تضرب الارض برجلھا اذا مشت لیعلم الناس انھا ذات خلخال او تضرب احدی رجلیھا علی

الاخری فنہاہا اللہ عن ذلک وقال لا یضربن الخ ای لا یضربن علی الارض بارجلھن او یا حدی رجلیہا علی الاخری لیتقعقع خلخالہا فیعلم انہا ذات خلخال فان ذلک یورث میلا فی الرجال پھر مین کہتا ہون کہ یہ مروی ہے کہ عورتین عرب کی جب چلتی تھین یا زمین پر پاؤن مارتین یا اپنے دونون پاؤن کو لڑاتین تاکہ لوگون کو یہ معلوم ہو جائے کہ انکے پاس چھاگل ہے تو اللہ تعالے نے اُنکو ایسا کرنے سے منع فرمانے کے لیے یہ آیت نازل کی لا یضربن الآیۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ عورتون کو زمین پر اپنے پاؤن نہ مارنا چاہیے اور نہ دونون پاؤن کو لڑانا چاہیے تاکہ چھاگل بجے اور لوگون کو معلوم ہو کہ انکے پاس بھی چھاگل ہے کیونکہ اس طرح مردون کی طبیعت اُنکے جانب مائل ہوگی۔ اور تفسیر کبیر مین ہو قال ابن عباس رض وقتادۃ کانت المرأۃ تمر بالناس وتضرب برجلہا لیسمع قعقعۃ خلخالہا ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیہ شہوۃ النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذلک داعیۃ لہ زائدۃ فی مشاہدتہن حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہو کہ عورتین مردون مین گذرتی تھین اور زور زور سے پاؤن پٹکتی تھین تاکہ لوگ اُنکی چھاگل کی آواز سن لین اور یہ بات معلوم ہے کہ مرد پر شہوت عورتون کی غالب آجاتی ہے تو چھاگل کی جھنکار اُسے عورت کے دیکھنے کی طرف مائل کردے گی۔ اور سیوطی رحمہ اللہ نے درمنثور مین لکھا ہو اخرج عبد بن حمید عن مجاہد ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتہن قال الخلخال نہی ان یضرب برجلہا لیسمع صوت الخلخال واخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود لیعلم ما یخفین من زینتہن قال الخلخال عورتون کو زمین پر اپنا پاؤن اس غرض سے نہ مارنا چاہیے کہ مردون کو اُنکی پوشیدہ زینت کا علم ہو جائے چھاگل والی عورتون کو اس امر سے منع کیا گیا ہو کہ اپنے پاؤن کو زمین پر چھاگل کی آواز سنانے کے لیے مارین اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے اُنکی پوشیدہ زینت یعنی چھاگل — اور نصاب الاحتساب مین ہے وما یحتسب علی النساء اتخاذ الجلاجل فی رجلھن لان اتخاذ الجلاجل فی رجل الصغیرۃ مکروہ ففی المرأۃ البالغۃ اشد کراہۃ لان مبنی حالھن علی الستر وفیہ اظہارھن مع ما انہ من اسباب اللہو عورتون سے جس امر کا احتساب ہوگا

وہ پاؤں مین گھونگرو کا پہننا ہے کیونکہ چھوٹی لڑکی کے پاؤں مین گھونگرو پہنانا مکروہ ہے پس بالغ عورت کے حق مین تولامحالہ سخت مکروہ ہوگا کیونکہ اُنکی حالت کا مقتضی ستر ہے اور اس مین اظہار ہی علاوہ برین یہ اسباب لہو مین سے ہی۔ اور ابوداؤد نے بنانہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی جو حضرت عبدالرحمن بن حبان انصاری رضی اللہ عنہ کی لونڈی ہین انہا کانت عند عائشۃ اذا دخلت علیہا بجاریۃ وعلیہا جلاجل یصوتن فقال لا تدخلیہا علی الا تقطعن جلاجلہا سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہا جرس بنانہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھین جبکہ اُنکے پاس ایک لونڈی لائی گئی جو گھنگرو پہنے ہوئی تھی اور وہ بج رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لاؤ جبتک کہ اُسکے گھنگرو نہ کاٹے جائین کیونکہ مین نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ جس گھر مین جرس ہوتا ہی اُس مین ملائکہ نہین آتے۔ اور تفسیر احمدی مین عبارت مسطورہ کے بعد لکھا ہے وقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یستجیب دعاء قوم یلبسون الخلخال نساؤھم اور جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ خدا اُس قوم کی دعا قبول نہین کرتا جن کی عورتون کے پاؤن مین چھاگلین ہون **سوال** سفید جبہ یا پائجامہ یا کرتہ جس پر خالص چاندی کے بوٹے بنے ہون پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** دو شرط سے اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے (۱) بوٹا عرضاً چار انگشت سے زائد نہو اگرچہ طولاً زائد ہو جیسا کہ ردالمحتار مین ہی ھل المراد قدر اربع اصابع طولا وعرضا بان لا یزید طول العلم وعرضہ علی ذلک او المراد عرضہا فقط وان زاد طولہ المتبادر من کلامہم الثانی چار اُنگل کی مقدار سے طول اور عرض دونون مراد ہین کہ پھول بوٹا چار اُنگل سے زائد چوڑا اور لمبا نہو یا صرف عرض مراد ہی کہ اس سے زائد لمبان درست ہی اسکے متعلق عام فقہا کے کلام سے معنی ثانی کا مراد ہونا سمجھا جاتا ہی (۲) اس قدر قریب قریب بوٹے نہون جس مین اصل کپڑا چھپ جائے اور متوسط مقام سے بالکل کام معلوم ہو جیسا کہ درمختار مین ہی ظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامۃ کما بسطہ فی القنیۃ ظاہر مذہب یہ ہے کہ متفرق پھول بوٹے اگرچہ عمامہ مین ہون جمع نہ کیے جائین گے

جیساکہ قنیہ مین ہی۔ اور رد المحتار مین ہے ای الا اذا کان خط منہ قزا و خط منہ غیرہ بحیث یری کلہ قزا فلا یجوز ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا و نسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع وان زادت بالجمع ما لم یرہ کلہ حریرا قال الطحطاوی وحل لکم المتفرق من الذھب والفضۃ کذلک الحریر یعنے جب کپڑے مین ایک خط ریشم کا ہو اور ایک اُسکا نہو اس طرح پر کہ کپڑا سارا ریشم ہی معلوم ہو تو اُس کپڑے کا پہننا ناجائز ہے اسکا مقتضے یہ ہی کہ وہ کپڑا جس پر ریشم کے پھول بوٹے کاڑھے گئے ہون یا بُنے ہوے ہون حلال ہو جبتک کہ اُسکا ہر پھول چار انگل سے زائد نہو اگرچہ سب ملاکر چار انگل سے زائد ہو جب تک کہ دیکھنے مین سب ریشم نہ معلوم ہونے لگے طحطاوی رحمہ اللہ نے کہاہے کہ متفرق سونے اور چاندی اور ایسے ہی ریشم کا بھی یہی حکم ہے یعنی جس کپڑے پر کامدانی کا کام اس قدر کثرت سے ہو کہ کپڑے مین بوٹے ہی بوٹے معلوم ہوتے ہون اور زمین نہ دکھائی دیتی ہو یا کوئی بوٹا چار انگل سے عرضا زائد ہو تو وہ ناجائز ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ صح الجواب واللہ علیم حررہ ابو الاحیار محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم **سوال** نتھ کا پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** نتھ کو آجکل عرب مین خزام کہتے ہین جائز ہے کیونکہ یہ دوسرے زیورون کی طرح عادیات مین سے ہی کہ اسکے استعمال مین کچھ حرج نہین ہے البتہ یہ بدعت ہے لیکن بدعت جبکہ دین اور عبادت مین نہو بلکہ عادت مین ہو تو وہ مردود نہین ہی مثلا کھانے پینے کپڑون سواریون اور مکانات مین کوئی نئی بات نکالنا اور اسی طرح کی دوسری باتین جن سے کرنے والے کا مقصد تقرب الی اللہ نہو بلکہ محض استعمال مراد ہو جیسا کہ اسکی تصریح حدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ مین ہے وقاس الطحطاوی ثقب الانف علی ثقب الاذن للقرط کما نقل قولہ صاحب رد المحتار تحت شرح قول صاحب الدر وھل یجوز الخزام فی الانف لم ارہ قلت ان کان مما تزین النساء بہ کما ھو فی بعض البلاد فھو فیھا کثقب القرط ففھم من ھذہ العبارۃ جواز ثقب الانف ولبس الخزام طحطاوی نے ناک کے بیہ کا قیاس کان کے بیہ پر کیا ہے جو بالیون کے لیے چھیدے جاتی ہین

جیسا کہ اسے صاحب رد المختار نے شرح در کے اس قول (کیا ناک مین نتھ کا پہننا جائز ہے مین نے اس کے متعلق کچھ نہین دیکھا) کی شرح مین لکھا ہی مین کہتا ہون کہ اگر عورتین اس سے زینت حاصل کرتی ہون جیسا کہ بعض مقامات مین ہے تو اُن مقامات مین نتھ کا پہننا بالیون کی طرح ہے پس اس عبارت سے سمجھا گیا کہ ناک کا بیھ چھید وانا اور نتھ کا پہننا جائز ہے۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر المعترف بالسہو والتقصیر الراجی رحمۃ ربہ الباری محمد محسن الجونفوری تجاوز اللہ عن ذنبہ المعنوی والصوری **ہوالمصوب** بیشک ناک کے بیھ کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے علما نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ در مختار مین ہے ولا باس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط قلت وھل یجوز الخزام فی الانف لم ارہ لڑکی کے کانون کے بیھ مین استحسانا کچھ حرج نہین ہے جیسا کہ ملتقط مین ہے مین کہتا ہون کہ نتھ کے جواز کے متعلق مین نے کہین کچھ نہین دیکھا ہے۔ اور رد المحتار مین طحطاوی کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وقد نص الشافعیۃ علی جوازہ شافعیہ اسکے جواز پر استدلال لائے ہین۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** جو حدیثین ابو داؤد اور نسائی نے باب الذہب للنساء مین لکھی ہین اُن سے عورتون کے لیے استعمال ذہب کی حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہین اگر ثابت ہوتی ہے تو جمہور نے ان کا کیا جواب دیا ہے **جواب** واضح ہو کہ بکثرت روایتون سے عورتون کے لیے حلت ذہب ثابت ہے منجملہ اُنکے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ والی حدیث ہی جسکو ترمذی اور نسائی اور احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم لباس الذہب والحریر علی ذکور امتی واحل لاناثہم حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے مردون کو سونے اور ریشم کے کپڑون کا پہننا حرام ہے اور عورتون کو حلال ہے۔ ترمذی نے اسکے اسناد کو صحیح کہا ہے اور منجملہ اُنکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہی کہ احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اُسکو روایت کیا ہی

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرًا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ہذین حرام علی ذکور امتی حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے ریشم لیا اور اُسکو اپنے داہنے ہاتھ مین لیا اور سونے کو اپنے بائین ہاتھ مین پھر فرمایا کہ یہ دونون میری امت کے مردون پر حرام ہین - اور روایت ابن ماجہ مین وھی حل لاناثھم (اور یہ میری امت کے عورتونکے لیے حلال ہین) ہے - اور عبد الحق رحمہ اللہ نے ابن المدینی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وھذا حدیث حسن ورجالہ معروفون اور یہ حدیث حسن ہے اور اسکے رجال معروف ہین اور منجملہ اُنکے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو سنن بیہقی مین مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحریر والذھب حرام علی ذکور امتی مین نے حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے ریشم اور سونا میری امت کے مردون پر حرام ہے - حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسکی اسناد کو حسن کہا ہے - اور منجملہ اُنکے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو مسند بزاز اور مسند ابو یعلے اور سنن ابن ماجہ ومعجم طبرانی وغیرہ مین مروی ہے - اور منجملہ اُنکے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو معجم طبرانی اور عقیلی اور طبرانی کی کتاب الضعفاء مین مروی ہے - اور منجملہ اُنکے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو معجم طبرانی مین مروی ہے - اور منجملہ اُنکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو مسند بزار مین مروی ہے - اور یہ سب حدیثین احادیث سابقہ کے مطابق دلالت رکھتی ہین اس امر پر کہ سونے کی حرمت مردون کے ساتھ مخصوص ہے باقی رہین وہ حدیثین جو ممانعت پر دلالت کرتی ہین پس حافظ عبد العظیم منذری رحمہ اللہ نے اُنکے ذکر کے بعد لکھا ہے ھذہ الاحادیث التی ورد فیھا النھی والوعید عن تحلی النساء بالذھب یحتمل وجوھا احدھا انہ منسوخ فانہ قد ثبتت اباحۃ تحلی النساء بالذھب الثانی ان ھذا فی حق من لا یودی زکوتہ دون من اداھا ویدل علیہ حدیث عمرو بن شعیب وعائشۃ واسماء الثالث انھا فی حق من تزینت بہ واظھرتہ ویدل لھا ما رواہ النسائی وابو داؤد عن اخت لحذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃ ما تحلین بہ اما انہ لیس منکن

امرأة تتحلى ذهبا وتظهره الاغذیت الرابع من الاحتمالات انه انما منع منه فی حدیث
الاسورة والفتخات لما رأی من غلظه فانه مظنة الفخر والخیلاء و
بقیة الاحادیث محمولة علی ھذا یہ حدیثین جن مین عورتون کے لیے سونے
کا زیور پہننے پر وعید اور نہی وارد ہوئی ہی بہت سے احتمال رکھتی ہین اول یہ کہ یہ سب منسوخ
ہین کیونکہ عورتون کے لیے سونے کے زیور کا مباح ہونا ثابت ہی دوسرے یہ کہ یہ حدیثین
اُنکے متعلق ہون جو انکی زکوٰۃ نہ ادا کرین اس پر عمرو بن شعیب عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہم کی
حدیثین دلالت کرتی ہین تیسرے یہ کہ یہ حدیثین اُن عورتون کے متعلق ہین جو ان سے
زینت حاصل کرین اور اُسکا اظہار کرین اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو نسائی
اور ابو داؤد نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو کیا تم مین سے کسی کے پاس چاندی نہین جسکا زیور بنوائے
اور کیا یہ واقعہ نہین ہے کہ جو عورت سونا پہنکر اُسکا اظہار کرتی ہے اُسپر عذاب ہوگا چوتھے
یہ کہ اسکی ممانعت کڑون اور کنگنون والی حدیث سے ثابت ہوتی ہی جس کی وجہ یہ تھی کہ
عورتین موٹے موٹے کڑے اور کنگن پہنتی تھین جس سے فخر اور تکبر کا احتمال ہوتا ہی پس باقی
حدیثین اسی پر محمول کی جائینگی **سوال** زرد یا سنہرے رنگ کا کپڑا کسم اور زعفران کے سوا
مین رنگا ہوا مرد کو پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** زرد رنگ کسم اور زعفران کے سوا مین
رنگا ہوا پہننا جائز ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے زرد کپڑا
پہننا ثابت ہی بلکہ بعض روایتون سے ثابت ہی کہ سفید کے بعد حضور روحی فداہ کو زرد رنگ
محبوب تھا۔ سنن ابوداؤد اور نسائی وغیرہ مین ہی ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرة
حتی تمتلی ثیابہ من الصفرة فقیل له لم تصبغ بالصفرة فقال انی رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یصبغ بها ولم یکن شیء احب الیه منها وقد کان یصبغ بها ثیابه کلها
حتی عمامته حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے رنگتے تھے یہانتک کہ
اُنکے کپڑون مین زرد رنگ آجاتا اُن سے پوچھا گیا کہ آپ زردی سے کیون رنگتے ہین تو انھون
نے جواب دیا کہ مین نے حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کو اسی سے رنگتے دیکھا

ہے اور آپ کو اس سے زائد کوئی رنگ پسند نہ تھا آپ اپنے کپڑون کو اسی سے رنگتے حتی کہ عمامہ کو بھی۔ اور عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر مین منقول ہی مرد کو پہننا زعفرانی یا زرد رنگ کا کپڑا اگر وہ تحریمی ہے اور مراد زرد سے زرد مائل بسرخی ہی اسلیے کہ زرد کا پہننا حضرت صلعم سے اور بعض صحابہ رض سے منقول ہی کذا قال مولانا محمد اسحق الدہلوی رحمہ اللہ اور روایت ہی امام محمد رحمہ اللہ سے کہ ایام شادی مین زرد رنگ کی رخصت ہی انتہی اور بھی اسی کتاب مین ہی دوسرا قسم کسم کے رنگ کا وہ جو مخلوط ہو ساتھ زردی کے پس اگر زردی کم ہو اور سرخی کسم کی غالب ہو جیسے نارنجی یا زردی بہ نسبت نارنجی کے زیادہ ہو مگر سرخی سے کم ہو جیسے سنہرا یا زردی اور سرخی برابر ہون یہ تینون درجے حرام ہین اور اگر زردی غالب اور سرخی کسم کی مغلوب ہو مانند طلائی اور کیسری وغیرہ کے تو درست ہے انتہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

تمام شد جلد دوم

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد اضعف عباد اللہ **محمد برکت اللہ رضا** لکھنوی فرنگی محلی ناظرین علوم دینیہ کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ مین نے **حاجی محمد سعید** و **حاجی عبد القیوم** تاجران کتب کلکتہ کے اصرار سے **اخی حضرت مولانا محمد عبد الحی قدس سرہ** کے فتاوے کا اردو مین ترجمہ کیا اور اپنے اس ترجمہ کا نام معلم الفقہ رکھا۔ اور ہمیشہ کے لیے اسکے چھاپنے کی اجازت حاجی صاحبان موصوف الصدر کو دی ہے کوئی صاحب بلا اجازت حاجی صاحبان اسکے طبع کا خیال دل مین نہ لائین خدا کا شکر ہی کہ پہلی مرتبہ یہ دوسری جلد بھی **مطبع قیومی کانپور** مین جناب حاجی محمد قمر الدین صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہو گئی اللہ تعالے محض اپنے فضل سے اسکو قبول فرما کر اس گنہگار کے لیے ذریعہ نجات اخروی بنائے آمین۔

الف ۱۸ ہم م